سلسلۂ مطبوعات : ۶۲

انتخاب یادگار

امیر احمد امیر مینائیؒ

اتر پردیش اردو اکادمی، لکھنؤ

انتخاب یادگار

امیر احمد امیر مینائی

پہلا اکادمی ایڈیشن ۱۹۸۲ء
تعداد ۱۰۰۰
قیمت ۲۳ روپے

عزیز الجبار خاں سکریٹری اتر پردیش اردو اکادمی نے نو وجیتا آفسٹ پرنٹرز نئی دہلی سے چھپوا کر بہرہ ہاؤس قیصر باغ، لکھنؤ سے شائع کی۔

پیش لفظ

اُردو شعرا کے زیادہ تر تذکرے اُن لوگوں نے لکھے جن کا شمار اپنے وقت کے بڑے شاعروں میں ہوتا تھا۔ اس ضمن میں میر تقی میر، مصحفی، میر حسن اور شیفتہ کا نام لینا بہت کافی ہے۔ امیر مینائی اُن شاعروں میں ہیں جو صرف اپنے زمانے میں ممتاز نہیں ہوئے بلکہ آج بھی اُردو ادب کی کوئی تاریخ اُن کے ذکر کے بغیر مکمل نہیں ہو سکتی۔ اُنھوں نے بھی "انتخاب یادگار" کے نام سے شعرا کا ایک تذکرہ لکھا تھا جو ۱۲۹۷ھ میں شائع ہوا تھا۔

ہر چند انتخاب یادگار صرف اُن شاعروں کے ذکر پر مشتمل ہے جن کا کسی نہ کسی انداز سے رام پور سے تعلق رہا ہے لیکن یہ نہ بھولنا چاہیے کہ رام پور ہماری ادبی تاریخ کا ایک اہم باب ہے۔ پچھلی صدی کے نصف آخر میں رام پور کو ایک ایسی مرکزی حیثیت حاصل ہو گئی تھی جہاں دلی اور لکھنؤ کے دبستانوں کے اہم شعرا اُردو شاعری کو نئے رجحانات سے مالا مال کر رہے تھے۔ رام پور اُردو شاعری کے اہم دبستاں کی حیثیت سے یاد کیا جا سکتا ہے جس کا قطعی ثبوت انتخاب یادگار سے فراہم ہو جاتا ہے۔

اُترپردیش اُردو اکادمی نے کم یاب تذکروں کی اشاعت کا ایک جامع منصوبہ مرتب کیا ہے۔ انتخاب یادگار کے پہلے ایڈیشن کی اشاعت اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ اُمید ہے کہ اکادمی کی دوسری مطبوعات کی طرح اسے بھی حسنِ قبول حاصل ہوگا۔

محمود الٰہی
چیرمین مجلس انتظامیہ

اُترپردیش اُردو اکادمی
قیصر باغ۔ لکھنؤ
۱۲ رنومبر ۱۹۸۲ء

فہرست

انتخاب یادگار

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آغاز فہرست

طبقہ اول در ذکر والیان مملکت بترتیب ایام حکومت

طبقهٔ دوم در ذکر شعرای متوطن و متوسلین دار الریاسته بترتیب حروف تهجی

صفحه	اسما	علامت زبان	صفحه	اسما	علامت زبان
۱	آزاد سید نجف علی	ا	۱۲	اخگر فتحیاب خان	ا
〃	آزاد حکیم غلام حسین خان	ا	〃	اسعد صاحبزاده محمد اسعد علیخان	〃
〃	آشفته مولوی محمد سعد الله صاحب	فا	۱۳	اسیر جناب منشی مظفر علی صاحب	فا
۳	آشفته حسن شاه خان	ا	۲۴	اشرف صاحبزاده اشرف علیخان	ا
۴	آشنا مرزا محمد اکرم	〃	۲۵	اشک سید قطب الدین	〃
〃	آه شیخ محمد فرید الزمان خان	فا	〃	اصغر صاحبزاده اصغر علیخان	〃
۵	احسان سید احسان علی	ا	۲۶	اطهر شیخ ابن احمد	〃
〃	احسن حکیم مظهر احسن خان	فا	〃	افزون سید حسین شاه	〃
۶	احقر سید حافظ حبیب علی	ف	۲۷	افسر صاحبزاده احمد یار خان	〃
〃	احمد میان یحیی بن احمد	ا	۲۸	افغان محمد نور خان	〃
۹	احمد شیخ احمد علی	ف	〃	افکار صاحبزاده اصغر علیخان	〃
〃	احمد میان احمد علی شاه	فا	۲۹	اکبر محمد اکبر علیخان	〃
۱۰	احمد احمد خان	ا	〃	اکبر [illegible] محمد اکبر خان	〃
〃	احمد سید احمد نذر	〃	〃	اکرم مولوی محمد اکرم	〃
۱۱	احمد سید احمد علی	〃	۳۰	الم صاحبزاده سعید الله خان	〃
〃	احمد احمد سعید الله خان	〃	〃	امداد صاحبزاده امداد علیخان	〃
〃	اختر شیخ رمضان علی	〃	۳۱	امیر صاحبزاده محمد یار خان	〃
〃	اخگر صاحبزاده هادی یار خان	〃	۳۲	امیر صاحبزاده امیر الله خان	〃
۱۲	اخگر محمد جان خان	〃	〃	امیر سید محمد امیر شاه صاحب	فا

واضح ہو کہ بندگان حضور پر نور دام ملکہم واقبالہم کے دواوین
سب مطبوع ہو کر مطبوع خلائق ہو چکی اور سب کا انتخاب اس
تذکرے مین داخل ہوا ایک یہ غزل وقت تمامی طبع تذکرہ کے
ارشاد ہوئی لہذا رونق تذکرہ کے واسطے اس جگہ داخل کی گئی

[illegible] بیتابی سی آگئی
[illegible] آن کی گئی

[illegible] جاتی رہی آگئی
[illegible] قابل نہ [illegible]

وہ دن اور [illegible] وہ نہیں
[illegible] چشم مین [illegible]

[illegible] آرام اس جی سے
[illegible] پہلو مین [illegible] دل ہو گیا

[illegible] دنیا مین [illegible] بیتاب سی
[illegible]

[illegible] بیٹھ [illegible]
[illegible] مین بھی [illegible]

صحبت بحث کرتی ہو نواب انسی | یہ بیت ثو حسد اسی بھی قابل نہ ہم

انتخاب یادگار

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سمند قلم پر شہسوار سخن کی تاکید ہی کہ میدان حمد الہی مین قدم اوٹھا اور تیغ زبان پر قوت ناطقہ کی تہدید ہی کہ اس معرکی مین جوہر دکھا مگر یہ منزل ایسی کڑی ہی کہ دونون کو مشکل پڑی ہی نہ اوسکا پانون نہ اسکا ہاتہ اوٹھ سکتا ہی اس عجز کو دیکھکر عقل حیران ہے اور دل کو سکتا ہی کہ تحریر و تقریر کا تو یہ حال کہ نہ قلم کو لکھنی کی تاب نہ زبان کو گویائی کی مجال پھر کیونکر وادی ناپید اکنار حمد تمام ہو جسکی ذات کی بدایت صفات کی نہایت نہو کس طرح اوسکی ستایش کا سرانجام ہو الحق وہی باطن وہی ظاہر ہی وہی اول وہی آخر ہی گفتگوی بیسر و پا اوسکی ثنا کی گنجایش کہان پای قطرہ مین دریا ذرہ مین صحرا کیونکر سمای عجب بارگاہ کبریائی ہی کہ وہان رسائی کا طریقہ نارسائی ہی انسان ہمت ہار دی اور اس بازی کو جیت لی وادی معرفت الہی سے عہدہ برآ ہونی کی یہی سبیل ہی اَلعَجزُ عَنِ الدَّرَاکِ اِدرَاکٌ اسی پر دلیل ہے حمد الہی کی بعد نعت حضرت رسالت پناہی کا مقام ہے کہ اسکی بغیر یہی ہر دفتر ابتر اور ہر کلام ناتمام ہے ترکیب بند مجموعۂ روزگار نی اوسی ترجیع بند بایش وجود کی واسطے

قصیدہ کائنات کو نظم فرمایا اور ترصیع مخمس آفرینش نی اوسی بیت الغزل دیوان
شہود کی یہی نقاط سبعہ سیارہ سی مثنوی ہفت پیکر افلاک کو انتخاب فرماکر
رتبہ بڑہایا مطلع کونین اوسیکی پرتو قامت موزون سی موزون ہی اور رباعی
عناصر اوسیکی فیض چار ابرو سی سراپا مضمون ہی تہر مہتاب اوسی کی عشق مین
صوت آہ ہی اور ہر نقطہ انتخاب اوسی کی غم مین سینہ قرطاس پر داغ سیاہ ہی
ہر دائرہ حرف اوسی کی شوق مین چشم حیران ہی اور ہر سلسلہ سطر اوسی کی جدائی مین
زلف پریشان ہی لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْأَفْلَاكَ اوسی کی نامہ وجود سراپا جود کا
عنوان ہی اور وہی ذات پاک ختم رسالت و نبوت کا پایان ہے اوسکی مہر کی
بارجیم موج تسنیم ہی اور اوسی کی قہر سی گل جنت شعلہ جحیم ہے فلک اوس
آستان عالی پر سر بسجود ملک اوس بارگاہ والا مین محو درود قاب قوسین
اوس کماندار کی تیر کا نشانہ ہی اور مَا عَرَفْنَاكَ اوس سراپا انکسار کی تواضع کا
مختصر ترانہ ہی كُنْتُ نَبِيًّا وَآدَمُ بَيْنَ الْمَاءِ وَالطِّينِ سی شان اولیت ہویدا ہی اور لَا أُحْصِي سے
رنگ ثبوت ہویدا ہی خاکی اوس نور سرمدی کی مرتبی کو پہچانی محال ہی نہان
اوس ملائک بشر کی رتبی کو جانے کیا مجال ہے ناچار در ودنا محدود پر ختم
کرنا چاہیے اور اوس ہیکل نور کی آل اطہار اور اصحاب ابرار خصوصًا کار کنان ملک
شریعت پیشوایان راہ طریقت زور آوری مین فرد ہمت مین جوانمرد أَشِدَّاءُ
عَلَى الْكُفَّارِ اشجع روزگار چار بالش خلافت کی مسند نشین حضرات خلفای اربعہ
یعنی خضر شاہراہ تحقیق امیر المومنین حضرت ابی بکر صدیق اور مزین منبر و محراب امیر المومنین
حضرت عمر ابن خطاب اور کامل الحیا قوی الایمان امیر المومنین حضرت عثمان ابن عفان
اور مظہر عجائب وغرائب امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالی عنہم
ورضوا عنہ پر رحمت کی درخواست کرکی گوہرہای مقصود سی دامن بھرنا چاہیے اللّٰہم

سیدنا محمد وعلی آله واصحابه واشیاعه واتباعه اجمعین ٥

حمد ونعت کی بعد فقیر سراپا تقصیر امیر احمد مینائی متخلص به امیر ابن مولوی
کرم محمد مینائی لکھنوی متخلص به کرم غفر له الله الصمد یه عرض کرتا ہی کہ جب حکیم علی الاطلاق کو
باقتضای حکمت بالغه کسی ملک کا آباد کرنا اور وہان کی رعیت کا دلشاد کرنا منظور ہوتا ہے
تو ایسی حاکم مصلحت کیش رئیس حکمت اندیش کو فرمان روا فرماتا ہی جسکی ذات فیض آیات
سی خلق کو نفع عام ہو اور جمله امور جزئی وکلی اور تمام مشاغل دینی ودنیوی سی مقصود اصلی اوسکا
آسایش انام ہو ہماری عہد مین اس مضمون کا مصداق کامل وہ ذات کریم ورحیم وعادل و
باذل ہی فیض وکرم جود وہمم حکمت وعدالت مروت وفتوت جسکی آب وگل مین داخل ہی
وجود سراپا جود دفتر موجودات مین انتخاب پرتو آفتاب فیض سی ذره ذره بہره یاب
رعیت اوسکی حفظ مین حوادث روزگار سی محفوظ خلقت اوسکی سایه حمایت مین مقاصد دلخواه
سی محظوظ دولت اوسکی بدولت ارجمند اقبال اوسکی پابوس سی سربلند نصرت وفیروزی
نقش قدم آیه فتح سنه عمل اوسکی عہد سخاوت مین سیم وزر کو دست لئیم سے نجات اوسکے
دور نصفت مین ظلم وستم کی جان سوزد آفات ذره اگر اوسکے سایه تربیت مین نگاه پائے
خورشید سی آنکه لڑائی قطره اگر منظور چشم رافت ہو جائے موتی کو آنسو کی طرح آنکه سی گرائے
آفتاب اوسکی آستانی پر محو جبین فرسائی مہتاب اوسکی دروازی پر کاسه گدائی
دور عالم اوس چراغ ہند کی تجلی سے فانوس شمع انصاف آئینه آفتاب عکس رخسار
روشن کی فیض سی پایا اوسکا طاق ابرو محراب دعا بارگاه والا قبله ارباب تمنا فیض
عدالت ہر دل معمور سے بازکی ٹوپی زیر پای عصفور سے انصاف ذات بندگان عالی
قادر سے ممکن ہے شمع کشته کا خونبہا لینا صرصر ہی کا کام ہے وصف شیر گیر باری
جہان اگر نظر ہو تو فردا فردا یگانگی سے نیشکر ہو فیض عام خواص پر نہین مقصور ہے
گلشن کی طرح خار وگل دونون کی پرورش منظور ہے جس مملوک کا بیٹھا پایا او تارا اوسنے

برنگ نگین آب ندمین غوطہ مارا عجب نسلۂ عدل و داد ہے کہ شہباز شاہین تدرو و کبک کا
ناوک بیداد ہے وہ ضعیف نواز کہ اگر شرر کا طرفدار ہو جاے صرصر گرد پھر کر شرار کی
حق مین صسار ہو جاے وہ غریب پرور کہ اگر ذرے کی امداد فرماے آفتاب اوسکو
اپنی آنکھ کا تارا بناے گرگ اس عہد مین گوسفند کی نگہبانی کرتا ہے کبک شہباز کی
صحبت کا دم بھرتا ہے تاجدار افسر کی طرح گرد سر اقدس گھومتی ہین شہوا صحت کی
صورت پاے مبارک چومتے ہین سیاست کا یہ رنگ کہ بے حکم باغ مین پتا نہین ہلتا
ہے ریاست کا یہ ڈھنگ کہ جو پھول کھلتا ہے شگفتہ ہو ہو کر بلبل سے ملتا ہے اشعار

حبذا حاکم انصاف و عدالت گستر
منبع جود و سخا زیب دہ علم و ہنر

صاحب سیف و قلم اوج دہ طبل و علم
معدلت کیش حق اندیش رعیت پرور

مرجع خلق خدا مبدء الطاف و کرم
افسر تاجوران حامی ارباب ہنر

مرکز علم و یقین حامی دین ظل الہ
عرش ایوان و ملک فوج و سلیمان افسر

نقش پا تاج شرف بہر سر چرخ بلند
خاک پا سرمۂ بینائی چشم اختر

حکم اوسکا جو حفاظت کی سپر پیش کرے
ہو د آتش مین سلامت رہے بانی کی بنا

جس چمن مین نہ ہوا اوسکی حفاظت کی چلے
شاخ ارہ ہو درختون کی لیے برگ تبر

پرتو مہر سے اوسکی ہو زمین چشمۂ مہر
شعلۂ قہر سے اوسکی ہو فلک خاکستر

چرخ کہتی ہین جسے ہے در دولت کی زمین
عرش کہتی ہین جسے لوگ وہ ہے کرسی در

دست ہمت نے یہ تقسیم کیا مال جہان
لعل کہسار مین باقی ہین نہ دریا مین گہر

صاحب علم جو ہین مدرسۂ عالم مین
سب وہ مشتق ہین فقط ذات سے علی مصدر

وہ کرے مہر تو کنہ مان قضا ہو جاری
دستخط اوسکی ہے طغرای منشور ظفر

ذرہ صحرای عنایت کا ہے رشک سکندر
قطرہ دریای لطافت کا ہے چشمۂ خضر

صاحب تحفت جو رکھتا ہے جدائی اوسکے
شکل نقادہ سے جدا سر ہے اوسکی فی الفور

یہی کرنی گئین دیندار پرستش اوسکی | بت جو سنگ در عالی سی تراشی آذر
بخشش عام کی توصیف ہی دریا دریا | ہمت خاص کا آوازہ ہی کشور کشور
دست ہمت مری ممدوح کی ہین دو چشمے | اسکو کہتی ہین جو تسنیم تو اوسکو کوثر
اوسکی بخشش کی ہوا ہو جو ہوا مین شامل | تابش برق کی جا ابر سی ہو بارش زر
سایہ قد مین ہی آرام سی سب خلق خدا | ہی علمدار کی ہمراہ یہ سارا لشکر

وہ علمدار کون فرمان روای کشور برتری طغرای صحیفہ سروری گوہر دریای تاجداری افسر فرق بختیاری ممی مراسم عدل و داد ماحی آثار ظلم و بیداد مسندآرای قصر جاہ و جلال چمن پیرای گلشن دولت و اقبال نہال نورس گلستان بیثبانی گل ہمیشہ بہار حدیقہ فرخندہ فالی مہر سپہر بلند نامی بدر آسمان عالی مقامی ابر دریا بار بخشش و کرم بحر زخار فیض و ہمم نور دیدہ سعادت سرو سہی رشادت سکندر شوکت دارا حشمت حاتم سخاوت رستم شجاعت کسری ایوان افراسیاب توان فریدون فر جمشید افسر عرش اقتدار کرسی مدار سپہر سریر عطارد دبیر ہلال کمان شہاب سنان خورشید علم مریخ حشم عالیجناب شرف انتساب گردون قباب قمر رکاب حضرت حاجی حرمین شریفین زائر روضہ شہنشاہ نشئتین والا خطاب معلی القاب جناب نواب کلب علیخان صاحب بہادر مشیر قیصرہ فرزند دلپذیر دولت انگلسیہ رئیس دلاور اعظم طبقہ اعلای ستارہ ہند خلد اللہ ملکہ جلالہ و مد علی کافۃ الرعیۃ ظلالہ فیض عام بندگان حضور نی دارالریاست مین دارالسلطنۃ عالم دکھایا وہ ساز و سامان جمع فرمایا کہ سلطنتو بکا رنگ شایا سیاحان جہانگرد کا بیان ہی کہ جیسا مجمع ارباب کمال یہان ہی کہین نہین ہی جس فن جس علم کا کامل ڈھونڈہیی یہین ہی ہر طرح کی ذی جوہر اہل ہنر کی قدر و منزلت ہی اکابر و عمائد دربار ڈربار مین حاضر علما و حکما و اتقیا سی صحبت ہی طبقہ شعرای بلند نام بہی زیر دامان عاطفت و پرورش

محو آرام ہی جو ہر شناسی و قدر افزائی سی محسود خاص و عام ہی ایک دن بندگان حضور کو خیال آیا کہ ایک تذکرہ شعرای ماضی و حال کا ایسا تیار ہو کہ اوس سی خاص اس دار الریاست کی متوطن اور متوسل شاعروں کی مختصر کیفیت سخنگوئی کی حقیقت نقش صفحۂ روزگار ہو اسی ضمن مین اعزاز اس ہیچمدان کا بھی منظور ہوا لہذا یہ ہیچمیرز اس خدمت پر مامور ہوا اور محض با قتضای عطوفت خسروانی آغاز سی انجام تک برابر حضور نی التفات فرمایا تب یہ تذکرہ ایک سال مین تمامی پر آیا اگر ناخن امداد حضور گرہ کشائی نفرماتا ممکن نتھا کہ ایسا تذکرہ جامع جسمین راست راست بی کم و کاست عن عن واقعات تاریخی مین ترتیب پاتا اس مہم کا سرانجام ہونا محض نتیجہ توجہ سرکار ابد قرار ہی اس بی حقیقت کی سعی مانند حرکت خامہ بدست نامہ نگار ہی حق یہ ہی کہ بندگان عالی نے صدہا اموات بی نام و نشان کو زندہ فرمایا ہی و درحقیقت اعجاز مسیحائی دکھایا ہی کہ جب تا قیامت نام نیک اونکا زینت لوح روزگار اور کلام منتخب ہر ایک کا مشہور جوار و دیار رہیگا

قطعہ تاریخ

مژدہ ای اہل سخن لکھا گیا کیا تذکرہ — جسکا ایک ایک شعر موتی کیطرح ہی آبدار
عاشقانہ شعر چن چن کر کیے ہین مندرج — فرد فرد اس منتخب مین ہی فرید روزگار
غیر ممکن تھا کہ ہو سکتا یہ ایسی التزام — گر نہوتا التفات خسرو عالی وقار
اس اضافت سی یہ سارا تذکرہ ہی منتخب — ورنہ کیا میری حقیقت کیا ہی میرا اعتبار
انکشاف سال ہجری ہو اگر مد نظر — نام تاریخی ہی اسکا **انتخاب یادگار**

۱۲۹۰

مخفی نرہے کہ چونکہ یہ تذکرہ حسب الحکم بندگان حضور مرتب ہوا ہی اور جتنا مادہ تالیف ہے سب نم ابر فیض و قطرۂ دریای ارشاد والا سے لہذا واجب ہے کہ ذکر اسلاف کرام و آبا و اجداد فلک مقام بندگان حضور تاج سر کتاب ہو اور اگرچہ بعض حضرات ممدوح نی بسبب کثرت مشاغل نظم مملکت و ریاست با وجود جودت طبع سے زمین سخن مین قدم نہین رکھا لیکن کچھ کچھ حال تاریخی سبکا تذکری سے

رونق شہ ہانی کی واسطی انتخاب ہو پس راقم الحروف نی اس تذکری کو دو طبقون پر تقسیم کیا
طبقہ اول مین والیان ملک کا ذکر خیر بترتیب زمانہ حکومت و ریاست زیب افزای
ناصیہ کتاب ہی اور طبقہ ثانی مین بترتیب حروف تہجی اون شاعرونکا حال مختصر اور کلام انتخاب
ہی اور خاندان عالیشان ریاست کی سخندان بلفظ صاحبزادہ تعبیر کیی گئی ہین اور مجموع شعرا
اس تذکری مین چارسوس ہین اور چونکہ اس تذکرہ مین عربی فارسی اردو بہاکا چارون زبانونکے
شاعر ہین اور بعض اہل سخن کئی زبانون کی شاعری سی ماہر ہین اور ان امور کی طرف بھی اشعار منظور تہی
لہذا فہرست مین اونکی اسما کی ساتہ عربی کی علامت ع اور فارسی کی علامت ف اور اردو کی
علامت ا اور بہاکا کی علامت ب اور فارسی عربی کی علامت فع اور فارسی اردو کی
علامت فا اور فارسی اردو بہاکا کی علامت فبا اور اردو بہاکا کی علامت با مذکور ہی
اور مخفی نرہی کہ جو سخنور دو زبانون کی شاعر ہین اور دونون زبانون مین تخلص اونکی مختلف
ہین تو وہ دونون تخلص باعتبار حروف تہجی اپنی اپنی محل پر لکہی گئی ہین جیسی عنبر شاہ خان
کہ فارسی مین عنبر اور اردو مین آشفتہ تخلص کرتی ہین تو حرف الف مین آشفتہ اور حرف
عین مین عنبر لکہا گیا ہی اور ہر شاعر کی استاد کا نام اور مقدار عمر اور ولدیت اور درصورت
متوفی ہونی کی تاریخ و ماہ و سال رحلت لکہنی کا اس تذکرہ مین التزام کیا ہی اور جہان کوئی
امر با وصف تجسس معلوم نہوا بمجبوری چہوڑ دیا خصوصًا وہ شعرا جنکا نام تذکرون مین دیکہا گیا
وہان یہ التزام نہین رہا بلکہ اون مین کہین صرف تخلص ہی نام تک نہین جیسی حرف رای مہملہ مین
رضا اور جو شاعر خاص دارالریاست کی متوطن ہین تو اس لحاظ سی کہ یہ تذکرہ موضوع
اونہین کی ذکر کی واسطی ہوا ہے اونکی سکونت کی طرف اشارہ نہین اور جو مضافات
دارالریاست کی رہنی والی ہین یا ساکن دہلی و لکہنو وغیرہ ممالک غیر ہین اور بسبب نوکری
وظیفہ خواری کی اونکا ذکر درج تذکرہ ہے اونکی مقامات سکونت کا نام لکہدیا ہی اور مخفی
نرہی کہ اس تذکری مین جو کلام داخل ہوا ہے مختلف طریقون سی ملا ہی جن شاعرون کی

دیوان اونکی اونکی دیوان منتخب کیی اور جنکی دیوان نہ تھی اونکی اشعار معاصرین سے طلب کیی بعض اساتذہ نی اپنی تلامذہ کی اشعار بہرا دیی اور بعض تلامذہ نی اپنی استادونکی شعر لکھوا دیی کسی نسخہ دان نی کسی شاعر کی شعر اپنی یاد پر لکھدیی پس اس صورت مین احتمال ہی کہ ہمین دہوکا ہو گیا ہو کہ کسی کی شعر کسیکی نام سی اس تذکری مین مندرج ہو گئی ہون لہذا ناظرین سی امید ہی کہ جہان ایسا فتور ملاحظہ فرماوین مولف کو معذور سمجھکر الزام سی بچاوین اور کبھی اس روضہ ریاحین کی نظارہ سی حظ اوٹھاوین بندگان عالی کی حق مین دعای خیر خوشا ترقی اقبال و دولت و افزایش جاہ وحشمت و صحت جسمانی و آسایش روحانی کی واسطی دعا فرماوین الہی جب تک یہ دفتر کائنات برقرار رہی یہ سلطان عیسی نفس شاہد مقاصد دارین سی ہمکنار رہے ع این دعا از من و از جملہ خلق آمین باد

ذکر خیر جناب مستطاب نواب علی محمد خانصاحب بہادر طاب ثراہ

انتخاب مجموعہ قضا و قدر ستارہ سعود فتح و ظفر بدر سمای مرحمت گستری شمسہ فلک بزرگی و برتری مفتاح ابواب جاہ وحشمت مصباح محراب دولت و ثروت مرکز دائرہ شوکت و اجلال محیط بسیط عز و اقبال اولین اریکہ آرای بارگاہ جہانداری پناہ و موید من اللہ جناب مستطاب معلی القاب **نواب علی محمد خان صاحب** بہادر طاب ثراہ و جعل الجنۃ مثواہ خلف رشید جناب سید گادر علی فرزند سعید جناب سید یعقوب علی پسر نیک اختر جناب سید دلدار علی حیدری ابن سید یونس ابن سید محمود طاہر ثانی خلف سید خواجہ غیاث الدین احمد ابن سید محمد نجم الدین طاہر ولد خواجہ عبد العزیز ابن سید ادریس ابو المعالی خلف خواجہ ابراہیم فرزند ارجمند حضرت منبع نجابت و علم امام موسی کاظم علیہ السلام ولد امجد حضرت امام ہمام جعفر صادق علیہ السلام خلف ارشد مقتدای انام حضرت امام محمد باقر علیہ السلام ولد سعید پیشوای جماعت ارباب احترام حضرت سید الساجدین امام زین العابدین علیہ السلام خلف الرشید سید الشہدا نور چشم فاطمۃ الزہرا

عرش مسکن ولاہوت مقام حضرت امام حسین علیہ السلام فرزند دلبند مظہر العجائب والغرائب
حضرت علی ابن ابی طالب زوج خاتون ہر دوسرا حضرت فاطمۃ الزہرا قرۃ العین شفیع
المذنبین خاتم النبیین شمع سالکین مصباح العاشقین مراد المشتاقین شاہنشاہ انبیا شافع
روز جزا حضرت احمد مجتبی محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وازواجہ وعترتہ واتباعہ واشیاعہ اجمعین
واضح ہو کہ نواب خورشید کلاہ انجم سپاہ کی واقعات سے کتاب تاریخ فرح بخش مشہور بہ تاریخ
افاغنہ مرتبہ منشی شیو پرشاد اور تاریخ مولفہ خواجہ محمد بشیر صاحب مودودی چشتی وغیرہما معمور ہین
اور معارک عظیمہ فتح وظفر اور وقائع فیاضی وقدرشناسی ارباب جوہر واہل ہنر تمام عالم
مین مشہور ہین اگر وہ سب حالات بشرح وبسط لکھی جائین تو ایک کتاب مبسوط ہو جای
اور تذکرہ تاریخ کا رنگ دکھای لہذا تیمناً تبرکاً آگاہی ناظرین کی واسطے یکی از ہزارا و اندکی
از بسیار بکمال اختصار زیب صفحہ تحریر ہوتا ہی کہ عہد ابو النصر قطب الدین محمد معظم شاہ عالم
بہادر خلف بزرگ حضرت اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ انار اللہ برہانہما مین سردار داود خان
ابن شاہ عالم خان ابن محمود خان ابن شہاب الدین خان متوطن ملک روہ مضاف کوہستان
کابل نی ہندوستان مین آکر سواد فرحت بنیاد شہر مین اقامت اختیار کی اور زمانہ قلیل مین
بلند حوصلگی اور اولو العزمی سی جمعیت بہم پہنچا کر بتدریج رونق پائی ایکبار شدت عسرت
فوج ہمراہی سردار موصوف بہت تنگ آئی اور جلادت فطری وجسارت ذاتی سی جا بجا کی
کمر باندھی موضع بانکولی متعلق پرگنہ کابر تحصیل بہیڑی ضلع بریلی مین معرکہ جدال وقتال عظیم واقع
ہوا یہ مقام عموماً شرفا ونجبا کا مسکن اور خصوصاً سادات کرام کا موطن تھا ہنگام کارزار کچھ
لوگ تو وہان کی فرار ہو گئی باقی سب مقتول ہوی جب بازار حرب وضرب سرد ہو چکا
سردار داود خان نی ایک طفل خردسال صاحب حسن وجمال ایک مکان مین دیکھا جسکی
پیشانی سے آثار رشد وسعادت پیدا ہین اور علامات اقبال ودولت ہویدا ہین
اوس پیکر سطوت وشوکت کو آغوش مین اوٹھا لیا اور اوس نور دیدہ اقبال چراغ خا

شوکت واجلال سے پوچھا کہ صاحبزادی تمہارا نام کیا ہے اونہون نی محمد علی نام بتایا
سردار موصوف نی اپنا فرزند ارجمند قرار دیکر علی محمد خان نام رکھا اور مربیانہ
تعلیم و تربیت کرنا شروع کیا چونکہ اصل فطرت مین طبع عالی سب فنون سی مناسب واقع
ہوئی تھی علوم دانشوری مین طاق اور شہسواری تیراندازی وغیرہ جملہ فنون سپاہگری مین
شہرۂ آفاق ہوگئی سلم وزاہدین تک تحصیل کتب درسیہ کی بھی نوبت آئی دس بارہ برس کی عمر
اکثر علوم مین قدرت کامل بہم پہنچائی ترقی اقبال بصورت یون نظر آنی لگی کہ جب سی آپ کہا
بالطفت و پرورش مین آئی سردار داود خان کی جمعیت و شوکت روز افزون ہونی لگی
ولایت تک انکی سرداری کا شہرہ پہنچا اور اکثر ولایتی اگر فرمان پذیر ہوی حافظ رحمت خان
اور دوندیخان اور بخشی سردار خان اور فتح خان خانسامان اور نجیب خان اور صدر خان
کمال زیتی نامورانِ افغانستان انیس و ندیم ہوی اوسی زمانی مین مدار اسہای زمیندار کو
بعض شرکای زمینداری سی مخالفت پیش آئی اور بسبب قوی ہونی مد مقابل کی سردار
داود خان سی رجوع کی اور باعانت سردار موصوف حریف پر فتح پائی اور بہت منت
پذیری سے تحائف و نقود معقول پیشکش کیی رفتہ رفتہ آوازۂ اقتدار ایسا بلند ہوا
کہ راجہ کوہ کاون نی سردار داود خان کو مع تمام لشکر ہمرکاب بشاہرہ پیش قرار نوکر رکھکر
اپنا سپہ سالار کیا جب فرمان سلطانی استیصال راجہ مذکور کی واسطی محمد عظمت اللہ خان ناظم
کٹیہر کی نام صادر ہوا اور ناظم مذکور نی راجہ پر لشکر کشی کی اور راجہ کو شکست ہوی تو یہ گمان
ہوا کہ بوجہ موافقت معنوی کی جو عظمت اللہ خان کی ساتھ تھی سردار داود خان نی لڑائی مین
تن دہی نہ کی اس گمان سے بعد شکست کی رسم ظاہری تو سردار موصوف کی آمد بدستور جاری
رکھی مگر گھات مین رہا کہ وقت پاکر عوض لیجی اور کسی طرح قابو مین لاکر قتل کیجی آخر یہی اتفاق
ہوا کہ سردار موصوف کو بحیلہ عطای تنخواہ پہاڑ پر بلا کر قید کرلیا اور بعقوبات شدیدہ قتل کیا
اوس زمانی مین سردار موصوف کی فوج آزمودہ کار مین ہمگین تین سو پیادی اور سوا

اثر وہی شمار تھی اور نواب غفران مآب مؤید من اللہ کو چودھوان سال شروع ہوا تھا
نا انجاکہ امداد غیبی ہمت بلند کی ساتہ شریک تھی باتفاق آرای جملہ سرداران لشکر
صف آرای چار پاشش حکومت و سروری ہوی اور شان و شکوہ حشمت و شوکت روز بروز
بڑھنی لگی عظمت اللہ خان ناظم سی تو موافقت قدیم تھی اسی وجہ سی اکثر محالات ملک
شاہی بصیغہ مالگذاری قبض و تصرف نواب معلی القاب مین رہا کرتی تھی اوسی زمانی مین
علاقہ معظم نگر عرف سونہ جو آنولی سی جانب غرب دو کوس کی فاصلی پر واقع ہے اور
عمدۃ الملک امیر خان بہادر مصاحب سلطانی کی جاگیر مین تہا اوسکی انتظام کی لیی ایک
خواجہ سرا عمدۃ الملک کی طرف سی مقرر ہوا اور اوسنی بمقتضای شرارت ذاتی نواب
اقبال پناہ سی چہیڑ چہاڑ شروع کی اور عظمت اللہ خان ناظم کی بیجا شکایتین بادشاہ کو
یہان تک لکہین کہ وہ عہدہ نظامت سی معزول اور یہ خواجہ سرا بجای ناظم موصوف
مامور ہوا اور نواب مؤید من اللہ سی پرخاش پر کمر باندہی نواب ممدوح ہمیشہ طرح دیا کیے
مگر اودہر سی خلش ہای بیجا کو افزایش تھی تا اینکہ نوبت بمقابلہ و مقاتلہ آئی اودہر خواجہ سرا نے
لشکر سلطانی کو آمادہ پیکار کیا ادہر نواب موصوف نی دلاوران خون آشام اور بہادران بلند نام کو
ہوشیار کیا ایک شب اوسکے لشکر پر ایسا شبخون مارا کہ سیکڑون آشنایان بحر وفا کو اجل کی
گہاٹ اوتارا سرداران نام آوران فوج سلطانی اس سانحہ ناگہانی کو بلای آسمانی جانکر
مفرور ہوی خواجہ سرا اور اوسکی اکثر سرداران لشکر مقہور ہوی شجاعت نواب مؤید من اللہ
کی چار سمت سی پکار ہوئی علاقہ جاگیر پر بہی تصرف پایا پرچم علم پر صولت فتح آشکار ہوئی جب
یہ خبر بادشاہ کو پہنچی دستور معظم اعتماد الدولہ نواب قمر الدین خان بہادر نی خبث باطنی
خواجہ سرای مقتول کو بادشاہ کی ذہن نشین کرکی مزاج اقدس سلطانی کو نواب ممدوح
کیطرف سی صاف کر دیا پہر محمد معین الدین خان خلف عظمت اللہ خان ناظم عہدہ نظامت پر بدستور
مامور ہو کر آئی اوسی زمانی مین سادات بارہہ سیف الدین علیخان وغیرہ نی بادشاہ کی اطاعت

سی انحراف کیا اور عظیم اللہ خان فوج سلطانی لیکر تدارک پر مامور ہوی تو نواب وزیر الممالک
قمر الدین خان بہادر نے حسب الحکم بادشاہ فرمان سلطانی نواب سعید بن اسد کی نام پر اس مضمون کا
بھجوایا کہ تم بھی سردار عظیم اللہ خان کی کمک کو جاو سرکشونکو انحراف کا ذائقہ چکھاو نواب ممدوح
اس خدمت کی سپرد ہونے سی نہایت شاد ہوی اور اپنی فوج ساتھ لیکر فوراً کوچ کر دیا پہلے
لڑائی اون منحرفین سے انہین کی ساتھ واقع ہوئی اقبال تو نواب ممدوح کی لشکر کا ہمراہ
تھا تھوڑی زمانی مین وہ جماعت مخالف قتل و تاراج ہو گئی اور نواب اقبال پناہ مظفر و منصور
اودہر سے پھر کر آنولی تشریف لای اور سردار دوندی خان کو مع نذر شایان و پیشکش
فراوان بارگاہ سلطانی کی طرف بھیجا وہان سی بائیس پارچہ کا خلعت فاخرہ مع ملبوس
خاص بادشاہی کہ آج تک اس سرکار ذوی الاقتدار مین موجود ہی با نوبت و نقارہ اور علم و
قبہ ہای زرین اور نکسال بعنایت دوندی خان عطا ہوا اور خطاب **نواب علی محمد خان**
بہادر فدوی محمد شاہ بادشاہ غازی اور منصب پنجہزاری ذات سی رتبہ نواب ممدوح
دو بالا ہوا اب عمدۃ الملک امیر خان نی نواب صفدر جنگ وغیرہ ارکین شاہی کو موافق
کر کی علی الرغم نواب قمر الدین خان بہادر وزیر اعظم کی راجہ ہرنند سنگھ کو اس ملک کی نظامت
دلوائی اور وہ با حشم فراوان و لشکر گران ابتدا سی بقصد پرخاش نواب سعید بن اسد یہان
پہنچا اور طرح طرح کی خلشین محتشم الیہ سے شروع کین کہ آخر کار جدال و قتال کی نوبت آئی
تیغ زنی نی رزمگاہ مین قیامت کی صورت دکھائی پہلی تو تیر و تفنگ سی سوال و جواب ہوا کیے
مگر نواب ممدوح کو تاب کہان تھی لشکر ظفر موج کو ساتھ لیکر فوج سلطانی مین گھس پڑی تلوار سی
بجلیان کوندنی لگین خون کی دریا بہنکی ہزارہا آدمی تیغ کی آنچ سی خاک سیاہ ہوکر رہ گئی
ہرنند سنگھ بھی اپنی سرداروں کی ساتھ کہ دلیر خان بھی اونہین مین تھا زیر تیغ آبدار ہوا اسباب
بی انتہا سامان بیشمار دستبرد غازیان ظفر شعار ہوا اس سرکرفت قدرت نمای حق سی عمدۃ الملک
وغیرہ جو نواب ممدوح کی مخالف تھی خجل ہوی سب بدگو غماز کینہ جو منفعل ہوی نواب

قمرالدین خان بہادر نے بموجب حکم بادشاہ کے معین الملک اپنے بڑے بیٹے کو با فوج کثیر ظاہر مین
تو واسطے انتقام و بمقابلہ نواب موید من اللہ کے روانہ کیا مگر باطنا اوس سے اشارۂ اصلاح
کر دیا کہ وہ آے اور بعد قیل و قال و گرمی و نرمی صلحنامہ تحریر ہوا لشکر سلطانی پھر گیا
اور فساد جاتا رہا اب کشمیر مین اختر طالع و اقبال نواب موید من اللہ خوب چمکا اور باستقلال
حکومت ہوگئی راجہ کوہ کماؤن سے پاداش قتل سردار داود خان مغفور کا خیال نواب موید
من اللہ کے دل مین ہمیشہ نشتر زن رہتا تھا اب کہ اختیار و اقتدار و حکومت و حشمت نے آپ
تاب پائی تو نواب ممدوح نے فوج جرار لیکر کوہ کماون کی طرف عنان عزیمت اوٹھائی
اور تدابیر صائبہ باوجود شوار یہاے شوارع بالاے کوہ رونق افزا ہوے یہ سنتے ہی
راجہ پر ایسی ہیبت طاری ہوئی کہ اپنے مسکن سے بھاگ کر دوسرے پہاڑ پر چلدیا اور وہان سے
بکمال معذرت نقد و جنس فراوان پیشکش بھیجکر قصور کی معافی چاہی اعلیٰ حضرت نے یہ بات
مقبول و منظور فرمائی اور جان بخشی کر کے مظفر و منصور مراجعت کی تمام ملک کٹھیر کا
حضرت ممدوح کی تصرف مین آگیا مگر سرکار شاہی مین سواے وزیر اعظم نواب قمرالدینخان
بہادر کے کل ارکان دولت سلطانی نواب موید [illegible] سے مخالفت رکھتے تھے اور اس فکر مین
رہتے تھے کہ کسی طرح مورد قہر سلطانی کرین بادشاہ کی مزاج کو برہم کرتے کرتے یہانتک
مکدر کر دیا کہ حضرت محمد شاہ نے بہ تہیہ نواب صفدر جنگ عساکر قاہرہ لیکر بذات خاص
کٹھیر کی طرف کوچ فرمایا نواب ممدوح نے جب یہ خبر پائی دس ہزار ہمراہیون کے
ساتھ آنولے کی قلعے مین جسکا نام بنگڈہ ہے تشریف فرما ہوے اور باقی فوج ہیبت لشکر سلطانی کر
متفرق و پریشان ہوگئی لشکر شاہی چند روز قلعے کو محاصرہ کیے رہا نواب موید من اللہ جب قلعہ بند
ہونے سے تنگ آگئے ارادہ کیا کہ مع ہمراہیان جانباز قلعے سے نکلکر رنگ جانبازی و شجاعت دکھائے
یہ خبر جو ارکان سلطنت اور سرداران لشکر شاہی کو پہنچی سب بر سر حساب آے اور خیال کیا
کہ انجام اس معرکہ آرائی کا اچھا نہین بتوسط وزیر اعظم صلح کی صلاح قرار پائی اور یہ مشورہ ٹھہرا

کر نواب موید من اللہ سرکار شاہی مین معذرت خواہ ہون اور ملک کٹیہر سی ہاتہ اوٹہا کر
ہمراہ لشکر شاہی دار الخلافہ کو چلین نواب ممدوح نی بہی بخیال بعض مصالح اسباب کو منظور کیا
اور ہمرکاب لشکر سلطانی شاہ جہان آباد تشریف لیگئی فارس معرکہ ایالت و شہریاری
حارس خطہ معدلت و جہانداری نواب محمد عبد اللہ خان صاحب بہادر اور مطلع انوار جہانکشائی
مخزن اسرار عالم آرائی جناب نواب محمد فیض اللہ خان صاحب بہادر دونون فرزند دلبند بہی
ہمراہ تہی مگر اور ساری فوج و سرداران افاغنہ نی بہمراہی سردار حافظ رحمت خان و دوندی خان
و فتح خان خانسامان وغیرہ قادر چوک مین اقامت اختیار کی اور نوباوہ گلشن جہانبانی نونہال
حدیقہ کشورستانی نواب محمد سعد اللہ خان صاحب بہادر خلف نواب ممدوح اپنی اور بہائیون کی
ساتہ آنولی مین جلوہ افروز رہی اب اقبال مندی اعلی حضرت دیکہا چاہیی کہ اوس زمانی مین
ملک سرہند کی اکثر راجون نی اپنی مقامون پر بڑی قلعی مضبوط دشوار گذار بنا کر بقوت قلعہ و سپاہ
بادشاہ سی انحراف کیا جو ناظم مامور ہوکر جاتا ناکام و خجل ہوکر پہر آتا بادشاہ اور اعیان سلطنت
سب حیران کار رہا کرتی کوئی تدبیر اون سرکشون کی سزادہی کی نہ بن پڑتی وزیر اعظم
قمر الدین خان نی بادشاہ سی عرض کی کہ نواب علی محمد خان بہادر کو اس مہم پر مامور کرنا مناسب ہی
کہ وہ اپنا لشکر لیکر جائین اور سرکشونکو منکوب و مغلوب کرکی سزا انکو پہنچائین جب وہ لشکر
اپنا ہمراہ لیکر اودہر جائینگی تو ملک کٹیہر کا دغدغہ نرہیگا پہر اگر بہادری سے کام بنا دیا
تو جیسا اوسوقت مناسب ہوگا ویسا انکی ساتہ سلوک عمل مین آئیگا اور اگر اِن سرکشون کی
ہاتہ سی یہ جمعیت پریشان ہوگئی تب بہی ملک کٹیہر کا خلش سی پاک ہو جائیگا یہ بات کل ارکین
دولت اور بادشاہ کو پسند آئی حکم ہوا کہ نواب محمد فیض اللہ خان بہادر اور نواب محمد عبد اللہ خان دونا
دونون فرزند نواب ممدوح یہین ہین اور نواب ممدوح اس کام پر مامور ہون الغرض نواب
ممدوح نی قبول کیا اور مخلع ہوکر قادر چوک سی اپنی کل لشکر کو ساتہ لیکر پہلی رای پور کی قلعی پر پہنچی
اور بکمال حسن تدبیر و شجاعت قلعی مین داخل ہوکر الہ وغیرہ سرکشون کو کہ بڑی نامی سکہ تہی تہ تیغ آبدار

گیا اور سامان و اسباب بے انتہا اوس قلعے سے ہاتھ آیا ادھر سے فارغ ہوکر قلعہ کوٹ کلا پر کہ
وہان کا حاکم سردار رانی کلا نام نہایت شورہ پشت تھا دوڑ ماری اور سر سواری ایک شب
سے قلعے پر چڑھ گئے اور دو طرف سے دوسرے دارون نے دروازہ قلعے کا کھول دیا کہ سارا لشکر
قلعے مین در آیا خدا کی قدرت سے وہان بھی فتحیاب ہوے اور غنائم فراوان ہاتھ آئے اسی طرح اور زمینداران
اطراف و جوانب بھی کچھ کچھ تنبیہ پاکر مطیع و فرمان پذیر ہوے اور سب نے عذر خواہی اور استغفار
جرم کی باندھی اور بسبب حسن تدبیر اور شجاعت نواب مؤید من اللہ کے ایسا انتظام اوس ملک کا ہو گیا
کہ پھر کسی نے جادہ اطاعت سلطانی سے قدم آگے نہ بڑھایا نواب ممدوح الالقاب نے بعد ان فتوحات کے
معاودت فرمائی اور پھر آکر کیتھل پر قبض و تصرف پایا یہ مجمل حال معرکہ آرائی نواب معلی القاب تھا جو
بطور فہرست قلم بند ہوا ورنہ بیشتر معرکے چھوٹے بڑے اعلی حضرت نے سر کیے ہین اور ہزارون سرکش سنگ
سرکش بزور شجاعت زیر و زبر کیے ہین امداد غیبی سے فتح و ظفر ہمیشہ جلو دارون کی طرح ہمرکاب رہتے
اور نصرت و فیروزی مدام چتر بردارون کی صورت ہمراہ نواب مستغنی عن الالقاب تھی کہ جملہ معارک مین
آپکی ہمت بلند شعار کا قدم تمام لشکر جرار سے آگے بڑھا رہا اور چرکا کسی کا تن اقدس پر نہ آیا اور جو معرکہ عظیم پیش آیا بحسب ارادہ سر ہوا
اور علاوہ اس صفت شجاعت و مردانگی اور جسارت و فرزانگی کے اور فضائل سے بھی حضرت کی ذات
بابرکات محلی تھی فیاضی کا یہ عالم کہ جسنے اوس بارگاہ عالی مین رجوع کی بہرہ وافر سے آفتاب
اور فقر سے گھر ہوا ایکدن پچپن ہاتھی مع ہودج ہای سیمین کہ غنیمت مین آئے تھے بخشی سردار خان کو
عطا فرمائے المختصر جناب معلی القاب جیسے عالی نظر والا گہر قدردان جوہر و ہنر تھے اسیندر ام مخلص نے
بھی گنڈہ کی لڑائی مین لکھا ہے کہ حضرت میانہ قد سفید پوست شگفتہ رو کشادہ پیشانی صاحب دل و جگر
تھے حضرت سپہر منزلت والا جناب خلافت مآب نواب محمد سعید خان صاحب بہادر جنت آرامگاہ طاب ثراہ کی زبان فیض ترجمان سے
روایت ہے گیارہ سو اٹھارہ ہجری سال ولادت اعلی حضرت ہے عمر شریف کل چالیس برس کی
ہوئی چودہ برس کی سن سے قدم ہمت بڑھایا تیئیس برس سرداری و سروری کا مزہ اوٹھایا سخاوت
مین نوشیروان کہلائے ہمت مین حاتم و براکمہ نقش ثانی ورع و تقوی کا یہ حال تھا کہ قاعدہ

نفس ملکی کبھی تو بجا ہی اکابر دین متین کا بصفات جانی تو روا ہی کبھی تہجد و اشراق کی نماز قضا
نہین ہوئی واجبات و سنن کا کیا ذکر ترک اولی کا اتفاق بھی نہین ہوا تا وقت اخیر تسبیح ہاتھ سے
نہین چھوٹی سلسلہ علیہ قادریہ مین بیعت تھی سبحان اللہ کیا ذات بابرکت تھی الغرض گیارہ سو باسٹھ
ہجری مین ماہ شوال کی تیسری تاریخ مستسقی ہو کر اس جہان فانی کی حکومت سی ہاتھ اوٹھایا دار الجنان
مین مسند رحمت ایزدی پر جلوس فرمایا انولہ کہ اوس زمانی مین شہر عظیم الشان تھا قوم قوم کی محلے
جدا جدا تھی اور سترہ سو مسجدین جمعہ و جماعت سی آباد تھین وہان حضرت کا مدفن ہوا بعد انتقال
اعلی حضرت اسی ہزار پیادی اور بیس ہزار سوار مجموع ایک لاکھ فوج مرتب تھی اور تین کروڑ روپیہ
نقد خزانی مین جمع تھا اور آمدنی ملک کٹہیر کی علاوہ آمدنی سرہند وغیرہ ملک پنجاب کی جو فتح فرمایا تھا
ایک کروڑ سولہ لاکھ روپیہ تھے خانزادی کاظم خان متخلص بہ شیدا نی ہی ہی افغان مادہ تاریخ کہا

ذکر مجمع مناہج دولت و اقبال مدارج معارج جاہ و جلال والا جناب عالی القاب نواب محمد عبد اللہ خانصاحب بہادر

فرزند سوم جناب مستطاب عرش قباب نواب
علی محمد خان صاحب بہادر خلد مکان انار اللہ برہانہ مخفی نرہے کہ جب اعلی حضرت خلد مکان ملک
سرہند کو سرکشون اور سرہنگون کی فتنہ انگیزی سی پاک فرما چکی اور اوس خار زار فتن و فساد کو
آبیاری شمشیر آبدار سی رشک گلزار بنا چکی اوسی زمانی مین احمد شاہ ابدالی بعزم تسخیر ہندوستان
لاہور مین وارد ہوا اور پیشگاہ خلافت و جہانبانی حضرت محمد شاہ بادشاہ سی شاہزادہ احمد شاہ
ولیعہد ہمراہی وزیر السلطنت نواب اعتماد الدولہ قمر الدین خان بہادر و صفدر جنگ و ذو الفقار جنگ
و فیروز جنگ و عمدۃ الملک وغیرہ امرای عالی تبار اور راجہ ایسری سنگہ بن جی سنگہ سوائی اور
بہنگہ بن اجیت سنگہ وغیرہ راجہای نامدار احمد شاہ ابدالی سی مقابلی پر مامور ہوی اعتماد الدولہ بہادر
شاہجہان آباد سی روانگی کی وقت دونون صاحبزادگان بلند اقبال صدر آرای چار بالش فضل و کمال
جناب نواب محمد عبد اللہ خان صاحب بہادر اور جناب نواب محمد فیض اللہ خان صاحب بہادر کو بسبب دور
مصلحت کی اپنی ذات سی جدا رکھنا گوارا نکیا اور اس سفر مین بھی اپنی ساتھ لیا سرہند پہنچی تو اعلی حضرت خلد مکان

مستسقی ہوکر شدت مرض میں آنولہ کیطرف نہضت فرما چکی تہی خالی چہوڑنا اوس ملک کا مناسب نہ جانکر
اون دونون صاحبزادون کو مع خزانہ و توشک خانہ و احمال و اثقال وہان چہوڑا اور خود ہمرکاب
فیروزی انتساب شاہزادہ ولیعہد احمد شاہ ابدالی سے سرگرم پیکار ہوسے شاہ ابدالی نے کئی بار
شکست کہائی اور جس معرکے مین نواب قمرالدین خان بہادر نی شہادت پائی شاہ ابدالی کا لشکر ایسا
مغلوب ہوا کہ مقابلے کی تاب نہ آئی آخر وطن مالوف کیطرف عنان عزیمت اوٹہائی اور اوسی حالت
ہزیمت مین سرہند پر دوڑ ماری اور دونون نوباوگان گلزمین شوکت نونہالان ریاض ثروت کو مع
جملہ امتعہ و اقمشہ و نقود و اجناس ساتہ لیکر ولایت کی راہ لی کٹہیر مین جب اعلی حضرت خلد مکان
نی سمت عزیمت سوی دارالجہان اوٹہایا تو نواب محمد سعد اللہ خان بہادر کو بازگشت صاحبزادگان
ممدوح مسند نشین فرمایا اہالی [illegible] دولت نی جو انہین ہوشمند و دانا پایا تو ان کی سرداری سی بہت مبتہج
ہوئی اور جانفشانیان کین اوسی زمانی مین نواب قائم جنگ رئیس فرخ آباد سی معرکہ پیش آیا کہ
فتح نمایان پائی تفصیل اوس میدان داری کی کہ دس برس کی عمر مین رونما ہوی تہی اوس تاریخ
مین جو اس خاندان عالیشان کی واقعات سی مرتب ہوی ہی مرقوم ہی الحاصل نواب ممدوح
اس معرکے مین ظفریاب ہونیسی دور دور اقبالمندی اور بہادری مین مشہور روزگار اور مرجع
امرای نامدار و روسای جوار و دیار ہوگئی ترقیات مراتب شوکت و اقبال اور مدارج جاہ و
جلال کا ایک نمونہ یہ ہی کہ نواب شجاع الدولہ بہادر نی میر غلام رسول خان عرف میر جہلی بن علام خان بن
خان جہان خان بہادر حضرت محی الدین اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ غازی کی کوکا کو واسطہ کر کے
سررشتہ اخوت یون جاری کیا کہ اپنی دستار سربستہ نواب ممدوح کو بہجوای اور نواب ممدوح کی
دستار سربستہ بکمال خلوص آپ منگوائی دونون دستار بدل بہائی ہوی مغائرت کا پردہ بیچ سے
اوٹہ گیا اور اتحاد روز افزون رہا جب جناب نواب محمد عبداللہ خان صاحب بہادر اور جناب
نواب محمد فیض اللہ خان صاحب بہادر قندہار سی تشریف لای اور باغوای مغویان فیمابین برادران
کچہ ناچاقی واقع ہوی ملک کٹہیر کو ارکان دولت نی ازراہ کورنگی باہم قسمت کر کی مقام اوجہانی وغیرہ

پانچ لاکھ روپے کی جاگیر جناب نواب عبداللہ خانصاحب بہادر کو دی اور رامپور وغیرہ پانچ
لاکھ کا ملک جناب نواب عرش منزل سے متعلق کیا باقی ممالک وسیعہ اپنی تعلق مین رکھے
اوس زمانے مین نواب ممدوح نے کسی ملک پر قبضہ نہین پایا مگر ارکان دولت نے آٹھ لاکھ روپے
سالانہ اپنی محالات متعلقہ سے آپ کی مصارف کے واسطے مقرر کر دیے پہلے مرادآباد مین مقیم رہے
پھر انولے سے جانب مشرق تین کوس کے فاصلے پر ایک مقام ہے اوسے چینڈی نام وہان لب دریا
اعلی عمارت عالیشان بناکر اقامت اختیار کی او نسبہ روزخان مین کار او صمدی سین کریم سین
وغیرہ عمدہ عمدہ مغنیہ اون کو نوکر رکھ کے مصروف عیش وعشرت رہنے لگے جب کوئی معرکہ
پیش آتا تھا تو جناب معلی القاب نواب محمد فیض اللہ خان صاحب بہادر عرش منزل کی شریک
ہوتی تھے اور ہمیشہ مراتب اطاعت مدنظر رکھتے تھے سبحان اللہ عجب جوان رعنا تنومند وتوانا تھے
کسی طرح کی مشقت کو خیال مین نہین لاتے تھے شہسواری کا یہ عالم تھا کہ گھوڑی پر سوار ہوکر بیس بیس
کوس متصل جاتے تھے گھوڑا تو پسینے مین ڈوب جاتا تھا اور آپکی جسم مبارک پر عرق بھی نہین آتا تھا
بڑے ثابت قدم بڑے پامرد صفات ظاہری کی طرح صفات معنوی مین بھی فرد پیکر حسن وجمال
سراپا جود ونوال شجاعت مین رستم سخاوت مین حاتم تھے افسوس ہے کہ عمر نے وفا نہ کی ستائیس
برس کی سن مین مدقوق ومسلول ہوکر شعبان کی پانچوین کو گیارہ سو چہتر ہجری مین قضا کی جناب
نواب عرش منزل کو مدت تک نواب مغفور کا ماتم رہا عمر بھر نوجوان مرنیکا غم رہا

ذکر خیر فروغ دودمان بہت و بختیاری چراغ خاندان شوکت و تاجداری جناب نواب محمد عبداللہ خانصاحب بہادر عاصی تخلص خلف بزرگ عالیجناب والا

جناب اعلی حضرت نواب علی محمد خانصاحب بہادر جنت مکان طاب ثراہما وجعل الجنۃ مثواہما
مخفی نرہے کہ جب نواب غفران مآب کی رحلت کی خبر وحشت اثر قندہار کو پہنچی حضرت احمد شاہ
ابدالی کو سخت ملال ہوا اور دونون صاحبزادگان بلند اقبال جوان بخت وجوان سال کی سر پر
مربیانہ دست شفقت پھیرا اور اول سے زیادہ تر مورد مراحم وعواطف کیا فرزندون کی طرح تعلیم و

تربیت مین کوشش فرمایا کیی اور پڑھوانی لکھوانی کی علاوہ فنون سپاہگری سکھایا کیی ان عالی نظرف
والاگہرون کی حسن فطرت نی رتبی ان کی یوماً فیوماً بڑہای اور ولایت مین کارہای نمایان اذ
امور شاہان انسی ظہور مین آی جب ہندوستان کا ارادہ ہوا اور وطن مالوف کی طرف رونق
افروزی کا شوق زیادہ ہوا شاہ ابدالی نی بمقتضای تفضلات اس طرح رخصت فرمایا کہ خلعتہای
فاخرہ مع کلگی وجیغہ واسپان خاصہ عطا کیی اور اپنی طرف سی مراسلات سرداران ہندوستان
کی نام حفاظت ومراعات مہمانداری اور ادای مراسم مدارات شہریاری کی واسطی عموماً اور فرمان
ارکان دولت اور اعیان باشوکت جناب نواب غفران مآب کی نام خصوصاً اس مضمون کی لکھوادیے
کہ کوئی ان مستحقان دولت اعلی حضرت کی فرمان برداری سی انحراف اور اطاعت وحکم پذیری
کی سوا امر خلاف کا مرتکب نہو ورنہ تدارک قرار واقعی ادہر سی عمل مین آی گا اور لشکر ظفر اثر ہندوستان
مین پہنچکر سرکشون کو سزا بکار مزاجکہای گا المختصر یہ دونون والا ہمم ولایت سی رخصت فرمای
ہندوستان ہوی اور راہ مین افغانان مالیر وکنجپورہ وغیرہ سردارون کی مہمان ہوتی ہوی بلاحرج
پہنچی نجیب الدولہ بہادر نی مراسم خدمتگذاری اور ملحوظات شہریاری اچھی طرح ادا کیی جب
سرداران لشکر اعلی حضرت نی آمد آمد سنی استقبال کیا اور قصبہ امروہہ سی آگی بڑھکر رکاب سعادت کو
بوسہ دیا آنولی پہنچکر چندی باتفاق یکدگر مسند آرای ریاست اور وسادہ پیرای حکومت رہے
فلک تفرقہ پرداز کو اتفاق کسیکا کب پسند آتا ہی یہ کجروش ہر جگہ اپنی نیرنگی دکھاتا ہی دونون
بھائیون مین بسبب بدآموزی اشرار کچہ سوء مزاجی پیدا ہوی اعیان دولت نی متفق ہوکر
جناب نواب محمد عبداللہ خان صاحب بہادر سی کا شانہ ریاست چہڑایا تا چارچندی مقام
فرخ آباد مین مقام فرمایا پہر اوجہیانی کا علاقہ پانچ لاکہ روپیہ کی توفیر کا ان کی نام مقرر ہوا وہین
رہنا اختیار کیا بیشتر شیران خونخوار اور ماران زہردار سے مشغلہ رہا کرتا تہا ناگہان انگشت
شہادت مین ایک سانپ نی کاٹا زہر نے کام کیا تخمیناً چھتیس [۳۶] برس کی عمر پاکر آغوش لحد مین
آرام کیا گیارہ سو اکاسی [۱۱۸۱] ہجری پانچوین صفر زمانہ رحلت ہے اوجہیانی کی سرزمین آپ کی جسد

مبارک کا مقام راحت ہی واضح ہو کہ جناب ممدوح کو ابتدای سن شعور مین شعر کا
شوق ہوا بسکہ طبیعت وقت پسند تھی سوشگافیون کا ذوق ہوا ترتیب کلام طبیعت
توجہ تھی جو غزل موزون ہوتی کسیکو دیدی بعد ارتحال جناب ممدوح میر فضل علی
ابن میر حسن متوطن دار الخلافہ شاہجہان آباد نے کہ ڈیڑہ برس پیشتر سی خدمت
اشعار نویسی پر نوکر تھے کلام موجودہ کو کسی مین عاصی کسی مین آزاد کسی مین
مبتلا تخلص تہا ترتیب دیا ایک نسخہ اوس دیوان کا وقت تالیف تذکرہ ہمیشہ بہار کے
نظر سے گذرا چند شعر اوسمین سے انتخاب کیی ہین

اشعار

گذشت شب شد و تا داری اگر دم تمام — گذشت صد چندان ازان جور جفا باشد مرا
برق پروانہ صفت کرد سرت میگردم — آہ این گرمی رفتار تو بی چیزی نیست
بجان کہ ماکند رسم غیر سوختگان — بسوخت شمع و گلی چند بر مزار آورد
آئینہ چہ بینیم کہ پر سیم ز حالش — کان شوخ چہ چیز است کہ در تو نگران بود
ز دشمن دوستی و ز دوستان دشمن نگاہی — نمی آید ز نرگس از چشم جادوی تو می آید
گل در بر و می در کف و مینا بکنارم — صد شکر کہ مطلب ہمہ دلخواہ برآمد
ور خیال نگاہ مست کسے — می ناب بی چشیدہ ام کہ مپرس
تغافلہای پنہان بسکہ داری — نگہ از خویش ہم دزدیدہ باشی

ذکر خیر جناب مستطاب نواب محمد فیض اللہ خان صاحب بہادر عرش منزل نور اللہ مرقدہ و برد اللہ مضجعہ

تا شہرہ ناموس عدل و انصاف کا سر ناموس جور و خلاف ز نشیرو

دیندار حق گزین و حق گزار مظہر قدرت الہی مورد کرامت نامتناہی جناب
نواب محمد فیض اللہ خان صاحب بہادر عرش منزل دوین
خلف الرشید والا جناب عرش آشیان جناب نواب علی محمد خان صاحب بہادر
خلد مکان نور اللہ مرقدہما و بردا مضجعہما **پوشیدہ نرہے** کہ جب
حضرت عرش منزل احمد شاہ ابدالی کی ساتھ ولایت مین رونق افروز
ہوی تو باوصف حداثت عمر طرفہ کارہای سروری اور امور نادری آپ سی ظہور پذیر
آئی کہ اوس ملک مین آج تک یادگار رہین منجملہ اونکی ایک کار نمایان یہ ہے
کہ لورتمخ ایک سرہنگ زبردست شیر پنجہ و نخوت سی سرمست تہا اور
سرداران قوی ہیکل اوسکی ضرب تیغ و شمشیر سی طعمۂ اجل ہو چکی تہی اور
یہ معاہدہ تہا کہ ایک سردار ایک سردار سی جدا جدا معرکہ آرا ہو زہی شجاعت ذاتی کہ آپ
عمر چاردہ سالگی مین اوس دیو صورت عفریت سیرت سی مقابل ہوی اور
باآنکہ اوسکی ہاتہ سے آپکا بازیان شانہ نشانہ شمشیر ہو چکا تہا مگر زور مردانگی
سی اوس سرکش مغرور کو قتل فرمایا دوسرا امر بلند نامی کا یہ ہوا کہ قلعہ سبزوار کہ
جس سے بڑی بڑی سرداران نامی و گرامی عاجز آگئی تہے آپ نی اوسکو بہ
بڑی دلاوری سے فتح کیا اور اوسی لڑائی مین سینی پر برچہا کہایا ظفر نے مبارکباد
دی فتح نے دوڑ کر رکاب سعادت پر بوسہ دیا ایسی امور بلند نامی کی وقوع
سی شاہ نہایت مسرور ہوا اور جب آپکو ولایت سی ہند کیطرف عزیمت فرمانا
منظور ہوا تو شاہ سی درخواست کی کہ آپ ایک عہد فرمائین کہ جو مخالف ہمسی مخالفت
کری اور ہم اپنی قوت سی اوسکی تادیب نہ کر سکین جو خبر ہووی تو آپکو اطلاع دین اور آپ
ہماری کمک فرمائین شاہ نی فرمایا کہ یہ سوال ہمارا مقبول مگر اس عمل و حرکت لشکر مین
جو کرورون روپیہ صرف پڑیگا وہ کون دیگا بعد گفتگوی بسیار یہ بات قرار پائی کہ جب لشکر

شاہی اٹک سی ہندوستان کیطرف اوترای نو لاکہ روپیہ کوچ اور پچاس ہزار روپیہ
مقام لڑائی کی فتح ہوجانی اور واپس ہو کر لشکر کی اٹک پہنچ جانی تک ہم
اداکرینگی شاہ نی یہ بات منظور فرمائی پہر بکمال اعزاز خلعت فاخرہ دیکراو
اور سرداران اثنای راہ کی نام فرمان بحکم ادای مراسم مہمانی و مدارات لکہکر
رخصت کیا اور اعیان دولت جناب اعلی حضرت خلد مکان کو اس مضمون کا شقہ
لکہا کہ خبردار کوئی اطاعت سی سرمو انحراف نکری ورنہ اوسکی تدارک شتر روا قعی
عمل مین آئیگا اور لشکر ظفر اثر پہنچکر فی الفور سزا کو پہنچا ہی گا اثنای راہ مین بعض مرادونکی مزار
کی کیفیت اس سی پہلی جناب نواب محمد عبد اللہ خان صاحب بہادر کی حال مین
مجملاً لکہی گئی ہے خلاصہ یہ کہ آپ بشوکت تمام اور عظمت مالا کلام کشہیر مین رونق
افزا اور اپنی دار الریاست مین جلوہ فرما ہوئی ماہ اوج شہریاری مہر سپہر
کامگاری جناب نواب محمد سعد اللہ خانصاحب بہادر سارا لشکر ساتہ لیکر مراد آباد تک
استقبال کو آئی اور جملہ اعیان دولت اور ارکان باشوکت جلو داریمنکر انکو
آنولی تک لائی چند روز باتفاق یکدگر مسند ریاست کو رونق دیے
انجام کار دراندازون کی تفرقہ پردازی سے آپسمین پہوٹ پڑی پہلی
یہ بات قرار پائی کہ تمام ملک تین حصون پر برابر تقسیم ہو مگر یہ گفتگو بہی زبانی تہی
ظہور مین نہ آئی اور تفرقہ پردازون کی شرارت سی باہم بہائیون مین
مخالفت پڑی یہان تک کہ نواب محمد عبد اللہ خانصاحب بہادر کو سب افسران
لشکر نی بیدخل کردیا اور نواب محمد سعد اللہ خان بہادر کو نصف آٹہ لاکہ روپیہ
سالانہ پر راضی کرکی سپہ سالاری فوج کو اونکی نامزد کیا اور آگی ملک کو سرداران
باخود ہا اسطرح تقسیم کر لیا کہ بریلی مع مضافات حافظ رحمت خان نی پایا اور مراد آباد مع متعلقات
دوندی خان نی قبضی مین آیا او کوٹ او دہرت او پہنیا وغیرہ کی محال نجیب خان کی

اور آنولہ اور بدایون اور اسہیت وغیرہ کی کار فرما فتح خان خانسامان ہوی صرف رامپور و
شاہ آباد وغیرہ محالات خراجی پنج لک روپیہ بطور مدد خرچ فرمان روای کشور جان و دل
جناب آں محمد فیض اللہ خان صاحب بہادر عرش منزل کی متعلق ہوں اوراس تقسیم آخرین کی بعد یہ امر
معمول بہ رہا کہ جب کوی معرکہ جنگ و جدل پیش آتا سرداران لشکر جناب نواب محمد فیض اللہ خان
صاحب بہادر اور نواب محمد سعد اللہ خان صاحب بہادر کو سردار و سرور و مختار بنا کر اوس
معرکی کو سر کیا کرتی تھے زہی فراخ حوصلگی جناب نواب عرش منزل کہ باوصف محتاج الیہ ہونی
کی کبھی جادہ تحمل و وقار سے قدم باہر نہ رکھتی تھے یہانتک کہ احمد شاہ گورگانی بادشاہ
دہلی کی سلطنت مین ضعف نی قوت پائی اور نواب محمد سعد اللہ خان صاحب بہادر سے
استعانت کی نوبت آئی اور نواب ممدوح الالقاب نی نجیب خان بن بشارت خان اپنی خاندان
کی ملازم قدیم کو بادشاہ کی کمک کی واسطی بہیجا اور لشکر شاہی نی باعانت سرداران فوج
لشکر نواب صفدر جنگ کو درہم و برہم کر دیا اور نجیب خان اس صلہ خیرخواہی مین بخطاب نواب
نجیب الدولہ بہادر سرفراز ہوی اور نواب شجاع الدولہ بہادر بعد رحلت نواب صفدر جنگ
ملک اودہ کی کارساز ہوی اور شاہزادہ عزیز الدین ابن معز الدین ابن بہادر شاہ خلف صدق
محی الدین اورنگ زیب شاہ جہان آباد مین جانشین احمد شاہ گورگانی اور ملقب بلقب عالمگیر
ثانی ہوی اور عماد الملک کو اپنا وزیر مستقل قرار دیکر نواب شجاع الدولہ بہادر پر چڑہائی کی
اور تمام فوج احمد خان بنگش فرمانروای فرخ آباد کو آمادہ حرب و پیکار کر کی نواب
شجاع الدولہ بہادر کو اس مضمون کا فرمان بہیجا کہ ملک اودہ سی ہاتہ اوٹھاین اور نواب
ممدوح نی نواب محمد سعد اللہ خان بہادر سے رجوع کی کہ وہ مع حافظ رحمت خان وغیرہ
اعیان دولت مہیای امداد و اعانت ہوی اس فوج ظفر موج کی جنبش مین آتی ہی عماد الملک کا
جی چھوٹ گیا اور ترسان و خائف ہو کر ارادہ ایذارسانی نواب شجاع الدولہ بہادر
ہاتہ اوٹھایا اور نواب ممدوح کی حکومت نی کاتمہ استقلال پایا اوسی زمانی مین جنکو وغیرہ

رانجان سرکش ممالک دکن نی سلطنت ہند کو ضعیف پاکر بداعیہ تصرف ممالک سر اوٹھایا
پہلی نجیب الدولہ بہادر مقام سکرتال مین اون لشکر سی مقابل ہوی جب حریف کو غالب
پایا پیشگاہ ظفر پناہ جناب نواب محمد فیض اللہ خان صاحب بہادر اور نواب محمد سعد اللہ خان
صاحب بہادر مین رجوع لای یہ دونون عالی قدر با شوکت مع تمامی اعیان دولت شریک جنگ
ہوی مگر اوس طرف ہجوم عساکر شمار سی باہر تہا ناچار نواب شجاع الدولہ بہادر کو اعانت کی
تکلیف دی باعانت نواب ممدوح دکنیون کی یورش مین اندک کمی تو ہوی مگر بسبب قوت
لشکر کی حریف کی بیخ کنی نہو سکی آخر یہ صلاح ٹہرائی کہ جناب نواب محمد فیض اللہ خان
صاحب بہادر شاہ درانی کو اس حال سی اطلاع دین اور اوس سی مدد طلب کرین نواب
عرش منزل نی بتحریک نواب شجاع الدولہ بہادر بموجب صلاح مذکورہ بادشاہ کو سرکشون کی
یورش کا حال مفصل تحریر فرمایا شاہ ذیجاہ اطلاع لشکر ظفر اثر ہمرکاب لیکر دکنیون کو سرکشی کا مزہ چکہایا
اور چند دستی اپنی فوج کی انوپ شہر مین چہوڑکر بحکم ضرورت جلد ولایت کو منصرف ہوی پہر شاہ گورگانی
عالمگیر ثانی نی دار فانی سی دار باقی کیطرف رحلت کی اور شاہزادہ شاہ عالم اس واقعی کی خبر پاکر دیار بنگالہ
دار الخلافہ شاہ جہان آباد مین آکر تخت آرا ہوی اور جناب عرش منزل کو مورد عواطف شاہانہ
اور مطلع مراحم خسروانہ کیا اور ملک اٹاوہ وغیرہ مین مرہٹون کی انتظام کی واسطی کار پروانہ عطا دیا
اور آپ نی اپنی حسن انتظام سی اوس ملک کو فساد اشرار سی خوب پاک فرمایا اور اوس
خارستان کو آبیاری تیغ آبدار شجاعت سی رشک گلستان بنایا جب رام چند اور مادہوجی
سیندہیا اور ملہو ہلکر وغیرہ سرداران دکن نی مزاج شاہ عالم بادشاہ مین دخل پایا اور
موقع پاکر ایسا برہم کیا کہ لشکر شاہی بعد قضیہ ارتحال نجیب الدولہ بہادر اونکی بیٹی ضابطہ خان پر
آیا اور ضابطہ خان نی دکنیون کی ہاتہ سی تنگ آکر نواب شجاع الدولہ بہادر کی پاس ملک اودہ مین
پناہ لی اور نواب شجاع الدولہ بہادر نی اپنی سرحدون کی محافظت کی واسطی بالشکر سپاہ
و فوج جرار شاہ آباد سرحد ملک اودہ مین قیام کیا ادہر دکنی حافظ رحمت خان وغیرہ سرداران افغان سی چالیس لاکہ روپیہ

پھر حافظ رحمت خان نے [illegible] ملک چھوڑ دینا تھا [illegible] دو تو [illegible] دن [illegible] تمہارا [illegible] طلب کرتی
انہی حفظ اور جان بہادر نے بھی نواب شجاع الدولہ بہادر نے بھی [illegible] نہیں [illegible] کوئی [illegible] سبب دیکھا
حافظ اور جان کی دن [illegible] کر دیا کہ ہم روپیہ لا کر [illegible] پاس [illegible] شجاع الدولہ بہادر نے [illegible] نواب [illegible] درخواست [illegible] کے
سب ان کی بلا اس [illegible] کو وہی [illegible] دلیلوں [illegible] روپیہ [illegible] آمیزی [illegible] دست [illegible] دربہ [illegible] [illegible] خان
وقت آیا وہ جب [illegible] طلب فرمایا مگر [illegible] جان سے [illegible] حافظ [illegible] دست [illegible] [illegible] پھرایا اور
اور خان سردار بخشی اور [illegible] انتقال ہوا [illegible] بہادر کا واقعہ [illegible] صاحب [illegible] خان [illegible] جناب نواب محمد [illegible] آرکثیر [illegible]
حافظ رحمت خان اور [illegible] انتقال ہوا [illegible] بڑی بڑی [illegible] وغیرہ [illegible] ان اور [illegible] وندے
اور ولا [illegible] پہنچایا [illegible] اکثیر [illegible] قسمت [illegible] خالی [illegible] خطاب پایا اور [illegible] سلطان [illegible] بیگم
نواب شجاع الدولہ اور ہوی [illegible] بالکل [illegible] آشیان [illegible] سال
حافظ رحمت خان کی [illegible] سید [illegible] کھائی [illegible] شکست [illegible] بہادر
احسان کا [illegible] ضرور [illegible] کرچکا ہوں [illegible] احسان کا [illegible] مہمان
ہے [illegible] مہمان ہونگا [illegible] پاس کا احسان [illegible] حافظ [illegible] خیال
حافظ [illegible] ادھر وہ [illegible] نذر [illegible] انگریز کو [illegible] صاحبان [illegible] بلکہ [illegible] وقت [illegible] بلکہ [illegible] حافظ
نواب شجاع الدولہ بہادر نے [illegible] سے جو [illegible] چالیس [illegible] اور [illegible] دن [illegible]
نواب علیین آشیان سے [illegible] جب [illegible] ہو جاوے [illegible] اطمینان [illegible] انکی [illegible] کیا [illegible] نور [illegible]
اور کچھ [illegible] مہمان کی ساتھ [illegible] ہیں مہمان [illegible] تمہاری [illegible] کیا کہ [illegible] آپ نے [illegible] اس [illegible] تلگ
نواب علیین آشیان [illegible] نوبت آئی [illegible] تک [illegible] حافظ الملک [illegible] اور
آکر [illegible] بند کر لیا [illegible] نواب شجاع الدولہ بہادر کو [illegible] حافظ الملک نے [illegible] رنجیدہ ہو کر [illegible]
آپ کی حفظ کے [illegible] سپاہ [illegible] اپنی [illegible] ایذا رسانی کری [illegible] آپ [illegible] ظاہر
[illegible] جب کچھ [illegible] لی [illegible] بہت [illegible] نواب کی [illegible] اور [illegible] میں [illegible] داسطے
حافظ الملک نے ارادہ کیا کہ حمام میں گلا [illegible] حمام [illegible] بہادر [illegible] شجاع الدولہ [illegible] نواب [illegible] زخمی

گھونٹ کرا دالیں نواب علیین آشیان کو جو اس ارادہ فاسد کی خبر پہنچی عاقبت اندیشے
سی سوچی کہ اگر یہ امر وقوع میں آیا تخلیے کی گفتگو اور میری ممانعت ہی تو لوگ [illegible]
بد نامی تمام قوم کی ہو جای گی فی الفور سوار ہوی اور اوسوقت کہ نواب شجاع الدولہ [illegible]
حمام جایا چاہتے تہے نواب علیین آشیان پہلے ہی سی حمام چلے گئے جب نواب شجاع الدولہ
وہان پہنچی تو نواب علیین آشیان نی کہاکہ حضرت آپ کس خیال مین ہین یہان بازار محبت کا سرد
اور ارادہ میزبان فاسد ہی نواب شجاع الدولہ بہادر گہبرای اور کہا کہ پہر مین [illegible]
یہان سی کیونکر نکلون نواب علیین آشیان نی کہاکہ اگرچہ جان [illegible] الملک قطعی [illegible] دشمن جان ہنگی
مگر اونکی حفظ جان کی واسطی مجہی کچہ پروا نہین نکال لی چلنا میرا ذمہ ہے نواب شجاع الدولہ بہادر
نی کہاکہ میری مییا مالی کا تو یہ حال ہے کہ زادراہ تک نہین ہے نواب علیین آشیان نی لاکہ
روپی کی اشرفیان سامنی رکہدین نواب شجاع الدولہ بہادر نی محجوب ہوکر کہا کہ اتنی اشرفیان
مین ہرگز نہ لونگا میرا جواہر اگر مجہی مل سکی تو منگوا دیا جای نواب علیین آشیان نی کہاکہ وہ میری
اختیار سی باہر ہے مگر اسی آپکو قبول کرنا ہوگا کہ آپ کی دعوت ہم سب پر واجب ہی نواب شجاع
الدولہ بہادر نے کہاکہ اسی کون لیجاسے نواب علیین آشیان نی فرمایا کہ [illegible] شخص کو مین
ساتہ لایا ہون وہ بطور محافظت آپ کی ہمرکاب جای گا اور [illegible] پہنچا دیگا نواب شجاع الدولہ بہادر
نی کہاکہ مین جاؤن کہان نواب علیین آشیان نی فرمایا کہ [illegible] فرخ آباد [illegible] جانگش کی
پاس جایا چاہیے وہانسی بہتر کوئی جگہ نہین پہر تلوار کی قبضی [illegible] شہزادہ
کی شیشی توڑکر نواب شجاع الدولہ بہادر کو بہی نکالا اور آپ [illegible] حمام
ایک شخص معتمد اور تین گہوڑی خاصے کی نہایت سبک [illegible] لگا رکہی تہی اشرفیان [illegible]
گہوڑی کی خرجین مین اور کچہ اوس شخص کی کمر مین رکہوایا اور نواب شجاع الدولہ بہادر سے کہا
کہ آپ بخط مستقیم فرخ آباد جائین اور کہین راہ مین تامل [illegible] گہوڑا اگر آپ کی [illegible] کام
دوسرا گہوڑا جس پر یہ شخص اشرفیان لیی ہوسے سوار [illegible] اور اسی [illegible]

یہ بادہ بہی آرہی گا یہ کہکی دونون رخصت ہوی اودہر نواب تلبین تہنہ بان سید ہی شاہ آباد گو تشریف
لای اور سات ہزار پیادہ و سوار آزمودہ کار آپ کی ذاتی ملازم و معتمد تہی اونہین ہوشیار
کیا اور بندوبست اپنی حفظ کا قرار واقعی کرلیا اودہر نواب شجاع الدولہ بہادر بخطر اسکی کہ آباد پہنچ
پہنچی احمد خان بنگش نی خبر پاتی ہی بڑہ کر استقبال کیا اور کوئی دقیقہ مراعات و ملحوظات کا
اوٹہا نہ رکہا نواب شجاع الدولہ بہادر نے کہا کہ تم میری مدد کرو بنگش نی کہا مین حاضر ہون
مگر میری فوج ساتہ نہ دیگی نواب شجاع الدولہ بہادر نی کہا کہ ایسی فوج رکہنی سی کیا فائدہ
بنگش نی کہا یہ فوج میرا سر کاٹنی کو آمادہ ہی [illegible] کام تہا [illegible] ہرگز نہین کرتی تب نواب
شجاع الدولہ بہادر نی کہا میرا ملک چہن گیا مین شکست کہا کر حافظ رحمت خان کی پاس گیا
اونہون نی وہ کچہ اوٹہایا کہین تمہاری پاس آیا تم تماشی کرتی ہو مین بیکدہر جاون اور کہیں کو
سعاونت چاہون بنگش نی کہا کہ میری صلاح تو یہ ہی کہ آپ بی کہتکی نواب گورنر بہادر کی پاس
چلی جاییں ابہی نئی نئی انگریزی عملداری ہی سب سرداروں سی رسم تابعیت جاری ہی
اتنی قوت بہی نہین رکہتی کہ آپ کا ملک لیکر انتظام کر لین اور فرض کیجیے کہ کل ملک مسترد
کرین تو بہی اس حال سی جو اب ہی آپکی واسطی بہتر ہوگا آپ ہرگز اسمین تامل نفرماییں
نواب شجاع الدولہ بہادر اس صلاح کو بہترین فلاح جانکر جریدہ نواب گورنر بہادر کی پاس چلی گئے
اور جیسا احمد خان بنگش نی تجویز کیا تہا ویسا ہی ظہور مین آیا کہ نواب گورنر بہادر نی تابروی تمام
ملاقات کی اور ملک مسترد کر دیا انگریزی دو کمپنیونکا اودہ مین رہنا اس شرط سی کہ مصارف
اوسکی نواب ممدوح دیا کرین قرار پایا اور عہدنامہ ان شرایط کی ساتہ تحریر ہو گیا کہ نواب موصوف کے
ہر مخالف درونی و بیرونی کا دفع کرنا سلطنت انگلیسیہ پر واجب ہی اور سلطنت انگلیسیہ کی ہر گونہ
خیرخواہی نواب پر لازم ہی بعد طی ہو چکنی ان مراتب کی نواب شجاع الدولہ بہادر باستقلال انتظام ملک مین مصروف ہوکر
مگر دل سی شکست کا داغ کسی طرح دہلی نہ تہا اور ہمیشہ ونکی صلاح سی خفیہ فوج کی نگہداشت
شروع کی مقصود یہ ہوا کہ فوج مرتب کر کے پہر لڑتے جب فوج قریب ترتیب پہنچی

اپنی دوست سمجھ دار دنکو اس راز سی آگاہ کرنا چاہا ایک خریطہ بنام احمد خان بنگش رئیس فرخ آباد
روانہ کیا اور چونکہ حافظ رحمت خان نی بعد چلی جانی نواب شجاع الدولہ بہادر کی سامنے سی جسکا
بیان اوپر کیا نواب شجاع الدولہ بہادر کو تحریر اس مضمون کی بھجوائی تھین کہ جو کچھ سینی میری
طرف سی آپکی نسبت ظاہر کیا وہ سب بی اصل محض ہی حاشا ثم حاشا کہ میری دل مین کچھ
فاسد خیال بھی آیا ہو اور عنایت خان اپنی فرزند کو نواب شجاع الدولہ بہادر کی سرکار مین
بھجواکر نوکر رکھوا دیا نواب شجاع الدولہ بہادر کی نزدیک ایسی عذرخواہی سی برات حافظ رحمت خان
کی کما حقہ ثابت ہوگئی تھی اسی بنا پر ایک خریطہ مشعر اطلاع اسرار انکی نام بھی بھیجا یہان جو خریطہ
پہنچا حافظ رحمت خان نی بکمال اصرار جناب نواب علیین آشیان کو شاہ آباد سی بلاکر حلفیہ
یہ بات کہی کہ آپ نی جو نواب شجاع الدولہ بہادر کی سامنی اتنا بڑا ساتھ کیا اوسکا نتیجہ پایا
بہرکیف وہ تو جو کچھ ہونا تھا ہوا اب پھر ایک وقت ہاتھ آیا ہی کہ نواب نی اس مضمون کا خریطہ
مجھکو بھجوایا ہی میری صلاح یہ ہی کہ اس خریطی کو نواب گورنر جنرل بہادر کی پاس بھجواکر اظہار خیرخواہی
کیا جاوی ورنہ ایک دن نواب کیطرف سی کوئی فساد اوٹھ کھڑا ہوگا نواب علیین آشیان نی اس
صلاح کو نمانا اور بہت برا جانا دیر تک آپس مین وہ قدح رہی یہانتک کہ نوبت برنجش پہنچی
اور نواب علیین آشیان آزردہ خاطر شاہ آباد تشریف لای ادہر وہ خریطہ حافظ رحمت خان
نی اپنی خریطی مین ملفوف کر کی نواب گورنر بہادر کو بھیجدیا ادہر نواب علیین آشیان نی ایک
خریطہ عین بعین حافظ رحمت خان کی اس نیت فاسد سی اطلاع دہی کا بنام نواب شجاع الدولہ
بہادر ایک سفیر معتمد کی ہاتہ روانہ کیا حافظ رحمت خان کا خریطہ نواب گورنر بہادر کو کہ اوس
زمانی مین بنارس مین تھے پہلی پہنچا بمجرد ملاحظہ آگ ہوگئی اور نواب شجاع الدولہ بہادر کو
لکھا یا نواب موصوف بنارس کو نصف راہ ہی کانپور تک آچکی تہی کہ سفیر نواب علیین آشیان پہنچا
اور خریطہ پہنچایا نواب شجاع الدولہ بہادر نی استعجال سفر مین پی ہی کوس خریطی کو رکھ لیا اور ڈیرا کر
کوچ کر دیا یہان تک کہ بنارس پہنچی پیش از ملاقات نواب گورنر جنرل بہادر خیال آگیا

کر دکھین نواب ملیبین آصف الدولہ نی کیا تھا اوس خریطہ کو لیکر جو پڑہا اور مضمون مندرجہ پر اطلاع پائی
ہوش اوڑ گئی کہ یارب اب کیا کرین سوا اسکی اور کوئی تدبیر نہ بن پڑی کہ رات کا وقت تہا
اوسیدم نواب گورنر بہادر کی میر منشی کی پاس چلے گئے اور کہا کہ اسکی کوئی تدبیر بتاؤ
اوسنی خریطہ کو نکال کر جو دیکہا تو اوس تحریر مین کو سنے تاریخ نہتی اوچہل پڑا اور کہا
کہ یا آپکی میر منشی سنے انتہا کی خیرخواہی کی ہی یا سہو سے تاریخ لکہنی رہگئی ہی بہرکیف یہ
آپکی ترقی اقبال کی دلیل ہے اب آپ بی تکلف نواب گورنر بہادر سی ملین اور جب یہ
روبکاری پیش ہو تو بکسر کی لڑائی کی زمانی مین اس خریطہ کی بہیجنی کا اظہار کرین نواب
شجاع الدولہ بہادر وہان سے شاد و خرم اوٹہی اور صبح کو نواب گورنر بہادر نی بہت سے
جلیل الشان انگریزون کو اپنی پاس بٹہا رکہا تہا جب نواب شجاع الدولہ بہادر آئے
بعد ادای مراسم ملاقات کی نواب گورنر بہادر سنے پوچہا کہ آپ سی اور سرکار کمپنی کی
کیا عہد قرار پایا ہی اور کن شرائط پر فیصلہ ہوا ہے نواب شجاع الدولہ بہادر نی سب
شرطین بیان کین اوسوقت نواب گورنر بہادر سنے وہ خریطہ جو حافظ رحمت خان نی بہیجا تہا
نواب شجاع الدولہ بہادر کو دکہایا اور کہا کہ باوصف اون شرائط کی یہ کیا بات ہی آیا
یہ تحریر آپکی سے ہے یا نہین مہر بہی آپکی موجود ہے ملاحظہ کیجی نواب نی کہا کہ بیشبہہ یہ تحریر میری
لکہوائی ہوئی اور میری بہجوائی ہوئی ہے مگر اوس زمانی مین کہ کمپنی اور سلطنت انگلشیہ سی
مصالحہ نہوا تہا اور بکسر پر لڑائی تہی بعد صلح اور تحریر عہد نامی کی ہرگز نہین لکہی گئی اب نواب
گورنر اور سب انگریزون نی دیکہا کہ واقعی اس تحریر مین تاریخ نہین ہے نواب گورنر بہادر
اصل کار کو سمجہ تو گئی مگر ثابت نکر سکے جہنجلا کی کہا کہ اچہا اسی جانی دیجی مگر یہ بیان کیجی
کہ آپ فوج کی نگہداشت مین اسقدر کیون مصروف ہین کس دشمن سی لڑنا منظور ہے کہ
ڈیڑہ ڈیڑہ دو دو پہر قواعد لینی مین اہتمام کرتے ہین نواب شجاع الدولہ بہادر نی کہا کہ
دشمن تو سیر اٹھا رہے ہے اور مین اس مقدمی مین آپکو خریطہ بہیجنی والا تہا خوب ہوا کہ اوسکا ذکر

اسوقت آگیا حافظ رحمت خان کی شرارت ملاحظہ ہو کہ چالیس لاکہ روپیہ مجہسی دلینونکو دلوایا اوسی
آج تک اوسمین سی ایک حبہ نہ بہجوایا اور اس احسان کی عوض مین اولٹی دراندازیان اور فتنہ
پردازیان کیا کرتی ہین آپ دونون کمپونکو حکم دین کہ میری اعانت کرین اور مین بیشک
اونپر فوج کشی کرونگا اور حسب طلب لیکا روپیہ لونگا یہ مقدمہ سنکر نواب گورنر بہادر کچہ سکوت ہوگیا
اور کہا کہ بیشک موافق عہد کی ہم آپ کی شریک ہین اور درصورت نادہندی اور مقابلہ کرنی کی
فوج انگریزی بہی آپ کی کمک کریگی پہر نواب شجاع الدولہ بہادر رخصت ہوی اور اپنی
ملک مین آتی ہی خریطہ بنام حافظ رحمت خان اس مضمون کا بہیجا کہ یا چالیس لاکہ روپیہ ہمارا
بہیجدو یا شاہ جہانپور کا ضلع ہمکو دیدو کہ ہم بعد وصول کرچکنی اپنی روپی کی واپس کردینگی
یہان حافظ رحمت خان یہ سمجہی کہ مینی نواب شجاع الدولہ کا خریطہ جو نواب گورنر بہادر کی پاس
بہجوایا ہی ابہی اوسکی روبکاری نہین پڑی اس گمان پر ایک خریطہ اور بنام نواب گورنر بہادر
اپنی طرف سی بہیجا کہ ملاحظہ ہوئین تو اس اس طرح کی خیرخواہیان سرکار کی کرتا ہون اور
نواب شجاع الدولہ بہادر کی طرف سی مجہپر تہمتین ہوتی ہین اس تحریر کو ادہر بہیجکر ادہر نواب علیین
آشیان کو بالتجای تمام بلوایا اور خلوت کرکی نواب شجاع الدولہ کی تحریر دکہائی اور صلاح
پوچہی نواب علیین آشیان نی کہ اصل فطرت سی حق پسند اور حق شناس تہی فرمایا کہ یہ روپیہ
واجب ہی یا غیر واجب حافظ رحمت خان نی کہا کہ بیشبہ واجب ہی نواب علیین آشیان نی کہا
کہ پہر ادای واجب مین کیون تامل ہی حافظ رحمت خان نی کہا کہ روپی کی سبیل نہین ہوسکتی نواب
علیین آشیان نی کہا کہ سب سردارون پر پٹہ ڈالدینا چاہیی جو مجہپر پڑیگا مین دونگا جو آپ کی
پڑی وہ آپ دین حافظ رحمت خان نی کہا کہ مجہسی کچہ نہین ہوسکتا نواب علیین آشیان نی
کہا کہ آپکی حصی کا بہی روپیہ مین دیدونگا حافظ رحمت خان نی کہا کہ اسکی سوا [illegible]
نواب علیین آشیان نی کہا کہ شاہجہانپور کا ضلع مانگتی ہین [illegible] حافظ [illegible] کہا
کہ دس لاکہ روپی سال کا خراجی ملک چالیس لاکہ روپی مین کیونکر دیدون نواب علیین آشیان

کہا کہ وہ تو بعد کمپنی اپنی روپی کی پہیر دینی کا وعدہ کرتی ہین حافظ رحمت خان نی کہا کہ زبردست کی قہر کر
ہین ملک لیکر پہر دینا محض خیال ہی نواب علیین آشیان نی کہا کہ اچہا انکو مدد دو وہ صلح میری تفویض کرین مین تمام
انکا روپیہ ادا کرکی ملک تمہارا انکو واپس کرادونگا حافظ رحمت خان ہنسی اور کہا کہ صاحبزادی تم اونسی زیادہ زبردست
اسواسطی کہ میری مرشدزادی ہو اگر جب آپکی کمپنی اونکی ملک واپس نکرو تو مین کیا کرون لڑون تو نمکحرام
ٹہہرون نہ لڑون تو ملک کو صبر کرون نواب علیین آشیان نی کہا پہر تہدید مجہسی عبث پہونچتی ہو جو تمہاری جی مین آئی کرو
یہ سنکر اوٹہ کہڑی ہوی حافظ رحمت خان نی کہا کہ صاحبزادی جبتک یہ معرکہ فیصل نہوگا مین تمہارا دامن نچہوڑونگا
نواب علیین آشیان نی کہا کہ اچہا مین نہین جاتا ادہر نواب علیین آشیان نی اپنا لشکر شاہ آباد سی بلا بہیجا ادہر
حافظ رحمت خان نی یہ عرض سی بہروسہ کر کہ انگریز ہماری طرفدار ہونگی نواب شجاع الدولہ بہادر کو جواب ناصواب کہلا
بہیجا جب یہ پیام پہنچتی ہی لشکر کا کوچ ہوگیا حافظ الملک نی بواسطہ نواب علیین آشیان دو لاکہ روپیہ احمد خان بخشی
فتح خان خانساماں سی اور اسی طرح نقود و اموال اکثر اور مایہ دار ولتی مصارف جنگ کیواسطی لیکر
نواب علیین آشیان کو اپنا کارفرما اور مستند اپنا کر مقام پہت سی منزل بمنزل کوچ کرکی لاہی بہیڑی کی میدان کو
لشکرگاہ قرار دیا نواب علیین آشیان مع پسران بخشی سردار خان و فتح خان خانساماں و دوندی خان وغیرہ جملہ سرداران
نامی وگرامی لشکر کی ہمراہ ہوی اوسوقت بعض افسران فوج نی عرض کی کہ اگر حکم ہو تو ہم ابہی اسکو گرفتار
کرین اور حضور نواب شجاع الدولہ بہادر کی پاس بہیجدین نواب عرش منزل نی نمانا اور فرمایا کہ یہ صورت
دغا کی مایہ ذلت کو پسند نہین ہرچند اون جان نثارون نی اصرار کیا مگر نواب علیین آشیان نی حکم نہ دیا
الغرض جب دونون لشکر مقابلی پر آی اور نواب شجاع الدولہ بہادر نی یہ سنا کہ نواب علیین آشیان بہی ساتہ
ہین ایک سفیر معتمد کو آپکی پاس بہیجا کہ آپ مجہسی کیون لڑتی ہین مجہی آپ سی لڑنا ہرگز منظور نہین آپکی
احسانات خوب یاد ہین حاشا ثم حاشا کہ مین مقابلی کا ارادہ کرون نواب علیین آشیان نی کہلا بہیجا کہ مجہی بہی منظور
نہین مگر کیا کرون کہ حافظ رحمت خان کی ہمراہی مجبور ہون پہلی ہی ارادہ علیحدہ ہو جانیکا کیا تہا مگر
حافظ الملک نی نمانا اور ایسی وقت مین کہ وہ بدرجہ اتم مجہسی ملتجی ہوی کنارہ کرنی کو بہی مینی خلاف
وضع جانا نواب شجاع الدولہ بہادر نی پہر پیام بہیجا کہ اچہا آپ اب میری لشکر مین چلی آئین تو

علیین آشیان نی کہا کہ یہ سب سی زیادہ میری وضع کی خلاف ہی نواب شجاع الدولہ بہادر نے
کہا کہ اچھا مین لشکر سی کہی دیتا ہون کہ تمہاری لشکر پر دست اندازی نکریں تم اپنی فوج کو سمجھادو
کہ وہ بہی کنارہ کش رہی نواب علیین آشیان نی اس بات کو پسند کیا اور اپنی سرداروں سی کہدیا
کہ خبردار کوئی پیش دستی نکریں اودہر نواب شجاع الدولہ بہادر نی میان بسنت خواجہ سرا کو حکم دیا
کہ تم اپنی پلٹن لیکر نواب علیین آشیان کی فوج کی مقابل رہو مگر خبردار لڑنیکا ارادہ نکرنا بعد اوسکے
دو روز دونون طرف صف آرائی رہتی تیسری دن معرکہ آرائی شروع ہوئی اور ایکطرف فوج انگریزی اور ایک
طرف فوج خاص نواب شجاع الدولہ بہادر نی معرکہ آرائی پر کمر باندہی اور ادہر تسویہ صفوف بہی
کما حقہ نہو سکا ابتدا ہی سی غلبہ حریف کی صورت نظر آنی لگی اور دو ہی چار فیر ہونگی بعد
لشکر انگریزی سی ایک توپ کا گولا حافظ الملک کی سینی پر پڑا اور اوس صدمی سی اونہون نی
قضا کی تہوڑی دیر تک محمد مستقیم خان وغیرہ سردار گرم کارزار رہی مگر حافظ الملک کی
فوج کا جی ایسا چھوٹ گیا تہا کہ دفعتہً پاؤن اوٹہہ گئی اور میدان خالی ہوگیا اودہر لشکر نواب
شجاع الدولہ بہادر مین فتح کا نقارہ بجا اور ادہر تمام لشکر حافظ رحمت خان کا تہ و بالا
ہوگیا اب خدا کی قدرت دیکھی کہ میان بسنت کی پلٹن نے کہا کہ تمام لشکر نواب شجاع الدولہ
کا لڑا اور ہماری بندوقین بہی خالی نہوئین میان بسنت نی کہا دیکھتی کیا ہو اخیر وقت ہی
تم بہی ایک باڑہ مار دو یہ سنتی ہی میان بسنت کی پلٹن نے ایک باڑہ ماردی کہ کئی
سو آدمی لشکر نواب علیین آشیان کی اوس سے لوٹ گئی نواب ممدوح کی فوج گہبرائی کہ یہ کیا
ماجرا ہی اور نواب سی شکایت کی کہ آپ نی ہمیں جو دست اندازی کو منع کیا ظاہر معلوم ہوتا ہی
کہ آپ درپردہ افاغنہ کی تباہی چاہتی ہین ادہر حافظ رحمت خان کی کمک نہ کی کہ وہ مقتول ہوئی
اور فوج مفرور ہوگئی ادہر مفت مین ہماری صدہا آدمی ماری گئی نواب علیین آشیان فوج
کی تسلی اور دلدہی فرما رہی تہی کہ دوسری باڑہ اور پڑ گئی تب تو نواب علیین آشیان نے
میان سی تلوار لی اور اپنی فوج سی پیش قدمی کی اور حکم دیا کہ بسم اللہ قدم اوٹہاو اور حرکت

سمجہو نواب محمد نصر اللہ خان بہادر ابن نواب محمد عبد اللہ خان بہادر کہ اس روایت کے
راوی ہین اوسوقت واہنی طرف نواب علیین آشیان کی موجود تہی فرماتی ہین کہ نواب
ممدوح تیغ کف بجلی کیطرح یہان ہمنت کی پلٹن پر جا پڑی اور دم بہر مین ساری پلٹن کو کاٹ
کی ڈالدیا نواب شجاع الدولہ بہادر نی کہ ہاتہی پر سوار تہی دیکہا کہ سارا میدان صاف ہوگیا
صرف ایک طرف تلوار چل رہی ہے اور ہنگامہ عظیم برپا ہے حکم دیا کہ جلدی خبر لاؤ
اتنی مین نواب علیین آشیان اوس فوج کو تلوار سی قلم کرتی ہوی دریا پار تشریف
لیگئی اور اوسی طرف سی گہوڑون کی باگین پہاڑ کیطرف اوٹہا دین ادہر یہان ہمنت کہ انکا
ہاتہ بہی زخمی ہوا تہا لہو مین آغشتہ نواب شجاع الدولہ بہادر کی حضور مین پہنچی اور فریاد کی
کہ خانہ زاد حکم حضور کی موافق دست اندازی سی دست کش رہا اور نواب علیین آشیان کی
فوج نی تمام پلٹن خانہ زاد کی قتل کر ڈالی اور غلام کا یہ حال بنایا نواب شجاع الدولہ بہادر
نی لشکر کو حکم دیا کہ نواب علیین آشیان کی فوج کا تعاقب کرو بی شبہہ یہ سب باہم ایک
ہین یہان نواب ممدوح نی بصوابدید عقل اسرار شناس مقام لال ڈانگ مین پہنچکر پہاڑ مین
مورچہ باندہا اور اوس مقام دشوار گذار کا بندوبست توپون کی حصار سی ایسا کرلیا
کہ نواب شجاع الدولہ بہادر کی فوج جو پہنچی تو سواگیری پڑی رہنی کی کچہ نہو سکا جب
بہت زمانہ گذرا آنریبل کرنیل چمپین صاحب بہادر حاکم لشکر انگریزی سی کہا کہ مین ایک کرور
روپیہ دیتا ہون اگر آپ اس مورچی کو توڑ دین چمپین صاحب نی کہا کہ ایک کرور کی
کیا حقیقت ہی اگر تین کرور ہون لیکر بارہ برس کی مدت مین کوئی اس حصار کو توڑ دی
تو ہم اوسکی معرکہ آرائی کی قائل ہو جائین یہ سنکی نواب شجاع الدولہ بہادر کو اوس معرکی
کی سر ہونی سی مایوسی ہوئی اور چمپین صاحب سی کہا کہ پہر کیا کرنا چاہیے چمپین صاحب نی
کہا آپ کسی معتبر کو بہیجکر اصل کار تو دریافت کرین کہ باوصف توثیق عہود و اصلاح دجہ اس
تفرقہ کی کیا ہوئی اور نواب علیین آشیان کی فوج آپ کی فوج سی کیون لڑی جب یہ حقیقت

معلوم ہو جاے تو کوئی تدبیر عمل مین آے نواب شجاع الدولہ بہادر نی اوس سفیر کو جسی پہلی
مقام طبہت مین نواب علیین آشیان کی پاس بہیجکر نہ لڑنی کا عہد کیا تہا روانہ کیا نواب
علیین آشیان نی جواب دیا کہ پہلی تمہاری واسطی سی گفتگو اور معاہدہ اصلاح قرار پایا
اور اوسکا انجام یہ ہوا اب اس امر مین جب گفتگو کیجاے گی کہ کوئی سردار انگریزی متوسط
ہو سفیر نی آکی نواب ممدوح کو اطلاع دی کہ نواب علیین آشیان نی یہ فرمایا ہی اوسوقت
چنبرلین صاحب سفیر قرار پاے اور نواب علیین آشیان کی پاس جاکر پوچہا کہ نواب شجاع الدولہ
بہادر سی باوصف عہد آپ سی کیون جنگ واقع ہوئی نواب علیین آشیان نی فرمایا کہ میرا بہی
یہی سوال ہی کہ باوصف قرار پا چکنی اصلاح کی کیا سبب ہوا کہ دو بار ہین متواتر میان سمنت
کی فوج نی میری فوج پر مارین جب مینی دیکہا کہ اب فوج میری دشمن ہوئی جاتی ہی تب
مجبور ہو کر مینی بہی ہاتہ پاؤن ہلاے آپ اسکی تحقیق و تنقیح کرین کہ تقدیم کدہر سی ہوئی ہی پہر چنبرلین
صاحب آے اور نواب شجاع الدولہ بہادر سی حقیقت بیان کی اب جو قرب وجوار کی فوج سی
اچہی طرح یہ بات تحقیق کی گئی تو ثابت ہوا کہ بیشبہ پہلی ادہر سی دست اندازی ہوئی نواب
شجاع الدولہ بہادر کو کمال غصہ آیا اور فرمایا کہ ساری شرارت اس سمنت کی ہی اوسیوقت
اوسکی مشکین باندہ کر چنبرلین صاحب کی ساتہ نواب علیین آشیان کی پاس بہجوادیا اور کہلا بہیجا
کہ یہ میرا تمہارا دونونکا مجرم ہی اسی تم اپنی ہاتہ سی قتل کر ڈالو اور جملہ فوج باقیہ ہمراہی اوسکی
کو موقوف کر کی لشکر سی نکال دیا وہان نواب علیین آشیان کی علو ظرف اور شان کرم کو
دیکہی کہ گیارہ پارچی کا خلعت منگوا کر میان سمنت کو دیا اور چنبرلین صاحب کی زبانی کہلا بہیجا
کہ اب میری آپ کی وجہ مخاصمت کی باقی نہین رہی جو میری حقوق آپ پر ہین اونکی عوض مینی
چاہتا ہون کہ آپ اس مجرم کی تقصیر معاف کر دین اسواسطی کہ جو ہونا تہا وہ تو ہو چکا اب اس
بیچاری کی قتل کر ڈالنی سے کیا ہوگا اور مین اب اسیطرف سی براہ کوہ ولایت کیطرف جانیکا
قصد رکہتا ہون مجہی تو زبردستی یہان کی سرداروں نی بلوایا تہا جب مین آیا تہا ورنہ مجہی کلکتہ دیکہنے کا

یہ پیغام جو نواب شجاع الدولہ بہادر کو پہنچا حقوق نواب علیین آشیان کی سب یاد تھی چنبرلین صاحب سی فرمایا
کہ آپ جائین جلد یہ نواب علیین آشیان کو اپنی ساتھ لائین کہ مجھی آپ سلطج کی مخالفت انسی تھین اور وہ میری محسن ہین
چنبرلین صاحب گئی اور نواب شجاع الدولہ بہادر کا پیغام ادا کیا نواب علیین آشیان نی کہا کہ ایکبار مین ہوکا کہا جنگ
اب میری فوج میری جانی پر ضیر اسکی ضمانت نہین ہی کہ سرکار انگریزی مددار ہوکر پہلی اور برابر کی ملاقات
ان شرائط سی قرار پای کہ نذر مین نہ دونگا اور ایک مسند پر وہ اور مین بیٹھونگا حقہ اگر وہ پین گی تو
مین بھی پیونگا جب تک مین بیٹھون بات سوا میری دوسری سی نہو اور معاملات کی گفتگو مطلقا بر
ذات پر مقدسہ بواسطہ سلطنت انگلسیہ انفصال پای چنبرلین صاحب نی ساری کیفیت نواب
شجاع الدولہ بہادر سی آکر بیان کی نواب نی سب شرطین منظور کین اور چنبرلین صاحب نواب
علیین آشیان کو اپنا ذمہ کرکی ساتھ لای یہ آمین رئیسان عالیجاہ ملاقات ہوی اور اچھی طرح سی
و مدارات ہوی دوسری بار نواب شجاع الدولہ بہادر نواب علیین آشیان کی خیمی مین جلوہ آرا ہوی اور
یہ معاہدہ ہو گیا کہ نواب علیین آشیان محالات رامپور و شاہ آباد و حضرت نگر وغیرہ چودہ لاکھ چھتیس
ہزار روپیہ کا خراجی ملک اپنی قبض و تصرف مین رکھکر پانچ ہزار پیادہ و سوار ملازم رکھین اور نواب
شجاع الدولہ بہادر اور صاحبان انگریز بہادر کی لشکر کا صرف عطا کرین چنانچہ ایسا ہی ہوا یعنی نواب
علیین آشیان نی پچاس لاکھ روپیہ خزانہ عامرہ سی نکالکر اپنی لشکر مجتمعہ کو بھی دسمبین انعام دیکر رخصت کیا
اور لشکر نواب شجاع الدولہ بہادر کا صرف بھی دیا اور عہدنامہ پنجوین جب گیارہ سو اٹھاسی ہجری
مطابق [illegible] عیسوی کو تحریر ہو گیا پھر نواب شجاع الدولہ بہادر نی اودہ کیطرف کوچ فرمایا اور
نواب علیین آشیان نی رامپور مین آکر نظم و نسق سی شہر و ریاست کو گلزار بنایا نواب صاحب ممدوح نی یہ ملک ویران
خود پسند فرما کر لیا اور حسن انتظام سی ایسا آباد کیا کہ تین لاکہ سی تیس لاکہ تک آمد نی سال ہو گئی رعیت
عدل و داد سی مالا مال ہو گئی باوجود داد و دہش کی حسن انتظام سی تین لاکہ اکیس ہزار اشرفیان سکہ
بھی پہر خزانی مین جمع فرمائین جو جنگ دوجوڑہ کی بعد نواب آصف الدولہ بہادر کی ہاتہ آئین پیر آ
آپ ہی نی آباد فرمایا صحرا کو گلزار بنایا مصطفی آباد اسکی نام رکہا کہ فیض آباد ایک شہر تہا صفات

کمال نواب علیین آشیان کی تفصیل اگر مرقوم ہون تو تذکرہ سیرت کی کتاب بجای خود ہو حقیقت یہ ہی کہ سراپا
کمال تھی نہایت وجیہ اور صاحب حسن و جمال تھی شجاعت کا یہ عالم کہ تمام جسم مبارک زخمون سی چور تھا
ہمت و فتوت سخاوت و مروت کا شہرہ دور دور تھا ورع و تقوی زہد و حیا ضرب المثل و زبانزد ہی
ظہور امور خیر و برکات اور نشر رواج حسنات جسقدر اوس عہد مین ہوا تمام زمانی پر آشکار ہی ایک حکایت
جو آپکی کمال اتقا پر دال ہی وہ لکھی جاتی ہی سنا ہی کہ دریای کوسی اوس زمانی مین نہایت جوش پر تھی اور اوسکی
و پار بندہ ہانی مین بڑا اہتمام تھا یہان تک کہ آپ بنفس نفیس تشریف لیگئی تہی اور شاہ جمال اللہ صاحب
قدس سرہ العزیز اور بحر العلوم مولانا عبد العلی صاحب مرحوم وغیرہ بہی اچہی ارباب کمال ہمراہ تہی آپنے حکم فرمایا کہ جو کوئی
کبہی کسی فعل حرام کا مرتکب نہوا ہو وہ پہلی بار باندہنی مین دست انداز ہو یہ سنکر بہت سے آدمیون نی ارادہ کیا
آپ نی ارشاد فرمایا میرا مقصود یہ ہی کہ ارادہ بہی فعل بد کا نہوا ہو یہ سنتی ہی سبکو سکوت ہوا اور کوئی متصف
اوس صفت کی ساتہ نہ نکلا جب دیر ہوئی تو اوسوقت آپ روی او رسمت قبلہ ہاتہ اوٹہا کر بحلف بیان فرمایا
کہ میری دل مین کبہی خطرہ بہی کسی فعل زشت و حرام کا نہین آیا یہ فرما کر آپ نی ابتدا کی سبحان اللہ کیا
نفوس قدسی کیسی ہوتی ہین ترک اولی بہت کم آپ سی وقوع مین آیا صلوۃ تنجینا کہ درود ماثور
مشہور ہی آپ اوسکی عامل تہی معقول مین قطبی میر تک عبور تہا مگر منقول مین بڑی کامل تہی سادات کا
لحاظ بہت فرماتی تہی یہان تک کہ اگر کسی سید سی کوئی خطا ہو جاتی تہی بمقتضای شرم و لحاظ اوس سے
آنکہ نہین ملاتی تہی عہد دولت مین مسجدین بکثرت تعمیر ہوئین اور ایک مسجد ایسی عالیشان بنی کہ اس
سرزمین پر بی نظیر ہی حسن نیت سی یا برکت سی آج تک ذرات مصلیون کی جماعت سے رونق پذیر ہے
با اینکہ لاکہون روپیہ امور خیر مین صرف ہو گیا پہر بہی خزانی مین زر وافر جمع ہوا ۲۴ برس کامل
آپ مسند آرای ریاست رہی تریسٹہوان سال عمر شریف سی شروع ہوا تہا کہ بغل مین داہنی
طرف کو کہنہ پہوڑا نکلا اور وہ بڑہتی بڑہتی جگر تک سرایت کر گیا اوسی صدمی سی یکشنبہ کی دن ذی حجہ
کی اٹہارہوین تاریخ بارہ سو آٹہ (١٢٠٨) ہجری مین کہ سترہ سو چورانوی (١٧٩٤) عیسوی کی مطابق تہی باسٹہ (٦٢) برس
سی کچہ زیادہ عمر پاکر صدر حکومت سی ہاتہ اوٹہایا عقبی مین تشریف فرما ہو کر تخت گاہ فردوس پر جلوس فرمایا

اسی شہر مین عیدگاہ دروازی کی قریب مقبرہ عالیشان تیار ہوا دنیا نمین روضۂ جنان آشکار
ہوا لفظ غروب مادۂ سال ارتحال ہی یہ مختصر نواب علیین آشیان کا حال ہے ⁂

ذکر خیر شہسوار فضای ہمت فارس مضمار نصرت تیغ زن معرکہ دشمن شکنی
صف شکن کارزار عدو افگنی صاحب الشوکۃ الثابتہ والصولۃ العالیہ
زائر روضہ شہنشاہ خافقین حاجی حرمین شریفین جناب مستطاب
نواب غلام محمد خانصاحب بہادر خلف الصدق حضرت علیین آشیان جناب غفران
مآب نواب محمد فیض اللہ خانصاحب بہادر طاب ثراہما وجعل الجنۃ مثواہما واضح ہو کہ واقعہ
قتل نواب محمد علیخان بہادر اور حکایت مسندنشینی نواب غلام محمد خانصاحب بہادر مختلف صورتون سے
مشہور ہی راقم الحروف اوس تاریخ سی کہ اس خاندان عالیشان کی بیان واقعات مین کتاب
مبسوط ہی تلخیص کر کی لکھتا ہی کہ نواب معلی القاب سی نواب محمد علیخان بہادر دس برس بڑی تھے
اور چونکہ آپ کی مادر محترمہ نی زمانہ شیرخوارگی مین قضا کی تھی اور نواب محمد علیخان بہادر نے
آپ کو فرزندون کی طرح پرورش کیا تھا اس سبب سی باہم ایسی محبت تھی کہ دیکھنی والی باپ
بیٹی کا گمان کرتی تھی یہی باعث تھا کہ جب جناب نواب عرش منزل نی رحلت فرمائی تو نواب
محمد علیخان بہادر نی فرط محبت سے چاہا کہ نواب غلام محمد خانصاحب بہادر مسندنشین ہون مگر نواب
ممدوح نی قبول نہ کیا اور فرمایا کہ یہ منصب آپ ہی کا ہی حق تعالی آپ کو اور بعد آپ کی آپکی
اولاد کو مبارک کری جب نواب محمد علیخان بہادر نی دیکھا کہ یہ کسیطرح نہین مانتی تو فرمایا کہ ایک
شرط سی مین اس منصب کو قبول کرتا ہون کہ جو امور بقای اتحاد اور افزایش مراتب وداد کی واسطے
تمکو مناسب معلوم ہون وہ اسوقت طی ہو جائین نواب معلی القاب نی کہا کہ عمدہ ترین امور
واجب الالتماس مین سی اول تو یہ امر ہی کہ میری خدمت مین اگر کوئی دراندازی تفرقہ پرداز آپ سی کچھ
عرض کری آپ اوسکے جیسی ارشاد فرمادیا کرین کیونکہ تصدیق کرتا ہون کہ اگر وہ امر واقعی ہوگا تو اقرار
کرکی اوس تقصیر کا آپ سی استعفا چاہونگا اور اگر آپ معاف فرمائینگی تو اوسی واسطی وہ سزا

تجویز کرونگا جو سزا اوس تقصیر پر آپ کسی غیر کی واسطی بہی تجویز فرماینگی دوسرا امر یہ ہی کہ
اٹھارہ ہزار روپیہ سال جو میری کفاف کیواسطی ریاست سی مقرر ہی وہ میری خاص اردلی کی
تنخواہ کی واسطی بہی کافی نہین علاقہ رہٹر اور بہاکر دواری کا جو مالگذاری مین ہی اور اوسمین
ڈیڑہ لاکہ روپی سال کی توفیر ہی اوسکا بندوبست امانی اسی توفیر پر میری نام رہی کہ مین اوس توفیر سی
اور منافع تجارت وغیرہ مین اوقات بسر کرونگا یہ دونون امر تو وہ ہین کہ درصورت عمل درآمد
رہنی کی کبہی مجکو آپ کی طرفسی اور آپکو میری طرفسی ملال نہوگا اب ایک تیسرا امر جو عموماً
خلق اللہ کی خیرخواہی اور خصوصاً آپ کی خیراندیشی پر مشتمل ہے وہ عرض کرتا ہون آپ کو
معلوم ہی کہ نواب عرش منزل کسقدر متصف بصفات حمیدہ اور متخلق باخلاق جلیلہ تہی امید
رکہتا ہون کہ آپ بہی علی قدر مراتب جملہ اکابر اور اصاغر سی ایسی اخلاق فرماوین کہ سب اونکی
اخلاق کو بہول جاوین نواب محمد علیخان بہادر نی یہ تینون باتین بطوع و رغبت قبول کرکے
بہ درخواست نواب ممدوح قرآن مجید پر مہر کردی بعد طی ہونے ان مقاصد کی نواب ممدوح
پہلی خود دیوان عام مین تشریف لای اور مسند بچہوا کر کارکنان ریاست اور اعیان دولت کو نذر دینی کی
واسطی جمع کیا از انجا کہ سب افسران فوج نواب محمد علیخان بہادر کو عہد نواب عرش منزل سے
منصب ریاست کی قابل نہین جانتی تہے اور اونکی تندخوئی ترش روئی کجرائی خودستائی
ناحق کوشی مینوشی وغیرہ افعال ذمیمہ کو خوب پہچانتی تہے بلکہ جب سی وہ وزیر علیخان ابن
نواب آصف الدولہ بہادر کی شادی مین لکہنو جاکر شریک ہوئی تہی یہ امر بہی مشہور ہوا تہا
کہ امامیہ مذہب ہوگئی لہذا اون سب نی نواب غلام محمد خانصاحب بہادر سی عرض کیا کہ آپ
انکا مسند آرا ہونا ہرگز جائز نرکہین بہت جلد کوئی فتنہ برپا ہوگا انسے اپنے
تہذیب غیر ممکن سے یقینی کوئی فساد اوٹہ کہڑا ہوگا نواب ممدوح نی اون سبکو
فہمایش کرکی ماہ ذی حجہ کی اٹہارہوین تاریخ کہ بارہ سو آٹہ ہجری تہے مطابق ستائیسوین
جولائی سترہ سو چورانوی عیسوی نواب محمد علیخان بہادر کو اکو مسند پر بٹہایا سب سے پہلی آپ نذر دی

پھر اوکی بھی نذرین دلوائین ایک نواب محمد نصر اللہ خان بہادر ابن نواب محمد عبداللہ خان تنہا
عاصی تخلص کہ وہ پہلے ہی نہایت آزردہ خاطر تھے اوس روز نذر کو نہ آئے تیسری دن نواب
غلام محمد خان صاحب بہادر اصرار کرکی اون کو بھی لائے مگر وہ باکراہ نذر دیکر چلے گئے اور نواب
غلام محمد خان صاحب بہادر سی کہا کہ مینی تو بعد انتقال نواب عرش منزل بالکل دنیا سی ہاتھ کھینچ لیا ہے
اور فقیرانہ لباس پہنکر گوشہ نشینی اختیار کی ہے مگر اسی کہی دیتا ہون کہ نواب محمد علیخان سے
ہرگز ریاست کا نباہ نہوگا یہ بات میری یاد رکھو اور جہان تک ہوسکی انسی خبردار رہیے
ایسا ہی ہوا کہ دس ہی پانچ دن مین فساد کی صورت پیدا ہوئی توضیح اوسکی یہ ہی کہ ایک
سقا نواب محمد علیخان بہادر کی مزاج مین دخیل تھا مسند نشینی کی بعد اوسکا اختیار زیادہ ہوا
اور ہر صحبت ہای بی تکلف میخواری و نشاط و عیش و انبساط مین شریک رہتا تھا
اور جسکی حق مین جو کچھ منہ مین آتا تھا کہتا تھا اور اوسکا یہ اثر ہوتا تھا کہ نواب محمد علیخان بہادر
سر دربار بُری بُری سے سردارون کی طرف ایسی خطاب کیا کرتی تھی کہ وہ پیچ و تاب کھاکر
دربار سی اوٹھ جاتی تھے اور نواب غلام محمد خان صاحب بہادر سی شکایت کیا کرتی تھی
اور آپ اونکو بجای خود سمجھاکر اپنی بہائی کو سمجھاتے اون کی برہمی سی اس امید پر اطلاع کرتی
تہی کہ آئندہ حفظ لسانی کو کام فرماوین نواب مسند نشین متنبہ ہونا تو کیا اولٹی نواب
ممدوح کو بدنام کر دیتی تھے یعنی سردارون سی کہتی تھی کہ نواب غلام محمد خان بہادر سے
تم لوگون کی سب باتین یون بیان کرتے ہین وہ سب سردار روز بروز انسی مخالف
ہوتی جاتی، رفتہ رفتہ یہ نوبت پہنچی کہ سب اوس سقی کی دشمن ہوگئی مگر وہ فرومایہ نشۂ
کبر و نخوت سی ایسا سرمست ہوگیا تھا کہ مطلق ہوش مین نہ آیا یہان تک کہ ایکدن نواب
غلام محمد خان صاحب بہادر سی کہلا بھیجا کہ علاقہ ٹہاکردواری کا جو آپکی پاس ہی اسکی توفیر
مین یا حصہ بقدر وہ ایک مقرر کیجیے یا جو گانون مین پسند کرون وہ مجھی دیدیجیے ورنہ
یہ علاقہ آپ کی پاس نرہیگا نواب کو نہایت غصہ آیا مگر ضبط کو کام فرماکی حرف استقدر کہا

کہ جو شخص یہ پیغام لایا تہا اوسکو نکلوا دیا اور اوس نے حقیقت کی شکایت بہی اپنی بہائی سی
نہ کی اوس غماز فتنہ پرداز نی نواب ممدوح کیطرفسی نواب محمد علیخان بہادر کی کان بہرنا
شروع کیی اوسکی اثر سے چشم و ابرو نواب محمد علیخان بہادر کی نواب غلام محمد خان صاحب بہادر
کیطرفسی بدل گئی ایک دن نواب غلام محمد خان صاحب بہادر نی بہائی سی شکوہ کیا
کہ مین آپکا التفات اپنی طرف کم پاتا ہون اسکا کیا سبب ہی اور اوسی ضمن مین سقی کی شرارت
بیان کرکی کہا کہ اگر آپ کو اس علاقی کا نکال لینا منظور ہے تو مجہی کچہ عذر نہین مگر غیر کو میری
معاملی مین دخل نہ دیجیی اور سقی کی تنبیہ کیجیی کہ حد سے بڑہکر پاؤن نہ رکہی لوگ بہت آزردہ خاطر
ہین کوئی فتنہ برپا ہو نواب محمد علیخان بہادر نی آئی گئی کرکی ٹالدیا اور سقی کو تنبیہ نکیا
بلکہ اوسکا مرتبہ روز افزون رہا آخر بعض افسران فوج نی تنگ آکر چاہا کہ اوسی مار ڈالین
باہم مشورہ کرکی چار ولایتی مامور کیی کہ وہ کمینگاہ مین جا بیٹہی چار روز کی دن تہی اور اتفاقا
ایک شب تاریک مین ابر غلیظ محیط آسمان تہا اور وہ سقا سونے کا دگلا پہنی بہاری ضائی اوڑہ کر
میانی مین سوار جاتا تہا یہ ولایتی نکل پڑی اور اوسی تلوارون پر دہر لیا اپنی گمان مین تو اوسکو
چور چور کیا مگر اوسکی قضا نہ تہی کہ میانہ کی بلم ٹوٹ گئی اوڑ گیا اور کپڑی پرزی پرزی ہو گئی اور بدن
مین کہین کہین خفیف سی کچہ چرکی آئی وہ اوسی تاریکی مین بہاگ کر سیدہا نواب محمد علیخان بہادر کی
پاس پہنچا اور خون آلود کپڑی دکہا کر کہا کہ نواب غلام محمد خان صاحب بہادر کی حکم سی لوگون نے
میرا یہ حال کیا نواب محمد علیخان بہادر نی نواب ممدوح سی پوچہا آپ نی انکار کیا کہ مجہی خبر نہین
تمام خلق اوس بدکرداری ناخوش ہے کسی نی یہ حرکت کی ہوگی اوسوقت تو یہ بات ٹل گئی
صبح کو نواب محمد علیخان بہادر نی اوسی کی مشوری سی علاقہ جو نواب غلام محمد خان صاحب بہادر
کی پاس تہا ضبط کرلیا اور وہان کمنڈسال کا مال تجارت ایک لاکہ کی قریب موجود تہا وہ بہی
ضبط ہو گیا نواب ممدوح نی بمصلحت وقت دم نمارا اور یہ ارادہ کیا کہ جلای وطن کیجیی اور
کی طرف چلدیجیی افسرون نے جو یہ خبر پائی جمع ہو کر سمجہایا کہ دیکہیی ہم کہتی تہی کہ یہ شخص رئیس کردی

قابل نہین مگر آپ نی تہ نا نا اب بہی کچہ نہین گیا ہی ہم ان کو قتل کرتی ہین آپ مسند نشین ہون
نواب ممدوح نی یہ امر قبول نکیا مگر اونکی اصرار سی عزیمت فسخ کی اور احتیاطاً افسرون کی ارادہ
فاسد سی خفیہ نواب محمد علیخان بہادر کو بہی آگاہ کیا وہان وہی شعار تہا کہ آج نواب موصوف
نی آگاہ کیا کل اونہون نی سردارونسی کہدیا طرہ اوس پر یہ ہوا کہ سر دربار نواب غلام محمد خان
صاحب بہادر سی چہیڑ چہاڑ شروع ہوی بے پردہ ہجو ملیح ہونی لگی جب نواب ممدوح نی یہ رنگ
دیکہا دربار جانا قطعاً چہوڑ دیا ایک دن نواب محمد نصر اللہ خان بہادر نواب غلام محمد خان صاحب
بہادر کی ملاقات کو آی اور کہا کیون صاحب ہم کہتی تہے کہ انسی کسیطرح نباہ نہوسکیگا دیکہیے
کسقدر جلد نقض عہد ہوا نواب ممدوح نی کہا کہ کیا کیجی اب بہی جوش محبت کا وہی رنگ ہی
اور ادہر سی خیر اندیشی کا وہی ڈہنگ ہی الغرض چندی یہی صورت رہی کہ سردارونکی عداوت
نواب محمد علیخان بہادر سی بڑہتی گئی اور نواب ممدوح خفیہ اطلاع کرتی رہی اور نواب محمد علیخان
افسرونسی کہا کیی کہ نواب غلام محمد خان صاحب بہادر تمہاری نیت فاسد سی مجہی آگاہ کیا کرتے ہین
مین ایک دن تم سب سی بہت بری طرح پیش آؤنگا ان باتونسی نواب غلام محمد خان صاحب بہادر
کی طرفسی افسران فوج کی مخالفت ایکسی ہزار ہوی تنک اگر نواب موصوف نی بہی چاہا
کہ حج کو چلے جائیں یہان تک کہ ایکبار رات کو اسباب بند ہوا کر روانہ کردیا اور صبح کو
سیر و شکار کی بہانی سے خود سوار ہونیکا ارادہ مصمم کیا مگر سب ایک قوم کی لوگ تہی راز چہپ
نسکا افسر جمع ہوی اور کہا کہ آپ کا ارادہ ایسا معلوم ہوتا ہی نواب ممدوح نی کہا بیشک
مین حج کو جاتا ہون افسرون نی کہا کہ اس سال ہم آپکو ہرگز جانی نہ دینگی نواب ممدوح نے
کہا تو مین مقید ٹہہرا معلوم نہین کہ جرم میرا کیا ہے افسرون نی کہا ہمتو آپ کو قید نہین سمجہتی
اگر آپ سمجہین تو مجبوری ہے نواب ممدوح نی کہا کہ پہر مین کیا کرون اودہر نواب محمد علیخان تنہا
میری دشمن ادہر تم سب میری مخالف افسرون نے کہا کہ ابہی آپ راضی ہوجائین ہم انکو
قتل کرکی آپ کو مسند پر بٹہادین یہ ساری جہگڑی جاتی رہین اور اگر یہ نہ کیجی گا انجام کار آپ دونون

ماری جائینگی اور ہم نواب عرش منزل کی اولاد مین سی کسی اور کو رئیس کر دینگی اور بالفرض کوئی
اونکی اولاد مین راضی نہوا تو قرعہ ڈال کر اپنی قوم مین سی کسیکو رئیس بنا کی اوسکی اطاعت کرینگی
جب نواب ممدوح نی دیکھا کہ جان بھی جاتی ہی اور کسیطرح راہ پر نہین آتی چپ ہو رہی افسران فوج
خموشی کو دلیل رضا سمجھکر محرم کی تیرہوین تاریخ بارہ سو نو ہجری مین جملہ پیادہ و سوار کہ مجموع چودہ ہزار
آدمی تھی مع طبل و علم آی اور یہ خبر آپ کو ساتھ لیکر دیوان عام کیطرف چلی دروازی پر پہنچی تو دلیر خان
کمال زئی جو نواب محمد علیخان بہادر کی ہمدم تھے اور نواب عرش منزل کی وقت سی اونہین کی
اردلی مین رہتی تھے یہ مجمع دیکھکر بڑہی اور نواب غلام محمد خان صاحب بہادر سی کہا کہ آپ
تشریف لیجاتین اور کچھ افسرون کو بھی ساتھ لین مگر اس ساری مجمع کا لیجانا بہتر نہین نواب
موصوف خاموش ہو رہی اور آگی بڑہی دلیر خان نی پھر عرض کی کہ جو کچھ مینی کہا شاید آپنی
نہین سنا نواب ممدوح نی پیچ ہو کر جواب ترش دیا دلیر خان تو کچھ سمجھکر وہین رہگئی جب یہ چبوتری
کی قریب پہنچی دیکھا کہ نواب محمد علیخان بہادر بیچ کی در مین سیف الدینخان اور بہادر خان اپنے
ماموں سی بیٹھی یہ باتین کر رہی ہین کہ لوگ نواب عرش منزل کی بہوری پر زہر کی بہا جی ہونی
کی تہمت مجہپر کرتی ہین حالانکہ ایسا نہین ہوا اور بالفرض اگر مینی ایسا کیا بھی تو میرا کوئی کیا
کریگا اور اس جگہ کلمات فحش اور ثقیل کا استعمال کیا اور سیف الدینخان اور بہادر خان دونون
سمجہا رہی ہین کہ دیکھی یہ باتین اچھی نہین ہمکو اندیشہ ہی کہ کوئی فتنہ برپا ہوا چاہتا ہی نواب
محمد علیخان بہادر نی اوسکی جواب مین کہا تم نہین جانتی ہو یہ قوم انہین سخت گیریون کی سزاوار ہے
سیف الدین خان اور بہادر خان نی کہا کہ ہم مراتب خیر خواہی سی ہمیشہ آگاہ کرتی رہتی ہین
ماننی نماننی کا آپ کو اختیار ہی مگر یہ سمجھ لیجی کہ نواب عرش منزل بھی ہماری بات مانا کرتی تھی یہی
باتین ہو رہی تہین کہ غلام محمد خان صاحب بہادر چبوتری کی کناری پر آ گئی اور دیوان عام کا
تمام چوک فوج سے بھر گیا نواب محمد علیخان بہادر نی یہ رنگ دیکھکر نواب ممدوح سے پوچھا کہ یہ
کیا ہے نواب غلام محمد خان صاحب بہادر نی اوسوقت بھی اس نظر سی کہ جان آپکی بچ جای کہا

کہ آپ مسند سے اوٹھ بیٹھے اسوقت یہی مصلحت ہے اور اسی مین خیریت ہے مینی تو کوئی دقیقہ
خیر اندیشی کا اوٹھا نہ رکھا مگر افسوس ہے کہ آپ سے ریاست کا نباہ نہو سکا یہ لفظ ہنوز زبان سے
ادا نہو چکا تھا کہ نواب محمد علیخان بہادر نے تلوار کھینچکر ایک ہاتھ مارا قضای کار تلوار کا پھیلا
دیوان عام کی محراب پر پڑا بر دوانی تیغا تھا کنگرہ محراب کو کاٹتا ہوا اوترا اتنی مہلت مین
نواب غلام محمد خان صاحب بہادر کا بایان ہاتھ جسمین سپر تھی اوٹھکر سر پر پہنچا اور وہ تیغا
سپر پر پڑکا مگر ہاتھ کی صفائی اور کیاستی کی پرسش تھی کہ باوصف کنگرہ محراب پر پڑنے کی
سپر کو بیچ تک کاٹا نواب غلام محمد خان صاحب بہادر فرماتے تھی کہ مین اپنی بھائی کی
جرات اور دلیری کا قائل ہون کہ اس پھرتی سے ہاتھ مارا تھا کہ اگر محراب پر نہ پڑتا تو ہرگز سپر
نہ رکتا باری مین ہوشیار ہوگیا اور ہاتھ اپنا تان دیا کہ بدن پر صدمہ نہ آیا الغرض تلوار سپر مین
پھنسکر رہگئی اور ہر چند نواب محمد علیخان بہادر نے زور کیا نکل نسکی بعضہ نیا مار تھا ہاتھ سے چھوٹ ہی نسکی اتنے مین نواب غلام محمد خان صاحب
بہادر نے سپر کو ایکطاقت اس زور سے پھیرا کہ نواب محمد علیخان بہادر کی تلوار قبضے سے نکل گئی
نواب محمد نوح نے اوس تلوار کو مع سپر اپنی پشت پر پھینک دیا اور اپنی تلوار کی قبضے پر بھی ہاتھ
نہین رکھا جسوقت نواب محمد علیخان بہادر نے وار کیا تھا جتنا مجمع ساتھ آیا تھا سب متفرق اور
پریشان ہوگیا تھا چبوترے سے صحن مین اسقدر لوگ گرے تھے کہ صحن اور چبوترہ ایک مسطح تختہ
بنگیا تھا جب تلوار ہاتھ مین نرہی تو سب پلٹ کر دوڑ پڑے نواب محمد علیخان بہادر نے چاہا
تھا کہ ہاتھ بڑھا کر بہادر خان اپنی ماموں کی تلوار لین مگر فوج ٹوٹ پڑی کہ دو زخمی ہوکر گرے
بہادر خان اور سیف الدین خان دونون بچانے کی واسطی چھا گئی اس سبب سے سخت دقت
مشکل پڑی کہ سیف الدینخان اور بہادر خان کو تو مار نسکتی تھی کہ ایک قوم کی ہزارہا آدمی
تھی انمین فساد پڑ جاتا مگر بغلون کی نیچے سے تلوارون کی پھلون سے کوچتی تھی بہادر خان
اور سیف الدینخان نے یہ حال دیکھا نواب غلام محمد خان صاحب بہادر سے پکار کر کہا کہ اگر تمہکو
اپنی بھائی کا قتل منظور ہے تو صاف کہدو کہ ہم الگ ہو جاتین ورنہ ان لوگون کو منع کردو نواب

غلام محمد خان صاحب بہادر کر افسران فوج اونکو لیتی ہوی مسند پر بٹہا آئی تہی یہ اواز سنی
جوشش محبت سے دوڑ سے اور افسران فوج کو آواز دی کر اب مجہسی یہ شدت دیکہی
نہین جاتی ناچار افسرون نی ہاتہ کہینچا تب نواب محمد علیخان بہادر نی کہا کہ مجہی محل مین پہنچا دو
بہادر خان اور سیف الدین خان نی پلنگ پر لٹا کی محل مین پہنچا دیا سنا ہی کہ وہان پہنچے
نواب امیر علیخان بہادر اپنی پسر صغیر السن کو پاس بلا کر کہا کہ جو کچہ ہونا تہا وہ ہوا میری
جان بہی گئی اور میری بہائی کی واسطی بہی بہتر ہوا اور یہ مین خوب جانتا ہون کہ بہائی کا
اسمین کچہ قصور نہین افسران فوج کی ساری شرارت ہی دو نصیحتین تمکو کرتا ہون ایک تو
یہ کہ مین امامیہ مذہب ہون اگرچہ جانتا ہون کہ تجہیز و تکفین میری اوس مذہب پر
نہو سکی گی مگر تمکو اپنے مذہب سے آگاہ کر دیا اور نواب امیر علیخان بہادر کو بہی اوس
مذہب کی تلقین کی دوسری نصیحت یہی کہ تم نواب وزیر الممالک کی سرکار مین مستقیم ہونا
وہ ضرور تمہاری کمک کرینگی اور تم رئیس ہو جاؤ گی مگر وقت پاکر بطرز مناسب اپنی دشمنون سے
انتقام ضرور لینا یہ کہکر بیہوش ہو گئی چارون بہنون سے جراحون کو بلوا کر ٹانکی دلوا کر پہر پہر کا پہرا
دینا شروع کیا پہر نواب محمد علیخان بہادر ہوش مین آئی یہان افسران فوج نی نواب
غلام محمد خان صاحب بہادر سی کہا کہ یہان انکا رہنا بہتر نہین نواب ممدوح نی محل مین
کہلا بہیجا ان کی بہنون نی عذر ما بعد قیل و قال بسیار یہ بات قرار پائی کہ اگر حضرت شاہ
جمال اللہ صاحب قدس سرہ پیر و مرشد نواب غلام محمد خان صاحب بہادر اپنا ذمہ کرین
کہ دغا نہو گی تو البتہ ہم بہیجدین آپ نی حضرت سی رجوع کی حضرت نی فرمایا تم نے
عہد کرو اور افسران فوج سی بہی عہد لو کہ دغا نکرین تو مین ذمہ دار ہوتا ہون آپ نی عہد کیا
کہ مین نہ خود ضرر پہنچاؤن گا نہ ضرر رسانی کا واسطہ ہونگا اور افسران فوج سی بہی عہد لیا
عہد لیا تب حضرت نے نواب محمد علیخان بہادر سے کہلا بہیجا کہ اب تم باہر نکل آؤ وہ برآمد
ہوی افسران فوج نی گڈہ مین کہ ور شہر سے جانب شمال ایک میل کی فاصلی پر ہے

نظربند کیا وہان بھی ایک سقا اونکا یار ہوگیا کہ مشک مین رکھکر کھانی کی چیزین پہنچایا کرتا
تھا اس زمانی مین بواسطہ مصطفی خان ابن الہ یار خان ابن جناب نواب علی محمد خان صاحب
بہادر جن سے نواب محمد علیخان بہادر کی حقیقی بہن منسوب تہین وزیر الممالک تک خفیہ
دادخواہی کی عرضی بھیجی جب مرہم پٹی ہوتی ہوتی زخمون مین اندمال کی صورت نظر آنی لگی
ایک دن پہری پر جو سپاہی کہڑا تھا اوس سے کہا کہ اری سنتا ہی اب میری زخم
اچھی ہوچکی ہین سرداروں سی کہدینا کہ ایک سی سمجھونگا اور موچھون کی رسیان بٹوا ونگا
اوسنی سردارونکو اس گفتگو سے آگاہ کیا سب نے نواب غلام محمد خان صاحب بہادر سی کہا کہ
اس شخص کا زندہ رہنی دینا اچھا نہین کوئی نہ کوئی مفسدہ برپا ہوگا نواب ممدوح نے کہا کہ شاہ
جمال اللہ صاحب سی عہد واثق ہوچکا ہے تخلف نچاہیے اور جو باتین سنی گئین میری نزدیک
سب غلط ہین اور بالفرض اگر سچ ہون تو اونکی مسلوب الحواس ہونی کی دلیل ہی جسکی حواس
بجا نہون تو اسکی کہنی کا برا ماننا نچاہیے دیکھو اگر دغا کروگی برا کروگی سردار وہان سے
اوٹھی اور اپنی جگہ پہنچکر باہم دیگر مشورہ کرنی لگے کہ کیونکر اس جھگڑی کو پاک کرین الہام خان
نامی ایک پٹھان بیٹھا تھا اوسنی کہا کہ اس کام کو مین کرونگا لوگون نی کہا کہ ہم سب عہد
کرچکی ہین تمکو اختیار ہے وہ اوٹھا اور اسی ارادی پر چلا راہ مین اوسکو منسارام لکہیریا
کہ چار سو لکہیرے اوسکی تابع تھے ملا الہام خان سی پوچھا کہان جاتے ہو اوسنی اپنا
ارادہ بیان کیا یہ بھی اوسکی نہایت آزردہ خاطر تھا ساتھ ہولیا اور کہا کہ مین بھی تمہارا
شریک ہون یہ دونون باتفاق اوسوقت وہان پہنچے کہ نواب محمد علیخان بہادر
سوچکی تھی انہون نی پشت مکان سی اوترکر باطمینان تمام ایک نی شمشیر گردن پر کہینچدیا
اور ایک نی پستول مارا احشای باطنی کی چیتہڑی اوڑگئی اور اونکا کام تمام ہوگیا پہر
منسارام دوڑتا ہوا نواب غلام محمد خان صاحب بہادر کی پاس پہنچا اوسوقت نواب ممدوح
بتہبہ نماز تہجد بیدار ہوکر وضو کر رہی تھے منسارام کو دیکھکر گھبرائی کہ اسوقت یہ کیون آیا

اشارہ سے پوچھا کہ کیا ہے اوسنے عرض کی کہ صفدر کسینے نواب محمد علیخان بہادر کو مار ڈالا
ممدوح یہ سنتے ہی فرط قلق سے بیتاب ہوگئے اور بعد از تکلف چار رکعتین نماز تہجد کی ادا کین
پھر بآواز بلند رونے لگے مکان کی پردے چھڑوا دیے اور نماز صبح کی واسطے بھی برآمد نہوئے
تمام عمر مین اوس دن آپسے یہ جماعت ترک ہوئی افسران فوج کو جب نواب ممدوح کی انتقال
کی خبر پہنچی جمع ہوکر آئے دل مین تو سب خوش تھے مگر بظاہر اظہار ملال کیا پردے بند ہوا دیے
اور ہاتھ منہ دہلوا کر پوشاک بدلوا کر آپ کو مسند پر بٹھایا پھر نواب ممدوح کی اہتمام
سے بہت اچھی طرح تجہیز و تکفین ہوکر محلہ مدرسہ مین نواب مقتول دفن ہوئے پس اس
حساب سے کہ ذی حجہ کی اٹھارہوین تاریخ مسند آرا ہوئے اور محرم کی تیرہوین تاریخ مجروح
ہوکر ریاست سے جدا ہوئے چوبیس دن مدت ایام ریاست ہے اور ایک مہینا سات دن حالت غداری مین زندہ رہنے کی بعد
صفر کی بیسوین تاریخ زمانہ رحلت ہے کل تیتالیس برس کی عمر پائی اور گیارہ سو چھیاسٹھ ہجری سال وفات ہے آہ صد حسرت
خبر محل مین پہنچی اودہر آپ کی بہنون نے حضرت شاہ جمال اللہ صاحب قدس سرہ کی
پاس کسیکو بھیجا کہ حضرت یہ کیا ہوا اور ادہر نواب غلام محمد خان صاحب بہادر نے بھی
حضرت کی پاس کہلا بھیجا کہ مجھے مطلق خبر نہین کہ نواب محمد علیخان بہادر کو کسنے قتل کیا وہان
حضرت کا یہ حال تھا کہ جسوقت یہ واقعہ ہوا تھا اوسیوقت سے پیٹ مین درد شدید پیدا ہو گیا تھا اضطراب انتہا
کو پہنچ رہی تھی اور پسینا متصل جاری تھا یہان تک کہ پاؤن عرق مین غرق ہو ہو جاتے تھے
یہ پیغام جو شخص لیگیا تھا آپ نے اوس سے بیمزہ ہوکر فرمایا کہ خیر مینے تو خمیازہ ضامن
ہونیکا اوٹھایا کہ گھڑی دو گھڑی مین میرا کام تمام ہے مگر کہدینا کہ تم سب کی واسطے
بہت برا ہوا اور یہ امر باعث زوال دولت ہوگیا تو دس بجے دن تک کی یہ گفتگو تھی
مرید جمع ہوتے جاتے تھے سورہ یسین کی تکرار ہو رہی تھی اوسی حالت مین گیارہ بجے دن کو
انتقال فرمایا بعد ان سب وقائع کی سرداران فوج نے نواب غلام محمد خان صاحب بہادر
سے اصرار کیا کہ نواب احمد علیخان پسر صغیر السن نواب محمد علیخان بہادر مقتول کو بھی قتل کر ڈالو

ہ یہ جملہ ادا ہوا آپ نے فرمایا اور کہا کہ مجھکو اسلیے یہ امر گوارا نہیں کہ وہ قسم نے کھائی ہ
ہیں اور تم لوگ اگر اپنا کردگی خلق تسلیم کیا کسی کی افسران فوج نے کہا کہ اچھا اگر قتل
نہیں گوارا ہے تو گولی پرسی نہی پہینکدین یہی مشہور ہوگا کہ کھیلتی کھیلتی کو بھی چسی
اگر پڑی ہوگی جناب ممدوح نے اسکو بھی منظور نکیا مگر افسران فوج نے ایک دن نواب محمد علیخان کو
کوٹھی پر نواب غلام محمد خان صاحب بہادر کے پاس کھیلتا دیکھکر اوسی لمحہ اوسی پر ہاتھ پڑا پالکی
وہ ڈر کر بچا کی چھاتی سی لپٹ گئی آپ نے اپنا ہاتھ آڑ کر لیا اور کہا کہ ہرگز میں انکو نہ چھوڑونگا
پھر اون کو محل میں بھیجدیا اور کہلا بھیجا کہ اس لڑکی کو باہر نہ نکلنے دو تمام فوج دشمن ہی
مجھی اسکی جان کا اندیشہ ہی یہ واقعہ تو تمام ہوا بعد ازین استغاثہ قتل نواب محمد علیخان
بہادر کا بوکالت صاحبزادہ مصطفی خان سابق الذکر سرکار وزیر الممالک نواب
آصف الدولہ بہادر میں ہوا تو نواب غلام محمد خان صاحب بہادر نے یہ خبر سنکر
صاحبزادہ فتح علیخان بہادر ابن نواب مرشد منزل کو اس مقدمہ میں جوابدہی اور پیروی
کی واسطے روانہ فرمایا بواسطہ دیوان جھاؤلال کی اوس عہد میں وہان نہایت معتمد
وذی اختیار بلکہ مفتاح گنجینہ ہر گونہ انجام کار تھا گفتگو شروع ہوئی اور اوس
گفتگو سی بذریعہ تحریر صاحبزادہ فتح علیخان نواب ممدوح کو اطلاع ہوئی کہ پہلی ایک
تحریر اس مضمون کی آئی کہ دیوان جھاؤلال کہتی ہیں جو امر شد نے تھا وہ ظہور میں آیا
اور یہ بھی بتحقیق معلوم ہوا کہ یہ ہنگامہ افسران فوج کی سرکشی سی واقع ہوا نواب
غلام محمد خان صاحب بہادر کو اسمین دخل نہین مگر یہ مناسب ہی کہ اب محمد علیخان کی
نواب مقتول مسند نشین ہوں اور بطور نیابت نواب ممدوح کام کرین جب یہ تحریر پہونچی
نواب نصر اللہ خان بہادر نے صلاح دی کہ بالفعل اس صورت کو قبول کر لینا چاہیے اسوقت
جیسا سمیر ہی بعد فرو ہو جانی اس آتش فساد کی حسب اقتضای مصلحت وقت دیکھ لیا جا
مگر نواب ممدوح کو یہ امر پسند نہ آیا جواب میں لکہ بھیجا کہ میں اپنی اختیار سی یہ امر نہ کرونگا مگر

منظور تھا کہ رئیس ہو جاؤن نہ اب منظور ہی اور جو قبل ازین ریاست کی کرنیکی تو نیابت کیونکر قبول
کرین جب صاحبزادہ فتح علیخان بہادر نی اس مضمون سی دیوان کو اطلاع دی اور صورت
تھا کہ اچھا اگر نیابت قبول نہین تو ملک کی تنصیف کر کی ایک حصی پر نواب صاحب
بالذات قابض ہون اور دوسری حصی پر نواب احمد علیخان کا قبضہ ہو اور چونکہ ابھی
وہ صغیر ہین بالعرض اوسپر بھی نواب موصوف کا قبضہ رہیگا صاحبزادہ موصوف نی
اس مضمون سی بھی آگاہ کیا نواب ممدوح تو باصرار نواب محمد نصر اللہ خان بہادر اس صورت
پر رضامند ہوگئی مگر افسران فوج نی کج فہمی سے گوارا نکیا اور یہ جواب کہلا بھیجا کہ حکم
تعمیل ہو گیا ہی اوسکی تنصیف ور باعث تنصیف پہونچانی تیسری تحریر صاحبزادہ موصوف کی
آئی خلاصہ اوسکا یہ تھا کہ دیوان بھاؤ لال کہتی ہین کہ اگر تنصیف ملک بھی گوارا نہین تو
نواب احمد علیخان کو یہان بھیجدین اور پچیس ہزار روپیہ ماہواری اونکی مصارف کی
لئی ریاست سے مقرر کرین اور پچیس لاکھ روپیہ بطور نذرانہ بھیجدین مین جناب عالی کو کمال
صورت پر رضامند کر دونگا تم لکھو کہ نواب ممدوح جلد رضامندی اپنی اس امر خجستہ پر
لکھ بھیجدین جب اس مضمون سے نواب ممدوح کو اطلاع ہوئی یہ صورت بہت پسند
آئی چاہا کہ تحریر مشعر اقبال روانہ کرین مگر افسران فوج سے نہ مانا ہر چند آپ نی سمجھایا
کہ اودھر سے تجویز کی حد ہوگئی اب جو ادھر سی انکار ہوگا تو یقیناً لڑائی ہوگی اسکا انجام
کیا سوچی ہو مقابلہ مین کسیطرح عمدہ رائی معلوم نہین ہوتی یہ صورت بہت اچھی ہی قبول کرنا
چاہیی اون لوگون نے کہا کہ ہمین تو مدد چھوٹنا احمد علیخان کا منظور نتھا آپ نی بچایا
اب یہ کیونکر ہو سکتا ہی کہ ہم اونکو زبردست کی قبضی مین جانی دین اور تم فتح و شکست
اور لڑائی مین جو ہونا ہو بُرا ہونی کو آپ کہتی ہین کیا یاد نہین کہ اسی فوج ظفر موج نی بی بی سردار
محمد خان بنگش کا کیا حال کیا اور کیسا معرکہ مارا نواب ممدوح نی فرمایا کہ بنگش اور نواب
آصف الدولہ مین بڑا فرق ہی انکا ملک بڑا فوج بہت علاوہ کثرت ملک و نوابی

کی دو کہ ہو انگریزی فوج کی معاون ہون گی ہمارا ظفریاب ہونا دشوار ہی اور ایسا
ارادہ خرد صواب اندیش کی نزدیک دور از کار ہی افسران فوج نی کہا فتح و شکست
من جانب اللہ ہی کثرت فوج پہ موقوف نہین کَمْ مِنْ فِئَةٍ قَلِیْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً
کَثِیْرَةً ایک لاکہ آدمی یکدل ہین آپ دیکہین گی کہ یہ فوج کیسی لڑی گی جب نواب
ممدوح مجبور ہو گئی فرمایا کہ مین تو حق سمجہانی کا سمجہا چکا اور اس تحریر کا جواب مشعر
انکار جیسی نہین لکہا جاتا کہ ادہر سے برابر نرمی ہی اور ادہر سے سراسر درشتی اور
یہ بہی نہین ہو سکتا کہ تمسی بگاڑون پہر میری موجود سے جو تمہاری چاہی لکہ بہیجو اون
ناعاقبت اندیشون نی جواب ناملائم آپ کی طرف سی لکہا حاصل اوسکا یہ تہا کہ ہمکو اختیار ہی
ہو چاہا کہیا اور جو چاہینگی کرینگی کسیکو ہماری انتظام کی بیچ دخل کرنیکی وجہ کیا ہی جب یہ تحریر مرتب ہوی
نواب ممدوح نی بحکم رای صواب [illegible] ایک تحریر اس مضمون کی جداگانہ روانہ کی کہ مین
فوج کی سرکشی سے مجبور ہون اور یہ تحریر بابت جو میری نام سے روانہ ہوی ہی حاشا
کہ مجہے اوسمین کچہ دخل ہو مگر زمانہ غدار کی نیرنگی دیکہی کہ وہ تحریر قاصد لیکر میرگنج تک پہنچا تہا
کہ وہان تہانی کی لوگون کو خبر ہو گئی اسی سپاہ کی آدمی تہے اونہون نی وہ تحریر یہان افسرون
کی پاس بہیجدی سب سردار نواب سی برہم ہوی اور اوس دن سی یہ بندوبست ہوا
کہ جو کچہ آپ اپنی کسی عزیز اور دوست کو بہی لکہین ارباب فوج کو دکہا لین القصہ جب وہ تحریر
جو فوج کی تجویز سے گئی تہی وہان پہنچی اور دیوان بہاو لال کو بذریعہ صاحبزادہ فیض اللہ خان
[illegible] اطلاع ہوی بہت متاسف ہوی اور ناچار وزیر الممالک کو اوس مضمون سے
[illegible] نواب وزیر الممالک نی افروختہ ہو کر مستر جارج فریدرک چیری صاحب بہادر
رزیڈنٹ سی کہلا بہیجا کہ جب سی حافظ رحمت خان کا معرکہ پیش ہوا ملک روہیلکہنڈ سرکار سے
متعلق سے اور وہان نواب محمد علیخان کو فوج سنے قتل کر ڈالا اور تمام رعایا اور فوج
ایسی سرکشی پر آمادہ ہی کہ بہ نرمی راہ پر نہین آتے مین چاہتا ہون کہ خود جاؤن اور اون

سرہنگون کو سزا دیکر احمد علیخان پسر نواب مقتول کو مسند ریاست پر بٹھاوین آپ
عہد کی موافق انگریزی فوج کی دونون کمپنیکو جو بطور کنٹنجنٹ ہین حکم دین کہ وہ بڑہین ریزیڈنٹ
بہادر نی اس درخواست کو بلا عذر قبول کیا اور ابرکرینی صاحب سپہ سالار فوج انگریزی
حکم دیا کہ اونہون نے حسب حکم کوچ کیا وزیر الملک نی خود بھی مع لشکر گراہن و فوج قزاولی
نہضت فرمائی یہ خبر جب یہان آئی نواب غلام محمد خان صاحب بہادر نی افسرون سی
فرمایا کہ میری رای مین تو مقابلہ کرنا نہ مناسب تہا نہ اب مناسب ہی مگر تم لوگون نی
تمانا اب بھی کچھ نہین گیا ہی اس ارادی سے باز آو اور اگر ایسا نہین کرتی اور لڑنا ہی
منظور ہے تو یہ صلاح میری مانو کہ دلیر خان کمال زئی کو گرفتار کر لو مجھی تحقیق معلوم
ہوا ہی کہ یہ ظاہر مین موافق ہین اور باطن مین مخالف سردارون نے کہا کہ
یہ امر کسی نی غلط عرض کیا ہے اور ہم اونکو اگر گرفتار کرین آج ہی ساری کمال زئیون سی
بگاڑ ہو جای اور آپسمین پہوٹ پڑی ایسی وقت مین کہ معرکہ درپیش ہی یہ صورت اچھی نہین
نواب ممدوح نی فرمایا کہ مینی جو کچھ تمسی کہا وہ تحقیق ہے اور قیاس بھی اسی کو چاہتا ہی
اسواسطی کہ نواب محمد علیخان سے اونکی قرابت اور تمام عمر کی رفاقت تہی ممکن نہین کہ
اونکی قتل ہونیکا داغ ان کی دلپر نہو دیکہو یہ وقت پر دغا کرینگی اور تم اگر باندیشہ فساد
گرفتار نہین کرتے تو بجلد انتظام شہر ہمین چہوڑ جاو سردارون نی یہ بہی قبول کیا
اور کہا کہ بالفرض انکو آپ کی مسند آرائی پسند نہو تو بھی یہ اس معرکی مین تنہا ہی
کرینگی اسواسطی کہ لڑائی اگر بگڑ گئی تو فقط آپ کی ریاست مین خلل نہ آئیگا بلکہ تمام قوم کی
بربادی ہو جائیگی اور یہ بھی اسی قوم مین ہین اپنی خرابی کیونکر گوارا ہوگی آپ خاطر جمع
رکھین اور ان کی طرف سی مطمئن رہین نواب ممدوح خاموش ہو رہی اور کوچ کا حکم
دیا وہ دوالی کا دن تہا اوس روز سیرگنج مین مقام ہوا اور عبث کی رات وہین گذری
صبح کو آگی بڑھے اور فتحگنج غربی مین پہنچے اودہر فوج آصفی کوچ کرتی ہوئی فتحگنج شرقی

تک پہنچی اور انگریزی فوج بڑھکر سنگھا کی پل تک کہ [illegible] سی دو اڑھائی کوس کی
فاصلی پر ہے پہنچی ایک کمپو کا تو نکا دریا کی کنہار میں اوترا اور دوسرا کمپو گورونکا
مقابلہ کر تیلو آگی بڑھا چار گھڑی دن چڑہا ہوگا کہ اس طرف کی فوج کو اونکی سنگینوں کی
چمک نظر آئی کی چونکہ اس فوج نے انگریزی سپاہ کبھی دیکھی نتھی سنگینوں کی آب و
تاب پر گمان ہوا کہ دریا موج زن ہے مگر نواب ممدوح الالقاب کی [illegible]
صف آرائی کا بند و بست کر رہی تہے فرمایا کہ یہ فوج انگریزی کی سپاہ ہے دکہایا
ٹکر کا وقت قریب آیا ہے نواب ممدوح کی دست راست عمر خان اور بلند خان کا
[illegible] اور مصطفی خان عرف بنو خان چودہ ہزار آدمیوں کا جتہا تہا اور دست چپ
کمال زئیوں کا گروہ جسکی افسر دلیر خان کمال زئی سے تہے کہڑا تہا نواب موصوف نے
افسران دست راست سے آہستہ فرمایا کہ پہلی دلیر خان کو اس فوج سی لڑادو تم لوگوں کی
[illegible] کے لحاظ سی یہ سب لڑجائیں گی بنو خان وغیرہ سرداروں نے کہا حضور یہ کیونکر
ہو سکتا ہے کہ فوج دست راست پر فوج دست چپ کو مقدم کرا جاوی میں تقدم
کریں پہر کسی کو کہ سکیگی تو ہم منہ دکہانی کی قابل نرہیں گی اور بصورت شکست اگر ان کی
پاؤں اکھڑ گئی ہو انکو جاے کی پہر ہماری فوج بہاگتی غنیم آتی کی آپ ہمکو اجازت دیجیے
کہ پہلی ہم لڑیں حضور ملاحظہ فرمائیں گی کہ ہم سب جان نثار کیسی جان فشانی چاہا تو یکپہر فتح
[illegible] سے اسکو تہ تیغ کر کی ان کی توپیں چہینکر حضور کی سامنی حاضر کر دینگی [illegible]
بندگان عالی کا اقبال سے نواب ممدوح نے اونکی فرزانگی اور مردانگی کی تحسین [illegible]
اور یہ باتیں ہو رہی تہیں کہ ادہر فوج حریف سی ایک رجمنٹ سواروں کا آگی بڑہا —
انگریزی فوج کا قاعدہ ہے کہ پہلی سوار پیش قدمی کرکے مقابل ہوتے ہیں
تاکہ فوج مخالف کو لگا لائیں اور جب توپ کی سمت [illegible] آجاتی ہیں تو فوراً
[illegible] ہو جاتی ہیں کہ وہ سوار پیش گردانی باتیں ہو جاتے ہیں پہر برابر توپ

چلتی جاتی ہے اور گراب پیشانی لگتے ہیں اسی بنا پر وہ رجمنٹ فوج سے نکل آئی تاب استقلال
کی مار کر پیچھے ہٹا اور ہری شسواران مرہٹہ کا سنا سنی جواب ترکی دیا اور گھوڑوں کی جبر کرکے
اوس رجمنٹ سے ایسی خط پٹ ہوگئی کہ تلوار چلنے لگی اون سواروں کا افسر سر تپلوں کا
گھوڑے سے گر گیا تھا بونی کو ون بو ناکر سوا پیچ سے ہٹ جاتی جب دیر ہوئی اور
فوج حریف نے دوربینوں سے دیکھا کہ دونوں طرف کے سوار باہم ایک ہوگئے ہیں
ہٹ نہیں سکتی تو اپنی پیادے کی پلٹن اسی طرح نظر کرکے توپ پر بتی دی سوار توپوں کے منہ پر
آنکھ گئے تھے سب کی سب ماری گئی سنجو خان کی سینے پر ایک گولا لگا کہ وہ بھی ٹھنڈی
ہوئی طرفہ یہ ہوا کہ ہوا پہلے چہولتی دفعتہ تیز چلنے لگی اور اس طرف کی فوج
کو بڑی مشکل پڑ گئی اوس وقت کی کیفیت اور شدائد تصور کرنے سے بدن پر رونگٹی کھڑی
ہوتی ہیں دو ہزار سوار گھوڑوں کی ٹاپوں سے گرد کا اڑنا وہ چار طرف اندھیری
توپوں کا دہواں گھٹنا وہ شست پکی ہاتھ و تیر وہ سیاہ عالم رستخیز کہ ایک کو ایک
نظر نہ پڑتا تھا جسکی سامنے آجاتا تھا اوس سے لڑتا تھا الغرض اوس اندھیرے کے عالم میں
یہ دلیر شیروں کی طرح ڈکارتے سب افسر و سردار اپنی اپنی ہمراہیوں کو للکارتے دوڑے
ایک گراب تو انھوں نے وہ کھایا جو پہلے سے تیار تھا اور دوسری چوٹ قریب پہنچکر
اوٹھاتی ان دونوں ضربوں سے کئی ہزار آدمی اوہر کی لوٹ گئی پھر تیسری چوٹ کی
فرصت نہ دی اور توپوں پر پہنچکر پیادوں میں کھیلنے ٹھونک دیں ایسی تلوار چلی کہ
آدمی تیغ ہوئی اور چند فرنگی افسر مارے گئے اس زد و کشت سے گھبرا کر فوج باقیماندہ
نے منظر بانہ ایک ٹیکری پر چڑھ کر اصول جنگ کے موافق قلعہ باندھ لیا اور دوسری
ٹیکری کو کہ وہ کچھ اسی وقت کا منتظر تھا کہلا بھیجا کہ جلد قدم اٹھاؤ اور جاری کمک
کو آؤ مگر باقیماندہ فوج نے جب میدان صاف دیکھا توپوں کو کھینچکر نواب صاحب
کی سامنے لائے اور شاباش و آفرین کی خلعت پائی اس جگہ ایک حکایت شجاعت

بلند خان ابن عمر خان کی لکہی جاتی ہے کہ یہ نشہٴ شباب سے مخمور سراپا زخموں سے چور
اوس وقت نواب ممدوح کے سامنے آئے اور عرض کی کہ حضور جان نثار کا کام دو چار
گھڑی مین تمام ہے اور اگرچہ بہت سے آدمی فوج مخالف کی جان نثار نے بہی ماری مگر
یہ حسرت دل مین رہی جاتی ہے کہ کوئی افسر نامور اپنے برابر کا نہین مارا اب یہ
جان نثار امیدوار ہے کہ حضور رخصت فرمائین تو اس افسر انگریزی کو جسکی سپر
کلاہ پہ داڑہی قتل کرون نواب ممدوح نے فرمایا کہ تمہاری بہادری اور جرات اور دلاور
جری ہونے مین شک نہین مگر اوس افسر تک کیونکر پہنچوگے اونہون نے عرض کیا کہ حضور
ملاحظہ فرمائین ان کی سواری مین ایک گھوڑا تہا سمند سیہ زانو اوسے کیسریا کہتے تہے
اور لوگ بارہ ہزار روپے اوسکی قیمت دیتے تہے مگر انہون نے جدا کیا آج کے دن وہ
گھوڑا کام آیا کہ پہلے جو قدم اوٹہایا تو گھوڑی کو اوچہون پر لگایا اسواسطے کہ اودہر سے
برابر گولی پڑرہی تہی جب قریب پہنچے تو دیکہا کہ گوری سنگین کہینچے ہوے کہڑی ہین
رانون مین گھوڑی کو دباکر جو اوڑایا تو اوس سمند ہوا رفتار کو سنگینون کی ہوا بہی
نہ لگی اور چارون تیلیون سے قلعے کی اندر جا اوترا ادہر گھوڑی کی پاؤن زمین پر لگے
اودہر جسکو تاکا تہا وہ بلند خان کی برچہی پر نظر آیا دوست دشمن سب کی زبان پہ
حرف تحسین آیا مگر وہ فرنگی نامور بہی کیا دلاور تہا کہ سینہ نیزے سے چہد چکا اوسپر
بہی حواس جمع کرکے یہ بات کہی کہ تمہاری یہ کہان ہوسکتا ہے کہ تو ہمکو قتل کرے
اور ہم تجہے چہوڑ دین یہ کہکر دونون پستول تاک کر ان کے سر پر ماری کہ اوسکی
گولیان ان کی منہ مین آگئین یہ انداز دلاوری طرفین کا ایسا سبکو پسند ہوا کہ چار طرف
احسنت کا شور بلند ہوا اسی طرح محمد نسیم خان عمر خان کی بہانجے بہی بڑی مردانگی
سے شہید ہوے کہ دور دوران کی دلاوری کی دہوم ہے اور دوست دشمن سبکو
معلوم ہے محمد عمر خان اور اونکے دو بیٹے عبد الصمد خان و محمد یوسف خان عرف جنگی خان

شہید تو نہین ہوی مگر زخم سی چور ہو گئی الغرض جب اوس دوسری کمپو کو خبر پہنچی
باستعجال تمام آیا اور اول کمپو کی جگہ پر آجایا اوسوقت نواب ممدوح نی دلیرخان
سی کہا کہ فوج دست راست نی دلاوری سی جیسے کام کیے وہ تمنی دیکھے حال آنکہ طرز
جنگ اہل فرنگ سی مطلق آگاہ نتھی تم ہمت کرو اور اب یہ دوسرا کمپو جو باقی رہگیا ہے
اس سی لڑو یہ لڑائی اوس سی آسان ہی اور تمنی فتح کرلی تو تمہاری ہاتہ سید اک ہے
یہ سنکر دلیرخان نی کہا کہ حضور مار لینا اس کمپو کا تو میری نزدیک کچہ بات نہین مگر
وہ دن مجہی یاد ہی کہ آپ ہمراہی فوج دیوانخانی مین تشریف لاتے تہے
اور مینی عرض کیا تہا کہ آپ کی ساتہ مجمع کثیر ہے جو لوگ باریاب دربار ہوتی
ہین اونہین کو ساتہ لیجاتے اور حضور نی سو بہائیون مین مجکو جہڑک دیا تہا وہ
بات میری دل مین نشتر کیطرح چبہہ گئی ہے اور آج کسی طرح آپ کی ساتہ جان دینی پر
ہمت نہین بندہتی ہے اور اوس سی قطع نظر آپ خیال فرمائین کہ نواب محمد علیخان
اس طرح جہان سے جائین اور اونکی اولاد ہوتی ہوی مین آپ کو مسند ریاست پر
دیکہون یہ کیونکر ہوسکتا ہے اور حاشا کہ یہ کنارہ کشی جبن کی سبب سی ہے اگر خدا نی چاہا
اور کہین اور کبہی کوئی لڑائی پڑ گئی تو سن لیجیگا کہ دلیر کس دلیری سی لڑا یہ کہکر گہوڑی کی
باگ پہیر دی اور اپنی جتہی کو آواز دی کہ زن طلاق ہو جو اب یہان ٹہہری یہ سنتی ہی
دفعۃً میدان مین بہاگ پڑ گئی ہرچند نواب نی اوس فوج کی روکنی مین سعی بلیغ فرمائی
مگر ایک نی نہ سنا دم بہر مین میدان صاف ہوگیا تین چار ہزار آدمی فوج دست
راست کی بچ رہی تہے اون کی افسرون نے عرض کی کہ ہم جان نثارون کی
حق مین کیا ارشاد ہوتا ہے فرمایا کہ ایکبار تو اور یورش کرنا چاہیے اونہون نی عرض کی
کہ حضور سوار اگر کچہ بہی ہوتے تو اونکو ہم مورچہ بناتی اور اون کی آڑ مین حملہ کرکی
فوج حریف تک پہنچ جاتے ہمکو وہان تک پہنچای کون نواب ممدوح نی فرمایا

کہ بہت کو سوچ بنا کر ارادہ کرو فوج مجلس جل گئی ہوئی تھوڑی دور گئی تھی کہ جا بجا کوئی کرچ
سی ٹوٹ گئی اسے اصلی کرا ول کمپو کی باقی لوگ بھی جو بلندی پر قلعہ باندھی ہوئی تھی وہ سب
کمپو میں شریک ہو گئی تھی بارہ ہزار آدمی وہ اور تین چار ہزار آدمی یہ سولہ ہزار آدمی
کی ز دگویوں کی چاروں پڑ رہی تھیں میدان کی کسلے ہو سکتا پھر فوج نے عرض کی
کہ اس فوج کو دکھوائیے اور یہاں سے علف خان فرمائیے کسی جا میں پہنچکر جمیعت کا
بہم پہنچا کر پھر مقابلہ کریں گی نواب موصوف نے فرمایا کہ ایک حملہ اور کرو شاید خداوند
عالم کوئی صورت فتح کی پیدا کرے لوگوں نے پھر ہمت باندھی اور بڑھی مگر پہنچی ہی تھے کہ
چالیس پچاس قدم گئے تھے کہ گراب کی کثرت سی بچ گئی اب کوئی پچیس سو آدمی رہ گئی
تب اونہوں نے کہا کہ حضور اب اگر پہنچ بھی جائیں تو سوا اسکی کہ ہم سب کٹ جائیں
اور کچھ نہیں ہو سکتا پچیس سو آدمی سولہ ہزار آدمی کا کیا کر سکتی ہیں نواب صاحب بھی مجبور
ہو گئی اور تیرنگی فلک سی آبدیدہ ہو کر فرمایا کہ سچ کہتی ہو خدا حافظ تم بھی رخصت جب
وہ بھی رخصت ہو گئی نواب نواب شجاعت مآب کی دست راست نواب محمد نصر اللہ خان
بہادر اور دست چپ صاحبزادہ اسمعیل خان مجموع تین آدمی باقی رہ گئی ایک ترکش
تیروں کا نواب ممدوح پہلی خالی فرما چکی تھے کہ ہر تیر سے ایک دو آدمی مخالف کی
کھیت دیتی تھے دوسرا ترکش جو گھوڑی پر لگا تھا اوسکی تیر کمانی سے لگے چلی ودم کرتی تھی
لگر برابر تیر لگاتے تھے ہر چند نواب محمد نصر اللہ خان بہادر سمجھاتی تھے کہ اب یہاں
ٹھہرنا مفت جان دینا ہے مگر آپ نہیں مانتی تھے جب وہ دوسرا ترکش بھی خالی
ہو گیا تب نواب محمد نصر اللہ خان بہادر سے اونکا ترکش طلب فرمایا پھر اونہوں نے
سمجھایا کہ آپ کیا کرتے ہیں اب یہاں سے جان عزیت او نہایت دور لے کی دم
کی ساتھ برات ہے جہاں آپ ہوں گی سپاہ فراہم ہو جائی گی اور اگر خدا نخواستہ
آپ کو چشم زخم پہنچ گیا تو گھر برباد ہو جائی گا اور پھر بڑی خرابی پڑی گی آپ نے فرمایا

اگر میرا قدم تو ہرگز یہاں سے نہیں ہٹتا اور لڑنے مرنیکا جو حوصلہ کسی طرح نہیں گھٹتا مگر جو
اگر میدان سے قدم نہ اوٹھاؤنگا یہ کہکر انہوں نے ارادہ کیا کہ گھوڑا بڑھا کر مخالفین
کی فوج پر جا پڑین یہ رنگ دیکھکر نواب محمد نصر اللہ خان بہادر نے صاحبزادہ احمد یار خان
سے کہا کہ یہ تو جوش غضب اور فرط تعلق سے ہوش مین نہین ہین اب بجز انکو یہانسے
لیچلنا چاہیے یہ کہکر نواب ممدوح کی گھوڑی کی باگ پھیری اور تلوار سے باگ
کاٹ دی اور صاحبزادہ احمد یار خان نے آپ کی مرکب کو کوڑے مارنا شروع کیا
گھوڑا تیز ہوا ہرچند آپ رانون مین دباتے تھے مگر وہ عنان گسستہ کب رکتا تھا
کئی کوس سرپٹ آیا سیہ گنج کے قریب پہنچکر ٹھہرا کہ وہان راہ مین ایک سوار ملا اوسکی
باگ لیکر گاڑی اور سیہ گنج مین پہنچے دار الریاست رامپور مین یہ خبرین متواتر پہنچتی تھین
لڑائی بگڑ جانے کی خبر سنتے ہی مخدرات عصمت آثار اور صاحبزادگان صنادید کبار سب
لال ڈھانگ کیطرف روانہ ہوگئے تھے آپ بھی وہاں سے لال ڈھانگ پہنچے اب لشکر
نواب آصف الدولہ بہادر کا احوال سنیے کہ جسوقت پل کے پاس یہان مقابلہ ہوا اور
توپ و تفنگ سے گذر کر نوبت بخنجر و شمشیر پہنچی مسٹر چیری صاحب ریذیڈنٹ بہادر
نے گھبرا کر آپ نواب وزیر الممالک بہادر سے گھبرا کر نواب موصوف سے کہا کہ ظاہرا لڑائی
بگڑ گئی اسواسطے کہ توپ کی آواز نہین آتی یہ اس بات کی دلیل ہے کہ پٹھان بیدھڑک
توپ پر آپڑے تلوار چلنے لگی اور پٹھان تلوار کے بڑے دھنی ہوتے ہین نواب موصوف
نے کہا کہ پھر کیا تدبیر ہے اگر صلاح ہو تو مین بڑھوں صاحب موصوف نے کہا کہ آپکا
بڑھنا مناسب نہین مگر کمک جلد بھیجیے نواب ممدوح نے عبد الرحمن خان قندھاری
جیسے بڑے بڑے سرداروں کو مع فوج پیادہ و سوار روانہ کیا کہ قدم اوٹھاؤ اور
بڑھے چلو تھوڑی دیر مین توپ کی آواز پھر آنے لگی مسٹر چیری صاحب نے کہا کہ لڑائی
بگڑکر پھر بن گئی اور ظاہرا فتح کی صورت نمایاں ہوئی تھوڑی دیر مین شترسوار نے خبر فتح کی

بلند خان کی سر لیکر پہنچا اور اوس سی سب حقیقت معلوم ہوی اوسوقت نواب وزیر الممالک
وہان سی نہضت فرما ہوی مع لشکر ذاتی اور فوج انگریزی لال ڈانگ کیطرف کوچ فرمایا
وہان فوج متفرق جمع ہوگئی تہی اور نواب غلام محمد خانصاحب بہادر نی اوس مقام
دشوار گذار کو ایسا حصار بنایا تہا کہ دست رس نہو سکا ناچار ادہر نواب آصف الدولہ
بہادر نی آپکی پاس سفیر بہیجکر کہلا بہیجا کہ آپ مجہسی ملین اور اس جمعیت کو رخصت کرین
سب امور متنازعہ فیصل ہو جائینگی اور ادہر مسٹر جارج فریدرک چیری صاحب بہادر نی
پیغام دیا کہ آپ بی کہٹکی میری پاس تشریف لائین اور اس تہیہ سامان جنگ سی ہاتہ اوٹہائین
آپکو ملک دلوا دونگا ہرچند اوسوقت نواب محمد نصر اللہ خان بہادر نی آپ کو صلاح دی
کہ نواب آصف الدولہ بہادر سے ملاقات فرمائی اس جہگڑی کو پاک کیجیی اور مسٹر چیری صاحب
کی سفیر کو جواب دیجیی مگر آپ نی نمانا اور فرمایا کہ نواب آصف الدولہ بہادر کو نواب
احمد علیخان بہادر کی حال پر نظر محبت ہی ہر طرح کی رعایت سے مبادا عند الملاقات کسی طرح کی
بی لطفی ہو جاوی اور کوئی امر نا ملائم طبع پیش آوی لہذا مین نجاونگا یہ کہکر مسٹر چیری صاحب سے
کہلا بہیجا کہ آپ نی زبانی جو فرمایا ہی اسی مضمون کو تحریر کرکی بہیجدیجیی مجہی آپ کی پاس
چلی انی مین کچہ تامل نہوگا اور اس جمعیت کو کہ بغیر میری طلب کی خود بخود جمع ہوگئی ہی متفرق
کردونگا مسٹر چیری صاحب نی حسب درخواست نواب ممدوح اپنا پیام لکہ بہیجا آپ نی
حسب وعدہ سپاہ کو رخصت فرمائی ارادہ کیا کہ چیری صاحب کی پاس تشریف فرما
ہون اوسوقت پہر نواب محمد نصر اللہ خان بہادر نی کہا کہ مسٹر چیری صاحب کی ملنی سی کچہ کام
نہ نکلیگا ملک دلوانی مین اونکو کیا اختیار ہے آپ نواب آصف الدولہ بہادر سی ملاقات
کرین مگر آپ نی قبول نفرمایا اور کہا کہ نواب غفران مآب حضرت عرش منزل کا مقدمہ بہی
جنرل لین صاحب بہادر کیواسطی سے طی ہوا تہا چیری صاحب سی ملنا چاہیے یہ کہکر نواب
آصف الدولہ بہادر کی سفیر کو جواب سخت دیا ہرچند اوس سفیر نی اصرار کیا کہ میری

پہنچنی تک آپ توقف فرمائین مگر آپ نی قبول کیا اور اوسیوقت سوار ہوی ادہر آپ
مسٹر چیری صاحب کی پاس پہنچی اور ادہر وہ سفیر نواب آصف الدولہ بہادر کی حضور مین
حاضر ہوا اور صورت واقعہ عرض کی نواب آصف الدولہ بہادر نی فی الفور چیری صاحب کو
لکہہ بہیجا کہ مین احمد علیخان کو ذیحق سمجہتا ہون آپ نی جو نواب غلام محمد خانصاحب بہادر سے
ملک کا وعدہ کیا ہے اپنی ملک مین آپ کو اختیار ہے جو چاہیی دیجیی مگر ملک روہیلکہنڈ
جو مجہ سی تعلق ہے آپ کو دست اندازی کا اختیار نہین یہ پرچہ پیام اوسوقت وہان پہنچا
کہ ہنوز چیری صاحب اور نواب صاحب سی معاملی کی گفتگو نہوی تہی صرف مدارات وتواضع
ہو رہی تہی جب معاملی کی باتین شروع ہوئین نواب نی مسٹر چیری صاحب سی کہا
کہ آپ نی ملک دلوانی کا وعدہ کیا ہے چیری صاحب نی انکار کیا نواب صاحب نی ظاہر
کیا کہ آپ کی تحریر موجود ہے چیری صاحب نی کہا کہ ہمنی مُلک دلوانی کو نہین لکہا ہے بلکہ
مِلک بکسر میم دلوانی کو لکہ بہیجا ہے جسقدر کفاف انکا ریاست سی مقرر ہے بقدر اوس کفاف
کی جہان ہماری مُلک مین آپ تجویز کرین ہم زمین دلوا دین ہان اگر ہماری تحریر مین لفظ ملک کی
میم پر اعراب دیا ہوا اور اس سبب سی آپ نی اوسکو مضموم پڑہا ہو تو دکہاییے آپ اس تاویل کو
سمجہ تو گئی مگر چارہ کچہ نتہا مجبور خاموش ہو رہی وہان سپاہ باقیماندہ کو جو یہ خبر پہنچی
جمعیت متفرقہ کو پہر جمع کیا اور صاحبزادہ محمد عبد العلیخان صاحب بہادر خلف دوم نواب محمد
کو سردار کر کی مقابلہ کرنی پر کمر باندہی مسٹر چیری صاحب یہ خبر سنکر مشوش ہوی اور نواب
نصر اللہ خان بہادر کو بلوا کی اونسی کہا کہ یہ صورت اچہی نہین سب اعزہ اور اقارب آپ کی ساتہ
مین موجود ہین درصورت فساد اونکی واسطی بہت برا ہے آپ سعی وکوشش کر کی اس جمعیت کو
پریشان کر دین تو ہم نواب آصف الدولہ بہادر کو اس بات پر رضامند کر دینگی کہ نواب
احمد علیخان ابہی صغیر ہین آپ کو مختار و نائب ریاست مقرر فرمائین نواب نصر اللہ خان
بہادر اس بات پر راضی ہو کر بوساطت چیری صاحب نواب آصف الدولہ بہادر کی پاس

پہنچی اور اس امر قرار دادہ چیری صاحب کے تسلی ہو گئی تب نواب محمد نصر اللہ خان بہادر نے
اپنی مقام مین پہنچکر بلطائف الحیل فوج کو بالکل پریشان کر دیا جو لوگ جمع ہو گئی تھی اون سبکو
تحت عملی سے رخصت کیا جب یہ قصہ تمام ہوا نواب آصف الدولہ بہادر وہان سی کوچ کر کے
دار الریاست رامپور کو تشریف لائی اور راجیت پور مین لشکر کا مقام ہوا نواب احمد علی خان
بہادر کو مسند ریاست پر بٹھایا اور نواب نصر اللہ خان بہادر کو اونکا نائب مقرر فرمایا
جمادی الاولی کی پانچوین تاریخ بارہ سو نو ہجری مین عہد نامہ تحریر ہوا اس حساب سی زمانہ حکومت
وریاست نواب غلام محمد خان صاحب بہادر کا سن ابتدای ستر دہم محرم لغایت پنجم
جمادی الاولی تین مہینی بائیس دن ہوی المختصر جب نواب غلام محمد خان صاحب بہادر نے
یہ رنگ ملاحظہ فرمایا خیال مین آیا کہ اب یہان توقف بیفائدہ ہی مدت سی حج کا
ارادہ ہے ادہر چلنا چاہیے یہ سوچ کر چیری صاحب سی فرمایا کہ جو کچھ ہونا تھا
ہوا اب مینی سب آرزوؤن پر خاک ڈالی اور جملہ مطالب سی قطع نظر کی اتنا چاہتا ہون
کہ آپ مجھی بیت اللہ کیطرف روانہ فرمادین ایک مدت سی مجھی سفر حجاز کا شوق ہے
اعانت کر کی وہان پہنچوادین چیری صاحب نی کہا کہ سفر حجاز کی یہان سی دو راہین ہین
ایک بمبئی کی طرف سی وہ تو ابھی ہمارے اختیار مین نہین اور دوسری راہ کلکتی کی طرف سی ہے
یہ راہ صاف ہی آپ ارادہ کرین ہم ادہی طرف چلتی ہین آپ بھی چلین آپ کو جہاز پر
بحفاظت تمام سوار کر دین گی نواب ممدوح بہت خوش ہوی اور مع مخدرات و محلات
و صاحبزادگان و احمال و اثقال ہمراہان چیری صاحب کی ساتھ کوچ فرمایا بنارس
پہنچکر اعزہ و اقربا کو وہین چھوڑا اور جناب گردون قباب نواب محمد سعید خان صاحب
بہادر اپنی خلف ارشد کو رئیس خانہ قرار دیکر خود باسامان ضروری براہ کلکتہ ملک
حجاز کیطرف عنان عزیمت اوٹھائی مقدر یاور اور شوق رہبر تھا بہت جلد مع الخیر
ملک حجاز مین نزول اجلال فرمایا اور مکہ معظمہ مین پہنچکر شریف مکہ کی اخلاق سے

بہا مزدا دہمایا ایک دن آپ اور شریف دونون حرم شریف مین تشریف رکہتی تہی
کرا زراہ بی تکلفی شریف نی آپکی زرہ مبارک کی ستایش فرمائی اور یہ زرہ وقت کا
وہ تہی جو احمد شاہ خلف جنت مکان حضرت محمد شاہ بادشاہ دہلی نی بصرف زر خطیر مرصع بجواہر
بیش بہا بنوائی تہی اور جب نواب عرش جناب دختر نیک اختر نواب یعقوب علیخان
بہادر قلعہ دار ارک دہلی و مدار المہام سلطنت کو عقد مین لائی تہی خود احمد شاہ نی دم
زرہ برسم خلعت دامادی عطا فرمائی تہی بالجملہ جب شریف کہ نی اوس زرہ کی تعریف
مین زبان برکت بیان کو کہولا نواب عالیجناب نی بمقتضای سنجیدگی طبع اقدس
اس مدحت سرائی کو میزان ہمت مین تولا پلۂ عطا کو گران پایا فوراً زرہ کو جسم مبارک سے
اوتارکر شریف کو پہنایا اونہون سے لے ہر چند قبول مین عذر کیا آپ نی نمانا اس عطا کو
اپنی حق مین من جانب اللہ موہبت عظمی جانا شریف نی قبول فرماکر اور اپنی جسم مبارک پر
چست و درست پاکر دعا کو ہاتہ اوٹہایا کہ بارالہا نواب معلی القاب بعزم تسخیر ممالک جدہر
قدم اوٹہائین ہر معرکی مین دشمنون پر ظفر پائین یہ دعای شریف ایسی مقبول بارگاہ الہی
ہوئی کہ ہر معرکی مین بندگان عالی فتحیاب اور دشمنون کو تباہی ہوتی چنانچہ یہ حرف اکثر
آشنای زبان مبارک ہوا کرکا کاش یہ دعای شریف قبل از معرکہ جنگ انگریزی و عسکر نواب
آصف الدولہ ہمین ہاتہ آئی ہوتی الغرض نواب عرش جناب نی جب وہان سی معاودت
فرمائی تو دوسو ستر پیادی اور تیس سوار آپکی ہمراہ گئے جن ریاستہای ہند و دکن
مین پہنچے اور قصد اقامت فرمایا وہان کی رئیس بنظر شوکت و سطوت و مشاہدہ اولو العزمی
ہمراہ لگتی اس ضمن مین بائیس بقا سو نبرد آپ کو معرکہای سخت پیش آئی اور سی جمعیت قلیل
سی سب جگہ حریف پر غالب رہی مگر طبع آسمان سیر نی کہین اقامت مستقلہ پسند نفرمائی
اور بسوی نواح کابل عنان عزیمت اوٹہائی محمود شاہ نبیرۂ احمد شاہ سی ملاقات ہوئی
بہت دلجوئی و مدارات ہوئی شاہ نہایت اخلاص سے پیش آیا بلکہ آپ کی تحریک سی اقرار لشکر کشی

حدود ہندوستان پر فرمایا لیکن وزرای دولت نی شاہ کو اس قصد سی باز رکھا نواب
عالیجناب نی شکل حصول مقصود کو حجاب ناکامی مین مستور دیکھکر خطہ کشمیر کیطرف
پای عزیمت تیز پایا اور وہان سے پنجاب کو نہضت فرماکر جمون کی جانب قصد فرمایا
جب نواح کوہ سنکوٹ مین پہنچکر دامن کوہ کو نزول اجلال سے مشرف کیا حاکم وہان کا
ایک راجہ تہا آپ کی سواری کا تزک دیکھکر دنگ ہوگیا اور سمند سیہ زانوی عربی نژاد سواری
خاص پر ایسا شیدا ہوا کہ دل مین اوسکی لی لینی کا شوق پیدا ہوا کچہ لوگ آپ کی پاس
بہیجی اور اظہار شوق کرکی اوس گہوری کو مانگا نواب عالیجناب نی جواب دیا کہ یہ مال تجارت
نہین ہان اگر باہم رسم ملاقات واتحاد پیدا ہو جای ایک گہوڑا کیا دس گہوڑی بطریق
اتحاف دی ڈالنا کچہ بات نہین راجہ کو جب جواب پہنچا بدطالعی سی شورش بیجا کا ارادہ
ہوا فساد پر آمادہ ہوا کہلا بہیجا کہ جس طریق سے بنیگا یہ گہوڑا ہم لے لینگی نواب عرش جناب
نی یہ حرف جو سنا حالت غضب مین فرمایا کہ ہم کل سوار ہوتے ہین اگر راجہ کو دعوی
مردانگی ہے تو ہمین روک کر مزہ دیکہ لے راجہ نی ناعاقبت اندیشی سے تفنگ اندازونکی
دو گروہ کر ہر ایک مین پانچ پانچ سو جانباز تہے سر راہ دونون طرف پہاڑون پر مامور
کیی اور حکم دیا کہ سب یہ نووارد ادہر سے گذرین گہوڑی انسی لیلو اگر بمقابلہ پیش آئین
تو تم بہی کمی نکرو دوسری دن نواب عرش جناب نی اپنی ہمراہیون کو بعنوان آمادگی کارزار آ
آراستہ فرماکر رکاب عزیمت مین قدم مبارک رکہا دیکہا کہ دشمن دو طرف سی سدراہ ہین
ایک طرف پیادون کو فرمایا کہ تم خبر لو دوسری جانب سوارون کو ارشاد ہوا کہ خبردار
ان روباہ خصلتون کو جیتا نہ چہوڑو یہ حکم زبان مبارک سی آشنا ہوتی ہی ہنگامہ پیکار
گرم ہوا ادہر سے تفنگ اندازی شروع ہوئی ادہر بہادران دشمن شکار تلوارین
میان سے کہینچکر شیرون کیطرح جا پڑی دفعتہ یہ حال کردیا کہ اوس جماعت کی ہاتہ پانون
پہول گئے بندوق بہرنا اور خالی کرنا سب بہول گئے بی اختیار سوی کوہ فرار کیا

نواب قمر رکاب نی مع سپاہ ہمراہی تعاقب اختیار کیا سمند فلک سیر کو جو چمکایا
پلک جھپکتی ہی پہاڑ کی چوٹی پر نظر آیا اوسدم سوا ضامن شاہ خان ایک ملازم کے
کی کوئی ہمراہ نہ پہنچا اوسنی عرض کی کہ فوج مخالف بھاگ چکی ہے اور حضور کی جمعیت
بھی متفرق ہو رہی ہے تعاقب کرنا ایسی وقت میں ضرور نہیں عطف عنان فرمانا
مناسب ہی ابھی آپ نی کچھ جواب نہ دیا تھا کہ کسی شریر نی ایک تفنگ لگائی گولی
تلوار پر پڑی یہ دیکھتی ہی شعلۂ غضب مشتعل ہوا بی اختیار اوس گریزپا کی طرف عنان ہمت
شجاعت کو پھیرا وہ ماری خوف کی بی تحاشا بھاگا اور ایک دری کی اندر ہو کر نکل گیا
گھوڑی کا گذر وہان ممکن نتھا ضامن شاہ خان نی پھر عرض کی کہ اب حضور اپنے ہمراہیون
مین تشریف لیچلین تعاقب سی ہاتھ اوٹھائین ارشاد ہوا کہ تلوار ہماری اسنی بیکار کر دی ہے
ممکن نہین کہ ہم اسی زندہ چھوڑین ہر چند وہ دور نکل گیا تھا مگر نواب عالیجناب نی سوفار
کو زہ سی آشنا کیا اور ایک ناوک جان ستان اوس مغرور کی طرف چھوڑا تیر عدو گیر
چلّہ سے چھوٹتی ہی سینہ عدو کی پار تھا وہ اجل رسیدہ صیاد قضا کا شکار تھا پھر نیک
نواب نی اپنی جماعت مین شریک ہو کر پای نہضت آگی بڑھایا اسی طرح رجواڑون مین
ظفریاب ہوتی ہوی نادون مین پہنچے راجہ سنسار چند وہان کا حاکم اور عمدہ ترین انجاب
دیار مین سے تھا اور قلعہ کوٹ کانگڑا اوسی کی زیر حکومت تھا اور بائیس راجگان
ذی شوکت اوسی خراج دیتی تھے اوس سی ملاقات ہوی وہ راجہ بہت اخلاق سی پیش آیا
تعظیم و تکریم کی مراسم اچھی طرح بجا لایا اتفاقاً اوسی زمانی مین نیپال کی راجہ نی لشکر عظیم
نادون پر بھیجا اور چاہا کہ اس ملک کو اپنی تصرف مین لائی راجہ نی ارادہ کیا کہ نواب کو
رخصت کر کی خود حریف کی مقابلی کو جاوں آپ نی ارشاد فرمایا کہ یہ کسی طرح نہین ہو سکتا
کہ ہم ایسی وقت مین تمکو چھوڑ کر چلے جائین تم قلعی مین بیٹھو اپنی فوج ہماری ہمراہ کر دو تو
معرکہ آرائی کا تماشا دکھائین نواب عرش جناب نی نہایت جرات و شجاعت سی گورکھے

بھر کر وہان سی بہگا یا اور شورش شاکر راجہ نادون کو اپنی شجاعت اور سرداری کا
شیفتہ بنایا پھر نواب عرش جناب نی ہرچند چاہا کہ وہان سی نقل و حرکت فرماوین
کسی اور طرف کو جاوین مگر راجہ نی اجازت ندی اور نہایت تضرع و زاری کرتا رہا ناچار
وہین اقامت فرمائی مخفی نرہی کہ نواب عالیجناب علاوہ ان معرکہ آرائیون اور دلاوریون
کی اور بہت ایسی خصائص کہتی تہے کہ اونکو سنکر آدمی کی ہوش اوڑتی ہین سبحان اللہ
آپکی ذات عالی پر ختم تہی ایک حکایت بطور مثال جو انتہای جرات پر دال ہے یہان لکھی
جاتی ہے کہ ایک بار کوہستان مین ایک قلعہ لڑ رہا تہا اور آپ اوس قلعی کی قریب
پہاڑ پر ظہر کی نماز پڑہتی تہے سنن اولی پڑہنی مین دو تین گولی سجدی کی مقام سی ہاتہ دو ہاتہ
کی فاصلی پر گری مگر آپ بی اندیشہ اوسی طرح نماز پڑہا کیے جب چارون رکعتین سنتون
کی پڑہکر سلام پہیرا فرائض سی فرمایا کہ مصلی اوس جگہ بچہا دی جس جگہ گولا گیا کہا تاہی
جب اوسنی بچہا دیا فرائض ظہر اوس مقام پر ادا کیی تین چار گولی حالت ادای فرض مین
سجدہ گاہ سی اوسی فاصلی پر ہٹ کر اوتری جب آپ فرض پڑہ چکی مصلی اوس جگہ بچہوایا
جہان اب گولا پڑتا تہا اور سنن اخیرہ ظہر وہان پڑہے ادہر آپ نی تکبیر تحریمہ کہی ادہر گولا
محل سجدہ سی اور ہاتہ بھر فاصلی پر گرنی لگا جب آپ سلام پہیر چکی لوگونسی کہا کہ جب تک
آدمی کی موت نہین ہوتی ہزار طرح چاہے رو یان میلا نہین ہوتا دیکہو مینی ہرچند چاہا
کہ نماز مین رتبہ شہادت پاؤن مگر کچہ نہوا پہلوانی اور شہزوری مین آپ کا نظیر نتہا
ایک حلوان کا دم پخت جسمین سیر بھر بادام و کشمش وغیرہ میوہ ہوتا تہا اور مطعومات کی
علاوہ نوش فرماتی تہے تیر ایسا خوب لگاتی تہے کہ اچہی اچہی نشانہ اندازون کو
ہدف سہام ملامت بناتی تہے علم حساب مین ایسی دستگاہ تہی کہ بڑی بڑی محاسب
آپ کی سامنی کسی حساب مین نتہی خلاصۃ الحساب تمام حفظ تہی اور اوسکی جملہ اعمال پر
بخوبی قدرت تہی قطبی میبذیک تحصیل کتب درسیہ کا اتفاق ہوا تہا پھر مہمات عظیمہ کی کثرت

بیانی گیارہ سو چہتر ہجری سال ولادت ہی اور ۱۲۳۸ بکی ہری شنبہ کو جمادی الآخر کی چہٹی تاریخ بارہ سو
اڑتیس ہجری مین مفلوج ہوکر اس دار فانی سی دار باقی کیطرف رحلت فرمائی تا اون
مین مزار پر انوار ہی مقبرہ عالیشان طیار ہی مرزا محمد عرف کرم خان نی تاریخ رحلت جو ہندی
کی ہی وہ اس جگہ لکہی جاتی ہی

قطعۂ تاریخ

ز دنیا سوی خلد رحلت نمود ۔ چو نواب حاجی میت احترام
ریاض جنان گشت آرامگاہ ۔ بسالش خرد گفت رضوان مقام

ذکر خیر نواب احمد علیخان صاحب بہادر بے تخلص خلف الصدق نواب محمد علیخان بہادر

ابن جناب مستطاب نواب محمد فیض اللہ خان صاحب بہادر عرش منزل انار اللہ برہانہم واضح ہو کہ جب نواب آصف الدولہ بہادر لال ڈانگ سی مراجعت کرکی دار الریاست رامپور مین آئی اور اموال کثیرا و زر خطیر مخزنۂ ریاست لیکر چہ لاکہ روپی کا خراجی ملک اپنی ممالک محروسہ مین شامل کرلیا اور عہد نامہ جدید مشتملبر شرائط مستعدد تحریر کردیا اور نواب احمد علیخان بہادر کو کہ ۱۲ سالہ تہی مسند ریاست پر بٹہایا اور نواب محمد نصر اللہ خان بہادر سلطان ابن نواب عبد اللہ خان صاحب بہادر کو جنکا ذکر حرف سین مہملہ مین بتفصیل آئی گا نائب ریاست مقرر فرمایا جمادی الاولی کی پانچوین تاریخ بارہ سو گیارہ ہجری سے کہ زمانہ ابتدای اختیار نیابت ہی شوال کی چبیسوین تاریخ بارہ سو چبیس ہجری تک کہ زمانہ رحلت ہی پندرہ برس پانچ مہینی اکیس دن نائب موصوف نی نیابت کا کام کیا اور مہمات مالی و ملکی کو سرانجام دیا آپ کی انتقال کی بعد رئیس ممدوح نی کراوس زمانہ مین پچیس برس کی تہی اختیار کامل پایا ان کی رئیس ہوتی ہی بد نظمی ایک سی ہزار ہو گئی سرکشی اور خانہ جنگی کی چہار طرف پکار ہو گئی علت افزایش آشوب کی یہ تہی کہ نواب ممدوح کو خاندان مین سو اولاد صاحبزادہ مصطفی خان کی اور سرداروں مین سو اولیرخان کمال زئی کی سبب سی عداوت

گلی تھی جانتی تھے کہ جملہ اہل خاندان اور تمام اخسہ و ارکان نی اتفاق کرکی میری باپ کو
مار ڈالا اور یہ سب نواب غلام محمد خان بہادر سی ملی ہوئی تھی جب دور اختیار آیا مقصود
یہ ہوا کہ ملن سب سی اوسکا بدلا لیجیی اور تمام شہر و روسای شہر کو خراب کر دیجیی سپاہگری کا
شوق تھا گولی خوب لگاتی تھے نشانہ اچھا اڑاتی تھے بیشتر جنگلون مین مصروف
سیر و شکار رہتی تھے کارپردازان ریاست مختار رہتی تھے اور جب دارالریاست
مین آتی تھے تو رات بھر رقص و سرود عیش و طرب میکشی و لہو و لعب مین جاگتی تھے
اور دن بھر سوتی تھے نظم و نسق ریاست سی متعلق سروکار نتھا ہزارہا آدمی گھر چھوڑکر
ٹونک وغیرہ اور ریاستونکو چلی گئی نواب امیر خان کی نوکری کرلی روز بروز ملک ویران
شہر برباد گھر گھر خانہ جنگیان گلی گلی فتنہ و فساد عجب حال تھا کہ ہر شخص کو جینا وبال تھا
طرفہ یہ ہوا کہ اوسی زمانی مین ایک قحط سخت واقع ہوا اور اس شہر مین چونکہ کوئی کسیکا
خبر لینی والا نتھا محتاجون کی جانین بھوک سی تڑپ تڑپ کر نکلتی تھین ہر روز صبح کو دکانون
مین پندرہ پندرہ بیس بیس لاشین پڑی ہوئی ملتے تھین جزئیات وقایع اگر لکھے
جائین تو بہت طول ہوجای لہذا دو واقعہ عظیمہ لکھے جاتی ہین ایک تو یہ کہ دردولت کے
سامنی بارودخانہ تھا جمادی الآخرہ کی ساتوین تاریخ بارہ سو اکتالیس ہجری [١٢٤١] مین چارشنبہ کو
چار گھڑی دن رہی نوبت بج رہی تھی کہ دفعۃً بارود مین آگ لگ گئی اور ایسا صدمۂ عظیم ہوا
کہ العظمۃ للہ کتنی آدمی تو وہین جل بھن کر کباب ہوگئی اور کتنی مکانات مستحکم شق ہو ہوکر خراب
[illegible] شہر کی بہت سی مکان گر پڑی اور بعض مکانون کی کڑیان تختی اڑ اڑ کر دور دور
[illegible] کہ اوسکی چوٹون سے صدہا آدمیون کو صدمہ پہنچا زخمیون کا تو شمار نہین جو شہر
[illegible] جان سے ہلاک ہوگئی بارود کی شعلی سے جلکر خاک ہوگئی دوسرا واقعہ یہ ہوا
[illegible] صاحب ممدوح بہت دنون سے مستسقی تھے آخر آخر سرسام بلغمی مین [illegible] غش
[illegible] بیہوشی طاری رہی اور [illegible] حالت بیہوشی مین زبان کی

نے عجب اشغلا اوٹھایا طرز نو فتنہ جگایا یعنی ایک دن فقراء لونڈوں سے کہلا بھیجا کر جلد
کبوتر شکار کر کے لاؤ نواب صاحب شوربا نوش فرماوینگے بعد اسکے جمادی الاولی کی
تئیسوین[٢٣] تاریخ جمعے کے دن یہ طلب کیا کہ نواب صاحب نے شوربا نوش فرمایا اور طبیعت
بحال ہوئی افسران فوج سے فرمایا ہے کہ جلد جاؤ رای دہوکل سنگھ نے مجھپر جادو کیا ہے
اوس نمک بحرام کا سر کاٹ لاؤ یہ کارندہ اوس زمانے مین مختار کل تھا اور سرنگون
اور سرکشون پر سیاست کیا کرتا تھا لوگ اوس سے آزردہ خاطر تھے بمجرد صدور حکم جیلی
اوٹھہ دوڑی اور اوسے گھیر لیا اوسکی ہمراہیوں سے تلوار چلی ترسٹھہ[٦٣] آدمی بیگناہ مارے گئے
اور وہ بھی قتل ہوا حال آنکہ نواب اوس بیہوشی مین بالکل بیخبر تھے وہ دن جمعہ اور دوسرا
دن شنبہ کا گذر گیا جو شب یکشنبہ آئی پہر رات رہے نواب نے رحلت فرمائی قریب شہر ایک
موضع ہے نانکارہ وہان مزار پہلے سے تیار تھا ہم پہلو میان حسن شاہ صاحب
قادری اپنی مرشد کے دفن ہوئے جمادی الاولی کی چھبیسوین تاریخ بارہ سو چھپن[٥٦] ہجری
کہ چھبیسوین[٢٦] جولائی اٹھارہ سو چالیس[٤٠] عیسوی سے مطابق ہے زمانہ ارتحال سے
اور مدت ریاست سینتالیس[٤٧] برس اور مدت عمر تخمینا پچپن[٥٥] سال ہے کبھی کبھی کچھ
موزون بھی کرتے تھے کچھ شعر ملے وہ لکھے گئے

ریختہ

ساقی و مطرب و شراب ہے آج — خانہ توبہ بس خراب ہے آج
سیر کو جب چمن کی جاتا ہے — باغ پھولا نہین سماتا ہے
مہر ہو یا کہ ہو نشاتے ہو — رند اوس سے کوئی جاتا ہے

قطعہ

حشر کو جب حساب مانگین گے — الامان شیخ و شاب مانگین گے
اپنا ساقی لاابالی ہے — رند وہان بھی شراب مانگین گے

ذکر خیر مرکز دایرۂ عدل وداد واسطۂ نظم گوہر ایجاد مبدع قوانین
نظم ماحی نقوش ظلم دادبخش وجہان آرای رستم رخش وافلاطون رای
بہجاہ انجم سپاہ جناب مستطاب نواب محمد سعید خانصاحب بہادر
جنت آرامگاہ خلف الصدق امام سبحہ مراتب جاہ وجلال پیشوای جماعت ارباب
دولت واقبال جناب فلک قباب نواب غلام محمد خان صاحب بہادر انار اللہ برہانہما

اہل بصیرت آگاہ ہون کہ جس دنمین حضرت علیین آشیان یعنی آپکی پدر بزرگوار حرمین شریفین
کی طرف نہضت فرما ہوی آپ چندی بنارس مین رونق افزا رہی اورچندی شہر ٹونک مین بھی
باعزاز تمام جلوہ فرما رہی اپنی مقدمی مین پیروی کی واسطی دارالامارۃ کلکتہ کی سفر کا
اتفاق ہوا یہان تک کہ نام نامی آپکا شہرۂ آفاق ہوا سرکار فیض آثار انگلسیہ پر جوہر
قابلیت آپ کا بوجہ احسن ظاہر ہوگیا حکام مین ہر ایک آپ کی استحقاق منصب ریاست
سی ماہر ہوگیا جب نواب احمد علیخان بہادر نی وفات پائی آپ بدایون مین تشریف رکہتی
تہی حسب منظوری سرکار انگلسیہ اس دارالریاستہ مین تشریف لای اور جمادی الآخرہ کی
اکیسوین تاریخ بارہ سو چہپن ہجری اگست کی بتیسوین اٹھارہ سو چالیس عیسوی مین پنجشنبہ کو مسند آرا ہوی اور
زمانہ مین اصول اس ریاست کی بالکل برباد اور لوگ نہایت بیہنگ وسرکش سراپا شرارت وفساد تہی آپنی اپنی رای
حکیمانہ سے ایسی ضوابط اور قواعد ایجاد فرمای کہ روز بروز خرابیان کمتی لگین فتور
مٹنی لگی رعایا آباد خلق خدا شاد فوج آراستہ سپاہ پیراستہ ہوگئی تمام شہر خام تہا اکثر
عمارتین پختہ سنگین لگی اور کہیس اوڑہنی کا رواج تہا اس عہد مین رومال دوشالی اوڑہنی لگی
شہر مین اقمشہ گرانبہا کا نام نتہا آپکی حسن انتظام سے اجناس بیش بہا سی بازار پٹ گیا عدالت
نہ دیوانی تہی نہ فوجداری آپ نی محکمی مقرر فرمای مقدمات بضوابط عقلیہ ترتیب پانی لگے
اور احکام اجرہ مین قواعد شرعیہ عدل وداد کی رونق بڑہانی لگی ریاست کی سب کارخانی
بے رونق پرای ملک اسقدر ویران ہوگیا تہا کہ جس سال آپ مسند نشین ہوی تہی کل سائر جلی بالا

رونق کی کاسی ہوی تہی آپکی حسن انتظام سے روز بروز آبادی بڑہتی گئی حاصل ملک بہ سال
افزون ہوتا گیا ارباب ہنر اور اہل جوہر کی قدر شناسی سی مراتب امتیاز پای رعایا
یہ ریاست حسن انتظام سے سلک گہر ہوگئی فیض اصابت رای عالم آراسی تمام ہندوستان مین
مشہور ہوگئی صفات کمال آپ کی حصر سے باہر این شجاعت وحسن تدبیر دونون کا پایہ
بڑہا ہوا تہا چونکہ آپ خوب لگاتی تہے طب مین ایسی اچہی مداخلت تہی کہ مریض کے
صورت دیکہکر مرض کو تشخیص فرماتی تہی حکیم مرزا محمد علی صاحب لکہنوی سی تلمذ تہا نثر عالی
خوب لکہتی تہے مرزا قتیل صاحب سی اس فن مین مشورہ تہا کتابین درسیہ قطبی میر تک پڑہی
تہین مگر زکاوت کی سبب سی یہ معلوم ہوتا تہا کہ جملہ کتب درسیہ پر عبور ہی بارہ سو [١٢٠٠] ہجری مین جب کے
بیسوین [٢٠] تاریخ کرسی کی اونیسوین [١٩] سترہ سو چہیاسی [١٧٨٦] عیسوی سی مطابق تہی تہی کو ہمہ دن ہی آپکی ولادت ہے
پندرہ برس اکیس دن آپ مسند آرا رہی پہر مسلول ہوکر دوشنبہ کو چاگہڑی دن چڑہی جب کی تیرہوین [١٣]
تاریخ بارہ سو اکہتر [١٢٧١] ہجری مین کہ یکم اپریل اٹہارہ سو پچپن [١٨٥٥] عیسوی سی مطابق تہی کہتر [٧١] برس کی عمر پاکر دار نعیم کو رحلت فرمائی

ذکر خیر حمن آرای بوستان دولت و اقبال بہار پیرای گلستان جاہ و جلال فرید الآفاق
حمید الاخلاق عالیخطاب جوزار کا بہ جناب نواب محمد یوسف علیخان صاحب بہادر
فرزند دلپذیر دولت انگلیسیہ فردوس مکان ناظم تخلص ابن جناب مستطاب معلی القاب
نواب محمد سعید خانصاحب بہادر جنت آرامگاہ طاب ثراہما و اضح ہو کہ رجب کی تیرہوین [١٣]
تاریخ بارہ سو اکہتر [١٢٧١] ہجری مین حضرت نی صدر ریاست پر جلوس فرمایا اور جلوس سے
دو برس دو مہینی کی بعد رمضان کی چودہوین [١٤] بارہ سو تہتر [١٢٧٣] ہجری نوین مئی اٹہارہ سو ستاون [١٨٥٧] مسیحی مین
ایک واقعہ عظیم آشوب غدر کا پیش آیا کہ تمام فوج سرکار انگلیسیہ باغی ہوکر ملک
کو برباد اور کل ریاستہای محفوظہ کو پایمال فتن و فساد کرنے لگی اوس آشوب مین
حضرت فردوس مکان کی رای حکمت پیرائی کیا کام فرمایا کہ نہ اس ریاست کی
رعایا پر کوئی مصیبت آئی نہ یہان کی ملازمین و متوسلین نی کسیطرح کی تکلیف اوٹہائی

حکام انگریزی جسقدر کہ وہ نینی تال پر مقیم تہے باغیون کی شر سی محفوظ رہی اور انکی
سعی جمیل سے محفوظ رہی ضلع مرادآباد بہی آپ کی تفویض ہوکر ظل حمایت مین آیا
اور وہان کی رعایا مین بہی ہر شخص مامون و دلشاد رہا بلکہ ممالک نزدیک و دور سے
ہزارہا آدمیون سنے یہان آکر پناہ لی اور اس دارالامن مین اونکو بہی کمال آسائش
ہوی بعد رفع ہوچکنی اوس فتنہ و فساد کی سرکار فیض آثار کی طرف سی ایک لاکہ
ساڑہی اٹہائیس ہزار کا ملک عطا ہوا اور تمغای ستارہ ہند جسکو شار آف انڈیا
کہتی ہین ملا خطاب حالی مین ملکہ معظمہ کیطرف سی لفظ فرزند دلپذیر بڑہا اور دو ضرب
توپ سلامی مین بڑہی پہر آپ کا نام نامی دارالامارہ کلکتہ کی کونسل مین مندرج ہوا مگر
آپ وہان تشریف فرما ہوکر دو ایک جلسون مین شریک ہوی تہی کہ آب و ہوا کی ناموافقت
سی برضای حکام عالیمقام جلد دارالریاستہ کو معاودت فرمائی حضرت کو علوم شریفہ
کی طرف ہمیشہ سی رغبت تہی کاملون سی صحبت تہی علوم عقلیہ مین بڑی صاحب دستگاہ فنون
منطق و حکمت سی خوب آگاہ سلم و زاہدین تک تحصیل فنون متداولہ مین تکمیل پہنچالی
مین ماشاءاللہ ایسا سچا تہا کہ دیکہا نہ سنا خوش بیانی مین فرد کامل تہی جملہ کمالات مین جوہر قابل
تہی طبیعت ازل سی موزون پائی تہی سخنگوئی کا ذوق اردو شعر فرمانیکا شوق تہا
پہلی مومن خانصاحب دہلوی سے مشورہ رہا پہر مرزا اسد اللہ خان غالب سی تلمذ ہوا
آخر آخر بوضع اوستادان لکہنو موزون فرمانی لگی منشی مظفر علیصاحب کو جو آج لکہنو مین
سحبان عصر یکتای دہر ہین کلام دکہانی لگے پایہ شاعری کو ایسا بلند کیا کہ روح القدس نے
بہی پسند کیا دو بار انکی نتائج افکار مطبع حسنی رامپور مین طبع ہوی ہین اول مرتبہ دیوان مختصر
جو صرف مرزا اسد اللہ خان غالب کا دیکہا ہوا تہا چہپا ہے اور دوسری مرتبہ وہ کلام
جو منشی مظفر علیصاحب اسیر کی نظر سے گذرا ہوا تہا کلام اولین مین شریک ہوکر طبع
ہوا ہے اوس سب کا انتخاب اس تذکری مین شامل کیا گیا غزلون کی علاوہ قطعات

و واسوخت و رباعیات و مسدسات و مخمسات سے کچھ داخل کیا گیا پس جب تک چاہیئے چمن آرائی تخت ریاست پر جلوہ گر رہی مروت و فتوت حلم و وقار مین نامور رہی پھر مرض سرطان مین مبتلا ہو کر ماہ ذیقعدہ کی چوبیسوین تاریخ بارہ سو اکاسی ہجری اکیسوین اپریل اٹھارہ سو پینسٹھ عیسوی مین جمعہ کو دن نصف النہار کی وقت کوس رحلت بجایا پچاس برس آٹھ مہینے پچیس دن کی عمر شریف ہوئی پھر عنان یکران ہمت کو سوئی عالم بقا اوٹھایا سوتی مسجد کی قریب امام باڑی مین حسب وصیت مزار جنت آرامگاہ کی پائین آرام فرمایا کلام معجز نظام ہی جو نوک زیر کلک عنبر فام ہے

قصیدہ در منقبت

خالق نی بنایا ہی سے مجھے علم مجسم
قرآن سے ہے مرا دل تو مرا سینہ ہی تفسیر

والشمس کا ہی نور ہر اک حرف سی روشن
ہر نقطہ مین سے ہے آیۂ والنجم کی تنویر

کلک دو زبان ہاتھ مین تیغ دو زبان ہے
آسان مجھی ملک معانی کی ہی تسخیر

کھولینگی زبان خاک سخندان مری آگی
ہی بلبل شیراز یہان بلبل تصویر

گر بحث کری مجھسی کبھی طوطی آمل
سوزش حرق شرم کا ہوئے ہی گلوگیر

ہی نقش مری صفحۂ خاطر پہ ازل سی
جو خامۂ قدرت نی کیا لوح پہ تحریر

ہون قید تعلق مین تعلق سی بری مین
سدرہ آوازہ کوئی [illegible] ہی زنجیر

باطل نہین حق ہی جو کرون دعوی عرفان
دو شاہد عادل ہین مری شبر و شبیر

اشعار غزل ہا

طول شب ہجر جانتا ہون
مرنا تجھے لاکھ بار ہوگا

ہرگز نہ اوٹھونگا حشر کو سے
اوس کوچے مین گر مزار ہوگا

ق

کہین اون سے کبھی کہا ہوگا
کہ مرا تمہی دل نثار ہوا

گل جو کچھ دل کی بیقراری کا
تذکرہ اون سے [illegible] ہوا

ہنس کی کہنے لگی کہ کیون صاحب
دل کہان تھا جو بیقرار ہوا

بیداد سی تو یہ او نہین کرتی ہی بیوائی
ہوئی دیا نہ شاد یہ دن پھر کہان مجھی
ہی کچہ افتادگی ایسی کہ اگر مین بہ تبل
خاص مہمان ہو نہین سب ہین طفیلی ناظم
ہمسی تو تری کوچی مین نقش قدم اچہا
ہو کہیں لینی مین یہ قدرت اوسی اللہ فی دی
کرکی خون ایک کا جا بیٹھی ہین گہر مین اوپر
بس ای حریص قتل کہ اب ہو گیا ہی تنگ
آبرو کیا ہے جہن جب بی گریبان گیا
نہ کبھی کوئی خط آیا نہ پیام یار آیا
مجھی گرچہ اپنی در سی وہ فریب دیکی ٹالین
ناظم وفای صنم کی امید ہی کسی
ہے ٹرائی اتنی آؤ سا منے
ٹر تو آیا اوسی سی لیکن ہمنشین
میری نالون سی مشبک چرخ سارا ہوگیا
ہمنشین خستگی دل کا ہوا غم تجکو
ہوتی ہی درد دل کا بیان اوٹہ گہڑی ہی
شرمندہ ہوی پر کہین صدا ورنہ بڑہ جای
اوس سی یہ امید وفا واہ واہ
ہو اتنا ناخوش کہ مین اچہا ہا اب رشک آتا ہے
ستم میں شہرہ جو وہ آفت زمانہ ہوا

جب بعد مری کوئی نہ مجہسا نظر آیا
ہی ہی تہین رقیب کی مرنیکا غم ہوا
فتنہ ہوتا تو فلک مجکو نہ برپا کرتا
مین نہوتا تو خدا غم کو نہ پیدا کرتا
اس روسی کہ جبتک نہین مٹتا نہین اٹھتا
جسکو مٹی کی کہلونی پہ مچلتی دیکھا
پوچھتی ہین کہ مری در پہ ہی غوغا کیسا
ارواح کی ہجوم سی عالم مثال کا
باری آنسو پچہ سکے میری کہ دامان گیا
گمر اک جواب او لکا کہ ہزار بار گیا
یہ خوشی بہی کم نہین ہی کہ امید وار آیا
مرنا بہی اس فریب مین دشوار ہوگیا
صلح مین ہمسے بہت پردا کیا
دل مین کہتا ہون کہ ناظم کیا کیا
اوس طرف تہی روشنی ہر رخنہ تار ہوگیا
یہ نہ دیکھا کہ مری دل مین ہی پیکان کسکا
یعنی یہ ایسی ہین کہ نہ انسی سنا گیا
عہد اوسکا اوسی یاد دلانا نہین اچہا
خیر سے ناظم تمہین کیا ہوگیا
کرتا ہی بیتاب تربت سی میری کوئی دل گیا
فلک کو عذر ستم کے لیی بہانہ ہوا

زیب کعبہ ذات تھی جسکی جہان سی اوٹھ گیا
وہان وہ کہتی ہین کہ بار تمکین ہم اُٹھین گی
کرتی ہین ایک غدر نیا ہر ستم کی بعد
ای لالہ تونی ہوسکے نمودار کیا کیا
نی سبحہ ہاتھ مین ہی نہ زنار دوش پر
کچھ غم نہین ہی صاف مجھی گر دیا جواب
ہی شب وصل نہو کاش سحر آج کی رات
رہین پہ گر کی نہین ہوتی ہی شراب
وہ شوخ سچ ہی کہ عیار پیشہ ہی ناظم
وہی تم ہو وہی خنجر ہی پر انصاف کرو
رہی جنون کہ جب آیا ہی سامنی فصل
سنبھال واعظ زبان اپنی خدا سی اک ذرا ڈر جا
کچھ نہ بن آئی تو کہنے لگی اچھا ناظم
سنا یہ ستم بھر سے سوال نہین
وفا شعاری ناظم یقین نہین نہ سہی
ملجاتی ہین تو کہتی ہین اچھی طرح تو ہو
مین جانتا ہون میری فغان سی ڈری ہی نیند
معشوق کسکی بس کی ہین ناظم خدا سی ڈر
وہ سنکر درد دل کہتی ہین پھر مین کیا کرون ناظم
اجل کو جان کیونکر دون یہ حق باد صبا کا ہے
تمسا ناظم ذہین اور دانا

اسیلی ناظم سیہ جامہ ہی کعبہ کا
یہان یہ حال ہی کہ تہمت نہین آپنی سوا اپنا
گریبان ہی ہی تو قاعدہ اچھا ٹھہر گیا
نی عارض نگار نہ سیر جگر ہوا
ناظم نہ تو ادھر نہ اودھر پھر کدھر ہوا
کیا کم ہے یہ خوشی کہ دیا بات کا جواب
عمر ساری مری ہو جای بسر آجکی رات
گر زیر خاک ہین رندان بادہ خوار بہت
پر اپنی کام مین ہین ہم بھی ہوشیار بہت
ہاتھ پر ہاتھ دھری بیٹھی ہو کیا سیری بعد
لہو کی جوش سی رگ جا پڑی ہی نشتر پر
بتون کی غیبت خدا کی گھر مین خدا خدا کر خدا
یاد رکھنا یہ ہمارا بھی ستانا شب وصل
ندو جواب سنی جاؤ کچھ ملال نہین
یہ کون شخص ہی اسکا بھی کچھ خیال نہین
گویا ہماری جی مین کچھ ارمان ہی نہین
وہان جاگتی ہین غیر کی وہ انتظار مین
میرا ہی دل ہو کاش مری اختیار مین
خلاصہ آپ کی تعریف کا یہ ہی کہ مرتی ہین
کہ پہنچاتی رہی ہی کاکل مشکین کی بو برسون
اس طرح مبتلای لعنت ہو

اک مزہ البتہ ملتا ہی سو وہ بھی مشترک
بوسہ کیا شی ہی کہ جسکی دینی مین تکرار ہو

وواں بھی محفل سی ناظم مجکو آتا دیکھکر
اور مین سمجھا کہ اوٹھتی ہین مری تعظیم کو

وفا کی ہمنے اور تمنے جفا کی
تم اچھی ہم بری قدرت خدا کی

ملائک کر رہی ہین ہاتھ اٹھا آمین
یہ کس مظلوم نے جھکر دعا کی

نہوتی تیری مژگان سی علاقہ
اگر ہوتی کوئی صورت قضا کی

ق

گل کھلا سینی کر اوبھرا بال
آدمی کو آدمی سے کام ہے

دیکھ تو کب سی یہ تیرا دردمند
عشق مین رسوای خاص و عام ہے

جانتا ہے تو بھی آیا یا نہین
کوئی تیرا عاشق ناکام ہے

سنکی ساری داستان بولی کہان
آپ کا یوسف علیخان نام ہے

فرہاد ہوس پیشہ نی بھی دی تو سہی جان
پر شیوۂ ارباب وفا اور ہی کچھ ہی

سیر اونکا معاملہ ناظم
کچھ جدا جنگ و آشتی سی ہی

کھوتی ہی بیقراری دل آہ کا اثر
تو رہی وہ تیر کیا جو پی اضطراب ہے

ای بی سبب کشندۂ خلق آفرین تجھے
کیا خوش ہوا بنا کی جہان قتل مین تجھے

غزل ذو بحرین

تم نہ گھبراو نہ تہمت سی مری درد
روز مرجانی کی عادت ہی مجھی

اپنی گھر جبر سی اونکو نہ بلاؤ ناظم
بندۂ عشق ہوی تم تو حکومت کیسی

حشر کو کھینچون ترا دامن بھلا دیکھون تو
وہان بھی جھنجھلا کر کہی یوسف علیخان چھوڑ دی

قاضی کی منہ پہ ماری ہی بوتل شراب کی
یہ عمر بھر مین ایک ہوی ہی ثواب کی

پردی مین کر رہی ہو یہ کیا ان ترانیان
بیٹھو تو آکی دیکھنی والون کی سامنی

بچ گیا مین حشر کی دن پر نہ پوچھو اسکی وجہ
جو سزا دیکھی وہ کم نکلی مری تقصیر سے

ظلم وہ کچھ اور پھر یہ عذر بدتر از گناہ
کہتی ہو اپنا مجبور ہون ناظم تری تقدیر سے

جان دی گو تڑپ کی پر تسکو	اک تماشا دکھا دیا سینے
الفت بری بلا ہی کہ ناظم بابن سینہ	کرنی پڑی رقیب کی بھی التجا مجھی
رو کو تو سہی اب مجھی لو حسرت ناصح	لینا ہی تھا نام کسیکا مری آگی
جنت مین شہد و شیر و گل و میوہ ہی تو ہو	ناظم خوشی تو یہ ہی کہ وہان مے حلال ہو
پڑھتا ہے شراب پی کی لاحول	ناظم رندون مین پارسا ہے
سنتے نہو مواخذہ یہ اور بات ہے	پر کیا کہو گی ظلم کی پرسش اگر ہوئی
شبہای ہجر مین کہین اسکا پتا نتھا	پھر کیون شب وصال کی ناظم سحر ہوئی
عبث ہی خوف شکایت بس آکی ملجاؤ	رہی ہین یاد ستمہای بیشمار کسے
ملا ہی سیکڑی کا در کہلا ہوا ناظم	پھر اور کہتے ہین امید کردگار کسی
ہو اگر نامہ بر وہان قتل ہم کیون غم کرین ناظم	چلو ہاتہ آئی اک تقریب ادن تو ہمین جانی کی

مخمس

ہم حکم شریعت کی بھی منکر نہین ناظم	ہم روز قیامت کی بھی منکر نہین ناظم
ہم دوزخ و جنت کی بھی منکر نہین ناظم	ہم زہد و عبادت کی بھی منکر نہین ناظم

پر قاعدہ فقر و فنا اور ہی کچھ ہی

مخمس

در صنعت عاشق شدن معشوق

ناز کرتا تھا قسم جسکے رخ پرنور کی	دیکھکر جسکو جہان تابی نہین آنکھین حور کی
لن ترانی گفتگو تھی جس بت مغرور کی	جلوۂ رخسار جسکا تھا تجلی طور کی

شکل موسی آج وہ خود طالب دیدار ہے

مخمس

برا کوئی ہی تو آپکو ہے بدی کسیکی تو کیا اگر کیا	خلاف تہذیب ہین یہ باتین منہ نہ کچھ کہین

سیکھا کدن ہی منہ دکھانا نہ اسعد ہجو کا — سنبھال واعظ زبان اپنی خدا سے ڈر اک ذرا حیا کر

بتوں کی غیبت خدا کی گھر میں خدا خدا کر خدا خدا کر

لو کہی انکی نگاہ میں ہیں جہان کی بلائیں دیئیں ہیں — ستم کی غمزی بلا کی چالیں غضب کے مجرم سجاؤ میں ہیں

انکی نہیں کہتی ہیں کیا فریب انکی نگاہ میں ہیں — بتوں سے ای دل خدا بچائے قیامت انکی نہاد میں ہیں

بگاڑ دیں سیکڑوں کو ظالم کریں جو باتیں بنا بنا کر

کہاں وہ انداز ناز جانا کہاں وہ چشم و نگاہ دلبر — کہاں وہ اب عطر بیز جوئی کہاں وہ اب گیسوئے معنبر

خیال عشق و صال وسکا کمال کہتا ہی لکھو مختصر — جو یاد آتا ہی مجکو ناظم تو لوٹ جاتا ہی سانپ دل پر

بلائیں لینی کو منع کرنا وہ انکا آنکھیں جھکا جھکا کر

سلام

جسدن سی تشنہ کام ہوئی شاہ دین شہید — چشم پر آب نام ہی کوثر کی جام کا

بی آب و دانہ اڑتی ہیں مرغان عنبرین — تلوار کیا ہلال ہی ماہ صیام کا

گل روپ اور دیکہی گا کیا تنات کا — روز شمار دن ہی شہادت کی اتہام کا

مذکورہ قطع شانہ عباس کیا لکھوں — مشکل بڑا ہے ربط ہم خامہ و بنان کا

وہ شاہ تشنہ کام کہ جسکی لبی مسوز — ساحل سی سر پٹکتا ہی پانی فرات کا

کیا قتل کی اپنی تن پی سر کھی رودا — جبتک دہن زخم میں پیدا نہ زبان ہو

ای اہل شام تمکو خوف خدا نہ آیا — پرچم کیا علم کا کس زلف عنبرین کو

او سیدم صور اسرافیل کو بھی پھونک دینا تہا — بہا تہا فتح کا جب شام کی لشکر میں تہا

صف چیر دی شاہ شہ نے نظر جاتی ہیں تنہا — گو جمع لیان صف مژگان ہیں تیر لگو

ترکیب بند

ساقیا انجمن دہر ہی عبرت کا مقام — دل پر خون ہی یہاں جام شراب گلفام

تلون سے مزاج فلک مینائی — طرفہ نیرنگ دکہاتا ہی طلسم ایام

صبح کو اور ہی کچھ رنگ جہان شام کو اور
طبع خوبان کی طرح رنگ بدلتا ہی مدام

ایک کو ایک طرح پر نہین اک لحظہ قرار
چین بلبل کو نہ اس باغ مین گل کو آرام

شاہد اس قول پہ ہی رنگ حسینان جہان
کہ نظر آتی ہین وہ خار جو تھی گل اندام

پیشتر کی ہین نہ وہ گھاتین نہ ہنسی کی باتین
نہ کسی سی وہ بگڑنا نہ کسی پر الزام

نہ کنای نہ اشاری نہ وہ چتون نہ وہ آنکھ
رسم و راہ اب وہ کسی سی نہ وہ پیغام سلام

نہ وہ غمزی نہ وہ عشوی نہ وہ عالم نہ وہ پند
نہ وہ گرمی کی ادائین نہ وہ شوخی کی کلام

زیب و زینت سی تھی جنکو گھڑی بھر فرصت
اب نہ مطلب انہین انکو کسی شی سی ہی کام

زلف کی دام مین کرتی تھی جو عنقا کو شکار
خود وہ صیاد ہین نخچیر کی صورت تہ دام

وہ تہ خاک بلاؤن مین سراسر ہین آہ
کنگھی چوٹی مین گرفتار جو رہتی تھی مدام

کوئی سنتا نہین آواز اب انکی افسوس
جو نہ اغماض سی سنتی تھی مسیحا کا کلام

خواب مین بھی نظر آتی نہین انکی صورت
دل مین گھر آنکھون مین جن حورشون کا تھا مقام

روپ بدلا جو زمانی نی تو اور ہوا
اور تھا رنگ جہان اور ہی کچھ اور ہوا

کیا ہوا سرو قدو اب وہ تمہارا خم و چم
کیا ہوا لالہ رخو اب وہ تمہارا عالم

کہو کیون چھوٹ گئی مشق جفا کاری کی
کہو کیون ٹوٹ گیا سلسلہ جور و ستم

کھینچتی کیون نہین اب میان سی تم خنجر ناز
کہو کیون نہین اب تیغ ادا کا دم خم

کچھ نہ عشاق سی مطلب ہی نہ اغیاری کا
ناز چشم غضب ہی نہ اودھر چشم کرم

چین کیونکر تمہین آغوش لحد مین آیا
تم آغوش تصور مین بھی لیتی تھی نہ دم

کیا گذرتی ہی تہ خاک تمہاری سر پر
فرش پر تم تو نزاکت سی نہ رکھتی تھی قدم

نازنینو وہ نزاکت کہو کس نی لی لے
سچ بتاؤ تمہین اپنی ہی نزاکت کی قسم

صحن تک تھا تمہین دالان سی آنا منزل
کس طرح طی ہوی راہ سفر ملک عدم

ناز و انداز و ادا عشوہ کرشمہ غمزہ — خاک مین مل گئی سب ہای ستم ہای ستم
ہای وہ ابرو و خمدار وہ مژگان دراز — ہای وہ چشم فسونگر کی ادائین پیہم
ہای وہ چین جبین شوخی و انداز کی سان — ہای وہ ناز سے تیوری کا بدلنا ہردم
ہای وہ شعلہ رخسار کی عکس مین بہڑک — ہای وہ گیسوے پر پیچ کا ہونا برہم
ہای وہ منہ جگانی کی روش سی چلنا — ہای وہ چہاگلین پہنی ہوی پہرنا چہم چہم

وا دریغا نرسے ایک وہ صورت باقی
بھر عبرت ہی نہ بانون پہ حکایت باقی

رباعی

جو لوگ ہین سیر فیض کی ہین سائر — ہوتی ہین قبور اوصیا کی زائر
خورشید کو جس طرح سی ہی سیر بروج — حق بارہ امامون مین ہی یون ہی دائر

ولہ

مسطور ہے دو کی یہان ثنا خوانی ایک — ہی نام و نشان مین ایک کا ثانی ایک
یعنی حسن و حسین اللہ اللہ — بانی سے سوا ہی ایک بی پانی ایک

ولہ

سجادہ ہی امیر افلاک بصلی تمام — تسبیح کواکب آفتاب اوسکا امام
[illegible] تا ہون مین سحر تک ناظم — تسبیح امام تک پہنچکر ہو تمام

تاریخ

واہ کیا پر فضا یہ باغ بنا — باغ رضوان ہی جسکی رشک سی داغ
سنجہ فکر نی جنگ کی کہا — نام تاریخ اسکا نادر باغ

۱۲۵۸

واسوخت اول

دلربائی ہی تھی اوسمین وہ دلدار ہی تھا — آفت جان تھا مگر مونس و غمخوار ہی تھا

تھا تو یوسف مگر الفت کا خریدار بھی تھا | فی الحقیقت وہ مسیحا بھی تھا بیمار بھی تھا

صاحب درد تھا الفت کا مزا رکھتا تھا
گل خودرو تھا مگر بوی وفا رکھتا تھا

رات دن مست مے عیش تھی ای رشک قمر | رنج کہتی ہین کسی کی تھی نہ زمانی کی خبر
شام ہر روز اودہ کی تھی بنارس کی سحر | کام تھا گانی بجانی سی نہین آٹھ پہر

سُنہ سی جس وقت کوئی تان نکل جاتی تھی
تنکی زہرہ کی وہین جان نکل جاتی تھی

شفق شام و طلوع سحر و اختر کی قسم | دلستانون کی قمر و رخ انور کی قسم
تم و پیچ و شکن زلف معنبر کی قسم | سب سی بڑھ کر ہی کہ بیدرد تری سر کی قسم

نہ سنی گا اگر اب پھر نہ سناؤن گا تجھی
راہ پر آئی بھی تو راہ بتاؤن گا تجھی

واسوخت دوم

مست ہین پیکی لہو سکشش مینائی عشق | جام ہی خون سی لبریز ہی پیمانۂ عشق
لالۂ باغ طرب سبزۂ بیگانۂ عشق | گل مقصود ہی داغ سر دیوانۂ عشق

گل مین وہ رنگ کہان رنگ جو اس داغ مین ہے
داغ کہتی ہین جسے لالہ وہ اس باغ مین ہے

کبھی رحم جگہ ہی یہ ترس کہانی کی | اب نہ دیکھا تو اوسی تاب نہین آنی کی
فکر کچھ چاہیی بیمار کی بچ جانی کی | ابھی لی آؤن سی دیر آپ کی فرمانی کی

بت نہ بنجاؤ دل سخت زبون ہوتا ہے
مفت اک بندۂ اللہ کا خون ہوتا ہے

واسوخت سوم

ایک اک زخم ہے اسکا گلِ تر سے بہتر — ایک اک داغ ہے گنجینۂ زر سے بہتر
ایک اک اشک ہے شہوارِ گہر سے بہتر — ایک اک آہ ہے جنت کی شجر سے بہتر

رگِ جان رہتی ہے مشتاق اسی نشتر کی
شیشۂ دل کو ہے سر جوٹ اسی پتھر کی

زخم اس تیغ کا بسمل کو مزا دیتا ہے — مرحبا کی دہنِ زخم صدا دیتا ہے
یہی زخمی سے کہ قاتل کو دعا دیتا ہے — زیرِ شمشیر سر عجز جھکا دیتا ہے

ہیے لب تشنہ ہیں مشتاق جو کوثر کی نہیں
گھونٹ شربت کی ہیں گرمی دمِ خنجر کی نہیں

کہیں آنکھوں سے لہو ہوکے بہا کرتا ہے — داغ بنکر کبھی سینے میں جلا کرتا ہے
پھول ہوکر کبھی یہ زخم ہنسا کرتا ہے — زنگ بنکر کبھی چہرے سے اڑا کرتا ہے

لب فریاد کہیں نالہ جانکاہ کہیں
اف کہیں درد کہیں اشک کہیں آہ کہیں

کان وہ جو نہ خبر ہونگی سنیں نالہ و آہ — آنکھیں ایسی نکریں جو کبھی عاشق پہ نگاہ
لاکھ کہیں وہ دہن ہو نہ سخن سے آگاہ — کوئی آئے وہ زبان سے نہ کہی بسم اللہ

تہا دہن تاب نہ تہی قوت تقریر اسکو
بیزبانی سے کہا چاہیے تصویر اسکو

واسوخت چہارم

کیا سبب ایسی یکایک جو طبیعت بدلی — کیا پڑا پیچ کہ یوں آپ کی نیت بدلی
مہر و اخلاص پہ چھائی ہی قیامت بدلی — کیا کیا غیر نے کیا شرطِ محبت بدلی

رنگ سرکار کی ہر بار بری دیکھتے ہیں
تیور اچھے نہیں آثار برے دیکھتے ہیں

کیا کہین دلپہ گذرتا ہی جو کچھ رنج و ملال | بی چہری دست ستم رشک سی ہوتی ہین حلال
تمکو اس بات کا مطلق نہین آتا ہی خیال | شہو کرین کہاوکی کہتی ہین یہ اچھی نہین چال

ہی طبیعت مین کجی کاکل پیچان کیطرح
انکہین بی وجہ پہری رہتی ہین مژگان کیطرح

جلوہ منظور ہو اگر وہ صنم لاثانی | سجدی کرنی لگو جہک جای ابھی پیشانی
نظر آئی جو وہ خورشید رخ نورانی | شبنم آسا ابھی خجلت سی ہو پانی پانی

پانون خود بڑہ کی نہ چلنا تمہین تعلیم کرین
نہ جہکا لو سر تسلیم تو تسلیم کرین

اوڑ چلو لاکہ کبھی دہیان مین لائی نہ تمہین | لاکہ تم دور کہنچو پاس بٹہائی نہ تمہین
گر پڑو پانون پہ اوسکی تو اوٹھائی نہ تمہین | حور بھی ہو تو کسی سے اپنی بنای نہ تمہین

لاکہ چاہو نہ ملاقات کی قابل سمجھی
پہیر لی منہ نہ تمہین بات کی قابل سمجھی

قطعہ

وہ نوجوان منتظم اوقات سب جبی | کہتی سب تہی ناظم اور بڑا ہوشیار تہا
عاقل ذکی ذہین خردمند ذی شعور | علم و ہنر مین منفرد روزگار تہا
رہتا تہا پہونک پہونک کی مسجد مین بھی قدم | صحبت سی حال قال کی بھی اوسکو عار تہا
بدنامیون سی خوف تہا رسوائیون سی ڈر | چڑہتا تہا نام عشق سے پرہیزگار تہا
سن سن کی عشق بلبل و گل کی حکایتین | بلبل تو اک طرف اوسی گل سی بھی عار تہا
خلوت کدی مین اپنی وہ رہتا تہا باغ باغ | سیر چمن کا شوق نہ ذوق شکار تہا
ہوتا تہا ذوق خندہ گل سی وہ سرگران | جہونکا نسیم کا بھی اوسی ناگوار تہا
سنبل کی پیچ سنکی وہ کہاتا تہا پیچ و تاب | لالی کا داغ دیکہ کی دل داغدار تہا

کل طرف تڑپ سی اوسی دیکھا کہ کیا کہون
جو دیکھتا تھا اوسکو وہ حیران کار تھا

زخمون سی جسم گنج شہیدان کا تھا جو آ
داغون سی سینہ رشک وہ لالہ زار تھا

عالم نسیم کا تھا ہر اک آہ سے دین
ابر بہار گریہ بی اختیار تھا

ڈوبا ہوا تھا یا دین ایسا کسیکے دل
گویا کہ اک حباب لب جوئبار تھا

اسدری زور پہ وحشت کہ جسم پر
دامن مین تھمی سکلے نہ گریبان بیتار تھا

تھا ضعف سی یہ حال کہ جنبش ہی تھی محال
دل کی تڑپ سی اسپہ بہی وہ بیقرار تھا

بیٹھی تھی گردو پیش خرابا تیان دہر
پیر مغان تھا آپ ہر اک بادہ خوار تھا

بڑہ کر کہا جو بیتی کہ مرشد یہ کیا ہی رنگ
فرمایا آنکہ اوٹھا کی وہی ہی جو یار تھا

مست الست ہو نہین یہ رنگ آج کسکا ہی ز
اور چندی ابتدا مین جو پرہیزگار تھا

دہوکی سی آگیا تھا خودی کی فریب مین
محو نمود ہستی بی اعتبار تھا

تقوی کہان کہان مین خرابا تی الست
وہ بادۂ شبانہ کا مجکو خمار تھا

یہ کہکی بیخودی اوسی طاری ہوئی مگر
مطلع یہ ایک ورد زبان بار بار تھا

دیوانی ہین جو کہتی ہین مین ہوشیار تھا
مین تو ازل سے مست مَیِ حسن یار تھا

ذکر سراپا سرور بندگان فلک آستان حضور فیض گنجور گوہر تاج ابہت وشہریاری یاقوت اکلیل مملکت وتاجداری سرآمد سروران معارج دولت پناہی سرخیل صدر نشینان مجالس والا جاہی فرازندہ دیہیم ریاست فروزندہ شمع سیاست نزہت افزای ریاحین نامورئی چمن آرای گلشن سروری افتخار بزم حشمت بہار گلشن شوکت فلک جاہ انجم سپاہ خورشید کلاہ عالم پناہ سکندر فر جمشید افسر ملک حشم عیش فریدون قدر دارا حشمت سلیمان سریر آصف مشیر حاجی حرمین

شرفین زائر روضہ شہنشاہ خافقین جناب معلی القاب گردون قباب
ہلال رکاب حامی دین محمد نواب کلب علیخانصاحب بہادر شیر قیصر ہند
فرزند دلپذیر دولت انگلسیہ تیس دلاور اعظم طبقۂ اعلای ستارہ ہند نواب تخلص
خلف ارشد والاجناب عالیخطاب نواب محمد یوسف علیخان صاحب بہادر ناظم
تخلص طاب ثراہ وجعل الجنتہ مثواہ واضح ہو کہ بارہ سو اکاسی ہجری مین ماہ ذیقعد ۱۲۸۱
کی چوبیسوین تاریخ جمعی کی دن کہ روز عید المومنین ہے اودہر آفتاب وسط السما ۲۴
مین سمت الراس پر آیا ادہر مہر سپہر جاہ وجلال نی سریر شوکت و اقبال پر
جلوس فرمایا دلون کی حسرتین برآئین لوگون نی مُنہ مانگی مرادین پائین زمین کو آسمان
پر ناز ہوا رشک خورشید و قمر جلوہ پرداز ہوا نوبتخانون سے شادیانون کی صدا
آنی لگی شہنا فرط شادی سی مبارکباد گانی لگے سلامی کی توپون سی رعد کی آواز
پست ہوگئی نغمۂ تہنیت سی تمام خلقت مست ہوگئی زہی قوت اسلام کراوسی روز
ہنگامۂ عیش ونشاط ولولۂ فرح وانبساط مین کہ ارکان دولت اوراعیان مملکت نذرین
دی رہی تھے دولت واقبال شوکت وجلال دونون پاے مبارک کی بوسی لی رہی تھی فی الفور
آپ نماز جمعہ کی واسطی مسجد مین تشریف لیگئی بعد ادای نماز جب معاودت فرمائی پہر مسند
ریاست فی فیض اجلال سے رونق پائے جشن کا سامان ہونی لگا ہر ماہرو چشمۂ خورشید تمثال
شہ دہونی لگا ہر طرف جوش نشاط ہوا ہر شخص محو انبساط ہوا مبارک سلامت کا غل چارسو
شاہد شادمانی ہر ایک سی ہم پہلو پیر گردون نی بہی وفور سرور سی لباس نوجوانی
زیب تن کیا زمانی نی جام عیش نوروزی پیا شہر آراستہ ہونی لگا بازار پیراستہ ہونی لگا
ہر گلی ہر دکان نقش ونگاری رشک گلزار ہوی باد بہاری تہنیت گویان حاضر دربار ہوی

اشعار

ہوا تازہ سامان جشن جلوس	شگفتہ گلستان جشن جلوس

ملی اہل خدمت کو رنگین لباس | بٹی سبکو انعام بہی بیقیاس
صدا کوس شادی کی گنبد گئی | زمین سیا کہ تا چرخ اخضر گئی
سلامی کی توپین چلین روز جشن | ہوئی انبساط دل افروز جشن
ہوئی شہر مین ہر طرف دہوم دہام | جدہر دیکہی خلق کا ازدحام
مبارک مبارک کی لب پر صدا | سلامت سلامت کی ہر جا دعا

وہ سامان آرایش و پیرایش بتفصیل اگر تحریر ہو طول بہت ہو جای لہذا مدعا پہ آتا ہون مختصر سب حال سناتا ہون کہ ادہر تو وہ جشن عام گہر گہر رقص و سرود عیش و طرب کی دہوم دہام اور ادہر ایسے وقت سی خلق خدا کی غمخواری کی فکر سی چرچا یہی ذکر ہر آن یہی خیال کہ رعایا مین سبکو کسیطرح ایذا نہو اس عہد مین کسی قسم و بشر کا بال بیکا نہو غلی وغیرہ کا محصول کہ ایک لاکہہ روپی سال کی آمدنی تہی اوسی زمانی مین معاف فرمایا تمام رعیت کو منت پذیر بنایا ابواب خیر وا ہونی لگے خلائق کی مقاصد روا ہونی لگی

اشعار

کہا سب نی شکر خدای جہان | کہ اب پیر گردون بہی ہی نوجوان
رسا بخت طالع کی تائید ہی | زمانیکو نوروز ہی عید ہی
الہی بحق رسول کبیر | الہی بحق جناب امیر
بڑہے عمر اقبال دائم رہی | یہ کشور یہ سردار قائم رہی
ستاری رہین جبتلک زر فشان | یہ دست سخاوت ہو گوہر فشان

بارہ سو بیاسی ہجری مین محرم کی پندرہوین تاریخ مستر جان انگلس صاحب ایجنٹ بہادر اس دار الریاستہ مین تشریف فرما ہوی اور اوسی روز چار گہری دن رہی بندگان حضور دام اقبالہ مع ارکان خاص دیوانخانی مین رونق افزا ہوی بڑی دہوم سی دستار بندی کی رسم گورنمنٹ عالیجاہ کی طرف سی عمل مین آئی

شب کو بعد ادای مراتب دعوت و مہمانی صاحب ایجنٹ بہادر نی بیزلی کو رخصت فرمائی اس جشن کی دوسری دن ملازمین ممتاز نی منہ اعزاز لیاقت خلعت پای ہمت عالی نی اہل سیف و قلم سبکی مراتب بڑہای پہر ماہ رجب مین پیشگاہ شہنشاہ ظل جناب ملکہ معظمہ قیصر ہند دامت ملکہا سی مسند نشینی کا خلعت آیا اوس جشن اور اوسکی سامان نی ساکنان ملا اعلی کو محو نظارہ بنایا گیارہوین سی حکام عالیمقام کی آمد آمد ہوی رنگ جشن نشاط ترقی پر آیا کارپردازون کی اہتمام اہلکارون کی انتظام نی تماشائیون کو نیا روپ دکہایا دعوت کی سامان مہیا ہونی لگی عشرت کی سازوبرگ یکجا ہونی لگی

اشعار

عجب ساز و سامان مہیا ہوی
جو اسباب دعوت تہی یکجا ہوی

کہین کارکن در پئے اہتمام
کہین اہلکارون کا تہا انتظام

تماشائیون کو دکہایا وہ روپ
پری سنگئی چاندنی جور دہوپ

دماغون مین بوی گل انبساط
ترقی پہ تہا رنگ جشن نشاط

چودہوین تاریخ چہ بجی شام کی صاحب ایجنٹ بہادر بنفس نفیس مع اور صاحبان عالیشان کی آغاپور مین تشریف لای سلامی کی توپین چلین شلک کی آوازون نی دشمنون کی دل دہلای پندرہوین تاریخ ایک ترپ سوارون کا اور دو کمپنیان تلنگون کی ساتہ لیکی صاحب بہادر وہین رونق افروز ہوی سب صغیر و کبیر برنا و پیر جوش سرور سی عشرت اندوز ہوی اوسی روز دس بجی دن کی جناب گردون قباب قمر رکاب حضور پرنور دام ملکہ و اقبالہ پہلی جریدہ ملاقات کو آغاپور مین جلوہ فرما ہوکر رونق افروز دولتخانہ ہوی پہر قریب دو بجی دن کی بکمال سامان جلوس سمینت مانوس فیل اقبال ہیکل پر دوبارہ سوار ہوکر آغاپور کو روانہ ہوی اوس دن کی سواری کا جلوس قابل دید تہا حق تو یہ ہی کہ نہ دیدہ تہا نہ شنیدہ تہا تماشائیون کی نگاہ بی تکلف اوس سواری کی ہمراہی کی کلکتہ و چشم بری

نکل آتی ہے کوسون تک گویا باد بہاری صحن گلستان مین اپنی کیفیت دکہاتی تہی سواری
ہونی کی وقت شلک سلامی کی بلند ہوئی سامعین نزدیک و دور کی طبیعت خرسند
ہوی اگر نامہ وقائع نگار سی وہ سارا سامان پیرایہ تحریر پای ہر چند جی نہ گہبرای مگر بات
بڑہجای ایسلی اختصار کیا طول نہ دیا مختصر یہی کہ بڑی تزک وحشمت سی آہستہ آہستہ
ساز و سامان اور جلوس ہمراہ بڑہی زرق برق کی ساتہ فوج و سپاہ ملازمین ممتاز فیل تشہیر
سی سرفراز اس جشن اور سواری مین تمام روہیلکہنڈ کی راجہ اور رؤسا کہ اس سرکار کی
خدیم سی نذر گزار مین حاضر تہے ہمرکاب سعادت انتساب تماشای تزک سواری کی ناظر
تہی قریب انماپور کی سواری پہنچی لشکر سی ایک تیر کی فاصلی پہ دو صاحبان عالیشان
استقبال کو کہڑی تہے اور صاحب ایجنٹ بہادر ایک گہنٹہ پہلی حضور کی رونق افروزی
ی خیمہ پر تیس صاحبان عالیشان کی ساتہ اگر ٹہری تہے تین بجی سواری وہان
پہنچی حضور پر نور دام اقبالہ اوتری سلامی ہوی شلک نی صدای تہنیت دی جب
اجلاس فرمایا صاحب ایجنٹ بہادر نی خلعت مع اسپ و فیل منگا یا کشتیان پرانس
... جواہر نگار آئین جسکی مشاہدی سے تماشائیون کی آنکہون نی لذتین اوٹہائین
... نوم سیم بائیس ۲۲ پارچی کا خلعت بیا جناب کمشنر قیصر ہند دامت ملکہا کی طرف سی زیب دوش
... ی سرکار عالی وقار ہوا اور ایک خلعت سی حسب معمول سفیر ریاست بہی مورد فیض
... سیر رخصت ہوی شلک سی تہنیت کی صدا ہوی نوبت سی یہ نوید جانفزا پیدا ہوی

بیلا بہار دی چمن روزگار مین		...لت کر کہ نام ہو سومین ہزار مین

حضور پر نور نی اس رمز کو پایا دریای جود و سخا جوش مین آیا توڑون کی تہیلی
... ی کی طرح برسنی لگی پہر تو کیا لکہون کرنہ وہ گداؤ سی نا دولتسرا کیا حال تہا
... جو ... سے پیک نگاہ کا گذر محال تہا دو طرفہ روپیہ اوچہالتی دلون کی ارمان
نکالتی قریب شام اوسی احتشام سے سواری دولتسرا مین داخل ہوی توپون کی سلامی

سی سبکو مسرت حاصل ہوئی دیوانخانۂ خاص مین سب اہل خاندان اور ارکین ریاست
ملازمین دولت نذرین دینی لگے اقبال و احتشام دونون طرف سی دوڑ دوڑکر قدم لینی
لگی ارباب نشاط نی سریلی آوازون مین مبارکباد گاتی ہزارون روپیہ انعام مین
پایا دل کی آرزو برآئی

اشعار

عجب رات تھی وہ مسرت سرشت — ضیا بار مانند صبح بہشت
کہون لیلۃ القدر تو ہی بجا — لب شمع پر آیۂ والضحیٰ
چلی بجو دانہ جو لذت کی جام — ملک مارتے ہو گئی شب تمام

صبح کو سولھوین تاریخ قریب دو بجی دن کی حضرت قدر قدرت سکندر صولت مع
اوسی جلوس اور تزک سی سوار ہوئی بھر ساری شہر کی لوگ بہر نظارۂ جمال باکمال جمع آ
ہوئی خیمہ گاہ تک دورویہ جلوس استادہ کوئی سوار کوئی پیادہ تماشائیون کی ہجوم
سی دم گاوزمین کا بند اعلیٰ سے ادنیٰ تک خرسند جب بندگان حضور نی خیمہ گاہ مین
نزول اجلال فرمایا ارکان دولت نی سب صاحبان والاشان کو ہاتھیون پر
بٹھایا حضور پر نور نی میم صاحبون کو چترنون پر جلوس کا ایما فرمایا اوسی احتشام او
انتظام اوسی شوکت اوسی حشمت سی سبکو ہمراہ لیا آہستہ آہستہ سواری کی خرام کا حکم
دیا شام کی قریب دیوانخانی مین کہ و فور آرائش سی پریخانہ تھا رونق افزا ہوئی
دعوت کی سامان مہیا ہوئی قریب سات بجی شب کی سب صاحبون نی کھانی سی
فراغت پائی تماشای چراغان کی نوبت آئی سقف دیوانخانہ پر سب صاحبون نی
مع میم صاحبون کی آکر اجلاس فرمایا جلوخانی کی میدان مین روشنی کی کثرت نی
بزم فلک پر چراغان انجم کو بےرونق بنایا

اشعار

چراغان انجم کا بازار سرد ہوا — مہ و مہر کی روشنی جس سی گرد
جو اوس روشنی کا تماشا کیا — تماشای برق تجلی کیا

نظر آئی شکل سحر جب وہ شام	ہوئی شاد حکام عالی مقام
ہوا حکم ایسی چھٹین چپہ خیال	کہ آجائین چکر مین ہفت آسمان
کیی چرخیون نی وہ اظہار چرخ	کہ کہانی لگا چرخ دوار چرخ

غبارون کی افراط سی انجمن مین انجم کی رونق ہوئی ہوائیون کی زور سی سپہر کی
چھاتی شق ہوئی مہتابون کی چمک دمک سی مہتاب کا رنگ پھیکا ہوا ساری خلقت کو
زمین پر آسمان کا دہوکا ہوا چرخیون کی چہوٹنی سے پیر فلک کی عقل بہی چرخ مین آئی
بہر کی گولون کی ستارہ افشانی نی زمین پر ستارون کی صورت دکہائی جب فراغت
ہوئی سبکی رخصت ہوئی معمولی کشتیان آتش زرق برق کی ہار ہر ایک کو حسب مراتب ملے
صاحبان عالیشان اپنی ہمراہیون کی ساتھ سوار ہوئی کمال شادمانی سی حضور پر نور مشفق
کی حسن اخلاق کی شکر گزار ہوئی سترہوین تاریخ خیمہ گاہ حکام پر چاند ماری کا نقشہ تیار ہوا
ہر ایک انداز شانی سی دوچار ہوا حضور پرنور بہی شریک صحبت تہی سب صاحبان عالیشان
محو عشرت تہی مارکم صاحب اسسٹنٹ بریڈی اور پیردمن صاحب کلکٹر شاہجہانپور
کو قدر اندازی کا میدان ہاتھ آیا بندگان حضور نی دو پیالی نقرئی ولایت کی بنی ہوئی
اور ایک شمشیر حسینی اصفہانی عطا فرما کر دلکو مسرور فرمایا قریب شام یہ جلسہ تمام
ہوا اس جشن خاص کا شہرہ عام ہوا اٹھارہوین تاریخ صاحب ایجنٹ بہادر لشکر کو
کوچ کا حکم دیکر خود گیارہ بجی دن کو حضور کی ملاقات کی لیی شہر مین تشریف لائی
پہلے بہون کوٹھی مین ملاقات کرکی بارہ بجی کی قریب پہر فرودگاہ مین آئی
ایک بجی دن کی چرٹ کی ڈاک پر سلوہ روانہ ہوئی اور بریلی کو نہضت فرما ہوئی ہر آمد ورفت
مین برابر سلامی کی شلکین ہوئین اس جشن کی جزئیات او کیفیات ایسی نہین ہین کہ
اس تذکری مین تحریر ہو جائین قوت تعقد کی زور سی زبان پر آئین تحقیق یہ ہی کہ دولاکہ
روپیہ سی کم ذکاست اس جشن مین صرف نہوا ہی اور روساء ای قرب وجوار کو کہ قریب

چالیس کی ہونگی حسب لیاقت جو خلعت عطا ہوی اوسکا صرف اس دوا کرسی جدا سے
ایسا جشن نہ کسینی دیکھا ہی نہ سنا ہی خلاصہ یہ ہی کہ روز مسند نشینی سی ہمت عالی اسی بات
مصروف ہی کہ جو کام ہو اوسمین رفاہ انام ہو جو شغل کیا جای وہ ایسا ہو کہ خلق راحت پای
خزانی مین جو زر نقد اور امتعہ قابل زکوۃ تہی التزام فرمایا کہ اوسکی زکوۃ نکالی جای مساکین و
محتاجین کو اوسکی تقسیم سی نقد فراغبالی ہاتہ آی چنانچہ یہ امر آج تک برابر جاری ہے
ابر نیسان کرم موتی گہرباری سے ہے اسیطرح حکم تعمیر عمارات جدید صادر ہوا اس عہدی مین بہی فیض
عام کا مضمون ظاہر ہوا جابجا عمارتین عالیشان مسجد جامع سرای اصطبل فیلخانی گاو خانی شتر خانی
وغیرہ سب کارخانون کی عمدہ عمدہ مکان طیار ہوی بازار اس تکلف اس شان کی سجے
کہ بڑی بڑی شہر اس شہر کی سامنی بی رونق و بی وقار ہوی گنج ایسی ایسی بنی کہ خریدار اگر
وہان خود بک جاتا ہی پہٹ کر اپنی گہر کو مشکل آتا ہی خسرو باغ مین کوٹہی اس شان
کی تعمیر ہوی کہ چشم تماشائی فرط حیرت سی تصویر ہوی ایک کوٹہی دردولت غربی کی متصل
اس وسعت کی بنوائی کہ صدر دیوانی فوجداری مرافعہ رجسٹری سب محکمون نی اوسمین
جگہ پائی اس فیض سی ہی کہ آج تک علی الاتصال ہزاروں ہی ہزارون مزدور معمار آہنگر
نجار اور طرح طرح کی صناع اہل پیشہ ہر قسم کی محترفہ پرورش پار ہی ہین بکمال آسایش زندگی
مزہ اوٹہا رہی ہین آغاز زمانہ جلوس میمنت مانوس مین ایک روز خیال آیا کہ کوئی میلا
اس شہر مین ایسا مقرر کیا جای کہ وہ بہی نفع عام کا رنگ دکہای شہر سی تہوڑی فاصلی پر جانب
شمال دو باغ ہین کہ وہان نہ گل کی دامن مین خار نہ لالی کی دل مین داغ ہین اشعار

منور ہین راتون کو ایسے وہ باغ	کہ ہر لالہ تر ہی روشن چراغ
تہ تاک عالم عجب نور کا	ثریا ہے ہر خوشہ انگور کا
جو گل ہی گل روی معشوق ہے	جو سنبل ہے گیسوی معشوق ہی
مسافر جو نکلے سوی چمن	اوڑین ہوش ایسی کہ بہولی وطن

نظر کرتے تھی دل سمن چمن سے	سمن سی نہ بچے نسترن چمن سے
داغ جو نظارۂ گل سے ہو	رہائی کہاں دام سنبل سے ہو

وہ دونون باغ اشجار بوقلمون سی لبریز رہا چمن گوناگون سی عشرت خیز بہار
دلہای اہل کرم وسیع بزنگ ہمت ارباب ہمم رفیع پختہ چار دیواری سی محاط کوشیان
وہانکی مرکز دائرۂ نشاط بی نظر اور بدر منیر اون باغون کا نام ہی درحقیقت باغ بی نظیر
کوٹھیون کا ہر قبہ برج ماہ تمام ہے حکم ہوا کہ جشن جلوس کی نام سے وہان ہر سال ایک میلا
قرار دیا جای اور سامان آرائش باغ کی علاوہ تہیۂ اسباب آسایش صادرین و واردین
سرکار عالی سی کیا جای کار پردازان چابکدست نی مرضی حضور کی موافق اون باغون کو
آرایشہای بوقلمون سی دولہن کی صورت آراستہ کردیا ہزارون لاکھون روپی کی
سامان سی بہردیا بذریعۂ صحائف اخبار اشتہار جاری ہوگئی تاجران جوار و دیار و سوداگران
بلاد و امصار اس مژدۂ جانبخش سی تمنای حضوری موجب بیقراری ہوگئی فصل نوروزی میر
کہ زمان آغاز بہار و جوش گل و گلزار ہے بندگان اقدس بذات خاص وہان جلوہ افروز
ہوی دور دور کی مشتاقین مہمان ہوکر مائدۂ فیض سی بہرہ اندوز ہوی جو ہر شریف
امیر غریب آیا حضور کی پرورش و پرداخت سی اوسنی عجب لطف اوٹھایا تماشائیون
نظارگیون دکانداروں خریداروں کی کثرت سی گذر دشوار ہوا اقمشہ و امتعہ کی وفور سی
ہر بازار رشک فرخار ہوا تاجرون کو بنظر رفاہ عام محصول معاف فرمایا خریدارون
اور دکانداروں کو برابر واقعی نفع ہاتھ آیا از صبح تا صبح متصل دکانین کشادہ رہتی ہین زر و
گوہر کی ہر طرف نہرین بہتی ہین کبھی کسیکا نقصان نہین ہوتا ہی حسن انتظام سی ایسا
امن ہی کہ ہر شخص راتون کو بی کھٹکے پاؤن پہیلا کر سوتا ہی قصہ مختصر سال اول جلوس
میمنت مانوس سی یہ میلا ہر سال ہوا کرتا ہی عیش مدام و عشرت دوام کو اس جشن مین فروغ
رہا کرتا ہے اس میلی کی بدولت بہی نفع عام اور رفاہ انام کا ظہور ہے اگر کوئی اسی مبالغہ

جانی اوسکی فہم کا قصور ہی سارا شہر اعلی سی ادنی تک اس میلی مین آتا ہی سال بھر کا
رنج ہر ایک کی دل سی نکلجاتا ہے ایک نہر باغ بی نظیر مین بہت عریض و طویل ہے
جوش لطافت سی رشک کوثر و سلسبیل ہی وہ پانی سی لبریز ہوتی ہی فواری کی ہر شاخ
اوسمین گہر ریز ہوتی ہی آٹھ نو دن یہ میلا اسی تکلف و آرایش سی ہتا ہی ایک پای عیش
باغ مین چار طرف بہتا ہی شب اخیر کثرت چراغان سی زمین رشک آسمان بنجاتی ہے
نہر کی گردشتہ ہای رنگ برنگ کی روشنی نظارگی کو حیرت سی آئینہ بنا تی ہی یہ کیفیتین
دیکھکر انسان کی ہوش گم ہوجاتی ہین تماشائی بتکلف آپ مین آتی ہین آتشبازی
اس کثرت سی چھوٹتی ہے کہ چشم نظارہ زمین پر ہجار انجم لوٹتی ہی جو دستانی بین سیا
اور اصابت رای والا کی اخبار مشہور روزگار ہین سیکڑون حکایتین تیز فہمی اور زیرکا کی
درج صحائف اخبار ہین یہ محامد جلیلہ ایسی شہرۂ آفاق ہوسے کہ جناب نواب گورنر
جنرل بہادر ویسرای ہند نے محکمۂ کونسل دار الامارۃ کلکتہ کی ممبری حضور کی واسطی تجویز کی
پہلی استمزاج کیا گیا حضور نے باوجودیکہ اوس زمانی مین مزاج ہمایون ناچاق اور ضعف کی
سبب سی سفر نہایت شاق تہا مگر محض باقتضای عزم بلند قبول فرمایا اور اس خیال کی
کہ اس ضمن مین بھی خلق کی بہبود متخیل ہے بطیب خاطر ماہ شعبان کی بیسوین تاریخ بارہ سو تراسی
ہجری مین عنان عزیمت اوٹہائی اور با سامان مختصر یعنی چار سواری ہمرکاب ایکر سواری
گردون دخانی جیسی ریل کہتی ہین نہضت فرمائی گورنمنٹ عالیجاہ کیطرف سی بنظر
بزرگداشت بندگان والاشان احکام استقبال و سلامی وغیرہ کی بنام حکام کانپور
و الہ آباد و بنارس جاری ہوچکی تہی حکام اضلاع نے بہت اچھی طرح اون احکام کی تعمیل
فرمائی کہ جس جس شہر مین نزول اجلال ہوا سلامی کی توپین چلین استقبال ہوا
جب بنارس مین رونق افزا ہوی مہاراجہ بنارس کیطرف سی بنظر ارتباط قدیم
بڑی دہوم سی دعوت ہوی ہر چند بندگان حضور مستعجل تہے مگر بپاس خاطر میزبان

دو روز وہان اقامت ہوی پھر وہان سی سوار ہوکر دار الامارۃ کلکتہ مین نزول اجلال
فرمایا وہان بطور معہود قدیم سی سلامی کی شلکین چلین حکام عالیمقام نی استقبال فرمایا
بندگان حضور سی آب و ہوای کلکتہ نی ایسی مخالفت کی کہ طبع عالی برابر جادۂ اعتدال سی منحرف رہی
ہا یہہ سرکار گردون وقار نی محکمۂ معتمدہ کونسل مین باتفاق جناب لارڈ لارنس صاحب بہادر
اور لفٹنٹ گورنر بہادر بنگالہ چند اجلاس فرمای اور رای صواب انتمای بندگان عالی جن
فیض عام کی گل کہلای جب مزاج سعادت امتزاج زیادہ ناساز ہوا حسب اصرار لارڈ صاحب
ڈاکٹر بل صاحب کی علاج آغاز ہوا ڈاکٹر صاحب کی رای ہوئی کہ یہانکی آب و ہوا مزاج عالی سی ہرگز موافقت
نکری گی کوئی دوا مساعدت نکری گی امراض شدیدہ کا دہڑکا ہی کل خوف و خطر ہی حضور نی
اس رای کو بنظر اولوالعزمی قبول نہ فرمایا مگر جب لارڈ صاحب بہادر کو اس کیفیت کا علم آیا
بمقتضای محبت خاص حضور پرنور کو بکمال اصرار آمادۂ رخصت کیا بڑی اعزاز و اکرام سے
رخصت کیا مجبور وہان سی رخصت فرما ہوی اور شہر شہر مراتب تعظیم ادا ہوتی ہوی رمضان کی
ستائیسوین تاریخ مع الخیر والعافیۃ دار الریاستہ مین رونق افزا ہوی بارہ سو ستاسی
ہجری مین دریای والا گوہری کی بی بہادر صاحبزادہ محمد ذو الفقار علیخان بہادر
اپنی خلف ارشد کی شادی اس دہوم سے کی کہ نہ دیکھی نہ سنی ادنی عالی ہمتی یہ ہے
کہ باعتبار مردم شماری کی لاکھ آدمی سی کم شہر مین نہین ہی تورہ بندی کا کھانا سبکو
تقسیم ہوا محلہ بمحلہ خانہ بخانہ ہر شخص کو حصہ ملا خوان نعمت سی کوئی محروم نہین رہا مسجدون
مسافرخانون مین جو آکر اوترا اوسنی بھی پایا واردین و صادرین سب نی سیر ہوکر
کھایا باورچیخانی گرم ہوی طرح طرح کی کھانی تقسیم ہوتی رہی شعر

چلی یہ دیگدان ہر روز و ہر شب	زمین مطبخ کی تختہ ہو گئی سب

غلہ اتنا خرید کیا گیا کہ خرمن ماہ کو بھی اسکا ہوا کثرت میوہ و قند سی شہر ثمرقند ہو گیا
ہمت عالی سی ایک عالم مرفہ الحال اور خرسند ہو گیا تو فلک عالم بالا مین ذبح ہونی کی

درسی بیہوش ہوگیا تو رہبندی مین سطح زمین خوان اور گنبد چرخ سرپوش ہوگیا
شہر کی اکثر کنوین شکر و قند سی لبریز فرمای پانی کی جگہ خلق خدا نی شربت پیا
انجبات کی مزی اوٹھائی غرض کنوین شیرین ہوئی ایسی خداداد بہشتے
ین کی آئی روح فرمائی چراغان سی تمام شہر وادی ایمن تھا ہر کوچہ جلوہ گاہ طور کی
طرح روشن تھا در دولت سی باغ بی نظیر تک کہ تین میل کا فاصلہ ہی برابر ٹھاٹھر
لگری تھی پار ہای خذف پر ایسی آب و تاب تھی گویا اشرفیون کی سکی پڑی تھی
رنگ برنگ کی آتشبازی چھوٹنی سے عجب عالم نظر آتا تھا کہ نظارگی محو حیرت
ہوجاتا تھا غرض زمین روشن ہوی یہ شکل افلاک دفینی ہوگئی ظاہر تہ خاک
ارباب نشاط کی یہ کثرت ہوتی کہ تماشائیون کو حیرت ہوی دور دور کی طائفی
آئی سب نی حسب لیاقت انعام پائی حکم تھا کہ محلہ بمحلہ محفل نشاط آراستہ ہو
ہر کوچہ و بازار مین بزم انبساط پیراستہ ہو لوگ اپنی اپنی گھرون مین جشن کرین بازاری
سر راہ ناچ دیکھین گانا سنین مصارف اوسکی سرکار سی لیجائین اور کھلی خدا نی
گلچھری اوڑائین بیس دن تک یہی ایک کیفیت دنرات رہی کہ دن عید رہا رات شب برات رہی
ملازمین سرکار والا تبار مین ادنی سی اعلی تک ہر شخص نے لباس بیش بہا پایا
ارکین دولت کو عطای خلعت سی سرفراز فرمایا اقل مرتبہ یہ عطا بقدر مشاہرہ ف
ہر مشاہرہ دار تھی اور اکثر زائد شمار تھی رؤسا و عمائد جو اطراف سی مہمانانہ آئی وہ بھی
ان عطیات سی کامیاب ہوی سب کی سب مورد عنایات بیحساب ہوئی ایک مہینی تک اس
شادی کی دھوم دھام رہی کیفیت جشن عام رہی سارا شہر بادۂ عشرت سی لبریز تھا
بندگان حضور کا دست کرم ابر نیسان کی طرح گہر ریز تھا روپیہ اشرفی ارباب ہمت کو
تقسیم کرتی تھی جو امیر بانٹتی کسیکو نہین دیکھا ہی یہان جس دم دولہن کی مکان سی
برات رخصت ہوکر دولتسرا کی طرف پھری تا در دولت دست گوہر بار سی برابر خلق خدا کی

سر پر تو جھمکا مینہ برستا تھا جوہری بازار شہر کا ہر رستا تھا خلقت خدا کی
ٹوٹی تھی گویا لعل و گہر کی آتشبازی چھوٹتی تھی مگر دریغ صد ہزار دریغ شعر

این باده که روزگار دارد	یک مستی و صد خمار دارد

ایک سال پورا اس شادی کو گذرا تھا کہ وہ نوشہ عروس اجل سی ہمدوش ہوا سارا جلسہ افسانۂ پارینہ کی طرح فراموش ہوا زہی وقار و استقلال بندگان دارا دربان کہ پای استقامت کو لغزش نہوی میدان صبر و شکر مین قدم استوار رہا ذرا جنبش نہوی بارہ سو چھیاسی (۱۲۸۶) ہجری مین شاہزادہ ڈیوک آف اڈن برا بہادر خلف ارجمند ملکہ معظمہ لندن ہندوستان مین رونق افروز ہوی اور اکثر رؤسای جلیل الشان اور امرای رفیع المکان شاہزادہ ممدوح کی ملازمت سی بہرہ اندوز ہوی بندگان حضور پرنور سی بھی اکبرآباد مین ملاقات ہوی اور انتہا کی تواضع و مدارات ہوی تفصیل اون مراتب کی جداگانہ مرقوم ہی اور بعض اخبار مین طبع ہو چکی سب کو معلوم ہی اس جگہ باختصار لکھتا ہون کہ شوال کی پندرہوین (۱۵) تاریخ بندگان عالی دام اقبالہم نی دارالریاست سی سوار ہوکر دوسری دن اکبرآباد مین نزول اجلال فرمایا صاحبان عالیشان نی استقبال فرمایا پھر نواب لفٹنٹ گورنر بہادر سے ملاقات ہوئی اور اس مقدمی مین بجای خود گفتگو پڑی کہ کلکتی مین سب رؤسانی اعزاز شاہزادہ صاحب کا اس طرح کیا ہی کہ بسواری اسپ مستقبلانہ بڑھ کر لیا ہی یہان بھی ایسا ہی کیا جای کہ فقط شاہزادہ موصوف چرٹ پر سوار ہون اور یہ مستقبل اسپ سوارہ قدم اوٹھای بعد مباحثہ یہ بات قرار پائی کہ اور سب رؤسای مجتمعہ مع جملہ حکام انگلشیہ ایسا ہی کرین مگر بندگان حضور اس تجویز سی مستثنی رہین چنانچہ یہی ہوا کہ اٹھارہوین (۱۸) تاریخ حضور پرنور مع صاحب ایجنٹ بہادر چرٹ مین سوار ہوکر استقبال کو تشریف فرما ہوے اور سوا آپ کی سب رؤسا و حکام گھوڑون پر سوار ہوکر رونق افزا

ہوئی اور پل جمن سی جانب جنوب ایک مقام مین ٹھہری رہی جب شاہزادہ ممدوح
تشریف لائی سب رؤسا و امرا و حکام انگلسیہ ساتھ آئی راہ مین سڑک کی
کناری سنتر کی قریب جلوس ہمراہی حضور کا آراستہ تھا شاہزادہ ممدوح نی
اوس جلوس کی آراستگی کو بہت پسند فرمایا پھر شاہزادہ موصوف کو اونکی
فرودگاہ مین اوتار کر ہز ہینس دہیشر اپنی اپنی مقام مین آیا بندگان حضور نی
بھی معاودت فرمائی اونیسوین تاریخ یہ بات قرار پائی کہ آج حضور پرنور شاہزادہ
ممدوح کی ملاقات کو تشریف لائین اور چند اہلکار ممتاز بھی ہمرکاب سعادت انتساب
آئین چنانچہ بندگان حضور مع صاحبزادہ بلند اقبال **محمد ذوالفقار علیخان**
ولیعہد بہادر مرحوم اور صاحبزادہ **محمد حیدر علیخان بہادر** اور چند ارکان
دولت کی خیمہ گاہ جناب شاہزادہ محتشم الیہ مین رونق افزا ہوئی اور جتنی
رؤسای نزدیک و دور اکبرآباد مین جمع ہوئی تھی سب علحدہ ایک مقام پر
اتر ٹھہری جب سواری سنتر مین پہنچی کل فوج نی سلامی دی اور ٹیلک سلامی کی
سر ہوئی حکام جلیل تا نیمہ راہ اور مسٹر سمسن صاحب بہادر سکرٹری چبوترہ تک
استقبال کیو اسلی آئی حضور چبوترہ سی اوتر کر خیمی مین تشریف لائی شاہزادہ
ممدوح نی تا لب فرش استقبال کیا اور وقت ملاقات بڑی شوق سی ہاتھ
ملایا ایک مسند پر دو کرسیان بچھی تھین شاہزادہ ممدوح نی داہنی طرف
حضور کو بٹھایا اور بائین طرف آپ جلوس فرمایا حضور کی داہنی ہاتھ پر
زیر مسند صاحب ایجنٹ بہادر اور مسٹر سمسن صاحب بہادر سکرٹری اور ہمراہیان
حضور بیٹھی اور جناب شاہزادہ محتشم الیہ کی بائین ہاتھ پہ زیر مسند جنرل صاحب بہادر
اور اونکی بعد اور صاحبان جلیل ٹھہری پھر شاہزادہ ممدوح نی حضور سی کہا کہ ہمنے
آپکی بیداری مغزی اور حسن انتظام کا حال نواب لفٹنٹ گورنر بہادر سی سنا اور بہت

سرور ہوا حضور نی اس مدحت سرائی کا شکر ادا فرمایا اور ہر بات کا جواب
مناسب زبان مبارک پر آیا وقت رخصت شاہزادہ ممدوح نی کمشری ہو کر
حضور پر نور کو عطر پان عنایت کیا اور سب ہمراہیون کو مسٹر صاحب بہادر
سکرٹری نی دیا سوار ہونی کی بعد حضور کی دوسری سلامی بھی دی گئی حالانکہ دارالامارۃ
کلکتہ مین دوسری سلامی کسی رئیس کی نہین ہوتی تھی پھر شب کو تاج گنج مین دعوت ہوئی
سب مہمانون کی جمعیت ہوئی حضور پر نور بھی مدعو تھی تاج گنج تشریف لیگئی
وہان بھی کمال اعزاز سی ملاقات ہوئی اور بہت اچھی طرح مدارات ہوئی جسجگہ حضور پر نور
کرسی پر تشریف فرما تھی وہان شاہزادہ ممدوح آئی اور بطور مصافحہ ہاتھ ملائے
پھر ساتھ ساتھ شاہزادۂ موصوف کی ہاتھ مین ہاتھ بالای بالاخانہ تشریف فرما ہو کر
روشنی اور آتشبازی ملاحظہ فرما کر معاودت فرمائی آمد و رفت مین بھی جملہ مراتب
اعزاز نی تکمیل پائی اکیسوین تاریخ شاہزادہ ممدوح بازدید کو حضور کی فرودگاہ
خاص مین تشریف لائی یہان بھی بعنوان احسن استقبال و مشایعت وغیرہ سب
مراتب اعزاز کی عمل مین آئی شاہزادہ ممدوح نی اس ملاقات مین حضور سی کہا کہ
مین ایک تصویر اپنی آپ کو دونگا کہ آپ بطور یادگار رکھین اور آپ ایک شبیہ
اپنی مجھی عنایت فرمائین کہ مین اپنی پاس رکھون اور تسکین خاطر کی واسطے
اوسی دیکھ لیا کرون حضور نی اس اخلاق کا شکر ادا فرمایا اور جواب شعر قبول
زبان فیض ترجمان پر آیا وقت رخصت شاہزادہ ممدوح نی فرمایا کہ اب طبیعت
سفر پر آمادہ ہی کل یہان کی جانی کا ارادہ ہے آپ اگر تکلیف فرمائین اور وقت
رخصت تشریف لائین تو مجکو نہایت پسندیدہ ہو حضور نی یہ امر بھی بطیب خاطر
قبول فرمایا اور دوسری روز ایسا ہی عمل مین آیا رخصت کی وقت تشریف فرما
ہوئی اور شاہزادہ صاحب بعد مکالمہ و مصافحہ رخصت ہوئی واضح ہو کہ سر

ملاقات مین چار باتین غایت اعزاز کی مختص بذات حضور پرنور ہوئین کہ دور دور تک
مشہور ہوئین ایک وقت استقبال جرٹ کی سواری دوسری وقت سلامی
سلامی تیسری شاہزادہ ممدوح کیطرف سی پرایۂ درخواست تصویر مین التماس کمال
الفت چوتھی خواہش ملاقات اخیر وقت رخصت کہ یہ امور ہندوستان میں
کسی رئیس کیو اسطی نہین ہوئی الٰہی ہمیشہ حضور پرنور کا اقبال اسی طرح ترقی پر رہی
بارہ سو نواسی ہجری میں شوق زیارت حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً نے
جوش مارا الہام غیبی سے نے لبیک کہکر پکارا جملہ مہمات عظیمہ ملکی ومالی سی دست بردار ہوکر
سب طرفسی دل اوٹھایا اور اس سفر ہمایون کا ارادہ مصمم فرمایا جملہ رعایای مضافات
دارالریاست سی بواسطۂ ملازمین کارپرداز عفو حقوق کی درخواست فرمائی اور خود
بنفس نفیس جمعہ کی دن مسجد جامع شہر مین رونق افزا ہوکر اوس انبوہ کثیر در ہجوم غفیر مین
شان حسن اخلاق محمدی اس طرح دکھائی کہ اپنی حقوق سی رعیت کو بری الذمہ بنایا
اور احسانات نامحصور سی تمام خلق کو بندۂ درم ناخریدہ بنایا سامان سفر مہینون پیشتر
سی طیار تھا مراد آباد سی بمبئی تک منزل بمنزل سب سلسلۂ امن وراحت استوار تھا
ماہ مبارک رمضان کی بائیسوین تاریخ لشکر ظفر پیکر کو کوچ کا حکم ملا کہ وہ لشکر
مقام مراد آباد مین جا پہنچا اور تیئسوین تاریخ بعد نماز صبح حضور فیض گنجور مع چند ارکان
خاص سوار ہوئی فتح ونصرت نی رکاب مبارک پر بوسہ دیا اور خیر وبرکات اقبال و
سعادات جلو دار ہوئی مراد آباد مین سب ارکین شہر علما اور صلحا اور جملہ حکام عالیمقام
ورود مسعود کی منتظر تھی اور اول سی دربیرہ گاہ عالیجاہ پر حاضر تھی سب شرف پابوسی سے
سرفراز ہوی اور زرنگان حضور کی ملازمت سے معزز وممتاز ہوی پھر وہان سی حضور پرنور ریل پر رونق افزا ہوی اور تمام لشکر
منزل مقصود کی طرف نہضت فرما ہوی بمبئی تک جتنی بلاد وامصار راہ مین پڑے
ہر جگہ سرکار انگلیسیہ کیطرف سی سلامی وغیرہ جملہ مدارج احترام ادا ہوی اور تمامی

مین سے بندگان حضور سے بگزرون شہرون کی سکنون تا جون کی حاجت روا
ہوی رمضان کی شتائیسوین تاریخ بخیر عافیت تمام و آسایش تمام مبیئی مین
ایزہ دولت کا مقام ہوا اور وقت ورود مسعود سی نشستگاہ عالیجاہ مین کہ ایک
بڑی کوٹھی اور عمدہ باغ تہا خلایق کا ازدحام ہوا حاکمان جلیل شان انگلشیہ اور شیخ
سلطان روم اور اکابر واجلہ شہر سب ملازمت کو آی اور بندگان اقدس سنے
حسن خلق سی سب کی مراتب بڑہای مرکب دخانی دنیا کا نام معرفت راشن صاحب
کمشنر بمبئی کی ایک لاکہ دس ہزار روپی کو کرایہ کیا گیا اور تہیہ سامان سفر بحری مین
نو روز وہان اقامت کا اتفاق ہوا شوال کی ساتوین تاریخ ظہر کی وقت حضور باحشمت
موفور جہاز پر سوار ہوی اور اس اولو العزمی پر بڑی بڑی عالی ہمتون کی دل نثار ہوی
روز سواری اوس جماعت ساکین سی جو آمادہ سفر حج بی زاد و راحلہ وہان پڑی تہی
دو سو آدمیون کو نغلون پر روانہ کر دینی کا حکم صادر ہوا چنانچہ حسب ایمای حضور فیض گنجور
اہلکارون سنے ہر ایک کو زاد مناسب دیکر روانہ کر دیا وقت عصر کارکنان
جہاز نی لنگر اوٹہایا آٹہوین دن سواد عدن نظر آیا حاکم بندر نی کورنش استقبال کر کر
حضور کو اپنی کوٹھی مین اوتارا وہان بہی دریای جود و کرم نی جوش مارا کہ خدام
مزارہای متبرکہ حضرت ابان ابن امیر المومنین حضرت عثمان ابن عفان اور حضرت
سید عیدروس رضی اللہ تعالی عنہم کو زر کثیر عطا ہوا ناخن ہمت عالی مساکین کا گرہ کشا ہوا
دوسری دن وہان سی لنگر اوٹہایا پانچوین دن جہاز جدے پہنچا وہان
شریف حسین پاشا ابو شریف مکہ معظمہ اور پاشای جدہ اور شیخ عبد اللہ صاحب شیبی اور شیخ
عمر نصیف وکیل شریف صاحب اور بہت سی عمائد مکہ معظمہ و جدہ شریفہ استقبال کی
لیی پہلے سے حاضر تہے اور آمد آمد سنکر ورود مسعود کی منتظر تہے فوج سلطانی
جو جہاز پر رہتی تہی اور جو کنارہ دریا پڑی تہی سب نے اپنی اپنی وقت پر اکیس ضرب توپ کی
19

سلامی دی اور شیخ عمر نصیف نے تین وقت دہوم سے دعوت کی دوسری منزل ان کا
نزول ہوکر جدی مین رونق افزا ہوی اور ایک شب وہان توقف فرماکر
مکہ معظمہ کیطرف نہضت فرما ہوی شریف صاحب کیطرف سے حضور کی رونق افزائی
کی واسطے ایک کوٹھی بہت پرتکلف مقام جحلیہ مین شہر سے تین کوس کی فاصلے پر آراستہ
اور جملہ سامان راحت و آرام سے پیراستہ تھی اور شریف صاحب بھی برای استقبال وہان
موجود تھی مگر حضور ولولہ شوق سے حالت احرام مین وقت شب جریدہ زیارت
بیت اللہ کو تشریف فرما ہوی اور مناسک عمرہ سے فارغ ہوکر بیرون شہر اوس
کوٹھی مین رونق افزا ہوی صبح کو جب بیدار ہوی وہان سے چوگڑی کی بگھی پر سوار
ہوی برادران شریف صاحب اور جملہ شرفا و صلحا و علما و اراکین شہر و سرداران سلطانی
ہمراہ اور کوٹھی سے بازار تک دونون طرف جلو مین فوج شاہ دکانون کی چھتون پے
مشتاقون کا ہجوم کوٹھی سے بازار تک آمد آمد کی دہوم بڑی شان و شوکت سے
سواری مکہ معظمہ مین داخل ہوی تمام اہل شہر کو کمال خوشی حاصل ہوی شریف صاحب کے
مکان عالی شان مین نزول اجلال ہوا اکیس ضرب توپ کی سلامی ہوی وہ مقام
مہبط جاہ و جلال ہوا برکات قدوم حضور سے تین برس کی بعد اوسی روز وہان باران رحمت
جوش زن ہوا اور اس زور شور سے پانی برسا کہ ہر کوچہ اور میدان رشک گلشن ہوا مدرسہ
داؤدیہ مین کہ حرم شریف سے متصل ہے بلکہ ایک جانب اوسکی حرم مین داخل ہے
ادای نماز کو اکثر تشریف لاتی تھی ظہر سے عشا تک اوس مقام کو تجلی گاہ خاص بناتی تھیں
سات دن بندگان عالی نے قیام فرمایا اوس دار الراحۃ مین آرام فرمایا ہمراہیون نے
بھی راحت پائی آٹھوین دن وہان سے مدینہ طیبہ کو نہضت فرمائی پانسو سوار کا جالش
تیار ہوا لشکر سلطانی بھی جلو مین گرم رفتار ہوا شریف صاحب نے شریف عبد المحسن کو
کہ ایک شخص نہایت سنجیدہ و فہمیدہ تھی مع چند خدام خاص ہمرکاب سعادت انتساب

[illegible]ال کو وہان سی بخیر و برکت کوچ ہوا اون منازل مین بندگان حضور کی
استقامت اور حسن تدبیر و شجاعت بیان سی باہری سلطان روم کی طرف سی [illegible]
[illegible]فواز عمل مین آیا تمام عالم مین مشہور ہے راہ مین جہان تھی اور حصار پڑی وہان سے
سرداروں نی سلامی دی استقبال کو آی کمال تعظیم کی القصہ برہبری و لوازِ شوق ماہ
ذیقعدہ کی تیرہوین تاریخ دوشنبہ کو یہ قافلہ مدینہ منورہ مین داخل ہوا اوس سرزمین
برکت آگین کی زیارت سے شرف حاصل ہوا دھوم سی سلامی ہوی مراتب تعظیم و تکریم
تمامی ہوی سید حسین ہاشم کا مکان جلوہ گاہ ذات اقدس ہوا اور اطراف مین
بہت سی مکانات وسیع تجویز ہوی کہ ہمراہیون کا قافلہ حسب مراتب وہان اوترا آٹھ روز
اوس ارض مطہرہ و مقدسہ مین قیام رہا شبانہ روز شغل کسب برکات خاص و عام رہا
بندگان حضور بمقتضای ادب کبھی کسی سواری پر سوار نہین ہوی اور کوئی گھڑی زیارت روضہ
مقدسہ علیہ التحیۃ والثنا کی ایسی نہی کہ وفور ذوق و شوق سی تعبیر نہین ہوی خلعت پایا حجرہ مقدسہ
بھی پایا صرف معیت شیخ الحرم مین یہ شرف ہاتھ آیا تنہائی مین زیارت سی لوافیض بی پایان
حاصل فرماتی تھی مشاہدہ جمال مزار سراپا انوار کی مزی اوٹھاتی تھی آپنی قندیل حرم نام
ایک نثر سراپا برکات مشتمل بر نعت و مناجات تالیف فرما کر اوسی بخط نستعلیق خوشنویس سی
لکھوا کر مطلا و مذہب فرمایا تھا محاسن ظاہری و معنوی سی ایک مرقع قدرت ایزدی بنایا تھا زیارت
روضہ انور سی مشرف ہو کر اوسکو پیشکش کیا اثر سوز قلب سی مقبول بارگاہ رسالت ہو کر حجرہ
خاص مین داخل ہو شیخ الحرم خالد پاشا کی دفتر سی قبولیت نامہ ملا نوین ذیقعدہ کی اکیسوین تاریخ
حضور نی وہان سی نہضت فرمائی مکہ معظمہ کو معاودت فرمائی خالد پاشا نی بکمال عظمت رخصت
کیا اور قاضی ابراہیم حاکم ینبوع کو خدمت گزاری اور مشایعت کیواسطی ہمرکاب کر دیا راہ مین عمر بن اسعد
سردار اہل بادیہ آکر ملازمت سی ممتاز ہوا اور شرف پابوس سی سرفراز ہوا سرکار گردون وقار
نی انعام کثیر اوسکو عنایت فرمایا اوسی طرح جو سردار باطاعت آمیت پیش آیا بذل و عطا کی

فراوان سی اوسکو منت پذیر بنایا البتہ جو جماعت بدوی اندک سرکشی و سرکشی سی پیش آئی
اوسکو پاس ادب آتو نہین دی مگر اوسکی حال پر توجہ بھی نفرمائی چنانچہ قریب مدینہ متصل
قلعہ و نخلستان ایک راہ تنگ مین کوہستان سی ایک گروہ بدویونکا مخالفانہ پیش آیا
اودہر سی بہی جواب ترکی پایا آخر اس حرکت ناشایستہ سی خجل ہوا اس سرکشی و سرتابی کی
بدولت نہایت منفعل ہوا تفصیل اس معرکی کی سفرنامی مین کہ جداگانہ مرتب ہوئی ہی مرقوم
اور اس جوہر شجاعت بندگان حضور پر نور کی تمام حجاز مین دہوم ہی بنظر اختصار نہ لکہا گیا القصہ
قافلہ سرکاری ماہ ذی الحجہ کی پہلی تاریخ ینبوع ہوتا ہوا مع الخیر مکہ معظمہ پہنچا زہی حسن اتفاق
کہ اوس سال بلا خلاف حج اکبر ہوا اور حضور کی قدوم برکت لزوم کی بدولت اس عطیہ کبری
اور موہبت عظمی سی ایک عالم بہرہ ور ہوا سب حجاج بندگان حضور کو بہزار جان و دل دعائین
دیتی تہی اور ہمراہیان بندگان اقدس والی خوش ہو ہو کر رکاب سعادت کی بوسی لیتی تہی
الغرض جب حج اکبر سی فرصت پائی اور مناسک حج و عمرہ سب کی بعنوان احسن فراغت پائی
سرکار والا تبار نی وہانکی اکابر و اصاغر اعالی و ادانی سب کو حیثیت لیاقت سے زیادہ صلہ و
انعام عطا فرمایا اور ہندوستان سی بڑہ کر ملک حجاز مین جوہر ہمت و سخاوت دکہایا
مسکینون محتاجون کو غنی کر دیا ہزارہا لوگونکا دامن گہرہای مقصود سی بہر دیا اگرچہ اوس سرزمین حرمین
سے مہاجرت پر بندگان حضور کا دل برکت منزل رضامند تہا لیکن اپنی رعایای محروم ہزارون
لاکہون بندگان محضور کا تباہ ہونا بہی پسند نہ تہا لہذا ناچاری وہان سی رخصت کا ارادہ ہوا
سامان سفر ہندوستان مہیا و آمادہ ہوا حضرت شریف و حضرت پاشا وقت رخصت ملی مگر
روی حضور پر نور پر بہی ایسی رقت طاری ہوی کہ آنسوؤن سی دامن و آستین بہیگوی اور بکمال عزت
شرف ذی الحجہ کی چودہوین تاریخ وہان سی کوچ فرمایا جانب ہندوستان قدم اوٹہایا
... تمام پر وہی شوکت وہی جلال وہی حشمت وہی تزک اسلامیان حکام ...
... ہوی عموم خلائق کو انعام و اکرام دیتی ہوی مانند محمود غزنوی مجری تمنا ...

چھوٹی تاریخ رایت دولت و عظمت و جلالت اپنی دار الریاست مین آیا کنعان کو حضرت یوسف عہد کی جمال باکمال نی تجلی گاہ بنایا مشتاقون کی آنکھین روشن ہوگئین شہر کی گلیان رشک گلشن ہوگئین نئی سری سی باغ مین بہار آئی زرافشانی نی بجلی کی بہار دکھائی

ترکیب بند

الغرض شہرہ ہوا پھر نئی سر سی آباد | چمن دولت و حشمت مین چلی باد مراد
خیرخواہون مین تری چلن عیش ہوئی بنا | فتنہ و تشویش و تردد سی ہوئی سب آزاد

فصل گل آئی گلستان مین فضا اور ہی ہی
رونق باغ بڑہی آب و ہوا اور ہی ہی

جشن ہی شاہانہ بجا نہ کہ ہو فضل خدا | شادیانون کی گئی تا سر افلاک صدا
منتین مانی تہین جس جس نی نگین ہونی ادا | نذر کی صوم لگی رکہنی تمام اہل صفا

مستحق لوگ کہلانی لگی خیرات ہوئی
شمعین روشن ہوئین مسجد مین کئی رات ہوئی

شکر صد شکر پھری اہل وطن کی ایام | وہی انصاف و عدالت ہی جاری ہوئی کام
پہنچی مقصود کو ساری رفقا نام بنام | ہی عزیزونکی گہرمین خوشی عید مدام

نجم قسمت جو چمکتا ہوا پاتا ہی امیر
اپتو پہولا نہین جامی مین سماتا ہی امیر

بندگان حضور کی ترقی اقبال و شہرۂ جاہ و جلال کا ادنی ایک بیان یہ ہی کہ مہاراجہ بہادر گوالیار کہ علو مرتبہ اونکا مشہور جوار و دیار ہی بی سابقہ معرفت یہان آئی مدارات و حسن مہمانداری کی ترقی ہوئی اونکی رتبونکو مسیونکی لیی جیسا کچھ چاہیی تہا اوس سی بڑہ کر خاطرداریان ہر طرح ظہور مین آئین ہمت و الا نہمت سرکار والا تبار نی کیا کیا کیفیتین دکہائین نہایت شوکت و جلالت سی رخصت فرمایا محبت و اتحاد نی طرفین کو طرفین کا شکرگزار بنایا پہر رئیس [illegible]

ہوا رنگ آئی یا اُن کی سپاس گزار اور رطب اللسان محامد کا ہا تا زبان خاص و عام کو
زبان کی گنجائش نہ تھی کہ مقام توصیف اخبار لبریز حکایات جاہ و حشم نگاران جمہور
دور دور مشہور ہین نواب جاورہ اور رئیس اندور اور مہاراجہ پٹیالہ و بیگم صاحبہ بھوپال اور مہاراجہ بنارس
اور مہاراجہ ٹونک وغیرہ بڑی بڑی رؤسا و عمائد سے روابط اتحاد و موانست ایسی مستحکم ہین کہ اور ریاستوں
یعنی صاحب نسبت کرتے ہین جوہر ہائی ذاتی دیکھی تو شمار سے باہر ہین تمام عالم مین مشہور ہین حافظہ ایسا
قوی ہی کہ جو کچھ سنا یا دیکھا ہی وہ سب گنجینہ محفوظ خزانہ خیال ہی کلیات کا کیا ذکر جزئیات کا
سہو بھی محال ہی مسائل فقہیہ اور قواعد علوم عقلیہ و نقلیہ وغیرہ بے انتہا ازبر ہین حاشیہ نشینان بساط
قرب افادات فیض آیات سے بہرہ ور ہین

اشعار

بجا ہی جو ہین عالم مین لاجواب	کہ طفلی مین وایہ بھی ام الکتاب
وحید جہان علم معقول مین	فرید زمان علم منقول مین
دم نطق کشاف اون کی زبان	صحیحین دو نون لب درفشان

وجاہت خدائی ایسی دے کہ کسی نے کم دیکھی ہوگی نہین دیکھی حسن نظم و نسق مین یکتا ہمت و سخاوت مین یکتا
داد و دہش کا یہ عالم کہ جو نامراد آیا گوہر مقصود سے دامن بھر گیا غریب الوطنون نے وہ راحت پائی کہ
پھر بھائی بہن کا نام نہ لیا خلق محمدی خمیر فطرت عالی ہی مروت و فتوت جرات و شجاعت کا ہو استعمال
احکام شرعیہ کی مراعات حسن ضبط اوقات تمام جہان پر حاوی ہی سلسلہ متبرکہ نقشبندیہ مین عروج اسرار
بحر عرفان توحید حضرت مولانا عبد الرشید صاحب ابن قطب زمان جناب شاہ محمد سعید صاحب
قدس سرہما العزیز سے بیعت ہے حضرت ہی کی انوار فیض سے یہ ذات جامع الصفات مجمع محاسن طریقت
و حقیقت ہی الحاصل حصر محامد جلیلہ بے گمان حضور مجال زبان نہین شمار فضائل جمیلہ مقدور بیان نہین
بارہ سو پچاس ہجری ماہ ذی حجہ کی بیسوین تاریخ صبح روز یکشنبہ وقت ولادت باسعادت ہی
اس حساب سے سال تالیف تذکرہ تک چالیس برس چھ مہینے کی عمر شریف حضرت ارباب کی ہے
ہر دو سن تمیز سے کسب علوم شرعیہ کا شوق رہا تحصیل فنون لطیفہ کا ذوق رہا معقول و منقول مین

مہارت کامل ہوئی یہ جامعیت دیکھکر حیرت ہوتی ہی کہ الٰہی اس عمر قلیل مین یہ بات کیونکر حاصل
ہوئی تقریر کا یہ حال ہی کہ طوطی شیرین بیان کا ناطقہ بند ہوتا ہی تحریر مین یہ رنگ کہ حسن بیان مین
جو مضمون قلمبند ہوتا ہی اہل زبان کو پسند ہوتا ہی ابتدای ذوق سخن سی شعر نویسی کی طرف التفات
بہت ہا ہی شاہد معانی نایاب کو لباس نظم پہنا کر تخت آرای شہود کیا ہی حضرت کی اردو فارسی
نثرین مثل نغمۂ سنج اور ترانۂ غم اور قندیل حرم اور شکوۂ خسروی مطبوع ہوکر مشہور ہوی ہین باہمہ
مشاغل مہمات ریاست اندک زمانی مین آویزۂ گوش سخنوران نزدیک و دور ہوی ہین بڑی بڑی
سخندانون نی ان نثرونکو دستور العمل انشا پردازی جانا ہی حضور پرنور کو اس فن مین باستادی
مانا ہی نظم کیطرف جناب توجہ نہ فرمائی مگر داد ری ذہن عالی کی رسائی کہ ابتدا مین یہ تنہا کی شان پیدا ہوئی
خوش مذاقون کی فکر رنگین ہر مصرع پر شیدا ہوئی کیا کیا دیوان تیار ہوی ہزارون شعر نام بنام کیطرح
مشتہر دیکہار ہوی جو دیوان فارسی ہی اوسکا نام تاج فخری ہی یہ دیوان جناب لسان الملک
سپہر مستوفی الممالک تا ایران کو گیا ان علم و شان بہجوایا اہل ہند کیطرح اہل عجم کا بہی مرتبہ بڑہایا
اردو زبان مین چار دیوان ہین جنمین زیب شاعری ہی کرامت کی رنگ دکہای ہین دیوان اول کا نام
نشید خسروانی ہی دوسری کا نام دستنبوی خاقانی ہی تیسرا درۃ الانتخاب ہے جو
چوتہا توقیع سخن ہے ایک لاجواب ہی دوسری اور تیسری دیوان مین اکثر الفاظ و حروف
ترک فرمایا ہی جنکو قسم بطور اختصار معرض تحریر مین لایا ہی انکو آگی آئیو نہ دی بالف اکہرنا
اور باشمام واو اخفای نون بلا اضافت اعلان نون بحالت اضافت اوس سوا اس طرحسی
لفظ اہل نسبت شخص واحد بتلانا دکہلانا یہ تلک دیجو کیجو دیجی کیجی لفظ سارا حالت
انفراد کی وراکون لوزن لون غیر ذی روح کی نسبت ہوا ہوی شمشیر ہای معروف
سیر نفقہ اول بلا ترکیب وان یان اسمای اشارہ الفاظ عربی و فارسی کی حرف آخر کا
تقطیع سی اسقاط انہی قیدون پر تمثیل کلام ہے یہ بندگان حضور ہی کا کام ہی جو نہی لوت
ان قیدونکی ساتہ اور بہی کراہت کو کام فرمایا ہی کہ اکثر الفاظ ہندی سی تقطیع مین الف قطع ہوگیا

التزام فرمایا ہی کلام معجز نظام خاک پا کو وہ کہا یا جاتا ہے اس پہ وہی مین اسم مبارک
اعزاز بڑہایا جاتا ہے در حقیقت او وہ سی افادہ سے اوہ سے استفادہ سے
نظم و نثر اردو و فارسی کا کیا ذکر بہاکا مین بھی کبت موزون فرمائی ہین بجود
طبع والا دیکھی کہ زبان بنگالہ مین بھی دریا بہائی ہین الٰہی ہمیشہ حشمت و اجلال بڑہے
مدام ترقی اقبال و دولت ہو

ریختہ

سر بسمل دوبارہ آتی پر جوش نے اکت
نہ خنجر اوٹھ سکا تو ہنسکی منہ کھولا کہ ان کا

ملا ہزارون ہی مین مجھسی اک زمانہ ملا
مگر خدا کی قسم تمسا ہو فسانہ ملا

ملا ہی یار تو نواب آتنی جوش کیون
خدا ملا کوئی دولت ملی خزانہ ملا

تو بھی کچھ قدر اسکی کہ ہوا ہی ظالم
بعد اک عمر کی ایسا دل مضطر پیدا

شکوۂ دردسر آتا تجھی نواب ہی کیون
ہاتھ ٹوٹے ہین تری یا نہین تیغ پیدا

ستاتا ہے ہر دم نئی نک سی
زمانہ بھی تیری ادا ہو گیا ؛

وسکی بیداد پر تو مرتا ہون ؛
لطف کرتا تو کیا ستم ہوتا

گر خلد مین بھی مجھسی ہین بیگانیان
دوزخ کو بھیجی جائنگی غلمان حور کیا

سیر اور غیر کا ہوا ایک ہی جلسی مین حساب
ہی یہ انصاف تباہ اور محشر کیسا

تیرا تو مشغلہ ہی یہ نواب رات دن
ہین رو رہی سیتی گریبان کو تہک گیا

مین تو مرتا ہون اپنی ہمت پر
جان دی کر بھی انفعال ہوا ؛

مری قسمت کی لکھی کو چھپاتی ہین وہ دیدۂ
لگا نا سیری ہاتھی پر نہین ہو جو صندل کا

حشر آفاق مین ہی وہ زعدالت مشہور
سیر ہو جای گی وہان بھی جو کہین تو ہوگا

کیون نہ کھون وصل مین نواب لبوسی کی ہوس
کیا جو ن کمط عارض بھی نہان ہو جای گا

جان سی بڑہ کی سمجہتا ہی جو پیکان کو جگر
کیا یہ اسکو کسی محبوب کی ... سمجھا

حشر تک تجکو مبارک رہی رونا نواب
مجھ مین ناتوان نہو سنے دی
دلبری کی چہلن تو لاکہون ہین
ابکی گر بچ گیا نہ نباہ وفا
کیا خاموش دو ہی نقد دمین نواب کہ لیو
قابل دید ہی دن حشر کا برای نواب
مزہ ہی کیا تجہی رو نہین سچ بتا نواب
وہ تماشا بہی ہو گا قابل دید
ٹہنڈی سانسین ہین بعد وصل عدو
عبث رقیب سی ہوتا ہی مشورہ ایکاش
بنین گی ہم بہی خدا ہی کی عاشق ای نواب
کون عقل مین سنی گا میری فریاد ین تم
صدقی مین ایسی مرگ کی کر بعد قتل وہ
بچا ہوا تہا جو کچہ تیری چال سی فتنہ
یہ کیا کیا جو کیا دعوی وفا نواب
ایسی تو سحر سیکے کہ محشر بیتنہ
یا الہی جہان سی مٹ جای
ابہی دعوی بہت انصاف کا ہی داور حشر
گالیان رو نوتہین پڑہی سنا ہی آج نواب
فانی رو نہی اب لکہتا تہا جب خط جبیر
کیا کرون گا وصل مین ای شوق دل

رکہدیا آنکہ پر اوس شوخ نی دامن اپنا
ناز کیونکر ترسے اوٹہاؤن گا
اتنی دل مین کہان سی لاؤن گا
پہر زبان پر سے کبہی نہ لاؤن گا
بڑا دعوی تہا حضرت کو بہی اپنی خوش بیانی کا
سبز ہو جای گی دونی جو چمین تو آیا
کر بکا جو خلد مین بہی ہمسی نوحہ خوان کیا
جب مرا تیرا سامنا ہوگا
ہای کیا یاد آ گیا ہوگا
وہ طور پوچہین تجہی سی مری جلانی کا
طریقہ خوب ہی اوس بت کی یہ جلانی کا
ہاتہ اوٹہاؤ گی تو شور مرحبا ہو جای گا
گہبرا کی بول اوٹہی کہ ہی ہی یہ کیا ہوا
بدل کی رنگ دہی گردش زمانہ ہوا
کہ اوسکو اوز جفا کی لیے بہانہ ہوا
پٹنا پڑ گیا قیامت کا
نام تک عاشقوں کی قسمت کا
سبز ہو جای گی گروہ ستم ایجاد آیا
اور کچہ شکوہ ہوا آپکا اعزاز تیا
تہا منا تہا ہاتہ اوسیدم کا تب تقدیر کا
حسرتون کا کریمی عالم رہا

وہ تو آیا نہیں تجلی ہی تماشا ہمکو
میرا ابرو ہی کا فر ہی جیسی واو شہ
ذوق دیدار مدد کر کہ بڑی شوق سی دو
جب بنایا تھا زمانی کو خدا نی نواب
کیون باتمین بناتی ہو بت زہد کی نواب
خلعت نحیف ہوئی تھی من حسنات اے خدا
کون کہتا ہی نظر مین دہن یار ہی یا
روتا ہی اوسکو واضطراب پرستی نہی
یہ عدم مین پائی تھی راحت کہ میری لاش تک
ملتی ور زی سی تری نواب جہت ہی گو
عاشق ہوا ہون ال ہی خدا کی حبیب کا
ما ہی و ناکی دو یکھو اہی جانا دل کا
نہ ... ہی جن آنکھون پہ وہ کس اندر گر
... مین تھا موت سی بدتر مجھی
نواب تو ... وصل کا پیغام کیون ہا
آخر ... بھی نہ نکلی میری منہ سی ...
نواب یون تو اوسنی آنکھین لڑائی مین سبھی
دنیا کی جفاؤن سی ترا ہی نہ بھری گا
آج تک سمجھی ہوی تھی جسی عنقا نواب
نہ بدلی خلق کی سب نیکیون سی ایک بدی
ہجوم دیکھ کی یاد آگیا دم محشر

کیا کرین حشر مین گر داور محشر آیا
آج دعوی ہی تری سامنی یکتائی کا
حوصلہ دیکھتی ہین اپنی تماشائی کا
ہای اوسکو بھی عجب پیاری ہی بیمار کا
جس بزم مین تم رات تھی مین بھی وہین تھا
سینی مین کسکی میرا دل ناصبور تھا
میری آنکھون پر تو دائم میرا دامان ہی ہا
جسکا گھر روز ازل سی کافرستان ہی ہا
اوکر نازون سی وہ آئی پر مین بیجان ہی ہا
دیکھکر ناز بتان کو بھی مسلمان ہی ہا
حقا کہ مثل ہی نہین میری رقیب کا
سچ تو یہ ہے کہ برا ہوتا ہی آنا دل کا
ذکر وہ کرتا ہے جب کوئی کسی بیمار کا
مسکرا کر پوچھنا اغیار کا +
کمبخت کیا فراق مین تجکو مزا تھا
اسقدر نواب اوس قاتل کا خنجر تیز تھا
پر دیکھنا وہی ... سبکو دا اسی دیکھا
پہلی ہی تری خو سی مین پہچان گیا تھا
سنتی ہین وہ تو تمہارا ہی بجو تر نکلا
یہ رشک دیکھ تو اپنی گنہگارون کا
کسکی راہ مین مجمع وہ عیادت گذارون کا

قصۂ زیست تھا دراز مگر
اوسنے دو باتون مین تمام کیا

گردن پر اوسکی خون ہی ساری جہان کا
حیران ہون کہ جوش نزاکت کو کیا ہوا

لوح محفوظ پر لکھا نامہ
ہمنے بھی کیا ہے اختصار کیا

اور سب کچھ تھی خالق نے سکھایا ہوتا
اک فقط غیر سے ملنا نہ بتایا ہوتا

غش مین بیٹھی رہی وہ سر کو لیے زانو پر
کاش تا حشر نہ مین آپ مین آیا ہوتا

نفرت نہین کچھ اوسکو نواب یہ قہر ہے
الفت نہ اگر ہوتی تو دل مین نہ وہ آتا

ازل مین مری سامنے تو نہ تھا
بڑا فضل تھا یہ بھی اللہ کا

پیدا نہو زمانے مین یارب وہ خشم تک
باقی رہا ہو کوئی اگر میری نام کا

فتنون نے بھی منہ دامن محشر مین چھپایا
شہرہ ہے جہان تک تری بیداد گری کا

قتل کے بعد رحم آتا ہے
یہ پتا ہے ہماری قاتل کا

اسطرح نہ یاد کی سینے کہ رونا بھی مرا
داور محشر کی نزدیک اک تماشا ہو گیا

تا مجکو نہ امید ہوا سواسطے نواب
غیرون سے بھی محفل مین اشارہ انہین ہوتا

اوبھاؤ کی کیا اسکو کہین اور جو نواب
دل ڈھونڈہ کی اوس زلف معنبر نے نکالا

سمجھا مین اوسکو دشمن جانی اگرچہ تھا
میری ہی واسطے سے دل راز دان مین تھا

جسپر ہزار ناز تھی نواب کو وہ دل
وہ بھی اداؤن مین تری پامال ہو گیا

اثر آیا دعا مین اوسدم ہای
دل مین جب کوئی مدعا نہ رہا

ہای کیون کی تھی نگاہ لطف جسکی وجہ سے
دیکھکر مجکو وہ ساری عمر پچھتایا کیا

الہی کیا کریگا حشر مین وہ نامراد آخر
جسے آتا نہو کوئی طریقہ دادخواہی کا

خواب مین دیکھو گی اوسکو تو قیامت ہوگی
یہی کہکر مجھے اغیار نے سونے نہ دیا

اندیشۂ فرقت سے مین دونو جان بھی لیکن
تم ہوتی ہو پہلو مین تو خنجر نہین ہوتا

آنسو رو یا مین کہ افلاک سے آخر نواب
رحم کہا کر مری نالون مین اثر آہی گیا

کبھی جاتی تو ہو لیکن نواب
وہی مرتے ہین جو اچھے ہین نواب

کیون دل مین مری ولولۂ طوفان تھا
کیون جلوہ دکھایا نہ کسی نے دم آخر
سنا ہی آج وہان قتل حجاب ہوا
تم اوسکی بزم مین جاتی تو ہو مگر نواب
بمجبوری کٹہ رہے ہین کی عمر بھر قسمت سے
آغوش تو ہوئی میری وہ اسی کی دیکھ
سوئین مرنی تھین شکل بسمل پر
جی بہلتا ہے اب مصیبت مین
طالب عیش کیون ہوا نواب
سن گیا روٹہ کی مجھسی وہ مگر آخر شب
درد و غم باعث تسکین دل زار ہین اب
کس خرابی سی دل کو تھاما ہے
تم بزم مین ہو تو گھر مین پھٹکنی نہ دین گہر
بزم مین آئینہ بنجائینگی ہم حیرت سی آج
پائیگی کا حسرت نواب بیشک عمر نوح
مرنیکو تو اک آن بھی کافی تھی نگہ سے
خدا کری کسی دشمن کو بھی نصیب نہو
آیا نظر نہ اختر بد غیر کا کبھی
اتنا اثر تو رونی مین آیا کہ تا سحر

کیا کرے سیکے جو صنم یاد آیا
مرنیون کا تو اوسکی پوچھنا کیا
گھر سے مری نجانا بھی تو چاہا تھا
اکو نزع کی حالت تھی پر انکھون مین تھا علم
اگر یہ سچ ہی تو اوسکو بڑا ثواب ہوا
کروٹین لیا جو وہان دلکو اضطراب ہوا
صفائی دل سی ہوگی ورنہ سب راز نہان ہین
دل مین اوسکی آہ دشمن سی اثر ہوگی
تیری گشتی پر ایک عالم تھا
ابتدائی فراق مین غم تھا
تیرے دم تک تو لطف ماتم تھا
ہائی آیا بھی دعا مین تو اثر آخر شب
پہلی دشمن جنہین سمجھی تھی اب یار ہین اب
ناز سے اب نہ مسکرائین آپ
آفت تو کیا ہے آئی اگر آسمان کر آپ
کیا عجب آغوش مین آجائین اسی رات سی
نکلی کر آجکی شب صدمۂ فرقت سی آج
کیون تو نی بنائی ہی جدائی کی بری رات
ہوی فراق مین جیسی بسر ہماری رات
ہر چند ہم کیا کیے زاری تمام رات
دیکھا کبھی وہ منہ کو ہماری تمام رات

عذر خواہی سے ہے کل کی وعدہ دن کی
ہمتو روسہ کی جتاتی رہی الفت اپنی
پوچھتی ہین کہ مرتے ہو تم کیون
تجکو میری قسم بتا مجکو
دیتا ہون تجھکو صبح خدا کی مین قسم آج
اندیشہ ہی باتون سی تمہاری ہمین نواب
وصل کی رات جو آخر ہو تو پھر شام ہی ہو
رات کا جلوہ تو دیکھا مگر اب باقی ہی
تا وہ بھی مجکو غیر کی دہوکی مین دیکہ لی
جس ناز سی کر تمنی لیا مجھسی دل مرا
قہر رقیب پر بھی تو ایسی ہی بھول کر
اپنی خیال مین بھی تو آتی نہین ہین ہم
کوتاہی وصال ہی مرنیکو کم سنتے
آنکھون پر او ٹھالین ابھی ابلیس کو [illegible]
اپنی تکلیف کسیکو بھی گوارا ہے کہ
ہم پر اب ظلم بھی ہوتی [illegible]
سادہ دنیا مین نہین میری تو سی تکا
عہد الفت کی قسم ہوتی ہین غم [illegible]
روح خط کا نہ کری ہای کہین استقبال
اپنی صنعت پہ کیا ناز بہت خالق نی
تم سمجھتی ہو کہ ہی اہل ہوس مین نواب

یہ بھی ہی جھوٹ اور وہ بھی جھوٹ
زیر لب ہنسکی وہ کہتی رہی [illegible] عبث
اب بتا دو بتا مین کیا باعث
میری نواب رنج کا باعث
وصلت کی شب جا طرف ملک عدم آج
کل بت کو بھی پوجو گی جو ہی ذکر صنم آج
یا خدا چاند نکل آئی دوبارا دم صبح
بگڑی صورت کی بناوٹ کا نظارا دم صبح
محفل مین دیکھتا ہون تو اغیار کی طرح
صدقی تمہاری جان بھی لیلو اوس طرح
رکھون مین آنسو ہاتی گریبان مین کس طرح
نواب آتی [illegible] مین کس طرح
گردون نی ایک اور لگا دی سحر کی شاخ
اہل جاہ ہی شفاعت کہ جو ابرو کی [illegible]
کہا [illegible] اوسکو نہ مری فریاد [illegible]
[illegible] تم ہین کیا اپنی سب [illegible]
[illegible] کی [illegible] کو منگوا دو عدم سی کاغذ
آدمی بھیج کی منگواتی ہین ہمسی کاغذ
نامہ بر پھینک دی دو جیا [illegible] کا
جبکہ تیار ہوا [illegible]
[illegible]

امید وصال اوسمین تو اسمین غم ہجران
زخم کہانی مین کچھ مزہ نہ ملا
تیری جلوی نی ازل مین ہی بیخود کردیا
جسنی ساری عمر مانگی میری تربت کی دعا
گر ہی مین چتون مین تیری صورت آفرین
کھنچ جاتا ہی بزم عیش مین بجلی سطرح کوئی
ناز وادا وحسن تو رکھتی ہین اونکے
رحم کر اب بھی الٰہی دیکھ تو نواب نی
دیوانہ کر کہین گی تو مجکو کہین گی لوگ
مرنا بہت ہی مشکل کہتی ہو نہ بنا کر
اوس گلی مین گئی تھی پر نواب
ذکر حق سی جو نہ بیتاب ہو ناصح نواب
ضعف دل دونا ہوا ہی مجکو بیکل دیکھکر
شکل تیری داور محشر کو کیا یاد آگئی
تیرہ روزی مین نہ لیتا حشر تک رد ازل
چھپ گیا تقدیر کا لکھا تو پھر کیا ہو گیا
آرزو ہی تہ خنجر بھی بسمل ہو کر
حسرت اوس عاشق مایوس کی ہی قاتل ہی
کچھ عجب ناگ ہی رونیبی تمہاری نواب
موت میری بڑہ کی عمر جاودان سی ہی آج
کتنا تڑپا وہ وصل مین ماتھی کو کوٹ کر

ملنی مین نہین لطف رکاوٹ کی برابر
تھا یہ شاید رقیب کا خیمہ
ورنہ مین لیتا وہان اپنا مقدر دیکھکر
رو چکا وہ میری لاشی کو [illegible] دیکھکر
کیا کہی گا تجکو ظالم روز محشر دیکھکر
کہ جیسی بہر ماتم آئی ہو تم میری مدفن پہ
مینی تو دل دیا تری آزار دیکھکر
رو دیا کن حسرتون سی روی جانان دیکھکر
تم کیون ہو مضطرب مجھی بیتاب دیکھکر
صدقی تمہاری منہ کی دیکھو تو مسکرا کر
رہ گئی ضعف کی قدم لیکر
آزمانا اوسی چھپ کر نام تو نکالیکر
تم بھی سلجھانا ذرا زلف مسلسل دیکھکر
پوچھتا ہی حال میرا سب سی لعل دیکھکر
یہ فقط لی ہی تری آنکھون میں کاجل دیکھکر
کیون بگڑتی ہو جبین پر میری خال دیکھکر
کاش یہ بھی مری پہلو مین رہی دل ہو کر
اوٹھ گیا ہو جو تری بزم مین شامل ہو کر
بزم سی اوٹھتی ہو کیون رونق محفل ہو کر
مر گیا دہشت سی دشمن مجکو بسمل دیکھکر
نواب بس خدا کی لیی میری جان چھوڑ

ہائی مین مر گیا وصل مین جب اوسنی کہا نیند آئی ہی حکایت کوئی اغیار کی پھر
نہ ہونگی تجھسی ہیچ لت پسند ای نواب فراز تک نہین کوئی تری فرار کی پاس
پایا یہ لطف درد جگر مین کہ یاد ما آجاتی دل ہی کھینچ کی آہی جگر کی پاس
مجھ سی ستم ظریفی اغیار دیکھنا ہنگام نزع اوسکو بٹھایا ہی ان کی پاس
چوٹی کی بو تو سینی ہی سب غش مین نکل باقی رہا ہی خاک چمن مین صبا کی پاس
معلوم ہی مجھی کو وہ نواب کیا کہون جاتا ہون جس امید سی اپنی خدا کی پاس
چھپی ہین وہ نواب مجھسی تو شاید ہوئی ہوگی یہ پھر دل مین آنی کی خواہش
عید رہتی ہی جو قربانی عشاق کی بعد وہی سفاک ہی جسکا کہ یہ ایجاد ہی خاص
ہی خدا ہی کو دعا وصل بتان کی یا پسند لوگ ناحق کرتی ہین نواب اثر پر اعتراض
دیکھین مری آوارگی بخت تو ہو جائین معنی سی جدا دفتر تقدیر کی الفاظ
دونون عالم کی خبر غش مین تہی نواب کو ہاتہ اوٹہ جاتا تھا پر بیساختہ دل کی طرف
مائل ہوتی ہی طبع جو آزار کی طرف ہین خوش ہون جاؤ شوق سی اغیار کی طرف
رو رو کی ہمسی کہتی ہین اپنی مصیبتین + ہنس ہنس کی دیکھتی ہین وہ دیوار کی طرف
جسوقت دیکھتی ہین مجھی دیکھ لیتی ہین ناحق بھی اک ادا سی وہ دو چار کی طرف
نواب یون ہی داور محشر کو دیکھنا دیکھا ہی جیسی یاس سی اغیار کی طرف
پوچھتا تھا خدا سی یہ نواب آپ کو بھی کبھی ہوا ہے عشق
نہ نکلی عشق مین اف منہ سی ای دل جہان کی بات ہو رہنا وہین تک
رہینگی عشرتین دنیا مین لیکن یہ چرچی ہین مصیبت کی ہمین تک
جاتی ہین انتظار مین جی سی کون بیٹھا رہی قیامت تک
یارب شب فراق بسر ہوگی کسطرح دیکھی نہین ہی مینی تو فرقت کی شام تک
شکوی نہ سننی کی ہی تغافل سی خوبان اٹھا ہی دم میان گلہ نا تمام تک

وصل کی نام سی بگڑتی ہو تو ہنستی کیون ہو
معلوم سب ضرر ہین محبت کی ناصحو
ایسی بلا کا سیری ہی پہلو مین ہی نباہ
اک دل تھا دی چکا وسی اب سیہ ہو
مجکو دہر کا ہی سحر بھی نہ کہین نازل ہو
دیا ہی بوسہ اوسی پہیر لو تو ہم جانین
انصاف تبھی تک ہی ترا داور محشر
لیا ہی وصل کی شب جس ادا نی دل میرا
اب فکر ہی سو طرح کی نواب
جب ستاتا ہی بہت درد جدائی دلکو
آئینہ کبھی نہ لا سکینگی ہم
مر کر بھی غبار اپنا رہیگا تو ہوا پر
ای فلک یون ہمین نکر برباد
نواب تڑپنی کی تمنا تو بہت ہی
لکنت ایسی ہوی غصی مین کہ خاموش ہوی
نامہ تو دی دیا ہی مگر فرط رشک سی
سنرا ہی اوسکی جو نواب اب یہ اشکبار ہی
تم بھی تو دیکھو کہ اک مدت سی ہاے
ہی بہلاتی بخت دشمن ہین سبھی پہیر
آئینہ وہ دیکھتی ہین دیکھیے
حسن اوسکا کام اپنا کر گیا

شوخ کر دیگا یہ انکار تو اقرار کا ننگ
پر کیا کرین کہ اٹھ گیا بی اختیار دل
تم کیا کرو گی لیکی مرا اعتبار دل
مانگی محل کی تمسی دو بارہ جو بار دل
تہنیت کی لیے آیا ہی زمانا شب وصل
یہ دل نہین ہی کہ بیجا وسکو اگر تم
جبتک نہین دیکھا ہی مری یار کا عالم
جو دیکھا پاؤ تو صدقی ہوا اوس ادا کی ہم
کرنی کو تو کر چکے گلا ہم
پیار کر لیتی ہین اوٹھکر تری تصویر کو ہم
تجسی بھی نہ سمجھے پیدا تنکلے ہم
کوچی سی تری اوٹہکی نہ جائین کہین ہم
دیکھ تو کسکی خاک پا ہین ہم
پر ذبح کی دم خواہش قاتل نہین معلوم
ہاے لیتی بھی نہ پائی وہ مرا نام تمام
خود بھی چلی ہین چھپ کی دل ناتوان مین ہم
ہنسا کرتی تھی روتی دیکھکر لوگونکو اکثر ہم
دیکھتی ہین تمکو کس حسرت سی ہم
دیکھین نکالتی ہین سکل بد قسمت سی ہم
آپ مین آتی ہین کس صورت سی ہم
دیکھتی ہی رہ سکی حیرت سی ہم

تمسے آیا یون جنہین نواب حیف
ڈرا یا ہوا اور محشر کی پرسش سے تو وہ لڑ
ابھی تک بیٹھی روتی تھی سب یا رب کیون آئی
سیہ کارین ہم میخوار ہی بدنام ہین ورنہ
پیے تیا ناصح مشفق تجھے خالق کی قسم
یاد آتا ہے شب ہجر مین ہر دم مجھکو
خواب مین بھی اب وہ آتی ہین تو مجھ سے ہین خفا
سیر ہو حشر مین نہ ہان خدا سے ڈر آئے
ہوش مین آؤ نہ بھولو مری نادانی پر
مر بھی جاؤنگا تو اب نام نہ لونگا تیرا
جھنکار رونا تھا مجھے وصل مین او کی آئی
دل دیا تھا جسے نواب نے روز اول
پھر آئین اہل فنا ڈر کی ملک سے سنی مین
ابھی تو بھولی ہوئی ہو مگر یہ یاد رہے
وہ مجھکو دیکھکے بولے کہ یہ ہین وہ نواب
مرتی دم شکل تو دکھلاتی پر افسوس یہی
قبر میں تصویر تھی جو اونکی خجلت کی لیے
سیر ہو حشر مین جب داور محشر پوچھے
حسرتین وصل کی ہماری بعد
وہی کافر نہ کہین لے لے
عجب حسرت سے دیکھا ہے سوے جانان دم آخر

ایکدن پوچھینگی یہ حضرت سے ہم
اونھین بھی ہم وہان راضی کرینگی دوستانہ مین
یکایک ہوگئی جو عید میری سوگوار دین
نہین ہوتا ہے کیا حوری جیسی پر سینہ گار وہ نیز
سنکی نام اوسکا ذرا دل تر اضطراب نہین
ناز سے وصل مین کہتا ترا نواب نہین
کیا تصور کی بھی بوسے وصل مین محسوب ہیں
آن کی آن کو گر داور محشر مین ہوا
تمکو ہشیار بنایا ہے وہ نادان ہو تمین
جانتا ہے مجھکو کلب علیخان ہون مین
جب وہ نالی شب ہجر انہین فرا دیتی ہین
پھر وہی آنا ہے اب دیکھیے کیا دیتی ہین
سوے عدم تری وحشی اگر نکلتا ہین
نہونگی ہم تو کہو سے گے وہ یاد آتی ہین
ذرا سی بات پہ جو روز زہر کھاتی ہین
کوئی حسرت نہ رہی ہائے ہماری دل مین
خوبی قسمت سے وہ بھی تجھے شیدا ہوگئین
حال دل اور مین اوس شوخ کی صورت دیکھون
رہین گی ہاے کون سے دل مین
جو کہ نواب جا کی محمل مین
رہیگی یاد اوسکو بھی نگاہ واپسین بنون

کیوں نہ کھینچوں حشر میں نواب حق کی زیر بر
غیر سے پوچھتا ہوں ہائے ہے شوق
ب کہا کہتے ہیں الفت عوض جان نواب
پالی کر وہ انجان تکلم اسکو تم جانو
ایسے تو سمجھو وہی ہیں ہوئی ستم ایذا
قاصد کو بھیجتا ہوں تو شوخی کی راہ سے
نواب شکوۂ عشق بتاں میں کبھی سنی تو
... کوئی دن بتائے
سے ظلم ... ہیں پر کچھ بھی یاد سے
... کہ ہمیں ہیا آگیا
خدا جو ... حشر میں تو ہم
ہوتی ہے ... وصل کی ... گھر میں بخدا
... ظلم یہ ... پیدا ہے یہ کچھ
نواب یار آیا ہے مقتل میں قتل کو
تم سناتے ہو کسکو سے اے نواب
آتی دعائیں لگیں عدو کی کہ چین گیا
کسی نے بھی دیکھا نہوگا کسیکو
آنکھیں کہیں ہیں دھیان کہیں ہے نظر کہیں
وحشت کی خوبیاں کہ نکلتی ہے گھر سے ہی
ہنگام سوال بیخود سے دیکھ
اور اک عمر عطا کر پی الفت یارب

اجل وصل کا ذکر کا ہے کچھ دامن مریم نہیں
وصل کی شب اوسی حیا تو نہیں
ہنسکے کہنے لگی جی میں سمجھتی ہیں
مگر یوں رنج میں نواب جانبر ہو تو ہیں
کیا تم نے میری نحبت کو دیکھا ہے ...
میرا ہی نامہ بھیجتی ہیں وہ جواب ...
جو کچھ کہا ہے میں نے خدائی جناب ...
تو وصل کا میں آپ سے وعدہ وفا کر ...
کہتا وہ ہی ... کہ ...
یہ آپ کی جفا ہے ... خطا نہیں
نگاہ یاس سے اوس ... کر کو ...
اوس سرزمین پر کوئی کیا آسمان ...
اللہ کا ہے شکر کہ تو مہربان نہیں
کمبخت اسکو سنکی بھی تو شاد آتی
وہ تو کہتی ہیں ہم خفا ہی نہیں
تھوڑا سا تھا اثر جو مری دل کی آہ میں
جن آنکھوں سے اوس بت کو ہم دیکھتے ہیں
بے شبہہ کی آئی ہو تم رات بھر کہیں
میں تو کہیں ہوں اور مرا ... کہیں
تجکو میں تجھی سے مانگتا ہوں
کہ ہوئی یہ توبہ دل ہی کی غمخواری میں

دیکھی بیدردی ظالم کہ ماتم مین مری
ساری دنیا مر مٹی نواب نالون سی مری
راز وصلت نہ بتاؤن تو کرون کیا ظالم
نہ تم چاہو نہ ہم چاہین کسی کا ذکر کوچہ تیرا
شام دن کو موت بھی آتی نہین سبب کیا
کو نہین بھبتی پرے سیری جلانی کی لہر
لذت مہر کہان عشق کی غمخوارون کو
گھر مین اغیار ہی کی کچھ سن لو
جہان سی تمکو ملی ہی یہ حسن کی دولت
ناز کرنا نہ اپنے پلکون پر
خوش کمر آتی ہین کیون ملک عدم سی باریک
رہتی ہو چین سے مری دل مین
دو ہی دن سے کے تری تصور مین
جاتا ہون عدم کو تو گمان ایکبار
آتا نہین ہون فکر سی بھی اپنی وہ غم
حشر تک وہ جو نہ آئین تو بھلا کیا غم
وصل مین ہوش کسی کو ہوگا جو سوچی نواب
میری دل سی چھپا کی رکھا سے
آرزو دی مشا ملکے نواب
تمکو ہی تاسف ہی عبث ای نواب
تمکو دل سی عزیز ای لیو تمکو مین کیونکر

آنکھ پر آنچل تو ہی پر ایک بھی آنسو نہین
ہای ظالم کچھ تجھی الله کا بھی ڈر نہین
کر مہی غیر تری سر کی قسم دیتی ہین
مناسب ہے رقیبو عہد کرلین آؤ آپس مین
جاتی ہین سوی عدم تیری دہن کی خاطر
روز غیرون کو وہ اک نامہ رقم کرتی ہین
لطف کرتی ہین وہ مجھپر تو ستم کرتی ہین
کسی حسن و شباب کی باتین
وہین سی مین بھی دل بیقرار لایا ہون
ہم بھی کچھ دل مین غبار رکھتی ہین
کیا وہان مرنیکو اپنی کوئی گمنام نہین
تم کہان اور اضطراب کہان
ہای کیا کیا بندہی خیال ہمین
سو جان سی عاشق ہون تمہاری اچکن
تیری وفای عہد کا شاید یقین ہون مین
جھوٹی وعدون سی تسلی بھی ذرا دل کو نہ ہی
شکوہی کن کرتی مین کہلون شب ہجران دلمین
ای فلک تو نی اختیار کہان
تم کہان اور زلف یار کہان
قتل کر کی ہمین سفاک بھی پچتاتی ہین
کہ مرتی دم بھی یہ تیرا ہی نام لیتی ہین

شب فراق یہ کیا سوجھی ہی فرشتونکو
پکارنا مجھی محشر مین یون ہی تو یارب
عذاب ہو کہ ثواب اسمین خیر جو کچھ ہو
ای خضر نازان نہو نا ہمکو بھی ملجای گی
ہنستی ہین ہمتو رقیبونکی جلانی کی لیی
دیکھکر بزم عزا بعد مری کہتی ہین
نہ سبب پوچھ ستم کا تجھ ا ای نواب
قاصد کو آتی دیکھکی شادی سی مر گئی
نواب اوسی کو روز جزا سی ڈراتی ہین
تمنای وصال و حسرت دل شوق بیتابی
تلافی ہو تو دفتر کھولدون شکوونکی ای ناصح
عبث برہم کیا نواب روکر آہ سکی محفل کو
جفای چرخ سی اتنا تو ہو گیا معلوم
جب مینی کہا ظلم اوٹھائی نہین جاتی
ملی وہ شوخ جفا کیش ای خدا جسکو
کسیکو ذبح کری اوسکو یہ دماغ کہان
صحبت وصل مین دی جان تڑپ کر مینی
جس حشر پر توقع فردا ہی نہ مجھے
روز ازل سی آج تلک صورت آفرین
برہم مزاجیون پہ تو لاکھون گلی مجھے
لاکھون ہی ظلم اوٹھای مگر پھر بھی مت ترنج
ڈوب کر جب چاند نکلا تو مجھے یاد آگیا

تو آسمان کو گردش سی تھام لیتی ہین
کہ وہ بھی پیار سی آدھا ہی نام لیتی ہین
تمہاری ہاتھ سی ہم اب تو جام لیتی ہین
مرتی مرتی یون ہی عمر جاودانی ایکدن
طرفہ تر یہ ہی کہ وہ جانتی ہین شاد ہمین
نظر آتا ہی یہ گھر آج کچھ آباد ہمین ؞
دل سی مرغوب ہی ظالم تری فریاد ہمین
اس سی بادہ اور ہمین کچھ خبر نہین
جس بت کی دل مین ہای خدا کا بھی ڈر نہین
ہوا ہی دفن کیا کچھ ساتھ میری میری حسرت ہین
وہان تو اک مزہ ملتا ہی ظالم کو شکایت مین
نہ تھی کمبخت کیا صحبت عزا کی ساری خلقت مین
کہ شاہد نکی سو ظلم دستاویز بھی ہین
جھنجھلا کی وہ کہنی لگی پھر ہمکو بچا ہو
کہ لاکہ جور کرین اور عذرخواہ نہو
کہین رقیب پہ میرا ہی اشتباہ نہو
ہای دکھلا دیگا کیا منہ شب تنہائی کو
ڈرتا ہون وہ بھی کوئی تمہاری ادا نہو
ممکن نہین کہ چھپ کی تجھی دیکھتا نہو
کیا جانی کیا کہون مین اگر تم خفا نہو
حسرت یہی کہ کوئی ستم رہ گیا نہو ؞
ہای وہ آنا کسیکا روز جب کہ رات کو

نواب روز حشر خدا سی شکایتین
وفا کا ذکر کرتا ہی مری آگی اگر کوئی
غضب ہی پاؤن کہین اونکی پڑ جاتا ہی
جفا جو کچہ تو کم ہون ایسی نوروحمت مین [illegible]
ہو قصہ حوصلہ بہی تو ہین قابل پسند
کس [illegible] پری ہین روبت مین ای خدا
نواب [illegible] اٹہای بہت اسکی دور مین
جو بہیجا ہی قاصد تو نواب برسون
تہی بہی تو بہلا دریافت کچہ حال ستمگر ہو
صفا سی ہین بناؤن آینہ دلکو کہ صلت مین
جائین حساب اوراتہی سی صلت [illegible] ہو گا
جو کہتا ہون کہ حنا مخصہ ہی وصل پر میرا
نزدہ کیا ہی قسمت نو [illegible] ای نواب گہر بیٹہی
کیا کچہ کری گی یہ فتنہ گر نواب اوسکو دیکہیئے
کیا چال کی لذت اوسی معلوم ہو نواب
سہرم الفت کر تہا دون گا تو ای نواب [illegible]
محشر مین نہ جائی کو ملی پاؤن مین مہندی
مری اختر وہ دیکہین گی فتنہ مشتہ
سوال بوسہ اوس ظالم سی نواب
چرچا دہان بہی کچہ ہو ہر دم [illegible]
نواب کو ابہی تو [illegible] ہوی ہی بہت [illegible]

آتا ہی کوئی عشق بتان مین بدنام ہو
تو کس کس یاس سی مین دیکہتا ہون اوسکی [illegible]
تہا سو آستانہ جانان سی جبہہ سائی کو
بنا ناپہر نہ محشر مین ستا کر آسمانون کو
جس [illegible] مین درد دل سی کوئی تو حشر [illegible]
ہو حشر ساری خلق [illegible] لیکن یہان نہو
اب چلیی اوس جگہ کہ جہان آسمان نہو
اوٹہا اور رو رو کی منزل کو [illegible]
الہی ہاتہ مین اوسکی قیامت [illegible]
دم شرم و حیا سیری لعل مین [illegible]
تغافل کی لیی میسہ ہی خدا [illegible]
تو کیسی ناز سی کہتی ہین [illegible]
یہ کار خیر مسجد مین کبہی [illegible]
تم دونون ہاتہ لیسی [illegible] دل [illegible]
جو رشتہ کبہی تار گریبان نہوا ہو
مر جاتی لگین گی سب مری جلاد کو
اوس فتنہ عالم کی ذرا ناز تو دیکہو
ذرا ٹہہرا دم [illegible] آسمان کو
خدا کی واسطی [illegible] زبان کو [illegible]
جنت مین بہی الہی ایسا ہی آسمان ہو
دیکہینگی اوسکی بزم مین جاکر خراب [illegible]

دل کا چھوٹا ہی کہون کیا مین غم دل
لی آتی کوئی جا کی مری ہجر کی شب کو

معشوقون سی شکوی کیی لاکہون ہی [illegible]
جنبش نہوئی پر کبھی ظالم تری لب کو

غیر سے بھی بھی عادت رہی نواب اسکو
شمع ہرگز نکرو وصل مین شرمانی دو

بزم سے اوٹھ گئی سبھی پر ہم
ڈھونڈھتی رہگئی وہان دل کو

زمانہ بھر تو محو عیش و مست بادہ خواری ہی
جسی کوئی نہ پوچھی ہای وہ قسمت ہماری ہی

نہین معلوم اسکی مصلحت کچھ بھی ہمین یارو
کہ ایسی سنگدل کی شکل ایسی پیاری ہی

[illegible] گلی ہین آج ای نواب جب جانین
کرا [illegible] کل بھی صکوت تمہاری [illegible]

[illegible] یا غنچہ کی پہلو نشین نہو
دل [illegible] نہو جو [illegible] تو یارب کہین نہو

باندہی [illegible] شکل شعلہ [illegible] فی یہان
[illegible] یہ نکو واپسین نہو

لب ہل رہی ہین غیر کی نواب وقت قتل
[illegible] کی سن تو کہین آفرین نہو

تجکو [illegible] سے قسم [illegible] مجکو
[illegible] انی کی سے [illegible] مجکو

[illegible] سے [illegible] حسرت نواب
[illegible] تمام [illegible] مجکو

سب کو سب [illegible] مگر نواب
[illegible] سے [illegible] مقدر کو

ڈھونڈھتا ہون عبث مضمون ضد سی [illegible]
ایک من سے تیری ثانی کو

حکم توبہ سے پیشتر واعظ
دیکھ لینا مری جوانی کو

عشق سے ہے بلا مگر نواب
کیا کرے کوئی ناگہانی کو

عذاب حشر سی ڈرتا نہین ہون مین یکسر
یہی ہے خوف کہ وہ بھی فسانہ [illegible]

ہمتو رو بیٹھی اپنی جان کو [illegible]
[illegible]

صبر اغیار تو ہے دل مین آ
آتی ہین پھر وہ آزمانے کو

دیکھ تو جاتی ہین ہم ای ناصح
کسکے کوچے مین خاک اوڑانی کو

تو تو لک آہ سی ہو آئی ہیں ؛ ٢
نواب کی زبان پر آہی گئی تہ گلے ٣
بلائین لی ہین عدو نی تری یہ ہی افسوس
کچہ ایسی جل کی دعا مانگی ہی کہ سوی اثر ٤
نہ کبہی کچہ نہین تاثیر نالۂ دل مین
وہ پوچہتی ہین جو مطلب تو سنبہلو ای نواب
اثر فلک سی اوترآ در خدا کی لیی ١
ستم سی جی نہین بہرتا تو کیا عجب ظالم
مجہی یہ ڈر ہی کہین غیر سی نہ کہہ بیٹہو
رفو کر گیا رگ جان سی وصل مین نواب
پہر کا ہیکو ملیگا وہ رشک قمر مجہے
ہنگام نزع اوس سی ہوا وعدۂ وصال
ہی شب وصل صنم صبح سی کہدی کوئی
اداسی نازسی غمزی سی مسکرانی سی
ہزار رنگ سی آنچل اولٹ کی اوڑہ ہو تم +
میری ہی دل مین اجڈ اجڈ ہی
تو نشوق سی ستا نہ کر دنگا یہان فغان
گر سادگی پسند ہی تمکو تو سعید و
لگی ہین رقیب نی دعا مین
رشک عدو ہی مانع فریاد ای خدا
جو ہزار سالہ کی امید وصل مین
عاشق نہ جانتی پہ تو یہ جور و ظلم ہین

ہای نواب کی جگر کو دیکہ +
بچاہی ہمتو بزم مین ظالم کو لاکی ساتہ
کہ بدلی جاتی تو ہاتہو نسی ہم دلتی ہاتہ
چلی ہین لاکہون بلائین مری دعا کی ساتہ
اولٹ گئی ہین یکلجی مری صدا کی ساتہ
نکل نہ جای کہین جان مدعا کی ساتہ
کہ اوسنی ہاتہ اوٹہائی ہین اب دعا کی لیی
دنیا کو ہی عالم تری جفا کی لیی
کہ بات بات پہ کہتی ہو تم خدا کی لیی
یہ مار ہی تری سسکی ہوتی قبا کی لیی
ای مرگ دیکہ لینی ہی اور اک نظر مجہے
جینا پڑا اب اور اس امید پر مجہے
آج جاکر وہ کسی اور ہی عالم مین رہے
وہ دلکو لیتی ہین ملکی جس بہانی کر
کہین چہپی ہین ادا مین ہی منہ چہپائی کر
حسرتین جیتنی ہین زمانے کی
فریاد سینی رکہی ہی محشر کی واسطی
اپنا بنا دیا ہی مقدر کیوا سطی
مٹی نہ خراب ہو اثر کے
ہوا [illegible] واسطی میری حساب کی
زاہد مین چہوڑ بیٹہون مری کیون شباب کی
کیا کرتی تم سمجہتی اگر مبتلا مجہے

تا حشر ہولنی کا نہین وقت پہ آئین
وصل مین اک نہ اک بلا آئی
سیر ہو گی جو تمکو محشر مین
کسنی مانگی ہی میری عمر کہ رتو
یہ خطا تو ہی تمہاری نہین کچہ قصور آپ
جور و ستم مین تمتو خود آفت کی چیز ہو
کاش یون ہی جای شام ہجر بھی جی سی تمام
دیکہ لینا زردی رخسار تم لیکن ابھی
ایسی پر درد صدائین نہین سینہ آمیز
سراپا تری نقشہ جو کھینچا کلک قدرت نے
یہ کسکی آہ ہی جسکی لیی اوتری ہین گردون سی
پوچھو اورون سی لطف آزادی
کو جاتی ہو دم بھر کو جنازی پہ عدو کی
واعظا تری طعنون سی ہی جینا بھی دشوار
غم دل مین ہی جان آنکھون مین لب پہ ہی دم
ہو نہ سیر کہ تو پیار کری اور سیلو
تھین اور سزائین بھی مگر خوبی قسمت
جا بنکر تصویر اوسنی ہاتہ اوٹھایا قتل سی
کیا نظر آیا خدا جانی جو اونسا عیش دوست
آپکا ماتم مین آنا عذر خواہی کی لیے
وصل کی شب سنکی حال ہجر کہتا ہی وہ شوخ

وہ بیکسی سی غیر کا منہ دیکھنا مجھے
جب رکاوٹ گئی حیا سے آئے
یاد کرتی نئی ادا آسے تی
وجد کرتی لبون پہ آتی ہی
نہ تم اس ادا سی دیکہو کہ کسکو پیار آئی
پھر گلے ملی رقیب تمہارا اشتیر سے
جسطرحسی یار کی کنج دہن پر خال ہی
غیر کو دیکھا ہی غصی سی مرا منہ لال ہی
سن تو لو تم بھی مری نالہ جانکاہ پھر
تو بی کھینچی ادائین کھنچ گئین تصویر سی پہلو
ہزار دن حسرتین سینہ پہ ٹھیتی تاثیر سی پہلو
روتی آسے ہین ہمتو زندان سی
پر میری لیی یہ بھی قیامت کی گھڑی
تیری تو نصیحت تری دل سی بھی کڑی
نواب نمانونگا کہین انکہ اڑی سے
وہ آفت جان تجکو ستائی مری آگی
محشر مین شب ہجر کو لائی مری آگی
میری حیرت ہو گئی ہی دشمن جانی مری
دیکھتا ہی چشم حسرت ستی نشانی مری
حشر مین کافی ہی میری بی گناہی کی گواہ
شام فرقت کو بلا لاؤ گواہی کی لیے

۱ [illegible] ہی چشم تر سی حسرت کہ جواب آیا ہو
اگر [illegible] آہستہ اکس ہی سے لئے
[illegible] چاک ہی [illegible] شب وصل
[illegible] کون [illegible] آغوش [illegible]
کون [illegible] تک [illegible]
آتی [illegible] دو [illegible] کی
بس [illegible] بہنائی [illegible]
اوس [illegible] کی حسرت بھی ہی کہ [illegible]
حشر [illegible] بھولی ہن کی [illegible]
ابتدای عشق [illegible] مجھے [illegible] تھا
[illegible] جدا [illegible] دونو [illegible]
کہ ہوا حاصل نہ مجھکو [illegible]
[illegible] کہاں ہون کی [illegible]
[illegible] چاہتا کہ نواب ہی ہی [illegible]
کہا ہی [illegible] وصل اوس [illegible] مشتاق
لی کر خالق ہستی مجھی تو اوس سی [illegible] ۵
[illegible] کرتی ہی تو [illegible]
غضب حسرت بھری ہی آمین ظالم
وا مین تو غم ہی اور جگہ احتمال غیر
آتین [illegible] مین فتنین
یہ کسکا زخم ہی یارب کہ مینی مرتی وقت

کبھی ہوا تھا یہ پہلی [illegible] نصیب جو مکو آب
[illegible] انتہا کی
گرہ [illegible] وصل بند قبا کی
[illegible] ہوتی ہی بہکو لاکی
[illegible] بھی [illegible] ہوتی
کیا [illegible] کبھی
[illegible] تہا بھی [illegible]
[illegible] کبھی دل کی [illegible] تقاضا تی
یہ بھی طرح کی [illegible]
ظلم [illegible] کرنا کہ تجھپر خوب [illegible] چکے
[illegible] آنکھین بھی دی آنسو بہانی کی لیے
[illegible] کہا تھا [illegible] شافی کی لیے
محشر [illegible] یارب مجھی وہ فتنہ [illegible]
جو ٹھوکرین کھاتا ہوا اوس شوخ کی [illegible]
لگا دی آج [illegible] کی پانون مین جھندی
کہ چاہتی ہی [illegible] کوئی دنیا مین مصیبت
اوترجائین گی دوش نازنین سی
ذرا [illegible] نگاہ [illegible] سے
تو ہی بتا کہ ڈھونڈھنی جاؤن کہان تجھے
پر صبح اوسکی حلم الہی مین رہ گئی
ترپ تی سیکڑون تو سی دل و جگر کی لیے

تسکین دل کو جب نہوئی زخم سی تو پھر
نشتر کی نکڑی سی نمکدان مین رکھ لیکر ۸

کیا چال خدا جانی چلی تم جو ازل مین
سب فتنی چھپی گوشۂ ابرو مین تمہاری

نکالون ہجر مین کیا مشغلہ زبان کر کر
کہ میتی آہ تو رکھی سے آسمان کی لیکر

جگا کی طالع خفتہ سی مانگ لائینگی
ہم آج خواب گران تیری پاسبان کی لیکر

بنایا حشر تو صانع نی پر نہ سوچا ہای
کہ تیرا نازہی کافی ہی دو جہان کی لیے

اسقدر جور و جفا پر جو کمر باندہی ہی
کیا یہ سمجھی ہو کہ سینی مین بہت دل ہونگے

کچھ بھی اگر فراق کی تیری خبر ملی
کیا جانیی کہ حشر کی دن ہمکو صلہ کیا ملی

عبث منا ہین خفا ہی سپہر سی نواب
اوسی کی ہاتھون سی ہونا تھا پایمال مجھے

دم ناز او سکو واعظ دیکھکر انصاف سی کہدی
کہ جنت مین تری سی کوئی بھی ہو تجھ سی لیتا ہی

ہجوم شوق مین جب دل کی آرزو نکلی
کہ پردہ کعبی کا اولٹون وہان بھی تو نکلی

ذرا ذرا سا سبھی رونیوالون کو دیا
جو میری آنکھون سی دل کا کبھی لہو نکلے

ہر اک جگہ تری جور و جفا کا شہرہ ہی
خدا کرے دو کہ اسیر کہین نظر ہو جای

نواب کیا کرون جو وہ آئی ہین ناز سی
بیتہ یہ ہی لینی دی محفل مین تو مجھے

لذت نپائی کچھ دل امیدوار نی
دیدہ کما ترا دیا ستم روزگار نی

شاید خبر ہوئی مری حال تباہ کی
جو پرسش ہین حشر مین بیداد خواہ کی

شوخی ہو جسمین ایسی وہ بیداد گر ہو
حاجت نہین ہی تیری ستم کو گواہ کی

ہرچند درد دل نی لحد مین سلا دیا
پر دل سی ہاتہ میری نہ جب بھی جدا ہوئی

نواب یہ بتاؤ کہ تدبیر اسکی کیا
ارمان وصل سی بھی جو دل مین سوا ہوئی

کیا کہتی ہو تم ہمسے کہ کیون میری گھر آئی
دیوانو نکا کیا پوچھنا آئی جدھر آئی

دل ہی کی اوسی خاک دعا ہو مری مقبول
جب دل سی دعا ہو تو دعا مین اثر آئی

اوسوقت مجھی بھول نجانا فلک پیر
جب تجھسی کسیکی تو کوئی امید بر آئی

اسکی یہ شب وصل مین جو شور مچانی
دم نکلا نہ اوسدم کہ وہ اغیار کی اگی
... نہ ... شائستگی ہی ہم
... تو مرا اتنی ستایا مگر افسوس
... ت ناصح نصیحتین
بس حیا کی ہوتی نہ سمائی جہان مین
اللہ ری تیری شرم کی شوخی کہ وقت
... دل لگا ہی لیا آخر اوس سے ہی
وصل کی تجھسی جو اغیار سے ٹھہری گی
اب تو رہنی دی صنم خانی مین ہمکو خدا
مین اسی سوچ مین ہون آئیگا کیونکر محشر
دیکھ تو لین رہ ... آنی والے
عیش کا نام نہ لیتا کبھی عالم مین کوئی
ظلم سی تو بہ نکرنا کہ بہت باقی ہین
بخت میرا جو بنا تھا تو ہنسائی ہوتی
... یسی لیتی ہے میری ناکامی
جان کسطرح کیون نہ دل مین رہے
گھر مین میری کہان جگہ اتنے
اب تو یہ مشکل ہے کہ اوسکو بھی
... بھی ہو تو کچھ صبر ہو مجھی
... رنج پر اوسکی نہ تو ہو لگنا رقیب

سوچ نہین ڈوبا ہے کہ مرغ سحر آئی
کہتی تھے یہ مجھسی کہ کہو تم کدہر آئی
تا جان لو تم بھی کہ سند دیدہ مین کیا ہی
اتنا بھی نہ سوچ آیا کہ یہ کسکا لکھا ہی
غمخواری آپکی تو مری جان کھا گئی
کیونکر ہماری دل مین وہ یارب سما گئی
کیا کیا نگاہ ناز کو چورے لگا گئی
ایسی ٹہائی کیا یہ تری جی مین آگئے
ہا ہی کیا اونکی یہان عیش کی سامان ہونگی
بت جو دنیا مین ہونگی تو مسلمان ہونگی
تیری فتنی جو زمانی کی نگہبان ہونگی
کیسی حسرت سی چلی جاتی ہین جانی والے
ہمسی دو چار بھی ہوتی جو رولانی والے
ابھی دنیا مین تری جور اوٹھانیوالے
یا خدا مجھی بھی تقدیر بنانیوالے
جب لبونپہ شکایت آتی ہے
دیکھکر تجھکو حسرت آتی ہے
ہر گھڑی اک مصیبت آتی ہے
حال پر میری رقت آتی ہی
سمجھون کہ ہر کمال کو آخر زوال ہی
چاہت ہو میری یہ بھی تو اک احتمال ہی

دم رخصت وہ بی نقاب ہوی
حیرت ہی کہ جو کھینچتی ہین آپ کی تصویر
ڈرہی نہ کہین وصل مین محسوب ہو یہ کر
برا ہو شہرۂ جذب دلی کا جسکی باعث سی
سنتی ہین نواب متصل مین گئی ہین سب رقیب
درد ہو تو دوا کرے کوئی
منہ صبر کو کیونکر مین دکھاؤنگا الٰہی
حسرت کی نگاہین نہ پڑین چاند سی منہ پر
ایسی سزا مین پائی ہی لذت کہ ہیش یاد
ان یاس کی نگاہون کو ہرگز نہ بھولنا
بیوفا جانتی ہی خلق جسی ای نواب
مزہ لی لی کی ای نواب گھر یون وجد کرتا ہون
شوق وصلت سی مین اسو اسطی گھبراتا ہون
بھیجدی ساری بلائین کہ ذرا دل بہلے
عمر جاوید ہمسے ملے تو کیا
ان نصیبون سی تو کچہ کام نہ نکلا تا کب
ابھی تسکین دل نہین ظالم
کہتی ہو میرا ثانی پیدا نہین ہوا ہے
وہان یاد عہدو مین کچہ نہین یاد
چھپا کر دل مین تجھکو غیر سی ہم
خلوت کی یہ ہوس ہی تو نواب کیا عجب

ہای کسوقت بی حجاب ہوی
کیون سب مین خدائی کا وہ دعوی نہین کرتی
ہم اسلیی بوسی کا اشارا نہین کرتی
چھتی وہ تو کہین مجھسی تپا سب یہ چہپی آئی
چل کھڑی ہو تم بھی قسمت آزمائی کو
تم نہ آؤ تو کیا کرے کوئی
ٹپکی جو مری دل سی کوئی بوند لہو کی
تم نزع مین بی پردہ نہ آنا مری آگے
تعریف کر رہی مین ہم اپنے قصور کی
دیکھو مصیبتین ہین یہ وقت اخیر کی
عمر بھر ہمنی اوسی جان سی سکام لیی
زبان پر میری جب اوس فتنہ گر کا نام آیا ہو
کہ مصیبت کا شب غم مین مزا جاتا ہی
ای فلک سوچ تو کسکی شب تنہائی ہی
ابتو فرقت مین جان جاتی ہی
دی مجھی غیب سی یارب کوئی تقدیر نئی
اور اسی بیقرار ہو سنے دی
آئینہ تو اوٹھاؤ دیکھو تو منہ یہ کیا ہے
یہان اب تک تغافل کا گمان ہے
یہ پوچھین گی بتا اب وہ کہان ہے
پیدا ہوا ور خلد ... تیری واسطے

دو پہول بھی رکھنی کا ٹہکانا نہین صیاد
ہم سمجھتی تھی جسی مرجع ارباب دعا
بخت خفتہ کو نہ چونکا سکین ہای آہ تو
وہ تو ای نواب لیتی تھی عدو کا امتحان
فرقت کو ہمتو سہہ سکتی پر کیا کرینگی لوگ
اتنی بلائین آئی ہین ہمپہ کہ نام کو ابھی
عشق سی تائب ہوی یا انتظار مرگ ہے
دم بسمل نہ گھبراو کہ نواب اوسکی گردن پر
لذت سی مری وصل کی یہ غمسی تو چھوٹی
لازم ہی ایک قصہ مری ہر گلی مین ہو
عجیب سیر ہو روز جزا جو داور حشر
قتل اغیار کا خاطر سی مری ہو نواب
دست جنون کو شغل گھڑی دو گھڑی تو ہو
کون کہتا ہی کہ نالون مین نہین تاثیر کچہ
نامہ یہ کسکو لکہا ہی جو کبوتر سیکڑون
یہ دعائین تو نہین مانگی تھین یارب وہ
منہ بناتی ہو عبث تم آہ بی تاثیر سے
نواب حکم ہو تو تماشی کو آئین ہم
کاہش غمسی ہجر مین نواب
نہین سی پوچھتا ہون تم ہی کہدو یہ خدا لگتی
روتی ہی روز مری تربت پر

وسعت تو ذرا دیکہ مری کنج قفس کی
وہ بھی افسوس تری کشتی کی تربت نکلے
سنتی آتی ہین کہ سوتی کو جگانا منع ہے
ہای اتنی وقت ناز اک لحظہ خودداری کا
دوزخ مین ہو گی گر یہی صورت عذاب کی
گر دو دن انکے پاس کوئی مصیبت نہین ہے
آج کیون نواب چپکی بیٹھی ہو بیکار سی
شہادت کی گواہی کی لیی خون دو عالم پر
بی مانگی اجل آئی کہ وقت پہ آئی
تا بعد مری نام مرا کو بکو رہے
تری ہی حسن کو مخلوق مین پسند کری
وعدہ کرتی تو ہین پر کچھ ابھی انکار بھی ہے
پہناو میری لاش کو یار و کفن کہی
جو کرتی ہین وہ ہمپہ اک اثر یہ بھی تو ہی
میری آگی بیٹھی ہین مشتاق رکھوالی ہو
پر ہین ہو غیر کی تو بھی مجھی پیار آ جائی
لای ہین اسکو بھی لب تک ہم تڑپتی ہجر
گھر مین تمہاری سنتی ہین فرقت کی رات سے
تمہین تیری کمر نہ ہو پائی
گر میرا خون ملتی ہاتھ مین کسو حنا لگتی
مٹ گئے پر بھی مٹا ئی ہین

بیخودی کا اب یہ نقشہ ہی کہ ہم
خدا جانی نواب کیا سوچتی ہین
احسان خاک مانون کہ بزم رقیب مین
اس شک کا بُرا ہو کہ اوسکی تلاش مین
تنگ آگر دہن کی تنگی سے
میری بتیا ہیون سی وقت ادا
وہی دل خاک کر دیا ای چرخ
نفس واپسین کو غیرون کی
سنبہلو نواب راہ الفت مین
دیکہا تجکو یہی تہا خونبہا میری لیی
تمام وعدہ خلافی مین بہول جاتا ہون
جب وعدہ کیا خواب مین آنی کا تو افسوس
رکہی ہونگی اوٹہاین بہی ہای کیا کیا حسرتین
نواب گریہ ہی ہین سگلے روز روز کی
دیکہ باتون پہ نہ جا نواب کی
دیکہی جو تو اداسی تو ظالم ادہر بہی دیکہ
برا ہو دل کی تڑپ کا کہ ہای کہل نسکا
اسقدر رسوا نکرا ای شوق دل
ہی ناز یہ کہ حسن جہان سوز پر اون کو
مرتے ہمتو پرستم یہ چرخ
ہسا بہی مرہم کی الگ رکہنا مری ناسور سی

شکوی کرتے ہین تری تصویر سے
کہ وہ چُپ ہوی ہین برا کہتی کہتے
بہولی سی آنکہ پیار کی مجہپر بہی پڑ گئی
جانا پڑا رقیب کی گہر بی طلب مجہ
شکوی کرتے ہین مسکرانی سے
سیکہ لو طور لوٹ جانی کے
جسنی اوس بت کے ناز اوٹہای سہے
ہاے وہ شور مرحبا سمجھے
یہ بہی کیا گہر کا راستا سمجھے
ابتو دعوی مجکو تیری پرسش خنجر سی ہے
ادا نہین کی وہ جسوقت یاد آتی ہی
فرحت سی مجہی تا سحر نیند نہ آئی
ابتدای عشق مین جو لوگ غم سی مر گئی
تو جان لو کہ سیدہی ملاقات بہی گئی
ہی تو عاقل پر ذرا وحشت بہی ہی
میری بہی پاس اک دل امیدوار ہے
تمام رات ترا تحفۂ قبا جہ سی
پہر بہی اس محفل مین آنا ہی ہمیے
دنیا مین کہین شمع جلانی نہین دیتی
اوسکو ابتک تباہی جانا ہے
آنکو تو جنت مین بدلونگا مین چشم حور سی

راہ تاثیر آہ دشمن کو نسوجھی صبح تک
پاس سی تو اسطرح نا آشنائی کی نگاہ
حشر مین ہوگا عجب وہ بھی تماشا جسگھڑی
چھوٹ بیٹھی جب اوسیکو پھر گلہ دشمن سی کیا
تجھ مین اگر بلا کی ہین سامان بھری ہی تو ہی
رحمت خدا کی پوچھتی پھرتی تھی حشر مین
صد حیف اوسیکو چرخ نی پامال کر دیا
کیا جانی اوسکو صرف کرون مین کہان کہان
گنجایش عدو نہوتا اوس مین ای خدا
رویا یہ کون شبکو گلی مین تری جو آج
نواب جای تو جو خدا کی جناب مین
خوب رو لون شب غم مین کہ غم ہلکا ہو
کسی سی بھول کر بھی گر کوئی تقصیر ہوتی ہی
نہین سنتا ہی کچھ نواب تیری حق مین ظالم
بڑہا اک آن مین عمر رواں سی سو قدم آگی
وصل مین منہ چھپای بیٹھی ہین
مرتی دم بھی یہی رہا افسوس
دم وصال نزاکت سی تم نہ کہینچو آہ
ستم نہ سمجھون تری لطف کو تو کیا سمجھون
روز اول مل چکا تھا صبر ایوبی مجھے
آج وقت جنگ ہم قائل ہوی نواب کی

ہم بہت مسرور ہین اپنی شب دیجور سی
اور انہین پیار کی پہچان لینا دور سی
سامنا ہوگا خدا کا اوس بت مغرور سی
چپ رہو نواب اب کیا حاصل اس مذکور سی
بیٹھی ہین ہم بھی ای شب ہجران بھری ہوی
لخت جگر سی کب کی ہین دامان بھری ہوی
جس دل مین تھی جہان کی ارمان بھری ہوی
فرقت مین تیری کچھ بھی ہو عجب کیا اثر ملی
جنت بھی گر ملی تو نہ مجھے مقصد ملی
کچھ خاک مین ملی ہوی لخت جگر ملی
لانا بلای عشق وہان جسقدر ملی
وصل کی رات بہت دیدہ گریان تجھسی
تو میری ہی لیی اوس جرم کی تعزیر ہوتی ہی
برابر مجھسی اوس سی روز ہی تقصیر ہوتی ہی
میری دل سی کوئی پوچھی روانی تیری خنجر کی
یہ بھی اک شکل ہے جدائی کی
کس سے اوٹھین گی ناز قاتل کی
بنی ہی یہ تو فقط مجھسی جان بلب کے لیے
پسند خاک ہو وہ بات جو ہو سبکے لیے
دیکھ کر تجھکو وحشتی یہ امانت لیگئی
تیری گھر سی جیب و دامن کو سلامت لیگئی

ہی جیسی روز موت سی نواب سامنا
آہ کھینچون صدمۂ فرقت سے مین کیا بری دیر
درد کی شدت اودہر دل مین ادہر پہلو مین تیر
پھر تسکین دل نے لی ہی غنیمت جانکر
مر گئی نواب خلقت تجھکو تڑپا دیکھکر
ہای فرقت کی شب بسر نہوئی
قاصد اپنا خدا کی گھر پہنچا
وصل مین سیر کسکی دیکھو گی
عیش وصلت کی ہی دعا نواب
صرف ہوتا ہی وہی دشمن کی حق مین اپنی
کوئی حسرت جو کبھی دلسی نکل جاتی ہی
حال نواب عبث دیکھکی تم ہنستی ہو
حشر کو دیکھکر یہ سمجھی ہم
ایکسی ہی وعدۂ دروغ سی ہای
نا سمجھی اوس پر بکا کوئی دیوانا مجھی
جان دون مین فرقت جانان مین تو اے عدو
سوچ تو نواب ہاتہ آتی ہی یہ نعمت کسی
طرز رفتار بہول جاؤ تم
یا الہی فرقت جانان مین لذت کے لیی
سیری ہی حق مین ہی یہ صرف فقط وصل الہی
سیری طالع اونکی گیسو مین کہان سی آگئی

نادان زیست کا یہ بہلا کوئی ٹہور ہے
یہ فقط حیلہ ہی تیرے رحم آنی کی لیے
رات کو دو طرح کی لذت مری قابو مین ہی
وہ جو وقت نازکی جنبش تری ابرو مین ہی
جو بلا تہی ہای ظالم وہ تری آنسو مین ہی
نہوئی حشر تک سحر نہوسکے
شکر ہے یہ اوسی خبر نہوئی
بیقرار سے مجھے اگر نہوئی
غم مین کمبخت کیا بسر نہوئی
منتظر مدت سی تھی ہم جس ترحم کی لیی
مژدہ دیتا ہون کہ اب اور بلا آتی ہی
یہی ہوتا ہی جو تقدیر پلٹ جاتی ہی
خلق آتی سے کوئی قاتل سے
حسرتین سب نکل گئین دل سے
فرض ہی مجھپر عدو پر ایک دن جانا مجھی
اشک حسرت عاشقون سی لیکی نہلانا مجھی
چاہیی فرقتمین خوش ہو ہوکی غم کہانا مجھی
سنتی ہین ہم قیامت آتی ہی
دل بنا مجائی مانگون جس مصیبت کے لیی
دلسی مانگی تہین دعائین جس نزاکت کے لیی
یہ سیاہی تو بنی تہی شام فرقت کی لیی

فکر تو مرگز نکرد و جگر کی چارہ گرا ۔ کوئی ہمدم تو رہی دل کی قافت کی لیی
ظلمت شب فراق مین یہ بھی گزر گیا ۔ ڈھونڈھا اجل نی بھی تو نپایا کہین مجھی

رباعی

ہی تنگ سی جسم ناتوان کو بہت بیزاری ۔ لیکن اوسی شکر ہے نبی کی پیاری
یہان تک کہ رہ عدم مین بھی جاتی نا ۔ سایہ ہمسایہ ہے شہ کے ابری

رباعی

وقت مین اوٹھایا اس طرح کا صدما ۔ باقی نہ رہا نام تلک بھی میرا
اوتن کیونکر خیال معشوق مین ہین ۔ گمنام ہوا ہون صفت مہر و وفا

رباعی

سایہ جو نبی کا نہ کسی نی پایا ۔ اسکا یہ سبب ذہن مین میری آیا
تابان ہون جہان چار طرف چار قمر ۔ باقی رہی کس طرح وہان پھر سایا

رباعی

شبنم ہی عرق کان ہی گل غنچہ دہن ۔ ابرو ہی بر و نسترن گلو لالہ ذقن
بنی ستو لب ارغوان سنبل زلف ۔ آنکھین نرگس بنفشہ خط رخ ہی سمن

نامۂ اعجاز نما بطرز تحریر زبانداناں باکمال مروجۂ زمانۂ حال موسومۂ
ملک الشعرا میرزا محمد تقی خان لسان الملک سپہر مستوفی دیوان ہمایون اعلی حضرت
ایران کہ با دیوان کرامت انتما بدار الخلافۂ طہران سمت ترسیل یافتہ

یا من تنزہ عن الانتقال ذاتہ ۔ وتقدس عن الزوال صفاتہ ۔ نحمدک حمد الشاکرین
ونذکرک ذکر الذاکرین بأعداد نجوم الثواقب ۔ وتعداد اضعاف الرغائب
بنسیم البال ولسان الخیال بالغدوۃ والآصال ۔ الحمد للنائی العظیم
بالالاء والشکر للمنعم المعروف بالقدم ۔ ذی الطول والجود والآلاء والمنن

واللطف والفضل والاحسان والنعم ❁ وتعود بک چون امت سبحان تسبحون
بحمد ربهم ویستغفرون منفردون بقبول باشد بر آن مطلع فرخنده مضمون برتری
ومقطع خجسته نجوای پیغمبری که شروق شموس اسرار از مشرق بیضا ضیای
دانش عالم افروز وبروق بوارق انوار از سحاب گوهرفشان نعت طغیان
ـه هو اول النور التی تلمعت بضیائه فی العالم الاضوار ونور اول الانبیا
آخرهم به ختم النبوة وابتدء الانداد بذریه ابدی المهیمن سره فاختله الانبیا
والابدال قد خصه الباری باوصاف علی لم یعطها الاحداث واعطی ما اعطاه
فضلا لیس یمکن ان یکون لشریک فیه او شرکاء اسماه اذ اسماه بالحسنی
ومن اسمائه خالصه اسماء بر رحیم مفضل ذو قوة باد رؤف محسن معطاء قدرا ومکة رفعة
میلاده وتشرفت بوجوده البطحاء صلی الله علیه وآله واصحابه وسلم خصوصا
علی افضلهم واکملهم بالتحقیق ابی بکر الصدیق وعلی زین المنبر والمحراب عمر ابن الخطاب
وعلی جامع الحیاء والایمان عثمان ابن عفان وعلی اشجعهم مظهر العجائب والغرائب
علی ابن ابی طالب رضوان الله تعالی علیهم اجمعین الی یوم الدین اما بعد بر ضمیر بی نظیر
استادی وحبیبی مرجع الایام واللیالی اسوة المکارم والمعالی مجلی مرایای تشریح مجلی
عرائس تصحیح مجدد مراسم طلاقت ووداد محدد صوارم حذاقت وذکا سطح افتخار الهمم
والمفاخر منبع ینبوع الکرم والمآثر قابل سرگوشی خاقان وقیصر لائق کنکاش دارا وجم
ادب آموز هرمز وکیوان قلم از کف ستان فرزدق وسحبان المؤلفه سپهر عز وعلا
میرزا لسان الملک که هست هیبت کالش چو مهر عالمگیر تراشه قلم مشکبار او
صندل برادهٔ مقط عنبرین اوست جبین خلی گشته بر آن تنگ که کلک روان
برد بعرش چو جبرئیل تصویر شود مشابه ترقا بصیر دتیزنگاه گشته چو میل قلم
دست او بچشم ضریر نورت اغصان الالسن بازاهیر دعوات بقائه وزینت محافل

بهجات مقرایشر شناسایی تحفی و محتجب مباد که رسیله نبیله ثریا مثال و نمیقه انیقه جوا
هر مثال به حلاوت بلاغت شور افکن مذاق کوثر و تسنیم و از نضارت فصاحت
تردمع دُرر نمکدان و بهجت نعیم در شیرینی استعارات اعذب از زلال سلسبیل و
در رنگینی کنایات بوقلمون تر از گلزار خلیل الله حروف رایحه بیزش مشکو فشکوخیز
نقاط غالیه ریزش شفیق بوقلمون مضامین نکهت آغوش بنان کأنهن الیاقوت
والمرجان سه نمط گوهر و قطعتها به انصباب سعی تحریر لیست محلة القبول شنواهما
بمناظر عبارات و ساده آرا و نواهد بلاغت از محامل کلمات پرده کشا لمؤلفه فتاوی
ابن الفاظ عنبرین کوی بهار عارض عذرا بطره مشکبوی تازگی معانی مثال
عنفوان جوانی رامش انگیز عیش مهجور و درخشندگی مضامین مثال ...
ابن شعشعه نیر عالم نور ست تکاد معانیه جلال سکویه بجنس مبانی الفقدان ...
نامت فی ترکیب اشکال خطیه رأیت خطا ما عن صبابة مسبا کأنما اللؤلؤ المکنون
او نکهت و قد بهیا المشتقون بافضل الازمنه واجمل الاونه جلوه ورود است و
یوسف محجب روحانی را که در غیابة الجب نهانی مختفی بود اریکه آرای مصر حضور
ساخت لمؤلفه لله الحمد که ایام طرب باز آمد روز نوروز نشاط و شغف و بانگ
که بقر خنده زمان نامه رنگین مضمونی بانشید گرمی دلکش و دلساز آمد لؤلؤ لالا علم
یاقوت مجود از سیلان دیبه از شوستر و قند زا اهواز آمد جام بلور نیسان
صراحی از چین ساقی از کاشغر و باده شیراز آمد یا بگزارش خراسان شده
نامه امید از چرخ یا از نوشاد و چگل شاه طناز آمد حبذا وجود مسعود آن دختر زمان
و مخزن امان که اگر حامه مسلسل نکشایان مناظر حسن اخلاق و اطوار در صفحات ابداع حبات
اخلاق و انشا بیپیروی افکار نمایان پرکار صنعت سرگردان شوند و بر هلاک
حسن چو نقش سپهر ننج کبود تا آلوده سود مدبی شایبه تکلف و حامله تصلف شاهرا

صفاتش را برنگ جادهٔ کهکشان پایانی ندیده خاک عجز بر جبین خواهند مالید
وگلی از گلزار مدعا نتوانند چید لمؤلفه به پیش نقوش تو رنگی ندارد چه آرنگ
نوشا چه ارژنگ مانی عجب کلک سحر کار در دست داری نه کلکست بل هست
تیغ یمانی که گردن منکران را سر کبر و نخوت قلم گشته چون شاخهای خزانی ریاحین
خیالات بلند گلدستهٔ تارک مسیحا و گوهر غور دقیق ته نشین قعور ثری زور جدّت
در عالم فکرت چنانکه قوت خلقت در ابر بهار و افزونی مضامین در طبع زرین
چندانکه جوش کثرت دهد قطار امطار رایت رأیش تا ماهچهٔ ماه سر برافراشته و فکر
رسایش زمین شعر را از خاک برداشته یکی از نتایج افکارش ناسخ التواریخ است
که از بدو گردش دوران الی الآن ادیبی و لبیبی به آرایش چنین چمن بدیع مشتبه
بر نیسان نپرداخته و راکضی رخش قلم را بمضمار مطالب که انتها با این نمط سبک
عنان نساخته جایی که خامهٔ پروین نگار تحریر اشعار شعری شعار گوهر بار گردیده
خط نسخ بنظم حمید و لبید کشیده و لوای فخر بر مطلع ماه و خورشید و مقامی که زبان اهل
تتبّع تقریر وصفی شمائل مآل گشته احوال ماضی و حال را خوشتر از جلوهٔ جام کیخسرو
داشته و نقطهٔ شک بر شیوا بیانی پارس پهلو گذاشته لمؤلفه وه وه چه خرد نامه
یه چه کتابی گویا است ز خونابهٔ دل سرخ آبی چون طبلهٔ عطار به تعطیر مضامین
مشحون ز عبیر است و پر از عنبر نابی هر سطر درخشندهٔ او کلک زمرد به نقطهٔ
متن او در خوشابی نقط و نقط و دایره و جدول و حرفش درّی و لآل و
صدف و بحر و حبابی بنام ایزد که چنین اعجوبهٔ روزگار را بتلاش و تجسّس بسیار یافتم
بعد حصولش عنان سمند مطالعه را از سیر جمله تصانیف قدیم و جدید تافتم
چندان بمشاهدهٔ ریاحین مضامینش در حدائق انشا و سرائیدن گرفتم که خاطرم
مَلّ انشای قصیده و غزل گردید و نوبت از خواندن بنوشتن رسید لمؤلفه آری آری

جلوه حسن دلارای سخن و از تماشا طبع شیدا را سخنور شکیبند و هر چند که درین عصر و زمان
مذاق سخنگوئی و سخن شناسی اقلیم هندوستان را الود لاغ گفته و دماغ بیهوده سرایان
اینجا بمالیخولیای هرزه درائی و مانیای خودستائی آشفته هریکی را باستخوان فروشی
ابوالفضل و عرفی مشغول می بینم و از مداحی صبا و صبای ملول الموالفه جز فیضی و فصیحی
این قدر ناشناسان که جبرئیل باشد او را لبید خوانند آه ازین نافهمان که نقوش
لوح تعلیم را اسم از لوح محفوظ پنداشته تخته بر سر اوستادی شکنند و حکیم را از کلیم
ندانسته با عقول سماوی دم تساوی میزنند الموالفه نشناسند چوب تر از خشک و می ندانند
پشک را از مشک بوم را بهتر از هما دانند زاغ را مرغ زندخوان خوانند
لیکن باجتماع ذخائر ذوق و التماع نوائر شوق با وجود مطارحات همگنان حتی الوسع
و الامکان تا این نگارش خوش مآل ور دیف قافیه سنجان حال صانهم الله تعالی عن اهمالهم
عین الکمال کردیدم از انجاکه حافی فیافی جمله امور را همدمی خضر شفیق و هادی رهبری ضرور
و ظاهر که همچو ذات جامع حسنات کامل الصفاتی بعرصه شهود کاهی نخرامیده و چشم زمانه ندیدان و جیه
فرید بخواب هم ندیده اگر سر فو توت کردون در دبستان آن غیرت فلاطون زانوی ادب زده
تا ابد اجنبا نجنبد آفرین بر فکر متینش توان گفت و مرحبا برای رزینش لهذا مؤلفات
خود را مع تحائف اینجا بتوسط انشای دولت عالیه انگلیس مرسل ساختم یقینی که تصنیفاتم
از توجه آن مجمع مکارم ناگون حلیه اصلاح زیب و زینت یافته با پرچمه کمان فصاحت
هم اغوش کردد و آویزه گوش ارباب هوش الموالفه خوش آن زمان که شاهد مقصد
چو نو عروس باصد هزار ناز در آغوشش من سد و درینجا بباعث مغایرت زبان
و مباعدت مردم ایران کسی را دستگاه نظم و نثر فارسی کجا سیما همچو منی را که شبانروزی
از رتق و فتق امور مملکت و نظم و نسق رموز ریاست فرصت سر خاریدن ندارم
حوصله کو که بتالیف اشعار تا بدیه کرایم یا باب شر آبدار بکشایم جز اینکه در اوقات قلیله

بطریق ضیافت دل حیران و طبع پریشان نگران خامه گسسته لجام را مطلق العنان
ساخته‌ام و کمند اندیشه را بر کنگر سخن انداخته پس در صیوت از ترفق ساحی
امید واثق که بر رقم کجواجم آهو نگیرند و از تغلیط و تعریض در گذشته این هدیه
واجب را از من بپذیرند للمؤلفه زمانه تا که بپوشد قبای لعلی رنگ * ز سرخی
شفق شعله تاب شام و سحر * مدام تا که عروسان باغ و راغ چمن * کله زنند
بسر از گلان عطر زرد و کرد * سمند فضل و هنر در رکاب مکرمت تو * بود چون فلک خوش خرام لاکم

انتخاب قصاید

بصیت عسکر معنی و جوش لشکر مضمون — بگیرم باج از تیر و ربایم تاج از جوزا
جمال اوست در هستی چه در بالا چه در پستی — بعشق او کند هستی اگر پیرست وگر برنا
شکنج طره سنبل صدای نوحه بلبل — نسیم عطر بیز گل شمیم چهره زهرا
اگر نشئه است اندر مل اگر عطر است اندر گل — همان نکهت بمغز و گل چه در شبنم چه در صهبا
سرور و وجد و کیف می صدای کرنا و کمانی — بهار گل خزان دی بپوشش سکینه ایما
تویی اول تویی آخر تویی باطن تویی ظاهر — تویی ملجا تویی مبدا تویی ماوا تویی منشا
اساس این عدل و دین ثبات آب ما و طین — مشار آیت یسین بها جنت طه
بروز هنگام هیجا نعره شبدیز و شمشیرش — نشاط از خواب شوخی از خرام فتنه از صهبا
عرق آلوده جسم و شمنش در رزم اگر بینی — بدانی روح را گریان بجاش از تمام اعضا
حسود کش چون نباشد زره در هنگام جان دادن — که خونها شود از برق تیغش بدن صفرا
چه آن چشم خدابین چه آن گیسوی سبزه — [illegible]
نروید غنچه از صهبر نباشد مشک در تبت — نثار دابر در میان نخیزد لعل از خارا
گلاب افشانی ابر نوالت مسکین از آل — نثار نوم از زهره عنبار صرصر از سها
نوالت گر چنین افشاندی اندر جنت بنگاله — شدی چون زلف یوسف برهمن ابر که گرا

رود در جوف عنبر اگر تف شمشیر سوزانت — عظام مردگان از قبرها بجهد سپند آسا
مکلل پایه دم خنگ همه نازت که جولان — شکسته بازوی سیمرغ و بسته شهپر عنقا
فلک سیر ملک طیر و اسد اشمال تنین دم — سمندر بال دلدل پال و برق اندام و رعد آوا
لگامش گیسوی لیلی فسارش طره شیرین — دمش مرغوله لیلی و نعلش ابروی عذرا
برو دوشت همانا مسجد ذو القبلتین آستی — ز شبیر و شبر عرشش و سرور سینه زهرا
شهنشاها تو آن هستی که از فیض نگاه تو — همانا گوهر عتری میشود مانندهٔ یکتا
الا تا در جهان پیدا شود از باری نیسان — سحاب از چرخ و قطره ز ابر و از قطره در رخشا
بیارد با هزاران عجز پیش خادمان تو — کمان نوشته شهب تیر و مجن شمس جهان آرا

مدح امیر المؤمنین حضرت عمر بن خطاب رضی الله عنه

سحر که خسرو خاور نهفته گشاد نقاب — کشید سر بگریبان باختر مهتاب
عروس دهر بپوشید برقع زرین — عجوز چرخ ز بر کند قیرگونه ثیاب
شعاع خسر چالاک و چرب دست ضیا — کشیده بر در ظلمات سیمگون جلباب
پی علاج خمار شبان بستان نجوم — یکان یکان همه بستند چشم خویش بخواب
سبای کلکوه پیز و نسیم غالیه سا — فکند چادر نکهت بگلشن شاداب
دماغ لاله ببو یاسمین هوا مزکوم — دهان غنچه تر از طیب آب پر ز لعاب
شقیق بوقلمون جلوه محو شکر خند — شکوفه طرب انگیز بر کشیده حجاب
زمین ز لاله خود روی جام سبز نگ — فلک بپوشش شفق سا تکین لعل مذاب
برای دفع سکر خواب غنچه ای شبنم — فشاند بر رخ گلها هزار قطره گلاب
قمر وساده و کرسی سریر و زهره بساط — سپهر چارم و خلد آستان عرش جناب
دهم سپهر جلال و نهم بهشت نوال — سوم جهان کمال و دوم مه اقطاب
اگر بمغرب درخشد کواکب حسنش — دیار زنگ شود رشک خلخ و فاریاب

ز چشم خسرو شیرین فسانهٔ مهرش | ربوده چون دل فرهاد نقد شیرین خواب
خلیل سازد بی معجزه تو بر اسمعیل | همان که رستم دستان نمود با سهراب
برزم دیو ملک خصلت و ببزم پری | بحزم عقل درنگ و بعزم دهر شتاب
تبارک الله از آن توسن مجسته لگام | ستاره میخ و ثریا ستام و ماه رکاب
زمین ثبات و فلک سیر و باد رفتاری | که با کمال جلادت که ذهاب و ایاب
بضرب سم شکند پشت و گردن مریخ | اگر که زند سر نعلش بزند پیل سحاب
نظام عالم دیگر قضا چو اثر یافت | خجسته ذات ترا خواند بهر استقصو آب
چو جبرئیل بدرگاه تو هزار سفیر | برنگ رضوان در روضهٔ تو صد سیراب
مجاوران حریم ترا همیگوید | ملک بعرشش که طوبی لهم و حسن مآب
چه گویم از برشش خیمرت که چون ضد تن | جد آکند بکه ضرب نشئه را ز شراب

منقبت امام ضامن ثامن حضرت علی موسی رضا علیه السلام

تا هشته‌ای دو زلف مسلسل بر آفتاب | داری بزیر سر خم و مرغنبر آفتاب
قدت قیامت است و رخت مهر روز حشر | یک نیزه دورتر نشود از سر آفتاب
ق
خال معنبرین تو بر چهرهٔ آتشین | یا آن ستارهٔ کیوان بر آفتاب
یا هندوی نشسته در آغوش حور عین | یا سایه کرده لکهٔ ابری بر آفتاب
رخسار دلفروز تو گر پرده بفکند | از شب کشد بفرق سیه چادر آفتاب
لعل تو در خنده از رخ و رخ فتنه از قد | در خلد هست زهره و در کشور آفتاب
بدر تاب خد تو یک آسمان قمر | باشد ز عکس روی تو یک اختر آفتاب
خطا کشیده حسن تو طغرای عنبرین | بر صفحه‌ای که هست از آن کمتر آفتاب
زوین نماست جبههٔ تو از عرق بهر | افشانده است یا به گل تر آفتاب
شاهی که از طپانچهٔ گردان فروغ او | گردد کبود چهره چو نیلوفر آفتاب

بر ساحت زمین چو نگاهی کند ز مهر / تا بدز ذره اختر و از اختر آفتاب
گر خضر [illegible] تو نمی گشت رهنمون / تا حشر بر نیامدی از خاور آفتاب
جوشد ز احتساب تو چون شیر و انگبین / گر افکنند در خم و در ساغر آفتاب
در [illegible] کمال تو [illegible] کهکشان / در روضهٔ جلال تو هر عبهر آفتاب
تا گشته زیب منطقه‌ات تیغ خونفشان / شمشیر هلال عید شد و جوهر آفتاب
[illegible] پلارک تو هیچکس ندید / در کف ماهتاب زحل پیکر آفتاب
[illegible] ز انتقرت که می دارد [illegible] / روز و شبان در ایمن و در [illegible] آفتاب
بگذاشت چرخ [illegible] غبار [illegible] / گر دیده روز کور مه و اعور آفتاب
در [illegible] حشمت تو ز آسمان [illegible] / وز رمح [illegible] باز تو بی مغفر آفتاب
از خوف حملهای تو [illegible] / بگرفته بهر امن سپر بر سر آفتاب
[illegible] طبع تو گر [illegible] نور / بیساخت جای آینهٔ اسکندر آفتاب
باشد اگر [illegible] / تخم خود از قبیلهٔ نور بحر آفتاب
[illegible] الواسطه [illegible] / باید بتافت بهر جهان دیگر آفتاب
[illegible] نشیند بجایگاه / گیرد کمال ذات تو گر شوهر آفتاب
[illegible] قصه [illegible] تو / بگذارد او دست بر افسر آفتاب
[illegible] شفا [illegible] / راجع شده بجانب منبر آفتاب

منقبت حضرت سید الساجدین امام زین العابدین علیه السلام

[illegible] جهان را [illegible] دیگر گرفت / قوم [illegible] عجب [illegible] گل صد روزیور گرفت
[illegible] زنده دین [illegible] / بهر قتل [illegible] دشنه و خنجر گرفت
[illegible] حور العین بشوق سیر گل / آمد از فردوس و جا در دین عبهر گرفت
[illegible] آب گوهر شکست / [illegible] موج خیزان طعنه بر کوثر گرفت

نیست سنبل زیر نرگس لیلی شبگون عذار / صد دل مجنون بزلف عنبرین نخجیر گرفت
ورنه برگ ست شاخی یا عروسی از حیا / خد خود در شعشعهٔ فیروزه گون معجر گرفت
آنکه با عقل فلاطون و به تیغ لاله گون / تاج از خاقان بود و باج از قیصر گرفت
آنکه هفت اقلیم و شش سو فی سه روح و نه فلک / با نهیب نعرهٔ گردان کهن آور گرفت
بهر حفظ دین و دولت احتساب عدل او / فتنه را بیضه شکست و ظلم را ابتر گرفت
رزم او تاراج کرده هم جنوب و هم شمال / عزم او از باختر تا سرحد خاور گرفت
خفت تا نوشابهٔ اقبال در آغوش او / هفت کشور را زسر نو فر اسکندر گرفت
آن شهنشاهی که دست جرأت روز نبرد / شش جهات صد جهان با ضرب شمشیر گرفت
از در آتش فشان تیغ تو در صلح و مصاف / رنگ از لعل بدخشان رخش از گوهر گرفت
کینه ور مرگ مصور آن پرند آور بکر / آب از خور تاب از زر تیزی از آذر گرفت
خال لیلای ظفر آن نرگس عنبر فام تو / حسن از رخشنده مه رنگ از رخ قنبر گرفت
حبذا رسیت که از سهم خدنگ چار پر / چرخ ترسی از خور خاور سپر بر سر گرفت
آن توئی کز نعرهٔ تند نهیب غازیان / مدتی صور قیامت در پس شور و شر گرفت
مام ایجاد و تکوین زاد چون طفل امل / دایهٔ انجاح تو او را به بر اندر گرفت
چرخ خواهد نقد انجم را بکابینش دهد / تا عروس ملک و ملت چون توئی شوهر گرفت
پیش دست راد دریا بخشش و دربار تو / ابر از قوس قزح دامن بچشم تر گرفت

منقبت حضرت امام باقر علیه السلام

نماز شام که عقد کهن نگار پرند / حمیلهٔ فلکی در گلوی خود افکند
برای مقدم شاه شبینه کاخ سپهر / شد از نجوم و دراری چو خلد آیین بند
من از نظارهٔ معشوق محو عیش و طرب / نگار من بصدای خمار زار و نژند
نمود غازه اش اعجاز انشقاق قمر / بداد یا سنگ او دو هلال را پیوند

چکید از صدفی سنگ لولوی شهوار
ز بخت شور خموشی میان شیرین کند

گرفت رنگ شکرفی عذار گلگونش
فتاد طره شکستی به تابدار کمند

چو یافتم بنگارش نجاد می گفتم
که زود آر رحیق و درکشاده به بند

بگیر جام گل و طرح نوبهار انداز
بیار جوز منقی و نقل و نغز گل و قند

سبک برفت و سبک آمد و سبک آورد
همه ز لوز و شراب و کباب خند خند

ز باده ساغری ساختم چنان سرشار
که غرق بحر عرق شد ز موجه اش ارند

درون لعل لب او بریختم راحی
که از روایح آن روح میشدی خرسند

می که چون بچشید قطره ضمیر از ان
سواد زنگ بدیجور میبد از برجند

می که جرعه او ار بکام زال رود
کند بناخن فرسوده صد هزار الوند

کشید چون ز می لعل ساغری دو سه جا
حیا بچشمه عدم رفت و گشت مست ولوند

الید بر رخ روشن دو زلف غالیه گون
کشید از سر آغوش زر نگار پرند

نهاد لب بلب و گفت بوسکی شکن
تو و گند ای تو این زهد خشک تا کی چند

ملنگ و مست شدیم از وصال هم چندانک
رسید تا سر گردون صدای شکر خند

گذشت چون ز کمرگاه زلف لیلی شب
سرود با دف و چنگ و رباب مستی چند

بمدح سرور دین شاه اتقیا [illegible]
که هست سده لوشکم سپهر بلند

شعیب معجز و موسی کلیم و [illegible] ال
خلیل خلت و ادریس خویش [illegible] اسفند

چه بها [illegible] نوالش اگر برد خانه دهر
سهیل و زهره دمه بهای عنبر [illegible]

هلال محمل سخنگوشه معجزه تو
چو خاک پای تو ریزند در دهان نوند

طرازه‌ی میان هلال کردارت
بود قصه‌ای مجسم نه برق تاب برند

بحیثیت [illegible] او آفرینش مضمر
هدا شود بعدم از دل کمال حمند

پرد چو رنگ رخ عاشقان ز بسوی
ز عالمی نه در آن نام تا زبانه برند

ازان مثال هلال ست خنجر تیزت — که هست طبع همایون تو دقیقه‌پسند
نسیم خلق تو گر عطایه بفشاند — برند بوی عبیر از عصارهٔ ریوند
چو فیلسوف بگوید که عالم است قدیم — پی حدوث بیارم ز خشم تو آوند

نعتیه

ای گیسوی شبرنگ تو طغرای شب تار — وی طرهٔ طرار تو چون ارقم خونخوار
ق
از دشنهٔ مژگان تو مجروح همه دل — وز نرگس مخمور تو عالم همه سرشار
در سرو ندیده است کسی شاخ بلورین — شاخی نشنیدم که بیارد قمری بار
آن قامت و آن گردن و آن سیب زنخدان — اعجاز نما گشته بچشم اولو الابصار
اعجوبه صباحی ست رخ آینه رنگت — کو جلوه نما گشته میان دو شب تار
ای شوخ جفاکار و جفاجو و جفاگر — وی ترک ستم‌خو و ستم‌کیش و دنمکار
تا چند گره در خم ابروی معقرب — تا چند لب لعل بزیر در شهوار
روزی نبود تا نفرستی پی قتلم — صد خنده و صد عشوه و صد غمزهٔ طرار
از گوشهٔ ابرو بوصالم کن اشارت — هوشم بر از کیف می خندهٔ سرشار
ای خاطر آزرده بیندیش ز خویش — وز غفلت دی ای دل نادان هله هشدار
برخیز ازین ره که بسی نوحه نموی — از دست بلاهای غم غمزهٔ دلدار
پیوند شود رهزن دل هندوی زلفی — بگریز بظل علم احمد مختار
شاهنشه با قدر و قضا نظم قدر حکم — دادار جهان گیر و جهان بخش و جهاندار
سلطان رسل خضر سبل … عالم — فرقان هدی بدر دجی … ابرار
بر تارک او تاج فاوحی شده زیبا — [illegible]
گر باد مسیحائی او در چمن آید — بلبل پرد از غنچهٔ سربسته ازهار
در بزم دل آرای تماشای بجاش — ز قانطه تا بن مژگان شده دستار

... ون بگزیند بعدم همت حاتم … آتش کند از بزبانش دم گفتار

اعضای عدوی تو میان شکم ام … باشند که نعرهٔ رزم تو یکبار

چشم ظلمت دوخته بر نفی هزیمت … قاف قلمت کرد جهان حلقهٔ پرگار

شد نیز ترا باج ده عقل فلاطون … شبرنگ ترا پی سپر فکرت احبار

همرنگ و سیلاب دو در رعد خروشی … جبریل پر و ... کفل و صاعقه کردار

عنقاست به پرواز چو ... تعول … آهوست بجولان و پلنگی ست ...

هر غول دمش پرچم سنجوق سلیمان … نقش قدمش دائرهٔ کعبهٔ اخیار

فی الجمله بپاش چو بجنبد دم بوته … در لمحه ز ملک عدم آرد خبر باز

گر وقت تکاپو نکشی زلف عنانش … چون سایهٔ تو محو شود از همه انظار

وین معجزه طرفه که گیری چو زمامش … قوس قزحی شق کند انگشت تو هر بار

از هیبت تو بهر نه نوشیدن باده … آهست پی باده کشان در دل خمار

خوف غضبت می برد اسباب تعیش … ترسم که برد از نجم لذت دیدار

تا جاروی حضرت نشده شعشعهٔ خورشید … ترک فلک آویخته هر روز نگونسار

مداح تو تا یوم ابد روح مکرم … وصّاف تو از روز ازل داور دادار

منقبت حضرت امام محمد تقی علیه السلام

هلال عید عیان شد بچرخ مینارنگ … همال ابروی رعنا بتان چین و فرنگ

شکفته نیست ز سحر نوای رود و سرود … که خیزد از نغمهٔ رامتین ترانهٔ چنگ

ز بخت دلبرکم طرح محفلی چون ... … که پیش حاشیه در خاور و دگر در زنگ

بجاده جاده خدنگ کشت بصفهٔ عنبر … ز بسکه نخلچه افشاند طرهٔ شبرنگ

بکیف عیش ز سیمای ساقی مست … چکیده جای عرق پاک سبوی گلرنگ

فروغ چهر سکندر بلمعهٔ قندیل … ضیای جبهه ق دارا به شمع ...

ملک سپاه و فلک بارگاه سپهر حشم
هلال ساغر و مور اسپ مهر شهاب تک

مهین تهمتن گیتی که از مهابت او
فراسیاب حصاری شود ز بیشه پشنگ

فتد به قلزم زخار گر تف تیغش
سمندری چه از بطن مادهٔ خرچنگ

شکست و دوخت سر و سینهٔ عدو به جهاد
یکی بضرب عمود و دگر بنوک خدنگ

وگر فشار کر پنجه آتش حوادث را
برآید از دهن صور صد غریو و غرنگ

تو آن شهی که بتأیید عدل و انصافت
عقاب چرخ گریزد ز حملهٔ تورنگ

نجاشی از نگر و حصار رم سپه تابت
بخواب هم نکند رخ گهی بجانب زنگ

شکسته نعل سمش ساق عرش اعلی را
گسسته تار چه ارشش پرند آونگ

رود مشابه زهره بسوی گردون
فتد چو سایهٔ او بر سر عجوزهٔ لنگ

ز احتساب تو چنگی نواز دارنا هید
بقهر ترک فلک بر سرش زند سر چنگ

نعتیه

ژاله بارید چنان بر طرف دشت و جبل
گر زکلد کوب خزان گشت چمن مستأصل

تیرگون ابر به اوج ست زمین سیمابی
گوئیا آتش شام و سحری دست و بغل

نبود هیچ عجب گر اثر بارش و برف
روی خورشید شود تیره چو رخسار زحل

نطفهٔ نجم بزهدان فلک یخ گردد
نه فروزند گر از مهر درخشان مشتعل

بسکه بیجاده فشانده است دی و آذر
زرد چون چهرهٔ عاشق شده سبز جنگل

سفت گاه رباد دو کشیده تشرین
از چمن سبزه و زردی برخ نور عمل

نازنینان چمن را بدل جامهٔ سبز
سندروسی شده برگرته و آدی است

بسکه رو به درخشان عالم چه عجب
گر دمد مژده نگردیدن نرگس بعمل

درهٔ بحر عطا غرهٔ سیمای صفا
قرة عین حیا صدره اسرار ازل

کهف دین شیر عرین ور شین مین بقینر
سر خیل نور ازل شمس ملل نجم دول

مهر نسبه بدر ظفر خسلد نعم عرش همم　فخر کل غیث زمان لیث زمین ذو هر ظل

مهچه رایت قدرش قمر شام امید　شقه برق جاهش شفق صبح ازل

آن موخیدی و فریدی که مرآت وجود　کس ندیده ست همانند ترا جز احول

نظم خصم باصلاب رود تا آدم　بهر تنبیه منافی اگر آهنگ جدل

نخله عمر عدوی تو سلیل تیرت　بیشتر گردد و لیکن نرسد دست اجل

عکس تندیس کند در تن ایکاش حلول　روح تا حشر نیابد بجهان هیچ محل

رمح خطی تو در چشم عدو میل شبین　توق عودیت پی سرمه نصرت مکحل

نوبتش اسد زبراقت که پریشان نشود　در تکایو رمحش خواب لطیف مخمل

برق وش عقل تک اندیشه دوش کیکام　لاله سم سنبله دم کلبدن البرز کفل

وقت رفتن بفلاک شکل همای مقبول　دم رجعت بزمین صورت وحی منزل

اثر ناله قیس از دل لیلی برود　اگر فته زلزله از ضرب سمش در اسفل

سدره دیر شود کعبه انسان تو تاب　اگر با تو شمین قشقه کشد و هیکل

مدح امیر المومنین حضرت ابابکر صدیق رضی الله تعالی عنه

خاور خند بو گردیچو دریا خته مقام　آمد بحجله گاه فلک نو عروس شام

ازبسکه گشت جلوه فکن شمسه قمر　تا بید طور تجلی چون گنبد رخام

از شبنم شبانه نم آلود شد چمن　فرکوم گشته باد صبا را اگر مشام

شد چرخ در حلی و حلل چون بساط خلد　وقت نشاط مست کنون ای نگار

در غنچه لب تو نهان سحر سامری　وز سرو دلکش تو عیان فتنه را قیام

زان غنچه بوسکی ده و زان سرو نازقی　زان پس شراب ناب مروق بکن بجام

آن می که قطره چند از طفل شیرخوار　آید برقص در بر و آغوش باب و مام

آن می که می نکو بدارد زروی شرع　ام الخبیث مولوی و محتسب حرام

یعنی رحیق صاف ولائی کسی بمن
کایزد بصوت او بنبی گشت همکلام

آن داوری که چون بخلافت قدم نهاد
بغنود طفل فتنه بآغوش انتظام

جوشان شدی چو آب ز آتش بجوب آهن
قارون مثال ماه بگردون زدی خیام

گر بوی خلق او برسد در مشام شیر
ریزد چو آهوی ختنی مشک در کنام

چون فکر بس سبک رو و چون عقل دور رس
چون وهم تند و چست چو اندیشه تیزگام

چرخی ست وقت گردش و ارضی ست وقت ثبات
برقی ست در تکاپو و بادی ست در خرام

صرصر ز جستن و خیزش آموخت چالکی
دریا ز رهروش روانی گرفته وام

در دم ز سهم عرشش بمقام دنی رسی
گر دست پاک تو نکشد از ادب لجام

از نعره تو نطفه که دشمن ز بطن ام
ز انسان بدر رود که عرق از ره مسام

منقبت امیر المؤمنین اسد الله الغالب حضرت علی ابن ابی طالب علیه السلام

گلگونه از نو بهاران جلوه گر شد در جهان
می سزد نالد اگر رضوان چو بلبل در جنان

نو بهار آمد کنون از کثرت عیش و نشاط
جای زهره زهره خیزاند نهال گلستان

دور نبود از فیوض باد نوروزی اگر
سر کشد از نخل ماتم شاخ و برگ زعفران

گر رود باد صبا بر آذر برزین دمد
لاله زاری از شرار و سنبلستان از دخان

تیرباران بلا گر چرخ بارد باک نیست
زانکه بر گیتی پرند ابریشه برگستوان

فصل بوقلمون ز ریحان شد چمن باز آنچنین
ابر رنگین جلوه گر دیدند کوهسر فشان

ق

این چو صوفی دلق زنگار زنگ میدارد
وان چو مستان قدح آشام میسازد فغان

یاسمن از عکس شفق لاله زد داغ فیروزگون
آب آتش گون بیست و آتش عنبر دخان

حلقه ریحان کمند و برق رخشان خنجرش
پیچد و سوزد گلو گاه و دل فغفور خان

ذات تو در هر دو عالم هرچه جسته یافته
جز نظیر خود که زو دل گشته بی نام و نشان

گه شود محراب کعبه گه در بیت العتیق
چون نگاه رمی گیری چله چاچی کمان

دلدل زرین رکابت تا سم سوسن عذار
نرگسین چشم و بنفشه طره و سنبل عنان

کحله مالد غبارش بر رخ رخشنده ماه / نور می بخشد بجام او بسلک کهکشان
سُمّ او در خون اعدا چار جسر اندر شفق / پیکرش در صفت صف چون ستم اندر سفینه‌ها
جنبد و دم عنبر افشانش هیچکس کاهی بیه / بحر اسود موج زن در وسط دو کوه گران
سرعتی در ترمی تا شیر بخشیدی اگر / پر زدی کاو زمین مثل براق آسمان
عزم تو مهمیز گشته از پی آن برق وش / حزم تو گردیده بهر پای بندش ریسمان
پیش جبریل امین بهر تمیم میسرند / هر غباری کو ز جولانش رود بر آسمان
لوحش الله زان زمان سعد فیروز اگر تو / با سپاه بیکرانه تاختی بر خسروان
طول فوجت میمنه از خاوران تا باختر / عرض لشکر میسره از باختر تا خاوران
واندران پولاد پنهان چون فلک مریخ خشم / درمیانش غازیان چون اژدرها آتش فشان
شرزه شیری در عنان سر پلنگ بر کتش / زین پیلی زیر ران هر یل برزو تولون
بسکه خونها ریختند از دشمنان رو سیاه / جسم‌ها گردید بیجان روح‌ها انجا نهان
بحرها پرشور زآب صیقل الماس تاب / کوه‌ها در زلزله از ضرب کوپال گران
رخنه‌ها در تن ز نوک بیلک سندان گذار / جوی‌ها در جسم از سیلان مغز استخوان
تیرها گشت از برای صید مرغ جان عقاب / نیزه‌ها گردید بهر گوی سرها صولجان
از خدنگ و ناچخ و سرپاش و خشت و پلیا / وز حسام و خنجر و خمچیه و ژوبین سنان
انقدر گشتند تا در نزد تو زنهار خواه / با دم اللذات مضعف از فلک آمد دوان
افعی پیچان کمند از بسکه شد عشاق پیچ / چون کمان خم گشت در وقعه جبین دشمنان
از خروش بوق و سنذف و طبل و نفیر / پنبه از خورشید و مه در گوش کرده آسمان
عشرت آباد جهان گردید چون میکده / کافران را از غریو و مسلمان را از فغان
منهزم گشتند در پایان جنگ اعدای دین / شد سپاه غازیان ابن فتح و نصرت کامران
شد نعارت اشتر بختی قطار اندر قطار / نهب بردند اسپ تازی کاروان در کاروان

حقه دُر توده یاقوت صره سیم و زر	گوهرین مشکوة و سیمینه لگن زرین خوان
هم کنیزان مسلسل طره و آهونگاه	هم وشاقان مشعشع عارض غنچه دهان
بسکه در ناورد که شد حمل پیلان زر و سیم	رایگان رفت آبرو و شان گنج شایگان
گر نبودی ذات پاکت جلوه آرای شهود	از عدم این شاهزاده هرگز نگردیدی عیان
جاه و حزم و فر و جود و مهر و خلق و عقل و فهم	علم و حلم و بذل و فضل و عزم و جزم و دهر و شان
تا نمایان باشد این چار چیز از چار چیز	خنده از لب نور از رخ چین ز مو خم ز ابروان
چار کس آرند پشت سر گزیت این چار چیز	تاج کسری تخت خاقان طبل قیصر چتر خان

ق

منقبت داور جهان و جهانیان سرور زمین و زمان حضرت امام مهدی دین صاحب الامر و الزمان علیه الصلوة و السلام

علی الصباح که صورت نگار کن فیکون	کشید نقش سحر را بلوح آینه گون
مشاطه قدر از تاب آفتاب شفق	فکند بر رخ گیتی پرند بوقلمون
نگار گرد صبا از کواکب انجم	چنانکه رنگ ز رخسار عاشق محزون
خدیو روم سبک جنبش طلیعه صبح	نمود صد حشم زنگ را ذلیل و زبون
به نیزه قعر یم باختر نهان کرده	لآل ماه و کواکب چو مخزن قارون
نسیم عطر دم و شبنم گلاب سرشت	شکفته ساخت هرا چو جبهه ذو النون
نبات از غرف فیروزی خور گوی	ز بطن طلق موسی نموده سر بیرون
به لحن باربدی بلبلان شاخ سپید	دمید بر دم داود صد هزار افسون
باهتزاز نسیم سحر بتم تا که	ز خواب ناز گشاده دو نرگس میگون
حریف نوم شکسته صفوف غمزه ناز	نگار دوشش پرشکن زلف غالیه گون
تکلم لب جانبخش و یک جهان محشر	نگاه عبهر صیاد و یک فلک افسون
کشید غازه و بنمود در چمک لعلش	ضیای دهر فشد و ز لآلی مکنون

چو مقرار شد از زحمت صداع خمار | خطاب کرد بمن با عتاب گوناگون

چه گفت گفت که هی هی بخیز و در زود | چه گفت گفت که هین هین شتاب کن اکنون

بیار میوهٔ و مینا و بادهٔ و ساغر | بزن چغانه و سارنگ و تار و ارغنون

بنوشش راح صفا و لعل آذر فام | به نغمه که بجنبد ازان ز جا هامون

[illegible] که چو ریزد قطره اش بزمین | چکد شراب تبرزد ز شاخ افتیمون

پس از کشیدن ساغر چو مست شدم بادا | گشاد چهره هزاران حقایق مخزون

گذشت فرق خیالم ز ساق روح امین | رسید پای طلب بر تبارک قارون

نظاره کردم چون کوی حوریان جنان | درون کسوت الفاظ صوت مضمون

تبارک الله ازان معنی لطیف و دقیق | تبارک الله ازان لفظ اگر که مشحون

که بود چون شهب تابناک جلوه نما | که بود مثل مدیح خدیو کن فیکون

[illegible] حشم مفتی قضا و قدر | وزیر شاه نشان شهنشه بیچون

شهی [illegible] شرع او زرد | برون جهد ز لحد چون [illegible]

وزد چو صرصر قهرش به نطفه [illegible] | [illegible] سرنگشند از حباب های بطون

به آبیاری انعام او شود پیدا | مذاق آب خضر در عصارهٔ افیون

کسی که ساخته لعاش بصنع او نازم | که نقش زد سراب عدم دو سوزه نون

ز [illegible] تو در چشم خور رسد پیدا | زباد گرز تو در دهر اشاعت طاعون

جمال لیلی کلک اگر ببیند تیر | کمانه پشت شود همچو قالب مجنون

خیال [illegible] شبیخون عسکر قهرت | رباید از دل [illegible] قرار و سکون

ز قطره قطره جهد یکجهان شرار جحیم | رود چو آتش عنف تو در تک جیحون

کمال کثرت هستی چو سر زد از صانع | جمال وحدت تو تغییر بر تو شد مفتون

ترحم تو سیعان در دل تریاک | توجه تو ضعیفان کرب را معجون

شود ز بذل تو ثروت رسی به هر جوان بود ز عدل تو سلوت ضعیف و [illegible]

در منقبت حضرت امام علی نقی علیه السلام

ای خدای باد صبا لطافت [illegible] و چمن سازی ندانم تا کجا گلگشت گلزار و چمن
تا کی دوی در راغها تا کی روی در باغها تا کی نمائی لاغها با سنبل یاس و نسترن
تا کی کشی خمیازه در زیر تاک تازه تا کی بعارض غازه از لاله در دشت و دمن
تا کی ز [illegible] و گل عطر فشاند بلبل تا کی ز بوی نوره گل عنبر به عود [illegible]
گاهی باطراف قلل [illegible] از غنچه [illegible] گاهی باکناف ظلل رقاصی انشوی و [illegible]
گاهی شوی هم داستان با نغمه‌های زندخوان گاهی به [illegible] باشی نهان چون روح در کوه [illegible]
گاهی [illegible] گاهی بجانی [illegible] در زلف همچون [illegible]
[illegible] با طرهای مارسه با زلف های پرشکن
[illegible] داد از دام شعر کن دامن [illegible] همچون
[illegible] بر گرد [illegible] نوشی بصافی مشربی جام می صبح و سون
[illegible] بقبیعش [illegible] بر قبر زین العابدین بر مرقد پاک حسن
دخت نبی [illegible] در آن [illegible] با [illegible] در گلشن مینو وطن
سوی دگر [illegible] باقر و صادق [illegible] یابی تو صلت [illegible] رونق فرض و سنن
عودی نمائی باشرف در [illegible] بینی در آنجا صف بصف حور و ملک [illegible]
بهر ثنا بگشای لب در حضرت میر عرب دست خدا حیدر لقب خیبرکشا [illegible]
ز آفاق شور حرب او [illegible] کرده ضرب او افتاد از یک ضرب او در دو جهان [illegible]
زان پس بگذر در کربلا با ناله و آه و بکا پیش حسین با وفا پیش شه خونین کفن
پیراهنش لعل [illegible] در کرده چون [illegible] هر یک از آن صاحبقران هر یک از آن نجم قرن
جستی فراغت چون از آن در کاظمین [illegible] بگرین بر آستان بینی در آنجا [illegible]

بر کاینات آن باجودی که چرخ سخاوت را حدی … ناجی نام ماه طلعتی محیی صیت ذوالیزن

بعد ثنا بر کش قدری اندر ریاض مشهدی … یعنی شجاعتش زمیر ودی یعنی حجازش یمن

کرسی زمین سا فلکش عرش برین بر تنکش … هیئش چنین آسا کاکش سیماب افزنجی [illegible]

خشت اساس آن سمک سنگ رواق آن فلک … و تابدان آن ملک افکند طرح عدن

آب مولدش آنچنان کز فیض آن مور [illegible] … سر گو نگنجد در جهان از فر بهی و [illegible]

حیث العطا لیث الوغا عرش العلی کهف الوری … شمس الضحی نجم الهدی بدر زمان صدر زمن

بهروان خدم آصف حکم آدم حشم دارد کرم … عیسی دم موسی سیم یحیی حیا لقمان فطن

فرقدشان سر فرکله زهره نشان انجم سپه … نوشته کمان کش بار که کیوان نشان کرده وطن

آذین کاخ ازرقی [illegible] … سعد دل تاکی تقی نور عیون خمسه تن

شاهی که اسد از [illegible] اندر رعب [illegible] … [illegible] خند در عجم بر تاب شعری یمن

از فیض او [illegible] عیان شکفه [illegible] گلستان … لعل بدخش از [illegible] مهر درخش از [illegible]

با لطف او [illegible] اسد از شیر اجم … [illegible] التفاتش [illegible] صوت زغن

تیغش [illegible] در جنگ [illegible] … گل چهره و اورنگ بین این مهروش آن ماه تن

دست یداللهی نشان نهی چو بر جاهی کمان … خیزد صدای الامان از صور [illegible]

تیغی کشی کرا ز کمر گردد جدا چون خیبر و شر … آب از قمر تاب از کهکشان نور از سحر لمع از پرن

گردون اگر [illegible] زرین [illegible] سیمین [illegible] … پروین همی زهره جبین داری عجب تازی [illegible]

مهوش تو باشد [illegible] قوای [illegible] … خورشید باشد خوشه چین از شاخ خضرای دمن

[illegible] چو تقلیب [illegible] برخیزد و آید برون … [illegible] از گل و خیر افسون [illegible] انجمن

[illegible] بر آسمان [illegible] زجرم فرقدان … شاید که بنشیند بر آن [illegible] سلیمان انجمن

ای مه [illegible] آوازه سما [illegible] … باشد کند افسر ترا روزی [illegible]

[illegible] شاد شو [illegible] … عیوق باز آور جلو تا [illegible] جبین [illegible]

تا صوفی پاکیزه دم گردد برای سجده خم
تا بر جبین مهر صبحدم صندل بمالد برهمن

تا در جهان بعد شفق از قرمزی شنجرف
انجم بمیدان عشق تازند با انداز و فن

از مهر تو با صد فرح گیرد محبت بی ترح
در دست از عشرت قدح در چشم از رحمت وسن

وز قهر تو دارد عدو در کوه و جسم و قلب رو
خنجر زبان طعن کلو نشتر روان ابر و سفن

منقبت حضرت امام جعفر صادق علیه السلام

الا ای بت توسن و تند و بدخو
برفتار کبک و بشوخی چو آهو

ندیدم کسی در فضای دو گیتی
چه آن خط و خال و چه آن چشم و ابرو
ق

بکف توس عنبر گرفته دو کاکل
بگلزار سنبل نشسته دو هندو

سمن جبهه شبنم عرق چشم نرگس
رخت گل لبت لاله بالات ناژو

سرین فربهی مثل تخت سکندر
میان لاغری همچو ذهن ارسطو

هدف گوش و ماشوره عاج گردن
سمن ساق و پستان دو سیمینه با تو

اگرچه همه ظلم و جور و جفائی
ولی جمله تو هست چون دل به پهلو

ندا هر تو دوست تر هیچکس را
ندانم ز تو ماه را به بها هو

مگر مهر آن خسرو دین و دنیا
اگر طاعت آن شهنشاه دلجو

امام جهان جعفر ابن محمد
که از صیت او هست آفاق مملو

فکند بر دمن گرد غبار سمندش
شود مشک چون نافه مشک کلبو

ز عدلش همال جمیل و بثینه
شده عاشق یکدگر مار و راسو

رضا جز نوازی او نه گردون
گریزد سیه اسپه زاو ای تیهو

چو اقصه ببینی به سهراب و بیرم

برند اور برق تا بت ربوده
ظلالوز آتش روانی ز زانو

الا ادهم تو که گیتی نکرده
چنین چرخ را از اندر آتش تکلتو

گران پشت و فربه تن و آهنین سم | سبکرو و لاغر دم و ...
رکابش بود پر کر ... ان ترکان | عنانش شود حلقه گوش ...
نفور تو مهلک ولای تو شافی | عتاب تو زهر و حباب تو ...
ثنای تو میکال را نقش جوشن | مدیح تو جبریل را حرز بازو
... بر تیغ جاه تو تلفه آفتاب ک | مدیح تو با بسمله ... فو ...
الا تا ... زد بگاه ... نسیم | ... دیده چون شبنم ز لعل ...
الا تا که ... چون ... دم | ... شکان حسینان مهر و ...
... از ... | ... تو بنیاد یک خلد مشکو
بر آهنگ نواب ای ... | ... بر قصید تا حشر ...

لغز آفتاب منقبت حضرت امام موسی کاظم علیه السلام

چه چیز است ز آیات ... الله | که ... پرتو نورش ...
... جهان ... | شب چو یوسف مصری ...
گهی بناز بپوشد ز معفر کسوت | گهی بر ... چیست لعل گون قبا
ز وصلش رخ گیتی چو آینه روشن | ز فرقتش تن غنچه ... قرمسا
... چو ز ... صاف دل ... | ... چو ... محمور ... پکا
وصال یافتگان از غیاب او خوشدل | ستم کشان ... اسیر ...
نظام عالم امکان بتاب او مربوط | قوای نشو و نما ز دست ... و گیا
فلک ... وری او مثل عاشقان حزین | شبانه اشک همی ریزد از ستاره ...
... ن روی جمیل | شود سیاه چو موی ... در ...
از ... مذاق چو کام جان شیرین | از دست ظلمت گیتی چو حوریان ...
... جن دانش عاکیه | چو عقل ... ور ملک و ملک ...

بهشت پرچم و طوبی علم و مجمره وصال ‌‌ شهاب برق و مه سنجق آسمان درگاه
کز شفاعت او زاهدان پرستاخواه ‌‌ ثواب را بفروشند در بهای گناه
تا بیاری میراب رحمت عاشق ‌‌ دمد ز خار عداوت هزار چهره گیاه
با انتظار شفاعت گری او زایل ‌‌ نهاده رحمت رب غفور چشم براه
ز نور طبع منیر تو گر کنند سخن ‌‌ سواد رنگ نه بینند از زمین براه
بهم ضرب عمود ... زیر و زبر ‌‌ یکی تجمت ثری وان ... برده پناه
بخواه اختلاف تو ... دارا ‌‌ گشته ... سکندر ... دولت و جاه
به آن زمان که رسد هول حشر در کس ‌‌ بان زمان که رسد ... ماهی و ماه
تا آن زمان که نور وند شش جهات ... ‌‌ تا آن زمان که نباشند کوه را چون کاه
تا آن زمان که فشاند ... آتش ... ‌‌ تا آن زمان که جهد شعله ... بطون سیاه
تا آن زمان که ... نفخه تا نی ‌‌ ز ... تیره برآرند سر سپید و سیاه
دوان دوان ز مقابر شوند با حسرت ‌‌ به پهنه که نباشد دران میاه و گیاه
دران مشابه بدرگاه ایزدی بروند ‌‌ که فرق کس نتواند کند گدا از شاه
نه چتر باشد و نی پر و طوق و تاج و کمر ‌‌ نه سنج و کوکبه و طبل و چارطاق و گاه
نه عزم رزم و تماشای بزم و آرمشه ‌‌ نه شوق فر نه ذوق زر و نه هوای حشمت و جاه
نه عقدهای دُر و نی زمردینه حلی ‌‌ نه طاقدیس مکلل نه گوهرینه کلاه
نه گنج گنج عقاقیر و توده توده جسیم ‌‌ نه حله خز و سیفور و زرنگار قباه
غرض که با دو صد اندوه و صد هزار الم ‌‌ روند خلق بر آن بیکرانه شاهنشاه
که ذات اوست رحیم و نوال او عمیم ‌‌ منزه است ز جهل و بری ز جور و سفاه
بکیفر عمل خویش هر یکی برسد ‌‌ چه گبر ظالم کافر چه مومن آگاه
خدایگانا ثواب تو چه خواهد کرد ‌‌ که چشم خجلت او بر گناه اوست گواه

مرا به قلت نیکی و کثرت عصیان	نیامده نظر هیچگونه شکل رفاه
جز اینکه مرحمت خاص تو بگیرد دست	جز اینکه تا در جنت مرا شوی همراه
بباب خلد برینم رسانی و گوئی	که ای وصیف من اکنون تن از کلال بکاه
که در تلافی کربت جنان بقبضهٔ تو	که در صلای مدیحت نصیب تست صلاه
دو دست پاک ترا بوسم و دعا گویم	بآن صفت که ملک گویدم تعالی الله
چو عمر خضر حیات خدائیانت دراز	مثال آن زمان عمر خصم تو کوتاه

مدح امیر المومنین حضرت عثمان ابن عفان رضی الله عنه

الامان از سپهر چوگانی	داد از چرخ تهمت بارانی
آنکه جورش کشد هزاران چشم	صد بلا را کشند تنهانی
نیست کس در زمانه کو نشود	از جفایش اسیر حیرانی
همه ناشاد گشته وگر هست	بهر خون گشته لعل رمانی
خار بسته گل عقیقین نقاب	داغ بر دل شقیق نعمانی
ای بسا یوسفان زجور آتشش	در چه گشته اند زندانی
خم ابرو ... مه نو ملال	زلف در بند صد پریشانی
فلکا سر دخنی ... ای وای	ز آتش فکرهای فرحانی
تا کجا مر مرا کنی بغم عیش	مبتلای غم نگر نیدانی
گر ز روز ازل مرا دادند	منصب خاص مدح عثمانی
ابن عفان خدیو ذی النورین	نور اکرام و نور یزدانی
ید بیضای موسی قدرت	دم عیسی صنع یزدانی
گرچه سیم خلیفه اما اوست	اولین عقل و آدم ثانی
آنکه نبود ز فیض او عاجز	مور در دعوت سلیمانی

علم حق در رخت سهمی دیدما ... گر نبودی حجاب امکانی

منقبت حضرت امام حسن عسکری علیه السلام

شام بصد غنج و ناز از تتق عنبری ... غالیه سا گشته باز بر صدف گوهری

ترک فلک از نیام آخته رخشا حسام ... بهر هلاک ظلام بافنه اسکندری

رفته ز خوف ظلم مهر فلک زی عدم ... آن باصد حشم خیل شهب چون پری

بهر نثار قمر زنگی شب تا سحر ... ریخته در و گهر در طبق اخضری

قاضی روشن ضمیر بهرم گبری نظیر ... زد بر نیلی سپر زانوی دانشگری

زهره زربفت پوش چنگ زن و باده نوش ... برزده چندین خروش تا فلک مشتری

کونی شد آسمان چشمه آب روان ... جرم زحل اندران ساخته نیلوفری

تیر دران انجمن بر سر لوح پرن ... کرده رقم شکل من مدح شه عسکری

بارها صحف وجود سوره تنزیل جود ... بسمله هست و بود آیه دین پروری

از کرم او گشت روضه مینو سرشت ... وز غضب او بهشت بتکده آذری

چون تو نه کردی گزین مهر سلیمان این ... اشک فشاند از نگین دیو انگشتری

شیوه رنج و عنا ساخته تا فنا ... کودک آشوب را کرده عدم مادری

قهر تو سازد برون گر ز جهان نهب و خون ... غمزه کند در عیون توبه ز غارتگری

حامل اگر در منام روی تو بیند مدام ... مضغه بز هدان مام سازد رامشگری

انتخاب غزلیات

انکار چرا ورزی از بستن پیمانها ... دارم پی اثبانش در دل دو صد ایمانها

جانی و هزار ارمان چشمی و دو صد طوفان ... شکرست که در هجران هستیم به سامانها

تا کی بشب فرقت دارم تمنا سهی ... یک سینه و صد حسرت یک دیده و صد طوفانها

چون آن صنمی که کرده در هجوم درد و غم پیدا ... بود لطف نهان تو ز بیداد و ستم پیدا

بدان نازم که تیغ ظالم از ارواح همه عالم
شود یکباره در شوق شهادت از عدم پیدا

ندیدم هوای جان نثاری گر ز بی‌مهری
نکشتی قتلم هزاران بار دسازی مسیحا

کدام آشفته دل داده است خط خود به صید
گرفته یک جهان حسرت نقش هر صید را

فلک آموخت شیوه گر این عشق بازان
تو یا رب صبوری کن دل امیدواران را

نخواهم شد خجل از زاهدان در روز محشر
اگر اشکم پاک شسته نامهٔ پرهیزگاران را

ز خوف جور او بر دیگران ماند رعنائی ها
همی باشد بر من جفا این سوگواران را

همان نواب سکینه بود که وا ساده جهان
نمی فهمید در بزم تو دی افسون یاران را

حدیثی گفت قاصد من از کمال شوق
بپرسم هزار بار پیام شنیده را

این ظلم دیگر است که رسوا شدن چو
بدنام کردن آه طلب نارسیده را

هزار چاک رفو کردم و ندانستم
که عاشق نبود رشته چو وفائی را

کدام سوخته دل ناگه بسبب کرد
بلند پایه یافته ام عکس کیمیائی را

ندانی مکن انتسب طبیبان صحبتی را
که با صد شوق در دم خوانده ... را

سخن با غیر و در دوری بسوی من سر گرم
ز چشم خشم فهمیده باشی بدگمانی را

چنان بیخود شدم از ذوق غم کامشب هجران
دو صد تحسین نمودم این بلای آسمانی را

نی از وصلت جانان کرامت کن من باز
بعیسی خضر ده لطف عمر جاودانی را

ظلمی سیاسی تا دم محشر نمی خواهد
چه خواهد خواست گر دانست طرز مهربانی را

ناامید کن از همه جز اصل مرا
تا نماند از طبیبان حسرتی در دل مرا

چون نمودی عوی عصمت میان دامن
مدعی آورد آن دم بر سر محفل مرا

در واقفش چه لذت یافتم از درد دل
سازی یارب بجز یار او سرا یا دل مرا

تا سر براه عدم بگرفت شوق دل هنوز
می برد صد بار هر دم بر سر منزل مرا

نصیحتهای تو ناصح نکردم ترک عشق
باز میدانی بیگانه خویشتن غافل مرا

شکست و برد و ز قیامت کار خواندم
بوفای من ای خدا ایر کن +
من و رندی و بیخودی زاهد
مردن از یاس و زیستن ز امید
غم واند و دتا حیف خواهد بود
شبی از رحم سوی ما بگذر
زلف سیه شکسته بدوش و کمر بیا
با غنچه و نازنین عهد و نیز سبزی
در راه کعبه خانه جانانه با غم
هستم یاد ای دگری نوحه گر امشب
زخم مژه کیست که هر موی تن من
پاس شب آدینه عهد اجداد را
نگاه امروز آشوب بلا نیست
بوصلت بیخودی بسته دهانم
همی ترسم ز خوی تو وگرنه
نگاه عشقبازان را خدایا +
گره از زلف بگشا و عنبر ابم
اگر اینجا نیی آنجاست حوری
چو جان باشی تو در آغوش نواب
خوشنما هست ضیای سحر عید ولی
دل دشوار طلب بین که تمنا دارد

وای نگذارند گره جانب قاتل مرا
همه عالم ز بیوفا سنی ها
تو والیسان و پارسا سنی ها
این بود مملکت و ... کاسنی ها
اگر این ست شادمانی ها
باز بین طنز نوحه خوانی ها
ای من فدات بگذار از این خوبتر بیا
آنی چو نزد من باوای دگر بیا
نواب باش رنجه مده شیشه مرا
پاشید ز من همنفسان با خبر امشب
رقصان شده از لذت درد جگر امشب
نواب نشین در خم می تا کمر امشب
که در عشاق شور مرحبا نیست
تو پنداری که در دل مدعا نیست
هجوم آرزوها تا کجا نیست
بجز فرقت مگر دیگر سزا نیست
فدایت جانم این چند قبا نیست
[illegible]
چه مطلب زین که عالم هست یا نیست
خوشتر از ظلمت شام شب هجران تو نیست
آن وفای که بعهد تو و پیمان تو نیست

نیز اشارت کنی و من بسر تو
مضطر مشو از خوف مکافات ستمها
قربان تغافل که ترا از غم نواب
گر لذت چاک جیب اینست
نیم منکر خلاقی خدا تو آ
حرام نیست که صد فتنه میکند تعلیم
ترحمی که به افزایش ستمهایت
شادی خوگر جورم که بد و رحمت
برهم کن شانه و برخیز و سر زلفش گیر
اندکی صبر کن ای مرگ ازین رو که مرا
جز هجر نیست از تو نصیبی دل مرا
آشوب یک جهان نه پسندی که بخدا
واعظ بخوف حشر مبیم و نه دنیا
گفتی که سیه کرده است روز خوش تو نواب
کسی لذت بسمل شدن بود آگاه
هجوم شوق ز خود می برد مرا شاید
شادم بقیامت که که پرسش محشر
در وصلم نبخشد اثر گریه های صبح
صبری که بود صرف شب غم شد ای خدا
آن زمان باب اجابت بگشایند فسون
که بسر بگریبان و گهی ببدامن

زانگونه نشینم که بدانی خبری نیست
خوش باش که در ناله زارم اثری نیست
زانگونه خبرهست که گویا خبری نیست
درد اکه به تن دو صد کفن نیست
شکیب هست ولی در نصیبه ما نیست
وگرنه اینهمه شوخی محال کردن نیست
تجلی که به آغاز بود اکنون نیست
شیوه مهر ازین عالم امکان برخاست
اینک از بزم تو نواب پریشان برخاست
لب حسرت بصد افسوس گزیدن باقیست
در حیرتم که باز امید وصال چیست
پس از ازل نمایش حسن و جمال چیست
کان فتنه خرام و قد بمثال چیست
قربان سرت گردم طول شب هجرت
که وقت نزع نگاهش بقاتل افتاده است
گذار نامه بر من بمنزل افتاده است
جز قصه تو نیست مرا ورد زبان هیچ
خواهم که شام وصل تو آید بجای صبح
باید شکیب نوبی جور و جفای صبح
کز بجز مرگ امیدی بدل زار نبود
دست من در غم سودای تو بیکار نبود

لذت جور خودت بین که دلم خواهش داشت
آنقدر ظلم که در هیچ ستمکار نبود

از خدا خلد چرا خواست بحشر نواب
همه جا باشش اگر آن سایهٔ دیوار نبود

گویا که درد تو ز دلم سینه دگسی
ورنه بهجر سختی مرگ اینچنان نبود

نواب رفت دی شب عشرت بخواب او
جای خوش آمدش که دران آسمان نبود

جوری نموده که نکرده است آسمان
او همدم رقیب به آزار من نبود

تعلیم کرد غمزهٔ تو ورنه بیشتر
این فتنه ها بگردش چرخ کهن نبود

دریغ حسرت یکباره دیدنت خون کرد
دل مرا که دران صد امید واری بود

هزار محفل عشرت شکسته شد نواب
بگو که دوش ترا این چه بیقراری بود

نواب حال وصل عدو ناشنیده مرد
بر جانش آفرین که چه مرد غیور بود

گر دم زراه مصلحتی دعوی دروغ
ای وای گر به صبر مرا امتحان کنند

آنانکه از حدیث عدو جان همی دهند
آه از دمی که با تو وصالش گمان کنند

کردی بسی جفا ز ازل ای فلک کنون
بگذار یک دو جور که رعنا بتان کنند

نواب زیر خنجر بیداد دم نزد
صد مرحبا که اهل وفا امتحان کنند

یاران چرا بدیر و حرم جستجو کنند
آیند در حریم دلم دید او کنند

شرمنده ام به پیش ندیمان که جیب را
تا چند پاره سازم و تا کی رفو کنند

یارب بحیرتم که چه سازند در وصال
آنانکه روز و شب بفراق تو خو کنند

بیخود شده ببوی گل مرقدم فلک
آه از دمی که این دل پر داغ بو کنند

نواب را بکشش به ادائی که دیگران
صد جان دهند و جلوهٔ مرگ آرزو کنند

روز محشر عرض نامهٔ اعمال مرا
پاره و چند ز صد پاره گریبان دادند

دی بیاد تو همی رفت بگلشن نواب
بخرامی که دو صد دست بر آن جان دادند

بهر آرایش فردوس شنیدم که ملک
پاره های دل پرخون شهید ... بردند

آن وقارم که بصد حشر نجنبید ز جا
بود نواب همان خستهٔ زلف کورا
سرگرم شیون اند چرا عاملان عرش
از من مپرس قصهٔ نواب خسته جان
بقتلم برگشا بازو مترس از طعن بدگویی
ز رشک غیر ای نواب کارت شد خراب آخر
همین یک بیکسی عالم نه پنداری که تنها
دم بسمل شدن نواب چندین مرحبا گفتی
بگلستان بکش ار می کشیم ای صیاد
دل بتو دادم و فکری نمودم اول بی
باب توبه به رخ کس نگشایند دگر
از حال اسیران خبرم نیست و لیکن
دی قافلهٔ صبر تو نواب همی رفت
دلی اول باو بسپردم و آخر بکار آمد
بیک لغزیدن پا بیت جهان شد درهم و
مشنو صفت کوثر و مشکوی زبرجد
چون غیر بجان آمده از عشق تو کم نیست
ترا به دلق و خرقه عبث ناز میکنی
جورت اگر تمام شده تنگدل مباش
دی بتو چی نه مرده ام که بشنود
وعدهٔ بوسه داد و باز نداد

نازنستان یکی جلوه خرامان شد
از سر کوی تو با حال پریشان رفتند
شاید که ناله ام به سپهر برین رسید
برخیز و خود ببین که چه بر آن غمین رسید
که این تهمت ز اول حصهٔ افلاک و انجم شد
که دوش از یک نگاهش خاطر آشفتهٔ تو جمع شد
هزاران رنگ حسرت در نگاه و آیین باشد
که بر عهد تو اکنون جای چندین آفرین باشد
ورنه در دل هوس سیر چمن خواهد ماند
که رقیبی به نهان در پی من خواهد ماند
جهان تا چو مئی توبه شکن خواهد ماند
آن غنچه دیدم بگلستان حضنی چند
از ناله شنیدم صدای جرسی چند
کرامت کن خداوندا دل دیوانهٔ دیگر
حسرت کردم بشوخی نعرهٔ مستانهٔ دیگر
مینا بجهنگی که و خم باده سبز دار
تو نیز دل از پرسش این واقعه وادار
شوخی نرفته پیش تو دامن کشان هنوز
باقیست بهر کشتن من آسمان هنوز
دیگری بر تو مبتلا است وز
دلفریب از ناز و از حیا است وز

دوش در کوی تو بنهادم جان
زاهدا در صنم پرستی ها
تا نکنی بر دل **نواب** خویش +
گر دلش نرم شد این لذت بیداد کجاست
شاید هوای شوخ نازی بیار دیر شدم
دی محتسبم بگشتی از مسجدم راندند باز
با اداهای خوش امشب دیده ام نواب
تو و دادن یک بوسه صد هزار احسان
بفرقت تو ندانم که حال عمر چه شد
تپیدن دل بسمل خوش است خوش لیکن
دل اندر زلفت کرده ام عالم پریشانش مگر
یارب ندانم تا کجا سر رشته نازش کشند
گر تیر جگر دوز تو پران رود از دل
تا چند بود بسمل تو منتظر مرگ
یاد کن یاد ز لخت دل خون آلودم
بهر آزار تو طرز دگر ایجاد کنم
دیتم بهتر ازین نیست که با صد حسرت
بچه شوق آمده ام پیش وی ای دوست دل
چه میگوئی حدیث وصلت دوشینه با دشمن
چنان برده آتشم لذت ز تیغ خونفشان تو
بر نواب آمد یار و برد از هوشش ای همدم

آمدم بعد عمر [illegible] با سر و
کافری کرد نا بسملم که [illegible]
بر رخ و زلف انجمنا زان مشتاق [illegible]
بکن ای آه جهان سوز تا [illegible] خراب
خواهید رو بروی کهن آستان باب
یافتند امروز بر منبر [illegible] یا عجب
زلف شوخی در کف جام می خلف
من و بخاطر من یک جهان حساب فراق
مرا که دل همه خون شد ز پیچ و تاب فراق
نمیرسد بیاد اداهای اضطراب فراق
مانده است مدتها مرا این ناز بروز در بغل
آنرا که باشد روز و شب شوخی سمن در بغل
جذبم نه چنان ست که پیکان رود از دل
زخم دگری تا رگ جان رود از دل
برگ گل را چو منقار بگیری بلبل
واله غنچه سوسن تو در یاد کنم
دم بسمل نگهی جانب جلاد کنم
باش یک لمحه که من [illegible] فریاد کنم
بپرس از من که در هجر تو چون ست آن سحر کردم
که از حال تو صد دل خواهش جان گذر کردم
ترا دیدار ارزانی که من جا کی بسر کردم

دل به آزارم نهاده هست و نمیداند که من — آنقدر نالم که او را بر سر مهر آورم
بعد الطاف تو بوالهوسان باشم که من — بهمین جور و جفای تو قناعت دارم
شوق تو کی بگذارد بدل من صبری — بهر طول شب هجر تو امانت دارم
کس مبادا چو من سوخته دل اندر عالم — گر چه تو دلشکنی چشم مروت دارم
خیال هجر و هجوم امید و خوف سحر — چه فتنه‌ها که بوصل تو در کمین دارم
چراز قتل دو عالم چنین پشیمانی — که من ز طبع تو امید بیش ازین دارم
بعرش زلزله افتادنی ست ای نوا — ز اضطراب دل بمهلت یقین دارم
ندیدم دوش روی خیر و خوش از انجمن رفتم — لب خود بر لبت بنهادم و از خویشتن رفتم
چنان بر داشتم لذت بچاک جیب گر جست — به هر بازار صد ره در هوای پیرهن رفتم
دوش در خواب من زلف پریشان دیدم — لوحش الله که شر یک شب هجران دیدم
تا ... دل گرسی در خم گیسوی تو ما — بارها پیش نعمت بر سر مژگان دیدم
مرده از وهم که شاید بفراقش بنهد — سر گرانی از الی چاک گریبان دیدم
پاس عشقت بود گز جور تو نکشیدم شور — ورنه بهر شکوه من هم زبانی داشتم
در وصالت جمله درد دل بدر کردم ولی — آه را از بهر تخریب جهانی داشتم
الهی بسته عهد وصل آن رعنا نگار من — جهان را عمر دیگر ده برای انتظار من
اگر اینجا نمیکردی تحمل از جور خود آیا — نخواهی گشت در روز جزا هم شرمسار من
بفردای قیامت در جزای گریه ام باز — دو چندان سیل خون ده بچشم اشکبار من
با غیر صد حکایت لطف تو گفته ام — آه از دمی که دید رخ نیلگون من
سوخت برق آه من هفت آسمان لیکن چه سود — گر جفایت طرح صد چرخ کهن خواهد شدن
با ... های حبیب ای نخواب بر صمین ابرش — بعد مرگت اینهمه صرف کفن خواهد شدن
دلهای عالمی همه تو اب خون شده — بگذار ای عزیز خدا را گریستن +

سر شهیدم ز شوخی بخرام و نازشی کرد
نمکی فشان بر جشنم که ذبح تا بدانم
طرح رفتن نو بعالم افکنی انصاف نیست
ای هوای سیر گل بگذر بیا در مشهدم
چون بشوق دل خود آمد در دام بلا
گر فراموشش نمود آن بت عیار مرا
طرفه حشری بجهان کرده قیامت لوا
چنان گم گشته ام در حسرت شوق جمال تو
نقشم جبه ید از طرف رهگذر او
در ره الفت چه ترسانی زبدنامی مرا
جز مظلومست نباشد پرسش روز جزا
سهل تر بود علاج ستم چرخ ولی
با اجل دست و گریبان شده صد حسرتم
نه شوق گلشنی دارم نه ذوق وصل عنائی
خودی گر خود پسند طبع تو افتاد پس آئی
بپرس از من چون عمرم گذشته عمر هجران
دلم بربود شوخی گلعذاری سرو بالائی
بهجران تا قیامت سوز یارب همچو من یارا
بدوش نازنین برداشت چون نعش بصد تمکین
نوید وصلم دادی نفس دلا زره شوخی
سرت بر آستان بر و پایت در حرم

بنعم منت نزیبد لب حسرتی گزیدن
گرچه لذت ست ظالم دم مرگ در تپیدن
کشتن و سیل سرشک از چشم قاتل دیدن
لخت دل چیدن ست از گل بدامان دیدن
مرغ بی بال و پری را تو هم آزاد مکن
فلک تغافل تو پرداز تو هم یاد مکن
بیش ازین بهر چه ناله و فریاد مکن
گر با صد سعی و کوشش ره نیابم در خیال تو
شاید که بتابوت من افتد نظر او
من همان هستم که تو صد بار رسوا کرده
منت ایزد را که تو بر من ستمها کرده
چه توان کرد که تو فتنه دوران شده
تا تو از ناز سوی خاک شهیدان شده
که جوش حسرتم نگذاشت در خاطر تمنائی
چرا دادی باین رعنا بتان حسن خود آرائی
چه دانی تو که از دل هم برون ننهاده ام پائی
درون صلحی برون جنگی همه نازی خود آرائی
اگر دارد کسی در عشق او ویحر تمنائی
ببین چون میرود زافاق نعش ناشکیبائی
مگر دانسته باشی کامشب ز الطیبت فردائی
نباشد هیچکس محو خواب چون تو بی سر و پائی

[illegible]

ما تا [illegible] | بسند آمد از آن ناصح مرا معشوق جانی
چرا نواب خوشنود [illegible] وصل محبت | مرا امروز طاقت شد تو را امید فردائی
میرم از [illegible] بخجل باشی | آه از آن روز که بی من [illegible] منزل باشی
حسرت [illegible] | تا [illegible] کسان بر سر بسمل باشی
[illegible] آواب [illegible] | بسمل [illegible] از تو [illegible]
[illegible] آموز [illegible] | تا به ارباب وفا [illegible]
[illegible] | چنان [illegible]
[illegible] | که شاید [illegible]
[illegible] | تا [illegible]
[illegible] | یک بوسه [illegible]
بخت آن [illegible] | نام [illegible]
خانه در پهلوی اغیار [illegible] | [illegible] مرا گوش [illegible]
سپهر چو تو بلای [illegible] | که از ازل نشنود [illegible]
[illegible] رفت مبارک [illegible] | غمی و مرگی حسرتی و هر نفسی
خنجر کشی ناز و نکرد [illegible] کسی | شاید که زن نیست ز اهل وفا کسی
نهمت نصیب چرخ شد و کشتیم دریغ | ظلمی کند کسی و فتد در بلا کسی
روز جزا که کیفر ظلمی دهند کاش | بگرفته دست پیش گشاید ز ناکسی
سازی جبان برای شهید آتش ای [illegible] | چون میشود نخواهد اگر خونبها کسی
نخواهی ست از آشوب آهم یاد محشر | شب وصلم اگر یک جنبشی ای آسمان دادی
ترسیدم از قیامت خلقی وگرنه | دستی زده بگوشه نقابت کشیدمی
مرگم نیامد آه در آن ساعتی که من | نام تو از زبان عدو می شنیدمی

بکرد و بعد [illegible] تا قسمت فقیر — قسمت را همه خود بردن اولی
[illegible] زحسنه کم نگاهان — ستمهای [illegible] رانشه دن اولی
رو وصف شوقت از دل من — با سیه و صالت [illegible] دن اولی

مفردات

[illegible] نواب خوش [illegible] — کردف [illegible] تو افسانهای [illegible] داشت
[illegible] کرد چو نواب بکوی [illegible] — نوحه ساخت کز مرغان قفس [illegible]
بوفا شوم چو [illegible] — بکن آنچنان جفا که کسی [illegible]
[illegible] ناله [illegible] — آه از [illegible] در دل تو هم [illegible]
[illegible] کراو — تا دین جلوهٔ تو زعالم سفر کند
دادم [illegible] تو [illegible] می [illegible] — [illegible] دارا دبه محشر بند
[illegible] بود نصیب [illegible] — [illegible] مکر [illegible] پیکان در حکر
[illegible] فلاک [illegible] — [illegible] ام
وه [illegible] که رخ [illegible] — روز [illegible] دیدم و شبها کرتم
بوفا [illegible] مکر چه خواهم — من که جو ترا وفا دانم [illegible]
[illegible] رقیب [illegible] — [illegible] ان کنم شکیب [illegible]

رباعی

از من بود [illegible] تو زار ترسی — در [illegible] و سویم نمائی گذری
شاید که به غنج و ناز خوامی آید — آن دم که زمن هیچ نماند اثری

مخمس نعتیه

نرکس مخمور لبت پادشه خاوری — لیلی شب به تحت [illegible] حسن پری
تا شط صنع ریخت [illegible] عنبری — تا ز مشکین شده [illegible] نیلوفری

دلبری آموز گشت خندهٔ کبک دری

شاهد مهتاب زد چادر سیمین طناب | جلوهٔ زیبا نمود یوسف رومی حجاب
پرده ز رخ برگشاد لعبت گوهر نقاب | طارم اخضر بداد خوشهٔ در خوشاب

خیز و بیا و بده جام می خلری

برخ زیبا فکن طرهٔ طرار را | تا به کمر بر شکن زلف چو زنار را
بر یدِ بیضا بنه ساغر سرشار را | مست می عشق کن کافر دیندار را

وقت تبسم نما آن دو لب شکری

با مه من در بزم مست و غزلخوان بیا | [illegible] صد غنچه [illegible]
بهر قبا دوز هم برزده دامان بیا | چون کرم خسروی با همه سامان بیا

آنکه بعیوق زد سکهٔ پیغمبری

داور یکتا حبیب نخبهٔ آدم ادیم | [illegible] خلیل جلیل [illegible] حلیم
مهر سپهر علا منبع نهر عظیم | نسل نسیم و سلام بحر سلیم و حکیم

احمد مرسل که هست مرسله سروری

جبههٔ رخشای او تاب ز گوهر ربود | چشم دلارای او آب ز عبهر ربود
عارض رعنای او خواب ز اختر ربود | زلف سمن سای او تاب ز عنبر ربود

لعل لبش آب کرد تلخ خوش کوثری

اژدر آتش فشان صیقل خاراشکاف | آنکه ندارد قضا [illegible] اختلاف
گر بنهی در کمر ور بکشی از غلاف | آب شده خصم تو روی نهد از مصاف

جانب پشت پدر باد و جهان ابتری

کبت

گیندگت سن ہرن سدہا اُدہرن چند بدن پسیلی بازگاری تن ہین ۰
بربا کی دکہ کو بیدہین سیری سی سوبہا سنکہ دین بہر دہن مین مدہ ہین گگن ہین ۰
سنکہ گل کام دہین سی سرگ ابہسرا سی اودیک اچل من سے رتن ہین ۰
کدسہ ترباج گہنو گہنت برنواب دہن کی تن ساگر یہ چودہ رتن ہین ۰

تمہید بندگان عالی نی اس کبت مین عجب حسن رکہا ہی اور قدرت گوئی کا رنگ دکہایا ہی مخفی نرہی کہ مذہب ہنود مین سمندر سی چودہ رتن بمعنے جواہر نکلے ہین وہ یہ ہین گجراج بمعنی فیل سفید کہ راجہ اندر کا مرکب ہی اور اوسکا نام ایراوت ہی امرت بمعنی آب حیات کہ اوسی سدہا بہی کہتی ہین سسی چاند کو کہتی ہین کہ دہندہی مین اوسی چند بولتی ہین بید بمعنی زہر دہنونتر نام حکیم کا کہ اول سب حکما سی پیدا ہوا ہے اور حکیم کو بید بہی کہتی ہین لچہمی نام زن بشن کا ہی کہ دولت دنیا کا ماخذ اوسکی ذات ہی اور اوسی سری بہی کہتی ہین دہن بمعنی کمان بارنی بمعنی شراب اور مدہ بہی شراب کو کہتی ہین سنکہ ناقوس بس کی بجانی کی چیز ہے کامدہین بمعنی اسکی مقصد دہندہ اور یہ نام ہی ایک گئو کا آسمان پر ہے رنبہا جسی ابہسرا بہی کہتی ہین بمعنی لولی غلام جو راجہ اندر کی سبہا مین ہے اور رنبہا اور ابہسرا کا اطلاق واحد اور جمع سب پر ہوتا ہے من نام ایک جواہر ثمین کا ہی کہ بشن کی گلی مین ہے کلپ برچہہ جسی سرترہی بہی کہتی ہین نام اوس درخت آسمانی کا ہے کہ اوسکی نیچی بیٹہ کر جو مانگو سو پاؤ گویا شجر طوبی ہی باج بمعنی اسپ جب یہ چودہ چیزین معلوم ہوچکین تو جاننا چاہیے کہ اس کبت مین بندگان عالی نی معشوق کی سراپا کو سمندر قرار دیکر یہ چودہ چیزین بطور تشبیہات اوس سمندر سی نکالی ہین شرح کبت گیند گت ہاتہی کی سی چال یعنی مستانہ رفتار من ہرن دلربا سدہا اُدہرن آب حیات

شیرین ہونٹھ چندن بدن چاند سا چہرہ چنبیلی بانہ کالے بال ہین زہر بھری کالی
سیاہ ہین اس تک مین یہ چار رتن ہی گجراج اور ست ہا اور چند اور یکہ
پرہا کی دکھ کو بند ہین جدائی کی درد کو اوسکی باتین طبیب ہین سر تیسی شوبھا
سنگ دین پیمی کی مانند خوش صوت اور راحت رسان قلوب بھنور دہن
ابر کالی ہین مدہ بہین نگن ہاین آنکھین شراب کی مستی مین ڈوبی ہوتی ہین ایسا
تک مین یہ چار رتن ہی بید سری دہن مدہ سنگ گل یعنی سنگہ کی مانند
کام دہین سبھی سرل گائی کی مانند مطیع اور کامیاب کنند آبھراسی آدہک
اچنچل ہو لیا ان فلاک سی بڑہکر شوخ و شنگ تن سبھی روشن ہین [illegible] کنند درج
جواہر ہے ویسی ہی اوسکی دانت ہین اس تک مین یہ چار رتن ہی سنگہ
کام دہین ابھرا ہین کہ سہ تریعنی قد مانند درخت طوبی کی باج گھونگھٹ
گھوڑی کی مانند اوسکا گھونگھٹ پسندیدہ [illegible] کی تن ساگر جوہ
رتن [illegible] اس [illegible] مشتوق [illegible] جس [illegible] تن موجود
ہین [illegible] تن [illegible] سکے وہ اس [illegible] مین [illegible] اور باج

تمت

طبقہ دوم شعرای متوطن و متوسل این دیار ریاست بترتیب حروف تہجی

فصل الف

آرام سید [illegible] علی ابن سید صامن علی جن کی عامل ہونے کی شہرت تھی علم تکسیر مین بڑی قدرت تھی [illegible] کی [illegible] ہین مگر شہرت مین اونسے کم ہین پچاس برس کا سن انتہا کی [illegible] وطن [illegible] آباد ضلع [illegible] کی رہنے والے ہین برسون لکھنؤ مین رہکر شعر کا شوق [illegible] ہوا بطور خود بہت کچھ کہا کسیکی شاگرد ہونے کی نوبت نہین آئی [illegible] کی صحبت اوٹھائی اب بہت [illegible] ہین جو کچھ کہتے ہین وہ اونہین پر [illegible] ان کو [illegible] اونکی حوالہ قلم ہوئی ہے

مخمس

[illegible]	[illegible] پری [illegible]
[illegible]	[illegible] ہم انکو [illegible]
ہنون [illegible]	تماشے دیکھیے [illegible] آکی

آزاد حکیم غلام [illegible] خان ولد حکیم غلام رسولخان کشمیری عہد نواب احمد علیخان بہادر مین نیابت پر مامور ہے [illegible] گوئی مین بھی مشہور ہے سنا گیا کہ جب زیارت حرمین شریفین چلی تو لاکہ روپی انکی پاس تھی [illegible] کی [illegible] سرکار حضور مین پیش کی حکم ہوا کہ مال تمہارا ہے سرکار کو اس سی کچھ علاقہ نہین آجتک اونکی اعقاب اسی سرکار فیض آثار کی بدولت عیش و عشرت سی بسر کرتی ہین یہ اونکا کلام ہے

قطعہ

ہم پہ تیری ہنسی آتی ہی مجھکو آزاد	پھوٹتی ہی نہین کہتا ہی مری بات کہین
جابجا کرتی ہین چرچا تری بد وضعی کا	دو کہین چار کہین پانچ کہین سات کہین

آشفتہ مولانا و استادنا حاجی مولوی محمد سعد اللہ خلف ارشد مولوی محمد نظام الدین مغفور

مراد آبادی جامعیت فضل وکمال مین شہرۂ آفاق علم معقول ومنقول مین طاق طبیعت ہمہ گیر
فکر وقاد ہندوستان مین ہزارہا طلبا کی استاد جن سی مولوی صاحب کو استفادہ ہی وہ سب
عالی مقام ہین یہ اونکی اساتذہ کی نام ہین مولوی عبد الرحمن قہستانی رامپوری معروف
بہ دکنی اخوند شیر محمد ولایتی دہلوی خلیفۂ حضرت شاہ غلام علی صاحب قدس سرہ العزیز
مولوی محمد حیات پنجابی دہلوی مولوی محمد اشرف لکھنوی مولوی محمد اسمعیل مراد آبادی
مولوی محمد ظہور اللہ لکھنوی مرزا حسن علی محدث لکھنوی مولانا شیخ جمال مکی علوم مختلف مین
مولوی صاحب کی بہت سی تصنیفات ہین مطول ومختصر انہامین تالیفات ہین اسما
اونکی لکھی جاتی ہین القول المانوس فی صفات القاموس نور الصباح فی عثرات الصحاح
خلاصۃ السوا در علم قرات نوادر البیان فی علوم القرآن ہدایۃ النور فیما یتعلق بالالغاز الشعر
حواشی مالا بد منہ رسالہ ظہر متخلل رسالہ قوس قزح رسالہ نسبت سبع عروض شعیرہ مسمی بغیۃ البصرۃ
شرح ضابطۂ تہذیب رسالہ تناسخ رسالہ تشبیہ عروض با قافیہ میزان الافکار شرح معیار الاشعار
حاشیۂ شرح سلم حمد اللہ حاشیہ شرح چغمینی غایۃ البیان فی تحقیق سبحان القول الفصل فی ہمزۃ الوصل
رسالہ تحقیق علم واجب تنفیہ الطلاب فی خاصیات الابواب رسالہ لامیہ عربی اور
فارسی دونون زبانون مین نوادر الوصول فی شرح الفصول شرح خطبۂ قطبی رسالہ
مناسک حج مسمی بہ زاد السبیل الی دار الخلیل ترجمۂ فقہ اکبر رسالہ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ
وصیت نامہ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی حال مین ترجمۂ حقیقۃ الاسلام ان کتابون مین
بعض ناتمام بھی ہین اور کچھ چھپ گئی ہین مولوی صاحب برسون دلی ولکھنو مین رہی ایک
مدت سی یہان دار الریاست مین مکان بنوالیا ہی اہل وعیال سب یہین ہین اب یہی مسکن ہی
مراد آباد سی کچھ علاقہ نہین رہا یہی وطن ہے سرکار فیض آثار کی قدر دانی سی
باعزاز واکرام منصب حکومت مرافعۂ عدالتین پہ مامور ہین نظم ونثر عربی مین بھی دور دور
مشہور ہین کبھی کبھی شعر پارسی کی طرف بھی توجہ فرماتی ہین المختصر ہندوستان مین

اگر ڈھونڈھی سو لویصاحب کا مماثل جامعیت علوم مین ہاتھ نہ آئی علاوہ ان کمالات کی
اور صفات مثل اخلاق و تواضع و مروت و تہذیب و ضبط اوقات ایسی نہین ہین
کہ ہم ان اونکو احاطہ تحریر مین لاتی اکثر برس کی عمر ہی حق تعالی انفاس فیض اثر
مین برکت دی چند شعر عربی قصیدهٔ مدحیہ کی اور چند شعر پارسی ایک غزل کی جو سفر حج
مین فرمای تھی تیمنًا و تبرکًا لکھی گئے

فارسی

چند اروز که جا در طیبه و بطحا کنم — چشم خود را فرش راه حضرت طاها کنم
بر تنم بسته احرام تو گویم لبیه — سر برهنه کرده چشم خویشتن را پا کنم
گه نمایم طوف بیت الله گهی بوسم حجر — سینه را بر ملتزم فرسوده واویلا کنم
گه کنم سجده درون کعبه گاهی در حرم — گه گرفته ستر کعبه ناله و غوغا کنم
بر درت بار معاصی بهر عفو آورده ام — از تو استغفار و ز غیر تو استغنا کنم
آرزوی من درین دنیا همین بس دایم — در مدینه باشم و خاک درت ماوا کنم
حال من آشفته تر هر روز می آید نظر — به که خود را فدیه راه در مولی کنم

قصیدهٔ عربیه در مدح بندگان حضور پر نور دام ملکهم و اقبالهم

قَدْ شَرَّفَ اللّٰهُ اَمْرَ الْمُلْکِ الَّذِیْ — وَکَرَّمَ الْمَجْدَ فِیْ عِزٍّ وَّتَمْکِیْنِ
تحقیق مشرف کیا خدا نے کار ملک دو دیکو — اور مکرم کیا بزرگی کو عزت اور مرتبی میں
بِحُسْنِ تَدْبِیْرِهِ الْعَالِیْ وَفِطْنَتِهٖ — وَرَأْیِهٖ صَائِبًا اَجْلَی الْبَرَاهِیْنِ
بسبب حسن تدبیر بلند اور دانائی ممدوح کے — اور اوسکی رای صائب کی کہ واضح تر ہی دلیلوں سی
کَانَ لِلْمَمَالِکِ عُطْلًا لَا بَهَاءَ لَهَا — فَزَانَهَا حُکْمُهٗ مِنْ اَیِّ تَزْیِیْنِ
تھین مملکتین بی رونق اور بغیر زینت کے — پس زینت دی اونکو حکم ممدوح نے کیا خوب زینت
مِنْ طُوْلِهِ اَلِفَ الْاُسْدُ اَظْلَمَا — کَمَا غَزَالًا نِهَا صِرْنَ اَوْلَادَ السَّرَاحِیْنِ
[illegible] — [illegible]

فلا یری فتنة فی عهد دولته | غیر الذی فی عیون الحور والعین
بس نہین دیکھا جاتا ہی کوئی فسا اوسکی عہد دولت مین | سوا اوس فتنہ کی جو آنکھون مین معشوقون کی ہی

تراب سدته العلیا مدارجها | کحل لعین ملوک الروم والصین
خاک اوس آستانہ بلند مرتبہ کی | سرمہ ہی بادشاہان روم وچین کی آنکھون کیلئین

وهاب الاف الاف وازیدها | معطی الخیول واصناف البرد
بخشنے والا ہی ہزارون کا اور اوس سی زیادہ کا | بخشنے والا ہی گھوڑون اور قسم قسم کی کپڑون کا

لو خصمه شرب السلسال من عطش | لصار فی حلقه رزق السکاکین
اگر دشمن اوسکا پیوی شراب آب سبب پیاس کی | ہو جاوی اوسکی گلی مین روزی چھری کٹاری کی

او مس سیوف الهند خادمه | لعاد ملمسها کالورد فی اللین
اگر ہاتھ پھیری خادم اوسکا ہندی تلوار کی بارہ | ہو جاوی اوسکی بارہ مثل گل کی نرمی مین

له المکارم والعلیا باجمعها | کسبا وارثا من الغر المیامین
اوسکی واسطی ہین بزرگیان و مراتب عالی تمام | حاصل کی ہوئی اپنی ذات سی اور موروثی صاحبان برکات سے

اولی الفضائل سباقین غایتها | ذوی المناقب فرسان المیادین
جو بزرگ تھی بزرگیون مین سب سے بڑھی ہوئے | صاحبان منقبت سوار مرد میدان کی جنگ

طاب المدائح من مدح الامیر کما | طاب النسیم من رفض الریاحین
پاکیزہ ہوئین تعریفین تعریف ایسے ممدوح سے | جیسی کہ پاکیزہ ہوتی ہی نسیم پھولون کی بو سے

کان السماء مطیعا دائما ابدا | لحکمه حین تحریک وتسکین
رہا ہی آسمان فرمان بردار ہمیشہ | اوسکی حکم کا بوقت حکم جنبش اور سکون کے

آشفتہ

آشفتہ عنبر شاہ خان نام مقبول خاص و عام اسرار زبان پارسی سی کما حقہ ماہر بلکہ انکی تالیفات سی ظاہر منشآت مین گلشن فیض جوش ہوش سراج منہاج گلزار عنبر اشراق الخیال سویدای عنبر اور قواعد اسی مین جوہر عنبر ایذان آلاوزان

نوادر المصادر اور مصطلحات مین مرآة الاصطلاحات اور ذکر شعرای ہند و عجم پر
ایک بیاض ریاض عنبر اور دو دیوان نتیجہ فکر ہین ایک زبان ریختہ مین تدقیق الخیال
اور دوسرا زبان پارسی مین تشویق الخیال اردو مین آشفتہ تخلص ہی اور فارسی مین
عنبر کلام اردو سی چند شعر انتخاب برعایت تخلص یہان لکھی جاتی ہین اور کلام فارسی کا
انتخاب برعایت تخلص حرف عین مین لکھا جاے گا قصائد و رباعیات اور فارسی غزلون کا
انتخاب سب وہین آے گا فارسی مین مولوی قدرت اللہ مرحوم متخلص بشوق کی شاگرد
رشید تھی چنانچہ حضرت مصحفی مرحوم نی اپنی تذکری مین بھی لکھا ہی اور اردو مین قیام الدین
قائم شاگرد مرزا رفیع سودا کی صحبت سی مستفید تھی کہ دیباچہ دیوان ریختہ مین خود اونسی
استفادی کا اشارہ کیا ہی سیر کلیات سی معلوم ہوتا ہی کہ طبیعت ظرافت کیطرف
بہت مائل تھی حتی کہ صاحبقران کی رنگ پر بھی کچھ کہا ہے مگر ہیچمدان نی بنظر تہذیب
اوس قسم اشعار مین سی کوئی شعر اس تذکری مین نہین لکھا المختصر یہ فرد کامل اسی دار الکمال مین
پیدا ہوی یہین ہی یہین نشو و نما پائی مراد آباد مین رحلت فرمائی سید خان کی گھیر مین
دفن ہوی سال وفات تحقیقا نہین معلوم مگر بارہ سو ستئیس ہجری تک حیات لوگ متحقق
ہی کہ دیوان ریختہ کی ترتیب اوسی سال مین کی ہی اور یہ بات خود اوس دیوان کی دیباچہ
مین لکھی ہے یہ اونکا کلام ہے

ریختہ

اشک اس چشم تر کو کبھو بیٹھا
آہ یہ طفل گھر کو کبھو بیٹھا

نہ پھرا شرم نارسائی سی
خط مرا نامہ بر کو کبھو بیٹھا

زن ن مانند شمع پھر نہ اوٹھا
اوسکی محفل مین جا کی جو بیٹھا

گل اونہین عار تھی اپنی ہم آغوشی سی
یا اب اک بوسی پہ سو طرح کی تکرار ہی آج

باغ جہان مین غنچہ لالہ کی طرح ہاے
اپنی گرہ مین کچھ نہین ہمدم سوای داغ

ہی نظر چشمہ مین او چشم نے دیکھی نہین
یارسی ہین تحیر ہی یار ہر آغوش مین

جان و دل دونون ہی ہین پاس یہ تم ہجران مین
کون کرتا ہی شتاب آج سفر دیکھین تو

آشفتہ نام عشق نہ لی پھر ستم عمر
دیکھی جو کوئی میری دل زار کی شبیہ

بیخودی دیکھی کیا دکھلائے
یار پھر مست خود آرائی سے ہے

کشور عشق مین ہی اپنا مکان برباد
جو غم و درد ہی سو آکی یہان بستا ہے

قاصد مری نامی مین عبارت نہین تحریر
ملفوف ہین خط مین دل مہجور کی ٹکڑے

اپنا دل ملول ہی وہ غنچہ ای نسیم
گلشن مین جو کھلا نہو باد بہار سے

آشنا مرزا محمد اکرم ولد مرزا محمد اسلم مرد متین تھی ظریف و ذہین تھی کلام مین لطافت ہی بارہ سو اونتیس ہجری سال رحلت ہی پچہتر برس کی عمر پائی چند شعر لے دہ درج تذکرہ ہوی

ریختہ

آئینہ اوسکی ہاتہ سی اکبار گر پڑا
آنکھونکی اپنی جب اوسی سستی نظر پڑی

آشنا کو نہ اوٹھا بزم سی اپنی ظالم
ایسی ملنی کی نہین ناز اوٹھانیوالی

آہ شیخ محمد فرید الزمان خان خلف اکبر شیخ محمد وحید الزمان خان مرحوم چھپن برس کی عمر ہی مرد متین ذکی و ذہین ملازم سرکار فیض آثار مین معزز و ممتاز ہین قصبہ بجنور ضلع لکھنو وطن ہے مگر اب مدت سی یہی دارالریاستہ مسکن ہی آغاز جوانی مین بطور تفنن سخن فارسی ریختہ کیطرف بھی توجہ فرماتی تھی فارسی کلام قاضی محمد صادق خان اختر کو اور مولوی محمد ہادی علی اشک مغفور کو دکھاتی تھی مگر سب کلام تلف ہوگیا غدر مین کچھ باقی نرہا دو چار شعر جو اونہین یاد تھی درج تذکرہ ہوی

ریختہ

خوب پہونچی اوڑای قاصد کی
میری نامی کا یہ جواب آیا

بعد مردن بھی ہو اینج کا باعث میں آہ	ذبح کی بعد مری روتا ہی صیاد مجھی

فارسی

خاکسارم ولیک چون اخگر	آتشی زیر خاک میدارم
ای بسا تلخ دیدہ ام از ہجر	لب جانان مکیدن ست ہوس

احسان تخلص احسان علیخان ولد اکرام الدین خان مولوی حسین شاہ بغدادی سی فارسی کتابیں پڑہیں انکو مجالس عزا میں سوزخوانی کا شوق ہی نوحہ اور سلام کہنی کا ذوق ہی کبھی کبھی غزل بھی کہتی ہیں نواب مرزا خان داغ دہلوی کی شاگرد ہیں اکثر انہیں کی صحبت میں رہتی ہیں اب تیس برس کی عمر ہی فکر اچھی ہے طبیعت زکی ہی ملازم سرکار فیض آثار ہیں یہ انکی اشعار ہیں

ریختہ

احسان بعد مرگ جان ہار کی لیی	اوس خوش گلو کو شوق ہوا ہی ستار کا
آسمان ٹوٹ پڑی سر پہ مصیبت آئی	پر کسی بت پہ الہی نہ طبیعت آئی

احسن تخلص حکیم مظفر احسن خان ولد حکیم محمد مجتبی خان لکڑی کی تجارت کا شغل ذریعہ کسب کمالات کا ولولہ ہی چھبیس برس کا سن جوہر قابل خوش ظاہر خوش باطن خوش تقریر ہفت قلم نستعلیق میں میر عوض علی صاحب عدیل کی شاگرد نسخ میں حافظ فیاض سے تلمذ شکست و شفیعا میں منشی عطا حسین انکی استاد خط گلزار و غبار و توام اپنی طبع ذکی کی ایجاد فارسی اور عربی مولوی عبد المجید خان اور سید علی حسین اور مولوی نور الغنی سی پڑہی علم عروض و قافیہ میں مولوی جمال شاہ اور جناب منشی مظفر علی صاحب اسیر کی فیض صحبت سی بصیرت حاصل کی فن شعر میں پہلی مرزا اسد اللہ خان غالب سی تلمذ تھا پھر منشی مظفر علی صاحب اسیر سی مستفید ہوی صاحب دیوان ہیں ایک قرابادین مختصر اور عروض سیفی کا ترجمہ اردو زبان میں لکھا ہی یہ کلام اونکا درج تذکرہ ہوتا ہے

ریختہ

یارب ہوئی ہی عمر اسی شغل مین بسر	کوثر پہ اہتمام ہو مجہ بادہ خوار کا
اتنا تو جہو جو عشق کسیکا ہو واعظو	جنت مین پوچہتا ہون پتا کوی یار کا
خدا کیو اسطی گیسو ہٹا دی اپنی چہرہ سی	اری ظالم نکر تیرہ برابر کفر و ایمانکا
نا مہربانیون پہ تو مرتا ہی اک جہان	کبہی کہ کیا غضب ہو اگر مہربان ہو آپ
پابزنجیر ہون مین کیون نہین آتی احباب	پاون مین پہنی ہی کیا ساری خدائی زنجیر
ہات کر نہین نوشتہ ماستی ہو تم	ظلم کر نہین نہین آتا لحاظ
کبہی زندہ کبہی مردہ ہین جیسی کرنی فتنی ہے	قیامت ایک سفتی ہی یہان دن قیامت ہے

فارسی

روی تو بینم و از شرم نازکت ترسم	کہ نقش سینہ گردد بتو بار عارض

احقر سید حافظ محب علی یہ بزرگ اصل مین ساکن نگینہ تھے پانچ برس کی عمر سی اس دارالریاست مین آئی قرآن شریف قاری نسیم صاحب مغفور سی حفظ کیا علم قرات اونہین سی سیکہا علوم درسیہ مولوی حافظ سید علی دہلوی سی پڑہے مولانا محمد رفیع الدین مغفور کی مرید ہوی کبہی کبہی شعر فارسی کی طرف بہی توجہ فرماتی تہی اور کلام مولوی حافظ سید علی کو دکہاتی تہی پچاسی برس کی عمر ہوی ربیع الآخر کی چودہوین تاریخ بارہ سو چہتر ہجری مین قضا کی یہ دو شعر اونکی دیوان سی انتخاب ہوی

فارسی

چو بر جنازۂ ما کشتگان یار گلہا	ز بخت تیرہ ما گردد خار گلہا
ما بغم دل زان کف نگار گرفتیم	گو یار کنارش بوسہ پیغام گرفتیم

احمد تخلص سید معین الدین احمد ولد سید حسین الدین احمد سلسلہ انکی نسب کا [illegible] حضرت شیخ مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز تک پہنچتا ہی بارہ برس [illegible]

ہجری انکا سال ولادت ہی ماہ ربیع الاول کی بارہوین تاریخ بارہ سو باسی ہجری سے زمانہ رحلت ہی اس حساب سی سینتیس برس کی عمر ہوئی میان احمد حسین رلحت سی تلمذ تھا سکندر نامہ زبان اردو مین انکا موزون کیا ہوا ملا اوسی سی یہ کلام منتخب ہوکی لکھا گیا

اشعار سکندر نامہ

ہو اجبکہ تابندہ مہر منیر — سمت آیا ہوا شاہ گردون سریر

جوان وہ جو تھی شیر صحرای جنگ — چلی دشمنون کیطرف بیدرنگ

لی دونون لشکر بہم اس طرح — کہ ساون سی بھادون لی جس طرح

کسی سمت تھی گرز آتش فشان — کہین پار سینون کی نوک سنان

کوئی نیم جان تھا کوئی خستہ تن — میسر کسیکو نہ آیا کفن

پڑی لاش پر لاش تھی اسقدر — کہ کشتون کی پشتی ہوی کاسر

احمد تخلص شیخ احمد علی ولد شیخ نادر علی فارسی کی استاد ہین بڑی ذی استعداد ہین جملہ کتب درسیہ فارسی پر عبور ہی نام نامی اونکا دور تک مشہور ہی پینسٹھ برس کی عمر ہی عنبر شاہ خان مغفور اور کبیر خان مبرور کی شاگرد رشید ہین سیکڑون آدمی ادنسی مستفید ہین کبھی کبھی شعر بھی فرماتی ہین یہ چند شعر جو اونسی لی وہ لکھی جاتی ہین

فارسی

ہوجہ نباشد تپش دل بسر من — در کوچہ خوبان گذری داشتہ باشد

سنبل کہ بصد پیچ و خم افتاد بگلشن — شاید کہ بآن زلف سری داشتہ باشد

تو و احمد وصال او بود بیہودہ پندارے — گدا را نسبتی ہرگز نیباشد بسلطان

احمد میان احمد علی شاہ ولد مولوی سعد خان امام الدین خان انور سے تلمذ اور اونہین سے بیعت تھی ستاون برس کی عمر پائی اونتیسوین شوال کو بارہ سو باسی ہجری مین رحلت کی یہ اونکا کلام ہے

ریختہ

وہ حیا نی کی جبدم سنا نی انکی ۔۔۔ پہ سنتی ہی ہمتو ٹھکا نی سے لگے

فارسی

بوئیت چمن اندر چمن زلف شکن اندر شکن ۔۔۔ بوئیت چمن اندر سمن کاہی نظر بر مرغ جان

شوم محو تماشا تا بدر از خانہ می آئی ۔۔۔ روم بیرون ز خود دیدن چو از کاشانہ می آئی

زنیسرہ شوق قبا بر تو تنگ شد ۔۔۔ محو خیال گردش دامان کیستی

احمد تخلص احمد جان ولد بہادر خان صاحب قوم کال زیی روہ واقع کوہستان تیراہ کی بڑی عالی خاندان صاحب نوبت ونشان تھی پشتو زبان مین صاحب دیوان تھی علم تاریخ مین اچھی دستگاہ تھی فن شعری ہی طبیعت کو کچہ راہ تھی امیر علیخان انکی برادر حقیقی سی معلوم ہوا کہ مولوی قدرت اللہ شوق اور میر غلام علی عشرت کی شاگرد تھی پچیس برس کی عمر ہوئی شعبان کی آٹھوین تاریخ بارہ سو اکیس ہجری مین انتقال کیا یہ انکا کلام ہے

ریختہ

کبھی تو بھی نہ تیسا مجھی جانی تونی ۔۔۔ جانفشانی کی مری قدر نجانی تونی

خط قابت تو بڑی بات ہی پیاری اپنی ۔۔۔ مجکو بہیجا نہین پیغام زبانی تونی

احمد سید احمد نذر ابن سید جعفر نذر مرحوم پینسٹہ برس کی عمر ہی قصبہ امروہہ مین رہتی سرکار دولتمدار مین انکی والد بھی ملازم تھی یہ بھی نوکر ہین طبیعت مین جبعہ توٹ کوٹ کی بھرا ہی فکر سلیم ذہن رسا ہی خط شیرین ہی کلام نمکین سے جو کچھ موزون فرماتی ہین وہ اعجاز ہمیران کو دکہاتی ہین

ریختہ

ہی بعبہ کہان ای نگہ فسر آلود ۔۔۔ تجہسی کچہ پڑتی ہی امید ترحم مجکو

ادہر سی بوسہ بازی ہوا ودہر سی تیغ بازی	کہا بلا و تمہارا لاب اسی پر فیصلا ٹہری
مزاج یار نازک ہی مین ڈرتا ہون کہین نہ کیونکر	کہین ایسا نہو اظہار درد دل گلا ٹہری

احمد سید احمد علی عرف میان جان ولد میان محمود شاہ بائیس برس کا سن ہی مرد نوجوان اہلبیت شعار ہین ملازم سرکار دولتمدار ہین راقم سی تلمذ ہی یہ اون کا کلام ہی

ریختہ

اپنی مژگان کو لہو مینی دیا یا نہ دیا	سر نحر و تجہسی تو ای نشتر فصاد رہا
وہ خاکسار ازل ہون کہ نقش پا کیطرح	مدام خاک بسر کوچہ بتان مین رہا
روز فرقت مین جو یہ حال ہی میتابی کا	دیکہون کیا کرتی ہین یہ دل یہ جگر وصل کی شب

احمد تخلص احمد اللہ خان نام ولد محمد حمید خان اخوندزادی احمد خان غفلت کی شاگرد تہی ستر برس کی عمر ہوئی چوبیسوین صفر کو بارہ سو چہتر ہجری مین رحلت کی یہ اونکا کلام ہے

ریختہ

اک پل ہی مین نگاہ نی دیوانہ کر دیا	افسون غضب کا آپ کی کاجل کی سنا تہا

اختر تخلص شیخ رمضان علی تذکرۂ میان مصحفی مرحوم مین لکہا ہی کہ خوش فکر و خوش سلیقہ طبع تہی مگر وارستگی طبع سی دیوان ترتیب ندیا اور اصلاح لینا بہی گوارا نکیا یہ ایک شعر اونکا ملاکر مرقوم ہوا

ریختہ

کیا کہین گر جواب خط اوسنی نہین لکہا تو پہر	اپنا لکہا ہی نامہ بر آمین تری خط مین

اختر صاحبزادہ ہادی یار خان ولد صاحبزادہ علی حسن خان ولد صاحبزادہ حلیم اللہ خان ولد صاحبزادہ مصطفی خان ولد صاحبزادہ الہ یار خان ابن جناب مستطاب معلی القاب نواب علی محمد خان صاحب بہادر خلد مکان انار اللہ برہانہم ابی شوق کی ابتدا ہی مین ہوی کہ شعر کہنا شروع کیا ہی پہلی آغا علی نقی متخلص بہ غنی ای آغا غنی لکہنوی سی اصلاح

اچہی ستھے اب کبہی کبہی اسی سبب سے ان کو کلام دکہاتی ہین یہ شعر اونکی لکہی جاتی ہین

ریختہ

بی خواب مجکو ملتی جو زمین کوی سہانی — تہ مین شور حشر سی بہی کبہی ہوشیار ہوتا
پہلو سی وہ اوٹہتی ہین اودہر شب وصل — تنظیم کو اوٹہتا ہی ادہر درد جگر کا

آخگر محمد جان خان ولد غلام حیدر خان ملازم سرکار ہین اٹہائیس برس کی عمر ہی حافظ حسن علیخان حاجز کی شاگرد ہین یہ اونکا کلام ہے

ریختہ

سبزی دل کی آئینی مین جب ہوا پر تو فگن — دعوی یکتائی دلدار باطل ہوگیا

اخگر تخلص مستجاب خان ولد مظفر خان گرم سینتیس برس کی عمر ہی مرزا اسد اللہ خان غالب عرف مرزا نوشہ دہلوی کی شاگردی سی مورد افتخار ہین یہ اونکی اشعار ہین

ریختہ

قابو تہا جو دل پہ تو حسنگر تہا یہی — جانا ہی اوسکی پاس تہین کیا نہ ہوا
دل ناکام کو بہی اودن لگا ہونی تما ہی — جگر مین ڈوب جاتا پہر وہ یاد آتا جو تیر
قاتل تہا تو تو گرچہ تہا بندہ کشتنی — ظالم کیا نہ پاس کچہ اپنی بہی نام کا
جادو کوی غضب مین ای نالہ ہای نارسا — اپنی ہی سر پر تہی تم محشر اوٹہانیکی لیی

اسد صاحبزادہ محمد اسد علیخان خلف صاحبزادہ حاجی امداد علیخان مغفور امداد تخلص جنکا ذکر اسی حرف مین آئیگا یہ صاحبزادہ مرد پارسا فقر آشنا حافظ شیرازی طالب کی شاگرد تہی پچپن برس کی عمر ہوئی اونتیسوین ماہ محرم کو بارہ سو اٹہاسی ہجری (۱۲۸۸) مین قضا کی کچہ مسودات انکی پای اونمین سی منتخب ہوکر یہ دو شعر تحریر مین آی

ریختہ

زلف مشکین کا ہی مسکن رخ دلدار کی پاس — صبح صادق کی رہتی ہی شب تار کی پاس

ہی مدینہ منورہ	جنت		کوچی کوچی مین بو حسین کی ہی

اسیر استادی جناب منشی مظفر علی صاحب ابن سید مددعلی ابن سید محمد علی ابن سید مولوی محمد معین الدین ابن محمد صالح کردری حضرت عباس علم بردار لشکر خاص آل عبا علیہ التحیۃ والثناکی اولاد مین ہین مولد انکا قصبہ امیٹھی منضافات ملک اودہ اختر نگر ہے صغر سن سی لکھنو آئی اپنی ننہال یعنی شیخ زادگان شہر لکھنو کے گھر اہوی فارسی کتابین اپنی والد ماجد سی پڑہین اور پانچ برس طالبان علم کو پڑہائین عربی کتابین صرف نحو وغیرہ کی علمای فرنگی محل اور اپنی عم بزرگوار مولوی سید علی مغفور سی پڑہین آٹہ برس عہد نصیر الدین حیدر بادشاہ مین محکمہ صدر امانت کی امین رہی ساڑہی چار برس عہد حضرت امجد علی بادشاہ جنت آرامگاہ مین محکمہ عالیہ وزارت کی میرمنشی رہی چار برس عہد حضرت واجد علی شاہ بادشاہ ابد اللہ ظلال احسانہ مین سلطانی خاص کچہری ان کی باہتمام رہی تدبیر الدولہ مدبر الملک مظفر علیخان بہادر بہادر جنگ خطاب پایا حسن کارگزاری سی نقد نیکنامی ہاتہ آیا اس سرکار دولتمدار کی قدیمی نمکخوار ہین جناب غفران مآب نواب محمد سعید خان صاحب بہادر جنت آرامگاہ انار اللہ برہانہ لکھنؤ مین رونق افزا ہوی اوس زمانی مین نوکر ہوی صاحبزادگان عالی شان کی تعلیم کیو اسطی مقرر ہوی پہر عہد جناب نواب محمد یوسف علیخان صاحب بہادر فردوس مکان برد اللہ مرقدہ مین گہر بیٹہی وظیفہ خوار رہی اب کہ دور دورِ قدر دانی اہل جوہر ہی قدر افزای ارباب کمال مین یہ دار الریاست تمام ہندوستان مین نامور ہی ملازم ہو کر یہان آئی مامن فیض بندگان حضور دام ملکہم و اقبالہم سی طرح طرح کی لطف اوٹہای فن شعر مین شیخ غلام ہمدانی مصحفی کی ایسی نامی شاگرد ہین کہ ہزارہا مستفیض انکی گرد شہر شہر کی ارباب سخن دنرات فیض اوٹہاتی ہین اتنی تلامذہ صاحب دیوان ہیت

کہ شمار مین نہین اتی ایک دیوان فارسی مسمی گلشن عشق ہی اور چھہ دیوان اردو ہین کہ
ایک کا نام گلستان سخن اور ایک کا نام ریاض مصنف ہی اور ایک دیوان منقبت
جسکا نام گلدستہ امامت ہی اور ایک دیوان مسمی بدیوان اسیر اور ایک دیوان جو
فی الحال کہا ہی اور ایک دیوان قصائد اردو کا اور چند مثنویان کہ اون مین سے
ایک عاشقانہ مسمی بہ درۃ التاج حسب فرمایش پادشاہ موزون کی ہی اور ایک مین
نواب امین الدولہ وزیر لکھنؤ کی زخمی ہونیکا حال ہی اور باقی مثنویان دینیات مین
ہین جنمین ایک کا نام معارج الفضائل ہی اور اوسمین معجزات ائمہ معصومین علیہم السلام
کی موزون ہین اور علاوہ ان تصنیفات کی زر کامل عیار شرح معیار الاشعار اور
رسائل علم عروض و قوافی فارسی اور اردو دونون زبانون مین ہین اور رسالہ بیان
اضافات اور رسالہ تشریح الحروف زبان فارسی مین اور فوائد مظفریہ علم نحو مین زبان
عربی ہی ان مین سی کچھ کتابین مطبوع ہوکر شائع ہوگئی ہین اور کچھ باقی ہین مدت تک
مرثیہ اور سلام کہنی کا بھی اتفاق ہوا مگر وہ دفتر غدر مین تلف ہوگیا کہ کہین اوسکا پتا نہ ملا
عمر اب پچہتر برس کی ہی حق تعالی انفاس مین برکت دی کہ قطع نظر ان کمالات کی اور اوصاف
مین بھی بی عدیل ہین ایک قافلی کی سالار اور کفیل ہین چونکہ مین شاگرد ہون میری تعریف
مبالغی پر محمول ہوگی لہذا صرف بیان حالات واقعی پر اختصار کیا یہ اونکی کلام کا مختصر سا انتخاب ہے
سخن فہم کی نزدیک ہر شعر لاجواب ہی

قصائد نعت و منقبت و مدح حضرت آقای ولی نعمت دام ملکہم و اقبالہم
جشن کتخدائی ولیعہد بہادر

شامیانی کی تجمل سی یہ ہوتا ہی عیان — غیرت ابر مین سے برق کی جھالر گویا
کیا سعادت ہی کہ محفل مین کوئی پروانہ — شمع کی گرد پھری آکی تو بنجای ہما
یہ سر راہ ہوئی آدمیون کی کثرت — سایہ ی رہ رہ گئی ہوکر تن مردم سی جدا

صفت جوش باران

چمن مین کوئی مسافر جو بنا کر کھی
لوٹ لی صورت فراق اوسی دیو سفاک
وصف ہو عارض گلرنگ کا جس کاغذ پر
پھول کترے کوئی اوس سی تو پہنچی اوسکی

صفت اسپ

گیسوے حور جنان ہی اسی توسن کی عنان
حلقہ چشم ملک ہی اسی کب کی لجام

منقبت

ق

ذرا اگر پر پروانہ کو لگی سبب داغ
بنای آنسووں سی شمع مرہم کافور
جہان مین وہ جو کرین رسم اتحاد کو عام
فدا جو شام و سحر مین ہو فرق کیا مقدور
دن آی رات کی گھر جیسی سر مین لمعہ شمس
رہی نزاع نہ باقی میان سایہ و نور

صفت روضہ اقدس

صدای اشہدان لا الہ دی بیشک
جو آی روضہ اقدس مین طوطی تصویر
جو شبکو آپکی روضی کو خواب مین دیکھی
سحر کو دی اوسی رضوان بہشت کی تعبیر

صفت کوس

برنگ ماہ وہ بارہ بروج مین گر جای
سپہر فرہ تلک آی نہ انکی سی تسویر
ازل سی جاکی ابد تک پھر آی سو سو بار
نہ پھرنی پای سو بستہ اخبر کی زنجیر

منقبت

جو پادشاہ مین تو یہ کری کوئی مجرم
شکست رنگ سی نکلی صدای استعفا
یہ اونکی عدل سی عالم مین ہی حمایت عام
کہ گرگ کی پنجی پہ مینا ہی پنبہ دانہ شرا

صفت اسپ

برق پہنچی نہ کبھی دوڑ مین ہمراہ رکاب
گرد کی طرح رہی ساتھ کی پیچھی پھر کر

صفت شمشیر

چمکی جو تیغ قہر کسی روز جنگ مین	ٹھہری نہ سایہ خوف کی مارے بجلی کا پر

مدح

جو اس بہار مین سیر چمن کو شیخ آئے	تو بے خضاب ابھی ریش ہو پر طاوس
کیا جو پھولون کو سہری کی دام مین بند	خافی باندہ دیے آکے دست پائے عرب

منقبت

نہر صاف ایسی ہے سنہ دہوپ گر آگ	مثل خورشید چمکنی لگی خسار زحل
ایسی پھولون کی ہے کثرت کہ وگلشن سے	آشیان تک نہین آسکتی ہے بلبل کی جل
سبزہ ہو کر وہ زمرد ہوئے طوطی سے جای	ہنس اگر جائے کسی دانہ کو ہو گو کل
حق کو منظور جو اوس مہر کا ہونا نکلو	تا ابد سینے مین ہٹا نفس صبح ازل

مدح

نگاہ قہر جو ہے حکم ہرزہ گرد بکو	کہ حد سے پاؤن بڑہا مین نہ قدم … شمال
تو جام بادہ مین ہو شکل دو حصہ …	نکلے آتی کی گہرے سے حصہ تک شمال

صفت تیغ

جو ریزہ ریزہ کیا … جسم اعدا کو	کہ روز حشر ہوا انکا اجتماع محال
جو … حملہ … شمشیر	دو نیمہ آئے نطفہ مثل نقش پائے ال

صفت اسپ

جو ذکر اسکا شب ہجر مین کرے عاشق	یقین ہے دم مین گذر جائے مثل روز وصال

صفت تیغ از قصیدہ دیگر

آبدار ایسی ہے تیغ اوسکی کہ ہنگام نبرد	عمر دشمن کا جو خالی ہو تو بھر دیتی ہے جام
بخت منعم ہے چمکنی مین ضیا مین ہے وہ مہر	عقل دانا ہے وہ تیزی مین بلندی مین ہے نام

صفت بہار

بسکہ موزونی گلشن ہی طبیعت کو پسند　　مصرع سرو کو گرنی لگی شاعر تضمین

منقبت

دیکھی دشمن کو جو پیاسا تو پلائی پانی نے　　آپکی تیغ حسینی مین بھی ہی خصلت حسن

صفت توسن

اٹھتی ہی سم کی جسم مصفا کی ساتھی　　یا دیکھتی ہی حور لب کوثر آئینہ

منقبت

وضو کی وقت اشارہ ہو اگر افلاک کیجانب　　مسیحا لیکی آئین چشمۂ خورشید سی پانی

دیوان اول

دیکھکر قبہ تری روضہ کا یہ کہتا ہی عرش　　یا الٰہی ہو کبھی اختر مری قسمت کا

ائمہ پنجتن کی ہمنی شکل مصطفی دیکھی　　وہ سارا خاندان تھا آئینہ تمثیل پیمبر کا

بہار گلشن فردوس ہی رخسار حضرت کے　　عرق ہی روی سیمین پر خزانہ حوض کوثر کا

روضۂ پاک کی شمعون سی جو اوٹھیگا دھوان　　دیدۂ حور بہشتی مین وہ کاجل ہوگا

ہوا کوئی رقم مضمون جو حضرت کی عبادت کا　　قلم نی شکر کا سجدہ کیا حرفونکی دامن پر

ظاہر مین ہی جو مرقد اقدس سی یہ بلند　　ہی شامیانہ کچھ نہین الزام عرش پر

سر اسکی کو جو ملتا خاک پای شاہ کا　　لوح پیشانی پہ پڑھ لیتا خط تقدیر کو

دیوان دوم

چل گئی رات مری گھات مقدر سی اسیر　　غیر کا نام لیا یار نی در کھول دیا

گرمی کا شکر چاہیی ای اشتیاق دید　　سوتی مین اوسنی منہ سی دوپٹا اولٹ دیا

مین اگر آگاہ ہوتا پہلی آتی جسکی موت　　منہ چھپا کر اوسکی بستر پہ مقدر لیٹتا

دشمن جو سمجھتی ہو تو کیون مجھسی ہو غافل　　دشمن سی جہان مین کوئی غافل نہین رہتا

اوس پای نازنین کو ہوا ایذا تو ہی غضب　　آنکھین بچھاون راہ مین پلکون کو توڑ کر

اوٹھا او نہین منظور ہی پہلو سی ہمارے
حیلہ ہی کہ دیکھی نہین جاتی تپش دل

کیا دعوی جو دل کا ہنسکی بولے
ترا دل اور مری سینی کی مقابل

یاد ایام کہ رہتی تھی کبھی یار سی ہم
اب یہ عالم ہی کہ جھکنی لگی اغیار سی ہم

کم ہو نہ ذرا پھر خدا اِی تپش دل
ایسا نہو ہاتھ اپنا وہ سینی سی اوٹھا لین

ہم اک نگہ سی مر گئی باقی رہا یہ رشک
دیکھین کسی اب اونکا ہین نصیب ہین

دیکھی کچھ پھرون مین اپنی ہمیں مین اکدن اوسی
غیر پر نکلی یہ سب کینا ترا تب ہی مزہ

رو رہی ہین مجھپر کتنی ہین بیدرد نیز
آتش اوٹھائی لیی جاتی ہین قاتل کر

آہ سوزان سی کچھ امید ہو تی
یہ بھی خاک مین ملا سی گی

ایک دم دیکہ سکی وہ نہ مری بیتابی
مجھسی پوچھین کہ مری عمر اسیمین گذری

اسلی دامن سی سیری اشک پونچھا کرتی
تا تمنا ہین اسی لذت کی یہ رویا کری

آگیا ضعف سی کچھ کام کہ تربت مین اسیر
ہوگئی ختم قیامت مری اوٹھتی اوٹھتی

جسکو کہتا ہی جہان آگی خدا کا نام کر
ای صنم وہ تیری وعدی کی وفا کا نام ہی

چھپا کی پونچھی دامن سی سیری آنکھونکو
رقیب کی بھی ادھر آنکھ ہی نظر لگی

دیوار پہ یہ لکہ گئی وہ آکی مری گھر
ایسی بھی کہین صاحب قسمت نہین ہوگی

دیوان سوم

دل جلا کر رخ محبوب کا جلوا دیکھا
اپنی گھر پھونک کی کیا خوب تماشا دیکھا

آنکہ اوسکی پھری مجھسی یہ باور نہین آتا
کیا ضعف سی بیمار کو چکر نہین آتا

ثابت نہوگا دعوی خون حشر مین کبھی
کشتہ ہی اک جہان تری شمشیر ناز کا

نہو دشمن کو بھی وہ روز نصیب
جس طرح سی کٹی ہماری رات

کیا تیغ کا ہی احسان کہ مری ہاتھ آکر
رکھتی گردن جانان مین حمائل ہوکر

ایک کی دس دیتی ہین بوسی وہ ہکر بھولنا
شکر کی جا ہی ابھی اونکو حساب آتا نہین

پھل مین شوق تماشا ہجر مین تھا انتظام
زندگی بھر اپنی آنکھون نی نہ دیکھا خواب صبح

وہ گھر ملی سیر چمن کرنی دی ہمکو باغبان
رنگ انکا نہ ہم پہونچی ہوئی بیجا نگاہ

التجا کیا کری وہ غیرون سی
جو کبھی شرم سی دعا نکرے

تمسی ہم ہون یہ غیر ممکن ہے
ہمسی ہو جاؤ تم جدا نکرے

پہنچا دی اسنی حسن کا رتبہ بیان تک
اکثر وہ بول اوٹھتی ہین یوسف کے نام

باقی مری دل سی جب رہا نی
غم نی مدت تلک خوشی کی

باقی ابھی ہی ترک تمنا کی آرزو
کیونکر کہون کہ کوئی تمنا نہین مجھی

دیوان چہارم

کچھ نہ کچھ اوسکو بھی دیتا ہون اذیت ایکدن
چشم حاسد سی جو گرتا ہون تو آنسو ہوکر

طائر رنگ حنا ہون گلشن ایجاد مین
زندگی مینی بسر کی ہی کف صیاد مین

مین اور زیست ہجر بھی قدرت خدا کی ہی
انسان کی اختیار مین اپنی اجل نہین

ایک کیا ایسی جو سو عالم خدا پیدا کری
غیر ممکن ہے کہ تجھسا دوسرا پیدا کری

ایسی ایذا شب فرقت مین اوٹھائی ہمنی
نہ رہا وعدۂ روز قیامت باقی

ساری عالم مین تو آرام نپایا ہمنی
ہان اسیر ایک ہی اب گوشۂ تربت باقی

وہ نہ آیا تھا اگر موت ہی آتی شب ہجر
ای فلک کوئی تو امید بر آئی ہوتی

گو زنگ بھی نہ چلون مین تو مروت سی دور
نزلونسی مری لینی کو قضا آئی ہی

دیوان پنجم

مسجد سی نکلکر مین رہ بتکدہ بھولا
تقدیر نی سیدہی بھی رکھا نہ کہین کا

شیخ ہی سبحہ دونون آنکھین یار کی جام شراب
ساغر و شیشہ کی دکانین ہین خدا کی گھر کی گرد

پھیر لینا ہے کب گوارا دل
دیکھتی تھے فقط تمہارا دل

دھوم محشر مین ہوئی جب تری آمد کی
بیگنہ ملگئی چھپ چھپ کی گنہگار دلیر

کشتی عفو کو آنا ہی اگر جلد آئی — عرق شرم میں ڈوبین نہ گنہگار [illegible]

رو رو کی مٹا دونگا مرقد کو مین تیری — مانی نہ بنا نا مری تصویر مین [illegible]

دماغ اپنا پریشان ہوگا آوا جنا دل کی — اوٹھائین بھی مجاور قبر سی پھولونکی [illegible]

پیکان کو دیکھکر یہ مری لینی کی کشش تر — حاجت کمان کی نہوئی اوسکی تیر کو

کچھ تو لعنت کی تری کوچی سی بو آتی ہر — گرد اوٹھکر مری دامن سی لپٹ جاتی ہر

ای تیغ جفا [illegible] کمی [illegible] نا — انگشت [illegible] تجھکے مرحوا لہو کی

دیوان ششم

ثابت اپنا نہوا خون کسی پہ دم مر — نازکی نخرہ چشمہ تانی ادا کہا

سے ہیں عالم مین جسمین عشقبازی کی مرگ — کون عاشق ہی فرشتہ نہ ہین کس کر کہا

جواب نامہ کب وہ قاتل بیباک لکھتا ہر — [illegible] ہیر لیکر [illegible] مرا آیا ہی گردن پر

شوق کی مضمون لکھنی سی یہ ہو جاتا ہی طول — کوچہ جانان [illegible] قاصد پنہچ جاتا ہی

ساعتہ ہماری ساتہ لب آنچو پیو — [illegible] جو می پیو تو ہمارا لہو پیو

کہا اونسی قاصد نی میرا جو حال — بڑی دیر تک مسکرا یا کیے

ہماری دل کی بیتابی نگاہ یار جانے — اذیت کر دان مذبوح کی تلوار کیا جانے

دیکہ ظالم لیسکی مٹھی مین مری لکو نہ لے — پس نہا می آرزو تہری جو مر [illegible]

تہنیت تشریف آوری بندگان حضور از سفر حج

علی شہر مین ہی اہل سفر جا کی پھر آئی — [illegible] پہ گئی احمد والا کی پھر آئی

حج کرکی زیارت کا شرف پا کی پھر آئی — مکی کی مدینی کی ہوا کہا کی پھر آئی

کیا کوکب تقدیر کو چمکا کی پھر آئی

کیا ہو [illegible] کیا [illegible] دانہ ہی کیا دل — آسان ہی انہین مشکل قطع منازل

[illegible] کا [illegible] ادی مین ہین — برسون مین بھی جس راہ کا تہا خامہ مشکل

دو تین مہینے مین یہ سب جا کی پھر آئی

هر دل کی لیی مایہ عشرت ہوی نواب — ہر سر کی لیی سایہ رحمت ہوی نواب
مستفسر احوال رعیت ہوی نواب — سب زیب وہ تخت حکومت ہوی نواب

گویا کہ قدم طور پہ موسی کی پھر آئی

تا حشر سلامت رہی یہ معدلت آرا — معتوب ہو دل کو کوئی دکھای کہو کسکا
سن پای جو اس عدل اس انصاف کا شہرا — مجنون پہ ستم پھر نکری غمزہ لیلی

واثق نہ کبھی بیچ مین عذرا کی پھر آئی

تقریر وہ شستہ کہ دل خلق ہی تسخیر — سیرت ہی فرشتونکی زہی عزت و توقیر
صورت کا وہ عالم کہ ہی اک نور کی تصویر — اک بیچ جو رخسارونکی اک بیت مین تحریر

خورشید و قمر بیچ مین جوزا کی پھر آئی

بیشک صفت انکو ہی آبای سلف سے — کیا فرق اسی اسکو مین کہتا ہون خلف سے
تائید حقیقت مین ہوئی حق کی طرف سے — حج کرکی یہ اس طرح پھری عز و شرف سے

معراج کی شب جیسی نبی جا کی پھر آئی

مثنوی درۃ التاج

ہی ذات خدا ثنا کی قابل — پر حمد کہان خدا کی قابل
وسعت یہ کہان ہی گفتگو مین — دریا یہ سمای گا سبو مین
زخم دل و سینہ مین ہی اوسکی — دلہای شکستہ ہین گھر اوسکی

نعت

لکھی نہ پڑھی جناب والا — شاگرد رشید حق تعالی
گل پھولی اگر گر اپنا — گلزار ارم ہوا مدینا

صفت براق

شوخی سے نہتی کسی کو تاب	پانی کی جگہ پیا تھا سیماب

صفت عشق

ٹھہرا کبھی دل مین درد بنکر	نکلا کبھی آہ سرد بنکر
جنت مین گیا ہما رہو کر	دوزخ مین گرا شرار ہو کر

صفت ممدوح

دیکھی جو بدن کا رنگ گل	اسکو نسی بجھا ہی آتش گل

صفت شمشیر

یہ تیغ ہی یا کہ آہنی پل	رہرو نکا گذر ہے اپنا بالکل
چلنی مین یہ ہی زبان طرار	کھینچنی مین ہی صاف اسکا

صفت اسپ

صنعت مین پری چمک مین شمشیر	دوڑی تو کری کمان کا تیر
پانی پہ چلی جو کوہ تمکین	آئی نہ جبین موج پر چین
سرعت کو کوئی کیا کہے زیادہ	کوڑا ہی اوسی فقط ارادہ
یون جاتا ہی جیسی ہوش عشاق	یون آتا ہی جیسی طبع مشتاق

صفت فیل

خرطوم دراز سے ہی اظہر	اوترا ہی پہاڑ سی یہ اژدر
پڑجاتی جو اوسکا عکس بکر	دھنس جاتی فلک مین کی مانند
گردون سے خاک آرہا ہے	یا ابر سیاہ چہار ہا ہے

صفت صبح

وہ صبح کہ ہوش کو کری گم	محبوب کا جس طرح تبسم
کلیون کا وہ مسکرا کی کھلنا	پتون کا دلون کی طرح ہلنا

یہ طبع ہجوم غم کی بیچ سے کے / شیشونکو کی ہوئی ہی چکلی
ساقی سی جو مست چھوٹتی ہین / دل شیشون کی غمسی ٹوٹتی ہین

جشن مسند آرائی

صحرا مین بھی جوشش گل ہی ہر سو / پھولون کی چہڑی ہی شاخ آہو
توپون کی صدا وہ رعد نشان / گردون پر اوچھل پڑی سحاب
اسدری سی ہر حد قرب سلطان / تہا چتر خوشی سی سر پہ قصان
باقی نہ رہی ستم کی بنیاد / بلبل ہوئی میہمان صیاد
مینخانی مین سنگ و شیشہ ہمدوش / پنبی سی شرار تہا ہم آغوش

صفت زندان

تاریکی و تنگی اوس مین حاصل / چشم اعمی بخیل کا دل
تہی وہی دیو روزن در / کڑیون کی کڑک کہ شور محشر

دیوان ہفتم

پیر گردیدیم و سرگردان براہ عشق تیم / عمرہا شد صرف یکمنزل برنگ آسیا
شد نحیف و زار چندان در فراق چشم تو / گر زمین خیزد پس از یکسال نرگس بر صبا

نعت

بشوق روضہ تو چشم وقت نظارہ / رسید تا سر دیوار پیشتر ز نگاہ

غزلیات

چشم او دیدم و ز خود رفتم / جام بی بادہ کرد مست مرا
سرمہ گشت استخوان ولی شادم / گوشہ چشم اوست خانہ ما
جام جمشید کہ احوال جہان بود درو / ساغری بود ز خاک در میخانہ ما
از یاد رفت ذائقہ زخم اولین / در اشتیاق لذت زخم دگر مرا

بسکه دو گز نار رسن ز نان سوی کرم — بس در کعبه جدا از صد ذکر جدا

با جنگ خویش بنیاد من خوشم — دارد شکست در آینه من خشت خم بیت

بیتو از محفل همه سامان عشرت دور شد — شمع از نور و شراب از کیف و گل از بو گذشت

نامه خبر که رساند بیار پرده نشین — که بیکسی بدرت نیم بسمل افتاد است

آیا خبر نداشت ز حال شکسته ام — مشاطه که طرهٔ آن دلستان شکست

شنیده ام سخنی از زبان آئینه — که هر که دید ترا خویش را نمی بیند

لذت زخم محبت ز دلم پرس ای تیر — تیرها خورده ام از جنبش مژگانی چند

تو کی ای شوخ می آئی که بر بالین بیمار — اجل هم با هزاران ناز معشوقانه می آید

تا قیامت نمک سینه ریشم باشد — آن تبسم که شب وصل بگفتار تو بود

سر این کار ندانم که زبان تیغت — با همه آب چرا تشنه بخون می آید

در ریاض ورگمت بی سحر از جوش جنون — میشود پیدا برنگ لاله داغ از هر جبین

از که آموخته طرز جفا نه بگو — بردن دل ز من و باز تقاضا کردن

پردهٔ او ندرد شانه ستار آسیر — چشم پوشی کند آنکس که بتقصیر کسی

دل که در سینهٔ من بود فدایت کردم — چیست مطلب که باین ناز و ادای گری

مخمس بر شعر ناصر علی

شمع ما از ... برق ضیائی نگرفت — شبنم ما ز سحر نور صفائی نگرفت

دست بیرنگی ما رنگ حنائی نگرفت — بال رعنائی ما فیض هوائی نگرفت

همچو طاوس بصد رنگ گرفتار شدیم

اشرف تخلص صاحبزادهٔ اشرف علیخان ابن صاحبزاده قاسم علیخان ابن نواب محمد فیض الله خان صاحب بهادر عرش منزل طاب ثراه جنکا ذکر خیر طبقهٔ اولیان میں گذرا مرزا کہو عرف کرم خان کرم اور اخوندزادی احمد خان فضلت سی اکثر

تلمذ تہا پچہتر برس کی عمر ہوی ماہ صفر کی چہٹی تاریخ بارہ سو اسی ہجری مین قضا کی کچہ شعر اونکی فرزند صاحبزادہ محمد عنایت علیخان سی ملی اون مین سی ایک شعر درج تذکرہ ہوا

ریختہ

اچھی ہین سی ماتم زدون کی اب اڑ گئی لیکر — نیلگون یہ شامیانہ آسمان سی لیجیے

اشک سید قطب الدین ابن سید حلیم الدین عرف میان مسیتا سلسلہ انکی نسب کا حضرت محبوب سبحانی غوث الثقلین پیر دستگیر شیخ محی الدین سید عبد القادر جیلانی قدس سرہ العزیز تک پہنچتا ہی وطن آبائی جلیسر ضلع متہرا ہے مگر یہ شاہجہان آباد مین پیدا ہوی ابتدای عمر مین لکہنو گئی وہان اپنی ماموں میر عباس کو کلام دکہایا جب دہلی کو آنا ہوا تو امراؤ مرزا انور سی فیض پایا اب کئی برس سی نواب مرزا خان داغ دہلوی سی تلمذ ہی اور اسی دار الریاست مین رہتی ہین تیس برس کی عمر ہی طبیعت اچہی ہے شعر خوب کہتی ہین یہ چند اشعار اونکی درج تذکرہ ہوتی ہین

ریختہ

تہی وہ مڑکر نہ اونکا دیکہنا وقت وداع — اور سراپا یاس و حسرت کی نظر سی دیکہنا

موت آتی اجل کو بہی شب ہجر — کوئی آتا نظر نہین آتا

کون اس دل کی نزاکت کی برابر نکلا — ایک شیشہ نظر آتا تہا سو تیہر نکلا

اے موذن وصل کی شب مین تو مین چپ ہو رہا — حشر کو دونگا تری اللہ اکبر کا جواب

اصغر صاحبزادہ محمد اصغر علیخان ابن صاحبزادہ محمد عبد اللہ خان ظریف جنکا ذکر حرف ظای معجمہ مین آئیگا شاعر خوش مذاق ہین آفرینش مضامین عاشقانہ کی لائق ہین مومن خانصاحب مرحوم دہلوی کی شاگرد رشید کلام انکا لائق دید و قابل شنید اڑتیس برس کی عمر پائی بارہوین رجب کو بارہ سو تہتر ہجری تہی کہ عارضہ خناق سی

مبتلا ہو کر میرٹھ مین رحلت فرمائی وہان سی جنازہ دہلی کو گیا اور درگاہ حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ العزیز مین دفن ہوی یہ چند شعر اونکی کلام سی انتخاب ہین چشم انصاف بین کی نظر مین سب گوہر نایاب ہین

ریختہ

شکر جفا کی کام کیا لطف کا گر اب | دشمن امیدوار ہی اونکی عتاب کا
اس نازکی پر اوس سی تو ہرگز نہ ٹوٹتا | اصغر وفا کا عہد ہی ناپائدار تھا
کب یہان تھا گذر غیر جو رسوا ہوتی | تمنی کسو اسطی دل مین مری آنا چھوڑا
وہ وہ دعائین شک مین کی ہین کہ خدا | توبہ ہی گر قبول کا دروازہ باز ہے
اختیار اپنی اجل پر تو مجھی دینا تھا | گر دیا تھا مری دشمن کو غلبہ سب پہ
وہ کہین سکے کہ ستم اوٹھ نہ سکا | بعد مردن یہ مصیبت ہو گی
زیست تو دشوار تھی مرنا بھی مشکل ہو گیا | کہہ گئی ہین اپنی آنی کی وہ پھر جاتی ہوی
کیون نہ گھبرا کر اوٹھی بالین سی میری وقت نزع | سچ ہی کب دیکھا کسیکو اوسنی مرجاتی ہوی
درد و غم کی سوا بھی ای اصغر | کہا تھون میری دل مین کیا کیا ہی

اظہر تخلص شیخ امین احمد ولد شیخ عزیز احمد یہ بزرگ حضرت امام ربانی شیخ مجدد الف ثانی قدس سرہ کی اولاد امجاد سی تھی اور شیخ محمد بخش واحد شاگرد میان مصحفی مرحوم سی اصلاح لیتی تھی پینتالیس برس کی عمر ہوئی بارہ سو بیالیس ہجری مین قضا کی یہ اونسی یادگار رہی

ریختہ

سوزش داغ جگر یون ہی سی گر بعد مرگ | شمع سان روشن مرا ہر استخوان ہو جائیگا

اقدس تخلص سید حسین شاہ ابن سید جلیل شاہ قدس سرہما صوفی نو مجسم سیر تا قدسیہ کا عالم شب بیدار تہجد گزار باہمہ تقدس باتین رنگین طبیعت حسین کی طرح

صحبت مین باغ و بہار بذلہ سنجی لطیفہ گوئی مین یکتای روزگار اردو اور بہاکا
دونون زبانون کی شاعر تھی ہر طرح کی رنگ گویائی پر قادر تھی اخوند زادی
احمد خان غفلت کو کلام اردو دکہایا بہاکا بطور خود فرمایا چھتیس برس کی عمر
پائی چوتھی شعبان کو بارہ سو اونہتر ہجری مین رحلت فرمائی یہ اونکی نتائج
افکار ہین بہاکا مین حسین تخلص کرتی ہین اس وجہ سی وہ کلام حرف حای حطی
مین مذکور ہوگا

ریختہ

چشم امید جن سی رکہتی تہی	وہ ہی انکہین چرا گئی ہمسی
ہوس رہگئی یہ دل زار کی	کبھی بات اونسی نہ کی پیار کی

افسر صاحبزادہ احمد یار خان بہادر ابن صاحبزادہ محمد یار خان بہادر امیر
جنکا تخلص اسی حرف مین آی گا گیارہوان برس تہا کہ انکی والد ماجد نی قضا
کی انکی عم اکرم جناب نواب محمد فیض اللہ خانصاحب بہادر عرش منزل خلد آشیانی
سولہا ہزار روپیہ سال وجہ کفاف مقرر فرمایا مدت تک یہ آبروی تمام بسر کی
دو جوڑا کی لڑائی مین جناب حاجی نواب غلام محمد خان صاحب بہادر انار اللہ
برہانہ کی ہمرکاب رہی فیض عواطف حضرت ممدوح سی کامران و کامیاب ہے
بہادر بی بدل تہے فنون سپاہگری خصوصا علی مدلکڑی پہیکنی مین ضرب المثل
تہی شعر کا بہی شوق رکہتی تہے ابتدا مین محمد قائم چاندپوری سی تلمذ تہا آخر
حافظ شبراتی طالب سی بہی کچہ اصلاح لی پچانوی برس کی عمر پائی جمادی
الاول کی اٹہائیسوین تاریخ بارہ سو باسٹہ ہجری مین رحلت فرمائی دو دیوان
انکی مرتب ہوی تہی مگر ایک بہی نہ ملا کچہ شعر ہاتہ آی اونمین سی دو شعر لکہی گئے

ریختہ

قاصد آتو بھی ... سا کوئی سا پیغام لکھون	ہوں میں گمنام سرنامہ پہ کیا نام لکھون
سیماب کی طرح سی بیتاب اک جہان ہی	تنہا نہ ایک میں ہی ہون بیقرار تجھ بن

افغان

افغان محمد نور خان ولد محمد گل خان درسیہ کتابین خلیفہ محمد بخش چاندپوری سی پڑھین اور فن شعر میں پہلی میر عبداللہ غمگین کی شاگرد ہوئی پھر میر حسین تسکین دہلوی اونکی والد سی مشورہ ہوا چالیس برس کی عمر پائی ربیع الآخر کی پہلی تاریخ بارہ سو اونہتر ہجری میں قضا کی کچھ مسودات ہاتھ آئی اونمیں سی یہ چند شعر لکھی گئے

ریختہ

تو اگین کب یہ تصویر جہان ہوتی مگر	چہرۂ عالم پر اوسکا نور روشن ہوگیا
پلادی جام ای ساقی شراب ارغوانی کا	کہاں تو ہم کہاں ہم اور کہاں عالم جوانی کا
کس شہید ناز کا چاٹا ہی خون جو آجتک	سرخ رنگت ہین کا نگر بھی دہن سوفار کا

افگار

افگار صاحبزادہ اصغر علیخان ولد صاحبزادہ احمد یار خان بہادر افسر جنکا ذکر اسی حرف میں گذرا فکر رسا اونکی بات پیدا کرنیمیں طاق ہی اور طرفہ مزہ یہ ہی کہ عاشقانہ مذاق سے رکھتی ہین کہ اخوند زادی احمد خان غفلت اور خواجہ حیدر علی آتش اور شیخ ابراہیم ذوق اور شیخ علی بخش بیمار یہ چارون میری استاد ہین اٹھاون برس کی عمر ہی چند شعر اپنی کلام سے انتخاب کر کی دیی وہ درج تذکرہ کیی گئی

ریختہ

حال میری آہ کا لکھا فرشتون نی اگر	تو جلا کر کھا ہی کا عشد نامۂ اعمال کا
ذکر محشر ہو چکا واعظ ذرا اب دل سنبھال	میں بیان کرتا ہون اپنی فتنہ گر کی چال کا
دیدیا طاق سی آئینہ اوٹھا کر اونکو	حال مجھ سی دل حیران کا دکھایا نگیا
اسپہ مرتی ہین وہ آئینہ تبر یہ	یہ بھی ہو جائیگا ہونا کچھ نہیں
آہ کا گریہ کا بیتابی کا کچھ حال نہ پوچھ	ڈرہی یہ ناصح پڑی تجھکو نہ سمجھانا کچھ

قد ہی خود قیامت تہا زلف کیون لگائی ہی — ادر سانہ محشر کی اک بلا لگائی ہی
میری تربت کی زیارت کی لیی جاتا ہی — جو یہ سنتا ہی کہ وہ فاتحی کو آئین گی
تمتو محشر بہین نہو گی کہہ دو — ورنہ اک اور قیامت ہو گی

اکبر محمد اکبر علیخان خلف اکبر شیخ محمد علی بخش خان کہ وہ اس دار الریاست مین عمدہ اہلکار تہی سرانجام مہمات ملکی و مالی مین یکتای روزگار تہی یہ فرزند دلبند اونکی بڑی ذکی و ذہین تہی شاگرد میر حسین تسکین تہی افسوس ہی کہ عمر نی وفا کی اونیس برس کی سن مین ہیضہ کرکی قضا کی شوال کی تیرہ ہوین تاریخ بارہ سو اڑسٹہہ ہجری زمانۂ رحلت ہی کچہ مسودی ملی اون مین سی دو شعر لکہی گئی

ریختہ

یا شکایت سی مری غیر نکلوای گئی — یا مجہی بار نہین غیر کی بہکانی سی
چٹکیون مین نہ پریزاد اوڑادی کوئی — تم نظر آتی ہو اکبر مجہی دیوانی سی

اکبر تخلص صاحبزادہ محمد اکبر خان خلف حافظ الملک حافظ رحمت خان اس سرکار فیض آثار کی قدیمی وظیفہ خوار ہین چالیس برس سی زیادہ ہوی کہ اونہون نی قضا کی ریاض الفردوس مولفۂ محمد حسن خان شاہجہان پوری مین ایک غزل اونکی ملی یہ اوس غزل کی اشعار ہین

ریختہ

ہم مر گئی اور اوسنی نجانا کہ مر گئے — ہر زخم پر جو ہلتی تہی لب آفرین کی ساتھ
وہان رسم اختلاط سی انکار و عذر تہا — یہان جان ہی نکل گئی اپنی نہین کی ساتھ

اکرم مولوی محمد اکرم ولد مولوی محمد نور شیخ صدیقی ستر برس کی عمر ہوی رمضان کی پہلی تاریخ بارہ سو چالیس ہجری مین رحلت کی مولوی محمد نور گوپاموی کی شاگرد تہی مولوی غلام نبی خان اونکی پوتی سی معلوم ہوا کہ گلشن افضال و انشای اکرم ...

مرآت الرحمن و خالق باری اکرم انکی تصنیفات سی ہین ایک شعر اونکی غزل کا اور دو شعر جنگ نامہ ضابطہ خان کی ہاتہ آی وہ درج تذکرہ ہوی

ریختہ

کبھی یارب ملا اوس بیوفا سی
بہار گلشن ناز و ادا سے

جنگنامہ ضابطہ خان

نکانو اوسی تم کہ وہ فوج سے
وہ دریای عمان کی اک موج ہی

حواس اوسکی ایسی ہوی باختہ
کہ شاہین سی جیسی چھپی فاختہ

الم صاحبزادہ محمد سعید اللہ خان ولد صاحبزادہ محمد امداد اللہ خان تاب جنکا ذکر حرف تای قرشت مین آئیگا جناب نواب محمد یوسف علیخان صاحب بہادر ناظم تخلص طاب ثراہ اور صاحبزادہ محمد عباس علیخان بیتاب کی شاگردی سی اس فن مین مشتہر ہوی خود بھی خوش فکر تھی مگر اساتذہ کی خوش مذاقی سی اور بھی ناموری ہوی کسب کمالات کا ذوق تہا نقاشی کا بہی شوق تہا چھتیس برس کی عمر ہوئی جمادی الاخرہ کی پندرہوین تاریخ بارہ سو بیاسی ہجری مین رحلت کی یہ اونکا کلام ہی

ریختہ

عشق بازی کی لیی چاہیی تہی یہ جگر کا
ہمنی اس کام کو سب کاموں سی مشکل پایا

ہوا نہ ادہر اوسکی زلف دوتا کا
بجای خندہ اسامنا ہی بلا کا

اگر کچہ یاد ہو تو اب وفا کا وقت آپہنچا
ہمارے آپکی وعدی ہوی تہی کیا اگر کہین

ہمنی تیری خم زلف و رخ کی یاد مین
روتی روتی صبح کر دی شام سی

الم کو کشتی ہو شاید کسی پہ مرتا ہے
وہ مبتلا ہی ہمین پر ہمنین خبر ہی کہ

کسدن الم نصیب ہوئی تھی وفای یار
کمبخت ہم جفا کی بہی ارمان مین رہی

امداد صاحبزادہ حاجی امداد علیخان ابن صاحبزادہ قاسم علیخان ابن جناب نواب

محمد فیض اللہ خان صاحب بہادر عرش منزل جنکا ذکر طبقۂ والیان ملک مین گذرا
مرد خوش اوقات حمیدہ صفات لخوندزادی احمد خان حنفت کی شاگرد تاابن
مشغلۂ ذکر و ورد صاحب دیوان چہتر برس کی عمر پائی بارہ سو بیاسی ہجری مین
دسوین صفر کو رحلت فرمائی یہ چند شعر اونکی نتیجہ افکار ہین

ریختہ

شب خفا میں بھی شبہای ہمسی لب سحر ہو گیا — گھر گیا اپنا یہان وہان غیر کا گھر ہو گیا
گر رہا دل کو تصور بھی اوس قامت کا — کاٹنا روز قیامت کا نہ مشکل ہوگا
گلرخو نسی نہ ملی امداد بقول ناسخ — داغ حسرت کی سوا خاک نہ حاصل ہوگا
گیا ہنستی ہوی رونی پہ مری جبکہ سوی چمن — پھر انکا بھی یہ لب خندان نہ رہیگا
وہان جا کی کرامی تو اوٹھایا ہمین ودے — باز آی ہم ای آہ تری ایسی اثر سی
کردی شب تار سیہری روشن — جب جانین تجھی کہ مہ لقا ہے

امیر صاحبزادہ محمد یار خان بہادر خلف چارمین جناب مستطاب نواب علی محمد خان صاحب بہادر
خلد مکان انار اللہ برہانہا جنکا ذکر خیر طبقۂ والیان ملک مین گذرا یہ صاحبزادہ والا شان
اپنی برادر کلان یعنی نواب محمد عبد اللہ خان صاحب بہادر اور جناب نواب
محمد فیض اللہ خانصاحب بہادر عرش منزل اور نواب محمد سعد اللہ خانصاحب بہادر
طاب ثراہم کی تربیت و تعلیم مین سن تمیز کو پہنچی اور ٹانڈی مین کہ آنولی سی قریب
ہی رہی جب جناب نواب عرش منزل سی نواب شجاع الدولہ بہادر نی فیصلہ کر کر
اس دار الریاستہ کو اونکی تحت حکومت کیا حضرت عرش منزل باصرار بلیغ صاحبزادۂ
موصوف کو ٹانڈی سی اپنی ہمراہ اس ریاست مین لای اور پچاس ہزار روپی
سال انکی مصارف کی واسطی مقرر فرمای علم موسیقی کا شوق بہت تہا انہین
مشاغل عیش و عشرت مین جی بہلاتی تہی شعر بہی خوب فرماتی تہی ابتدا مین محمد قائم

چاندپوری سے شورہ تھا انہیں شیخ غلام ہمدانی مصحفی مرحوم سے تلمذ ہوا قدوی لاہوری اور میر محمد نعیم اور پروانہ علی شاہ مرادآبادی اور میاں عشرت اور حکیم کبیر سنبھلی یہ سب تخلص ملازم تھے فلک تفرقہ پرداز کی آنسی جیب بھی سنداز کر صاحبزادہ ممدوح نے مستسقی اور مسلول ہو کر عشرہ ماہ ذیقعدہ کو گیارہ سو اٹھاسی ہجری میں رحلت فرمائی دیوان انکا ہاتھ نہ آیا متفرق کچھ کلام ملا وہ لکھا گیا

ریختہ

اوس سنگ انداز سے ملکر کہیں چھپتی ہے آنکھ	کیوں نہو سوے قضا منہ وقت مرگ کا
کیا تونے دیا تھا مجکو ساقی	شیشے میں تو واہ کچھ نہ نکلا
بیٹھے بٹھائے کوچۂ قاتل میں لگیا	یارب برا ہو اس دل خانہ خراب کا
ساقی گزرگئی کچھ نہیں حاجت سبو کی	ہم دلجلوں میں آپ مزہ ہے کباب کا
کیا کہوں ولولۂ شوق کہ میں تیری امیر	گھر میں جاتی ہیں پرائی تو خبرداری
گر وقت ذبح نالہ کیا میں نے کیا ہوا	ہمارے گلیکا بات کسی کی زبان گر

امیر صاحبزادہ امیر اللہ خان ولد صاحبزادہ حبیب اللہ خان فرحت جنکا ذکر حرف فا میں آئیگا انہیں شیخ کرامت علی شہیدی اور شیخ علی بخش بیمار سے فیض پایا آخر آخر میر احمد علی رسا کو کلام دکھایا شعبان کی پانچویں تاریخ بارہ سو نوے ہجری میں قضا کی پینتالیس برس کی عمر ہوئی کچھ مسودات ہاتھ آئے اونمیں سے چند شعر لکھے گئے

ریختہ

سو عمر سے داغ دل سینے میں ہے روشن چراغ	اپنی گھر میں تہ دن جلتا ہی نہ روغن چراغ
تجلی وہ شرر ہو یاد آئی وحشت عشق	تو پھر جیتا پھر آ آنکھوں میں جا شعلہ نگہ
پڑھنے کو آئے فاتحہ غیر بکہ بیکس ساتھ	شعلہ نکل گیا مری لوح مزار سے

امیر حضرت سید محمد امیر شاہ خلف سید محمد جہانگیر شاہ قدس سرہما

واضح ہو کہ اس فقیر کو حضرت سے بیعت ہی ارادت کی نسبت ہی حضرت کی ریاضات و کمالات جسقدر لکھوں کم ہین اور لکھنی کی کچھ حاجت نہین کہ مشہور عالم ہین لہذا جو متعلق اس تذکرہ کے ہی وہ لکھتا ہون کہ عنبر شاہ خانصاحب سے فارسی مین تلمذ تھا کبھی کبھی غلبہ ذوق مین شعر فرماتی تہے دو دیوان حضرت کی تلف ہوگئی ایک دیوان فارسی ابتدای عمر کا فرمایا ہوا جس کی آخر مین کچھ اردو کلام بھی تھا وہ ہاتہ آیا کہ انتخاب ہوا نوی برس کی عمر پائی صفر کی تیئیسوین تاریخ دوشنبہ کی دن عصر کی وقت بارہ سو نوی ہجری مین رحلت فرمائی

قطعۂ تاریخ مولف

از صفر بست و سوم روز دوشنبہ وقت عصر	رخت شخصت بست پیر و مرشد من جہان
سال رحلت فی البدیہہ بر زبان آمد مرا	صوفی کامل جنید وقت شبلی زمان

۱۲۹۰

ریختہ

آئینہ خورشید کا جیسی ٹپک دی خاک پر	گر زمین پر دیکہ پای عکس روی یار کی
کسلئے جیب عنبرین سے آئے	مست بو نافہ ختن کی ہوئی

فارسی

عمر لیست کہ خواہم بدعا روز و شبم	ہیہات چہ حاصل کہ اثر نیست دعا را
میرود دل ز کفم ای بت طناز بیا	بخدا سوی من ای جانہ برانداز بیا
مارا چہ غم ز گرمی خورشید روز حشر	ہستیم زیر سایہ دامان مصطفی
ای مست خواب ناز کجا میروی بیا	خلوت سرای دیدہ ماخوابگاہ تست
گر بگلگشت چمن آن چمن آرا آید	بلبل از خود گذرد گل بتماشا آید

امیر تخلص ہیچمیرز ہیچمدان امید وار رحمت یزدان امیر احمد ابن مولوی کرم محمد خان نمک خواران محمد دوم شاہ مینا ادام اللہ برکاتہم فیضنا فن شعر مین جناب منشی مظفر علی صاحب اسیر کی تلامذہ مین داخل برای نام تحصیل کتب درسیہ مین اکثر علمای نامی کی شاگردون مین

شامل سرکار فیض آثار کا گلکوار آبائی ہی با وصف فقدان ہرگونہ استعداد رونق اسی سرکار والااتبار کی بدولت پائی ہے ہیچمیرز کا کلام تو اس قابل نتہا کہ ایسی تذکری مین شامل کیا جاتا مگر جو شعر پسند بندگان حضور ہو کر انتخاب ہوی وہ حسب حکم عالی درج کتاب ہوی

قصائد نعت و منقبت و مدح

الف آدم مین ہی محمد و دلحمد مین ہی بی کا ۔۔ سبب یہ ہی کہ وہان سایہ تہا یہان سایہ تہا قدیسی کا

جو آنکہین ہون تو نام پاک سی پیدا ہی تجیائی ۔۔ کہ آغوش احد مین جلوہ گر ہی میم احمد کا

وہی سایہ وہی قد تہا کہ تہی ظل خدا حضرت ۔۔ جدا کرنا بہت دشوار ہی حرف مشدد کا

گمان ہوتا ہی جنت کے وہی ادتراعبا ہوکر ۔۔ ادہار کہا تہا جو اللہ نی سایہ محمد کا

زیارت کو چلون یارب پڑی یہ غل ہی جنت مین ۔۔ غلام آیا محمد کا غلام آیا محمد کا

صفت معشوق خیالی

پتلیان آنکہونکی در پردہ اشارہ دن سی کہیں ۔۔ ناچنی ہی کو جو نکلی تو کہا نکا گہونگہٹ

جلوہ گر مردم چشم وصف نرگس سی صبا ۔۔ حور بیٹہی ہی در خلد پہ کہولی ہوی پٹ

مدح بندگان حضور

تب ہی اوس سی گی ہی خاک قدم کی اکسیر ۔۔ چرخ نی ماہ کو سنتی کر کی کیا جب سیمپٹ

سایہ شمس و قمر مین جو کہین نام نہین ۔۔ کر دیا کیا تری چٹکی نی مسل کر سلیٹ

چین آتا نہین جبتک کہ عروس دولت ۔۔ دیکہ لیتی نہین یہ چہرہ اوٹہاکر گہونگہٹ

صفت تیغ

کھنچ گئی معرکہ جنگ مین جب لیتی ہی ۔۔ روحین پیاسونکی ہوتین جمع جہمگہٹ

پاٹ کر لاشون سی میدان کو لیتی ہی چوم ۔۔ ملک الموت سی کہتی ہی کہ بولا کی رٹ

صفت اسپ

ایک ہی تاب مین ہیچ جائین دو عالم برہم — ہلکی چودہ طبق ارض و سما ہون ہم یک

صفت فیل

دم رفتار اوسی خضر بھی دیکھین تو کہیں — دست صرصر سی گھلا پردۂ ظلمات کمیت

صفت بہار

طوبی سی جا کی خلد مین پیوند ہو گئی — ایسی بڑھی ہر ایک گل و یاسمن کی شاخ
اسد ہی بہار کہ رنگت مین بڑھ گئی — مرجان کی شاخ سی بھی غزال ختن کی شاخ

مدح

دستار فرق شیر پہ فخر اطریطاسی — کلغی کی جا ہی طرہ غزال ختن کی شاخ
انگشتری اگر کبھی پہنی عدو ہی شت — قمچی لگا ہی نخل عقیق یمن کی شاخ

صفت اسپ

ہو یاسمن پہ اسپ سبک رو اگر رواں — سمٹی نہ یاسمن نہ ہلی یاسمن کی شاخ

در نقل خود

عکس آئنی مین میری اشارہ سی ہی گویا — لب میری جو ہلتی ہین تو بول اٹھتی ہی تصویر
تفسیرہ باطن ہی مری غفلت ہمہ — یوسف کی زیارت ہی مری خواب کی تعبیر

در منقبت

پیوستہ وہ ابرو نہین بالای رخ صاف — مومن سی ہی مومن صفت عید نعرہ تکبیر

صفت عدل

حکم ایسا جس روز سی ہی محتسب شرع — ہی زخم کی بھی چور کو اندیشۂ تعزیر
عاشق کا دل آزار نہین غمزۂ معشوق — اسد رجہ ہی آوازۂ انصاف جہانگیر
دیوانۂ الفت کا ذرا دل جو کراہے — غل گیسو محبوب کری صورت زنجیر
مظلوم سی ہی نرم یہان تک دل ظالم — بنتی سی شرر سنگ سی شیشہ ہی نعرہ تکبیر

اوڑ اوڑ کی جو خس دیدۂ مردم مین پڑی اپنا
اس جرم پہ پلکون مین ہوا ہوتی ہی تشہیر

صفت ادب

تیری کا تصور دل مجرم مین جو گذری
ٹھہرانی سی قاضی کی نہ ٹھہری کبھی تقصیر

مدح روضہ اطہر حضرت خواجہ ہر دو عالم صلعم

در و دیوار سی اوس گھر مین برستا ہی یہ نور
ہو رہا شرع مین شب کو جو پڑہین دن کی نماز

دل محمود لیی قبہ سی آتا ہی جہان
بھر جا روب کشی سلسلۂ زلف ایاز

کیا مقام ادب و ضبط نفس ہی کہ یہان
توڑ دیی سنگ سی بینی تو نہ نکلی آواز

نعت

خضر کیطرح یہ طاعت کو ملی عمر دراز
گر قضا ہو نہین سکتی ہی مصلی کی نماز

حکم اوسکا ہو تو مثل نگہ چشم امی
آئی پھر سنہ کیطرف سنہ سی نکلکر آواز

مذمت زمانہ

نہین ہی تنگی بزم جہان سی باعجب
گر جسم شمع سی چھپان ہو جامۂ فانوس

مدح جناب امام حسین علیہ السلام

اوسکی بزم کا ہی آفتاب ایک چراغ
اوسیکی باغ کا ہی آسمان اک طاوس

کتاب مین جو لگائین وہ کحل خاک قدم
عجب نہین جو ہون معنی کلام مین محسوس

بیان شدت سرما و رتمہید قصیدہ

سرما مین آئی ابر کی لگی ورق ورق
آتشکدی کا پڑہنی لگی تب پہ سبق

پیدا ہو طفل غنچہ تو بردِ عجوز سی
آئی کہ نال کاٹنی کی ہین جون مستحق

پہنچی نہ بینی لوگ بڑہاپی مین ضرور تا
دکھلائی دور سی جو فلک آتش شفق

الکن ہین سب کی سب یہ معلم کو ہی گمان
پڑھتی ہین کانپ کانپ کی لڑکی جو نام حق

مدح بندگان حضور

آسمان بھر عدو ڈھونڈ رہا ہی لیکن
ایک ذرہ نہین ملتی ہی کہین گرد ملال

میہمانی کی ہی رسم عجب کیا ہی اگر
سامری گا دگری دعوت موسی مین جلال

تمہید قصیدہ بہاریہ

دست گلچین کا نسی سنبھالی نہین نکہ گلو گیر
پھر بھی دیوار پہ جب چڑھتی تھی جاتی تھی پھسل

ہی یہ تاثیر نمو تاثر جو محرم کی کشش
صوت دست حنا آئین نئی سرسی نکل

اور شاخون نکالو کیا ذکر یہ ہی فیض نمو
کلی گرہ بات مین بھی شاخ تو ہوتی کوپل

سینی نانی ہوی بھرتی تھی چمن مین چادر
اس تماشا مین کہ لگ جای گلی سی بادل

آگیا گل کی صفائی کا جو بلبل کو خیال
سر بھی حضی سی نہ نکلا کہ گیا پاون پھسل

چمن دل مین جو عارف کی چلی وہا کی نسیم
گل صد برگ بنی غنچہ اسرار ازل

صفت معشوق

ہای ری نازکی سی تھی نزاکت سی کمر
تجھ جو کاندھی سی دوپٹی کا ڈھلا تھا نکل

مدح

رخش گردون کیطرح گاو زمین جیسل نکلی
منہ سی تیرہ ہی کہین اتنا جو نکلی جای کچل

جسطرح داغ ہی آغوش مین لالی کی نہین
ڈر کی مریخ کی سینی سی لپٹ جای زحل

مدح

ق

بت پرستی کا مشاعدہ مین اوسکی ہی رواج
قابل حد ہوی اطفال بھی کھیلی جو صنم

حملہ ور فوج عدو پر وہ اگر ہو دم جنگ
باندہ کر جست کمر کھینچ کی شمشیر دو دم

کہیت کشتو نکا نہ طیار بھی ہونی پای
ہو چکی تیغ و قضا مین برضای سلم

صفت اسپ

قول اسپ دم یہ لٹکتی ہوی مشتاق کا
ہون وہ قندیل کہ میرا ہی سر عرش مقام

اپنی مجمع مین کہین دو بھی تہوڑیسی جگہ
چوٹیونسی ہی یہی طور کی چوٹے کا کلام

چشم بر چہرہ محبوب ہی حلقونسی رکاب
دست در گردن معشوق ہی تسمون سی لگام

قطعہ

پایداری مین محبت ہی تڑپ مین عاشق تا — جانی مین وصل کا دن آتی مین ہی ہجر کی شام
جسم صاف اوسکا نہین آئینہ صافی کم — سا سنا راہ مین اشیا کا جو ہو وقت خرام
عکس پڑنی کا کری قصد نہ پہنچی اوس تک — ہی تو شیشی سی گری ہو نہ مگر داخل جام

صفت احتساب

قاضی حکم محتسب گاہ کری حد جاری — رات کو نیند اگر شور دہل سی ہو حرام

صفت بہار

نو عروسان چمن کو ہی جواہر کا جو شوق — ہیچمنی فیسہ دزدہ آیا ہی چمن مین سامان

مدح

کاتب قدرت نی تب تیرا خط ہستی لکھا — دی لیی انجم کی نقطی جب برای تحسین
آنکھین نرگس سرو قد رخسار گل غنچہ دہن — یہ وہ گلشن ہی کہ خود اسکا خدا ہی گلچین

صفت شمشیر

حشر برپا جنگ مین جسدم کری آواز تیغ — صور اسرافیل اور اگر ہای ہان مین ان

بہاریہ

شاخ گلبن پہ ہین اسطرح شگفتہ غنچی — جیسی انگڑائی مین کھل جاتی ہین جسم کی دہن

مدح

تہمت فیض اگر اوسکی سحابی سی باغ — عطر آگین نہون پیراہن نسرین سمن
ہوگیا خشم بھی اس عہد طرب خیز مین لطف — آرسی ابرو محبوب سی گیسو مین شکن
اثر خاک در فیض اگر اوس مین نہو — سرمہ شب نکری دیدۂ انجم روشن

مدح

یہ تیری عہد مین رائج ہوئی سبکجائی — کہ بت سی گر نہین سکتا ہی شیخ دل بہائی
نگاہ لطف کی قوت یہ دی ہی صحت کو — جیسی ہوا دیدۂ نرگس مین جاکی بیماری

تو وہ رعب ہی جو یہ چھایا ہی قیامت تک — وہان صدمی کی صدا پہونچی شواری
بدو نیین بی یہ اثراب ہی حسن نیکی کا — بکھین گناہ تو تو پکڑی جانشیاری
رہی شدید یوہین محبہ ہو نہ گر تہدید — یقین ہی چھوڑ دی ابلیس شت گمراہی
وہی ہو حشانہ زندان زبان شاعر تو — سخن جو رنگ کو پکڑی سمجھ کی بیگانگی
پڑی جو عکس تری شان عیب پوشی کا — دکھای جو ہمہ آئینہ شان ستاری

از دیوان نعت

کھنچا ایسا پری نقشہ سراپای محمد کا — کہ نقاش ازل نی آپ سایہ کھینچا تھا گا
فروغ کچھا ہی جسم تو قد اکہا سے شمع — پروانہ رات بھر ہون مین قد اتمام دن
آئینہ ہی یہ پنجتن و چہار یار کا — نقطی ہین چار حرف ہین پنج آفتاب ہین
کاتب صنع نی نام اسیلی پہلے لکھا — لوح راضی نہ تھی سیلی قلم سی ہوگی

از ترکیب بند مستزادی مجلس مولد شریف

در ہین کشادہ رحمت رب کریم کی — ہین عطر بار باغ مین جھونکی نسیم کی
خلعت بٹین گی لطف خدای رحیم کی — تقسیم ہونگی بار ثواب عظیم کی

دربار عام گرم ہوا اشتہار دو
جن و بشر سلام کو آئین نگار دو

تخمیس قصیدہ مولوی محمد محسن صاحب

دو چار آنکھین ہین تجھسی دو عالم سی نرالی ہو — دو مینی سی دور روزہ زیست میں نظارہ تماشا ہو
مزہ دو نا ہو سر و خلد کی پہلو مین گر بی ہو — میسر ایک جلوہ مین مجھی لطف دوبالا ہو

کر دن ہیچ ین لمول سی نظارہ تری کا

کری بنیا بیان میری لیی ہر موج کوثر مین — جگہ مجھکو ملی رشتی کیسوت قصہ گو مین
رقم ہو نام میرا منتہ خاصان داور مین — فرشتی دیکھکر مجھکو کہین دیوان محشر مین

جگہ خالی کرو [illegible]

تضمین بر شعر سعدی علیہ الرحمہ

نعت حسن خالق بحر و بر جو طلب ہی تو بندگا [illegible]
پہن خابن کی کملی ستی در لگی جو سنی شجر و حجر

مسند انبیا ہی ادہر او دہر [illegible]
ہوی جبرئیل جو راہبر تو [illegible]

بلغ العلی بکمالہ کشف الدجی بجمالہ
حسنت جمیع خصالہ صلوا علیہ وآلہ

انتخاب از بیاض گوہر انتخاب

انصاف جور یار خدا سی طلب کیا
اسقدر سے دراز ہجر کی شب
نوجوان لوگ کیا نہین کرتی
وہ آئی کھینچ کی تلوار سب کو شاد کیا
غم اونکا حسرتونسی چہپا ہی میری سینی مین
وہ کھینچکر ادا سی جو تلوار آگیا
کل ذرا چپ مری پاس آگی جو بیٹھا تا سحر
حضرت عیسی بہی کیا دیکھتی ہو میری تیغز
ضعف دل نی اثر یہ دکھلایا
کہون اوس لیلی کی دیوانی تمہی او نہین عشق تانی
بہا خون ہوکر جو ٹھوکر سی بوسلے
پڑکیا ہی کوئی ناسور جگر مین شاید
چلی جو آگی ہنستانی تری گلی کی ریلو
اب یہ عالم ضعف کا ہی مین گرتا ہون اپنی

تمنی بہی ای امیر ٹہوا ہی [illegible]
پر تڑپنی سے جی نہین بہرا
دل لگایا تو کیا گناہ کیا
امیر آج بہت ہمنی تمکو یاد کیا
کہان ہی وہ جو دل اک نام یہان ہماند
بی اختیار دل کو مری پیار آگیا
ہین یہ سمجھا کہین کمبخت وہی پکر آیا
پہلی اوسکو دیکہ آؤ پہر مجہی تم دیکھنا
درد سے بہی اوٹہا نہین جاتا
ایک مشت استخوان کا نام مجنون کہدیا
مصیبت کا مارا یہ دل تہا خفیکا
کہ مری آنکہ سی کل شب کو لہو ٹپکا
مین آج خضر سی بہی سخت بدگمان ہوا
ساتہ ہر آنسو کی گر پڑتا ہون آنسو کی طرح

عشق کی نام سی معشوق کو ہوتا ہی گریز ۔۔۔ ہی مین ہی آج سی عاشق ہون شب قدر
دل ویران مرا آباد رہے ۔۔۔ ایسی ویرانی کہان ہوتی ہین
اودل عشق مین بس رونی لگی تھو امیر ۔۔۔ نہ ابھی نالی کیی تمنی نہ آہین کھینچین
پاس اخفای محبت ہی یہانتک کہ امیر ۔۔۔ دل بھی میرا مری حالت سے خبردار نہین
ہزار طرح کی ہوتی ہین وہم ہمکو امیر ۔۔۔ کسیکی آنکھ یہان ہم پر آب دیکھتی ہین
وفا کا وعدہ وفا ہو یہ غیر ممکن ہی ۔۔۔ جفا کا وعدہ تو اتنک وفا ہوا ہی نہین
ڈرا ون حشر کی فتنہ یاد سی تو کہتی ہین ۔۔۔ ہماری آگی تمہاری وہان سی گاگون
جانن وہ دل کی لی لینی کی راہین اور ہین ۔۔۔ جن کو آنکھین ڈھونڈہتی ہین وہ نگاہین اور ہین
لیا پھر نام اوسکا تو نی ای دل ۔۔۔ اری ظالم ابھی سمجھا چکا ہون
تو اوب سی جبی کہتا ہی صمد ای زاہد ۔۔۔ اوسیکو پیار سی ہم لوگ صنم کہتی ہین
مین جاگ رہا ہون ہجر کی شب ۔۔۔ پر میری نصیب سو رہے ہین
مجکو دیکھا تو غیر سے بولی ۔۔۔ آپ بھی مجکو پیار کرتے ہین
سیکڑی مین کہین پڑی ہونگی ۔۔۔ شب جمعہ ہی آج امیر کہان
ہماری سامنی بڑہ بڑہ کی بولتا ہی بت ۔۔۔ مل وہ اکی تو ناصح کو سامنی کر دین
کشتہ اک پردہ نشین کا ہون فرشتو نسی کہو ۔۔۔ میری تابوت سی دو چار قدم دور رہین
عمر کو سارا زمانہ گذران کہتا ہے ۔۔۔ دن جدائی کا اگر عمر مین محسوب نہین
کٹ گئین دلمین اگر پلکین کھلی زاہد ۔۔۔ سیکڑون پڑ جائینگی رخنی تری ایمان مین
کھاتے ہو قسم نہین مین عاشق ۔۔۔ صورت تو امیر اپنے دیکھو
روتے ہین تری مریض پہرون ۔۔۔ چھاتی سی لگا کے درد دل کو
بھرنی پر آچلی ہین ہماری جگر کی زخم ۔۔۔ تم زلف مشکبو کی ذرا پیچ کھولدو
کہا ہی خط مین اوسنی یہ مجہ بدنصیب کو ۔۔۔ انشا کا عہدہ ہمنی دیا ہی رقیب کو

روز آنی کو جب کہا بولے
کرتی تو ہو سوال اسیر اوس سی شہر میں
حقیقت درد بیدردی کی اوس دم آشکار ہی
وصل کی شب اونہین شرم آتی ہی ہمین تمھو کر
زخم سلوانی کی یارو ابھی جلدی کیا ہی
ای شب فرقت عجب اندہیری یہ بات ہی
بیملونسی بھی ناز او ٹھواسے
ہی قصد کہ دل کعبہ نشینوں کی حرم آئی
اللہ ری طول نامہ کہ کہتا ہی نامہ بر
جو کچھ سوجتی ہی نئی سو جتی ہے
جواب دینی مین آئی نہ کیون حیا او بھو
ہمنشین اونسی جو کہتی ہین کہ مرتا ہی آہ
کہتی ہین وہ ابھی عاشق کہین ہوتی ہین عجب
ہمکو آتا ہی پیار پر غصہ
مینی کہا کہ پہیر دو دل کیا کروگی تم
کیا جانی وحشت مین کہا کیا انہین مگر
کیسی نا آشنا تو سمجھتے ہین
اسیر اوس بت کو دل دیتی ہو شامت تمہاری ہی
غیرونکی حال پر تو بہت لطف ہی تجھی
دیکھنا شوخی کیا پیغام وصل
باقی نہ کوئی دل مین الہی ہوس رہی

تی

اک نہین مجکو پیار کرتی ہو
اور اوسکو گر جواب نہ آیا تو پھر کہو
ہمارا دل تمہارا ہو تمہارا دل ہمارا ہو
دستی نرگس کی جو ہین اونکو کنارے کشش
پہلی کچھ سیری تڑپنی کی تو تدبیر کرو
ساری دنیا مین تو دن اک سیر کی باتین ہین
ہای انداز سیری قاتل کی
آتا کا ہی تری گھر کو تری وند خانہ
اس بوجھ اوٹھانی کو کوئی مزدور چاہیے
مین روتا ہون اونکو ہنسی سوجھتی ہے
سوال کرتی نہین جب مجکو شرم آتی ہی
کبھی کب تک وہ غریب بے سبب بیٹھے
پاس جا بیٹھی پھر انکی کوئی غربت دیکھے
مجکو غصی پہ پیار آتا ہے
بولی ہم اپنی تیر کا پیکان بنائین گے
ہمدم بھی مری آج تسلی نہین کرتی
ایسی باتین ہین آشنائی کی
کسی تھہرے دی شکوہ جو ایسا تمکو ہمارا ہو
ہم پر بھی لطف حال ہمارا ابھی خیر ہی
ہجر سی جب آشنائی ہو گئے
چودہ برس کی سن مین وہ لاکھون گھر

حل نہین ہوتا معما بیقراری کا مری ‌ ‌ دل تو پہلو مین نہین یارب تڑپتا کون ہی
مسجد مین بلاتا ہی ہمین زاہد نافہم ‌ ‌ ہوتا کچھ اگر ہوش تو میخانی نجاتی
بی سبب نالان نہین مین یار کی در پر امیر ‌ ‌ آشنا کرتا ہون اوسکو درد کی آواز سی
ہاتھ ڈالا مینی دامن پر تو بولی ناز سے ‌ ‌ میرا دامن چھوڑیی اپنا گریبان پھاڑیی
دم جو نکلا غم فرقت مین تو ہم یہ سمجھی ‌ ‌ دل جو روٹھا تو منانی کی لیی جان گئی

انتخاب دیوان مرآۃ الغیب

حاضر مری جنازی پہ ہون سب ملائکہ ‌ ‌ سایہ ہو سر پہ مثل سلیمان طیور کا
مری ہی سامنی دامن اوٹھا کر ناز سی چلنا ‌ ‌ مجھی سی پھر گلہ او لٹا مری چاک گریبان کا
نہوگا بند جتبک نقد جان باقی ہی قالب مین ‌ ‌ سنی کی گھر کا دروازہ ہی چاک اپنی گریبان کا
تڑپ کر دم نکلجای مگر کھلنا نہین ممکن ‌ ‌ تری دلکی گرہ ٹانکا ہی میری زخم پنہان کا
جگر کو دو دن کہ دلکو دون تیا ای دل قاتل ‌ ‌ کہ دو پیاسو نمین ہی یہ ایک قطرہ آب پیکان کا
نظر آیا وہ چہرہ ہوتی ہوتی رک گئی وحشت ‌ ‌ اوٹھائی اوسنی چلمن رہگیا پردہ گریبان کا
وہ زخمی ہین تڑپ کیسی کیا گر نمک قاتل ‌ ‌ دہان زخم سی ہم چوم لیتی منہ نمکدان کا
خلعت بہن کی آنیکی تھی گھر مین آرزو ‌ ‌ یہ حوصلہ بھی گور وکفن سے نکل گیا
پہلو مین میری دلکو نہ ای دردکر تلاش ‌ ‌ مدت ہوئی غریب وطن سے نکل گیا
کیا جانی رہرو دنکا ہوا کیا عدم مین حال ‌ ‌ اتنک تو ایک نی نہ لکہا خط رسید کا
ہت بن کی وقت نزع نہ بالین پہ پری بیٹھ ‌ ‌ ہوتا ہی آج خاتمہ گفت وشنید کا
کہل محشر پہ ہی احسان تری دیوانی کا ‌ ‌ سرکو ٹکرا کی در باغ ارم توڑ دیا
بہار آئی ہی ای دست جنون یا عید آئی ہی ‌ ‌ گریبان سی گلی ملنی چلا ہی چاک دامن کا
لگا خنجر جو سینی پر ہوی کیا کیا رہا قیدی ‌ ‌ ہزارون حسرتین نکلین جو دروازہ کہلا دلکا
مدد ای سخت جانی ذبح کرنیکو وہ بیٹھا ہی ‌ ‌ کوئی دم اور چھاتی سی لگا لون پاؤن قاتل کا

داور محشر کو بھائی میری اوسکی چھیڑ چھاڑ
چھیڑ کر پوچھا مکرر کیا ہوا کیونکر ہوا

ہی غضب کا شوخ وہ بت ہو جو صحبت دو گھڑی
چٹکیاں لی لی کی زانو لال کر دی حور کا

چھائی ہی بہار پہاڑ کی اوسمین شراب ناب
کیا صرف کار خیر مرا پیرہن ہوا

مر کر علو قدر سی عریان بدن ہوا
حورون مین قدسیون مین تبرک کفن ہوا

مین طول روز قیامت کو سنکی ڈرتا ہون
کہ دن نہو وہ کہین یار سی جدائی کا

کسی گنہ پہ کوئی قتل ہو مین کہتا ہون
کہ اس سی جرم ہوا ہوگا آشنائی کا

شب وصال بہت کم ہی آسمانسی کہو
کہ جوڑ دی کوئی ٹکڑا شب جدائی کا

تمام ہوگئی ہم پہلی ہی نگاہ مین حیف
نہ رات وصل کی دیکھی نہ دن جدائی کا

جب کہا اوس سی شب غم کوئی غمخوار نتھا
دردنی اوٹھ کی کہا کیا یہ گنہگار نتھا

ہر جگہ جوش محبت کا نیا عالم ہوا
آنکھ مین آنسو جگر مین داغ دلمین غم ہوا

ذبح کرتی ہو مجھی ایجان ڈھیلی ہاتھ سی
واہ اچھی وقت مین غصہ تمہارا کم ہوا

روکنا فرقت مین اشکو نکا نہین اچھا اگر
چار دن کی ضبط مین دیکھو تو کیا عالم ہوا

کلیم سحر کو حشر تک نہ ہوش آتا
ہوئی یہ خیر کہ وہ شوخ بی نقاب نتھا

بعد مردن شرم عصیانسی ہون آب آب
خاک سی میری تیمم بھی وضو ہو جائیگا

قریب ہی یار روز محشر چھپیگا کشتو نکا قتل کیونکر
جو چپ رہیگی زبان خنجر لہو پکاریگا آستین کا

جب مین کہتا ہون کہو گی کیا خدا کی سامنے
کہتی ہین تمکو بتا دین روز محشر کا جواب

بیجا ہی دخل غیر شب وصل ای امیر
دروازہ بند کیجیی آنی نپای صبح

مری آنسوؤن سنے مجھی بخشوایا
بڑی کام آئی یہ لڑکے محل پر

گل ہوا غنچہ تو آواز یہ اوس سی آئی
جمع پھر دل نہین ہوتا ہی پریشان ہو کر

شبیہہ نظر آہی کسکی کہ کوئی پوری نہین اوترتی
مٹا دیی صانع ازل نی ہزارون نقشی بنا بنا کر

ہو بزم جانان مین حشر برپا تڑپ کا دلکی یہ تھا تقاضا
مگر بڑی مشکلون سی وکا ادب نے زانو دبا دبا کر

بیٹھا وہ بت سرہانی مری آکی وقت نزع
توبہ سو بار مین کرونگا کچہ انکار نہین
ایک دم ذکر سی اوسکی نہین تھمتی ہچکی
حریف آئی ہی لنک کر رہ جانان کیطرف
جتنی ناوک ہین کا مدار تری ترکش مین
ہوا شہید تبسم جسکا کہ دل یارب
کانٹا ہوا ہون سوکہ کی لیکن نہان ہنون
تو نی تو اپنی سیاہی شبہای تار ہجر
کٹتی ہی ہر ایک تری زلف دراز سی
ای برق تو ذرا ابھی تڑپی ٹھہر گئی
تمنای شہادت مین نہ مرکر بھی ہوی راحت
قدم رنجہ تو فرما وکوئی رہنی نپای گا
یہی حیرت کا عالم ہی تو نظارہ کہان مجنون
گم گشتہ دل کی تا بکجا جستجو کرین
ظاہر مین ہم فریفتہ حسن بتان کی ہین
ٹھکرا کی میری سر کو وہ کہتی ہین ناز سی
خنجر کو چوس چوس کی کہتی ہین میری زخم
وہ اور وہ من وصل کا قاصد نہین نہین
پنہان ہی ہما ہی آمنی سی وہ بیگانہ خوبرو
قرہ ای لیلی رگ رگ سی گلا شمشیر قاتل سی
باس یون برباد میری خانہ دل کو

فرہاد کو ہماری چلی ہو جو چند آگی پن
ہی کشتی سی تو ذرا ہو مجھی فرصت وعظ
دختر رز سی ہی تجکو بھی محبت واعظ
پاؤن پھیلای ہین اسکا غرفی قران کیطرف
کچہ مری دلکی ہین کچہ میری جگر کی عاشق
گری تڑپ کی یہ بجلی کہ ہر نہین معلوم
کھٹکونگا اور اپنی عدو کی نگاہ مین
دھبا لگا دیا مری بخت سیاہ مین
چھوٹی سی قد پہ میری نجانا بلا ہو منیز
یہان عمر کٹ گئی ہی اسی اضطراب مین
تڑپ کر خلد سی پھر آ رہا مین کوی قاتل مین
نکلجائینگی جتنی آرزو ہین مین ہی دل مین
نکل بھی آئی محمل سے تو پھر لیلی ہی محمل مین
ہان اور دل سلے تو تری آرزو کرین
پر کیا کہین نگاہ مین جلوی کہانکی ہین
لو ایسی مفت سجدی مری آستانکی ہین
ظالم مری بھری ہوی جی مین کہانکی ہین
سچ سچ بتا یہ لفظ او نہین کی بانکی ہین
حیا دیکھو نہین آتا ہی اپنی سر ور بر سو
ہر ایک زخم ہمنشین ہنس کی دی ہین ہر تن
اسی گہر مین جلایا ہی چراغ آرزو ہر سو

یہان ہو گی کہسے ایسی ادائین جو تم مین ہین
پسلیان تک بھی تو پھر جاتی ہین مجھو دم نزع
کیا سمجھی ہین عدم آباد کی جانی والی
کمک کر وہ زلف آئی ہی تا کمر
جلد لی لین کہین اسکو بھی فراغت ہو جای
بسمل ناز و ادا ایسی کہان ہوتی ہین
پیری مجھی پیسٹرا تی ہی اجابت سے اثر
حسرتین گھیری ہین اس کثرت سی بسمل کو گو
سکوت غنچہ کہان تاب تکلم مجھکو
ہین تو کیا عکس سی وہ آئینہ رو کہتا ہی
شمع کیطرح ہین وہ سوختہ قسمت ہون اسیر
وای قسمت کہ یہان قتل کی حسرت ہی اسیر
پہلی تم اپنی چتون اپنی نظر کو دیکھو
جانی ہو لوٹتا ہی خاک پہ نخچیر کیون
زاہد امید رحمت حق اور ہجو می
کانٹون سی کہو سنبھال لینا
وصال پہ ہی جو وصل امتحان کر دیکھو
مری طرف سی کہی کوئی حضرت غم سی
فتنہ بر پا ذات سی مفسد کی ہوتا ہی مگر در
مشتاق شہادت کو وہ دو ہاتھ لگا کر
وصل کی راتین ٹری ہجر کی چھوٹی ہون اگر

رہی گا خلد مین بھی یاد مجھکو لکھنو برسون
وقت پڑتا ہی تو سب آنکھ چرا جاتی ہین
نقد جان پہلی ہی منزل مین لٹا جاتی ہین
کہ لیلی ہی مجنون کی آغوش مین
وہ مری جان کو بھی کاش مرا دل سمجھی
رک کی گر تیغ چلی عشوہ قاتل سمجھی
دندان نہین یہ میری لڑکپن کی یار ہین
روح نکلی تن سی آتشبار استا ملا نہین
سینہ کی سو ٹکڑی ہون آئی جو تبسم مجھکو
پیار کی آنکھ سی دیکھا بخرد تم مجھکو
مول لی لی کی جلا دیتی ہین مردم مجھکو
اور وہ سمجھی ہین سزاوار ترحم مجھکو
ہم جسنی دل دیا ہی اوسکی جگر کو دیکھو
ڈھونڈھتا پھرتا ہی مقتل مین تمہاری تیر کو
پیسے شراب پی کی گنہگار ہی تو ہو
آتا سے عرش اک برہنہ پا کو +
اسیر یون ہی سہی چند روز مرد دیکھو
بہت رہی مری دل مین اب اور گھر دیکھو
کیا ہوا اوٹھی اگر وہ غیر کی تعظیم کو
اکثر ہین لگاوٹ بہت آتی نہین مجھکو
یہ تو کرای فلک اسمین ترا نقصان کیا

دل مل گئی وصال کا سودا تھم گیا
آرایش اوسکی زلف نی کس کس طرح سی کی
کان جب آواز سنتی ہین تری
کرنہ انکار مری خون سی ای تیر نگہ
سبکو پاس اپنو نکا ہوتا ہی یہ ہی عفو گناہ
ابھی مزار پر احباب فاتحہ پڑہ لین
اوسس دل پہ ہمنے ارجان صدق
اللہ ری قدر میری گناہوں کی روز حشر
سوجانین ہون تو تیغ پہ تیری فدا کرون
سوسی کو یہ چڑہی ہی کہ برق جمال تھر
ہجو ہی بیٹہ کی مسجد مین تکرار ای عقل دا
نگہ ناز سی بہی دیکہ جو کرتا ہی حلال
غیر کی ساتہ وفا کر کی وہ مجہسی بولی
دکہلا کی آنکہ دل نہین مجہ مست کا لیا
جو چاہی وہ مانگیں اللہ سی امید
یہان رکہی گلی پر تیغ دم لینی نہین دیتا
قابل دید ہی وہ عارض و چشم و مژگان
نہو جسمین تجلی تجہسی محبوب دو عالم کی
تمہاری چال بہی کیا گردش گردون انداز ہی
کیا وصل کی شب مین سکین ہین
حشر مین عذر گنہ کیا ہی بتا تو رکہو

الفت کی آنکہ تیغ مین دلال ہو گئی
ہنسلی گلی مین پاؤن مین خلخال ہو گئی
آنکہ کہتی سے کہ دیکہا چاہیے
دیکہ کچہ کہتی سے سرخی تری نفاق کی
بیکہا ہون سی صف آگی ہو گنہگارون کی
پہر اسقدر بہی ہمارا نشان رہی
جس دل مین ہو آرزو تمہاری
تعظیم کو کہڑی ہوی میزان حساب کے
کیا جلد کٹ گئی ہی گہڑی اضطراب کے
اک تہ او تر گئی تہی تمہاری نبض کی
ایسی تنی ہی کہ قیامت پہ اوٹہار کہی ہی
یہ ادا اسکی لیی تو نی اوٹہار کہی ہی
یہ وہی بات ہی جو تمنی بنا رکہی ہی
تمنی شکار شیر کا کہیلا غزال سی
اس در پر آبرو نہیں جاتی سوال سی
تڑپنی کا مزہ کہو تی ہی جلدی تیغ قاتل کی
حورین بیٹہی ہوی ہین خلد مین چلمن ڈالی
وہ جنت جل کی یارب خاک ہو جائی جہنم کی
کہ چل کر دو قدم صورت بدلدیتی ہو عالم کی
فرصت کم آرزو بہت ہی
تم سا داتہین بہولی تو مجہی یاد رہے

لگی دل کی بجھای بیکسی مین کون ہی اپنا
بچھوڑی کہین نہ گیسو پرخم نی اوسکی پیچ
نہ توڑو آئینہ جانی بھی دو کہ ایک بھر
شوخی حسن نی لا کہ ادنکو بٹھایا طاق پر
جو رقم کرتا ہون مین کرتا ہی وہ اوسکی خلاف
داغ سینہ داغ پہلو زخم دل درد جگر
لیلی کو پاس خفت مجنون بھی کچھ نہین
یقین ہوا جو گرا دانت کوئی پیری مین
ہاتہ تک مفتی و قاضی کو لگانی نہ دیا
منہ اپنا نہ آرسی مین دیکھو
دل ہی نہ رہا امید کیسے
خون بہا موسے سے لینگی روز حشر
سوال وصل کا کرنیسی یہ ہوا حاصل
نصیحت کرنیوالونکو اگر کچھ بھی سمجھ ہوتی
تڑپ کر روکی اوس محفل مین دونون نی بٹھایا
عشق مین حسینی کی بھی لالی پڑے
چشم و دل دونون غضب مین پڑ گئی
مدد ای شوق سجود المدد ای شوق سجود
ایک قطرہ بھی نہ پینا مگر ای جان جہان
وہ کیا پردہ سی نکلی جسکی پیراہن کو غیرت تھی
حقیقت مین دختر رز کی اسرار ہی جو آشنا

مگر اک گریہ حسرت کہ بتیاب نہ آتا ہی
کچھ رہگئی تو میری ہی مقدر مین لکھی
تمہاری دیکھنی والون مین یار باقی ہی
پھر رکین ہی ابھی آنکہ جھپک جاتی ہی
اپنی خطا لکھوا کی بھیجون کاتب تقدیر کی
کیسی کیسی ہمنشین مجھکو ملی تقدیر سی
آنکھین دکھا رہی ہی غزالونکی سامنی
کہ آج کھل گئی کہنہ کی قضا کی آنی کی
دختر رز تو بڑی صاحب عصمت نکلی
سنبھلی گی نہ چوٹ روبرو کی
جڑ کٹ گئی نخل آرزو کی
کشتی چشم سرمگین یار کی
کہ آسرا نہی امید وار کھو بیٹھی
جو سمجھاتی ہین مجھکو وہ مری دلبر کو سمجھاتی
دل نادان کو سمجھاتی کہ چشم تر کو سمجھاتی
ہای کس بیدرد کی پالی پڑی
ذوق وصل و حسرت دیدار سی
سر نہ اوٹھی ابھی باقی ہی جبین تھوڑی سی
اوسی انداز سی کہ لی کہ نہین تھوڑی سی
ہوا جبین پر جبین وہان جو دیکھی آستین کی
یہ بات کیا ہی رند و واعظ [illegible]

لل جاتی ہین ہر روز نا دیکی پاس خاطر سی — تری عاشق نہ ٹھہری ہم مدعا ٹھہری

ادیکھو جنازی پہ مری آئی تو فرمایا — کہو تم بیوفا ٹھہری کہ اب ہم بیوفا ٹھہری

شب وصلت قریب آئی نپاہی کوئی خلوت مین — ادب ہی سی جدا ٹھہری حیا مستی جدا ٹھہری

ڈر پاچا یہ کر کی سامنی اسی ادر دیون مجھکو — کہین ایسا نہو یہ بھی تقاضای دوا ٹھہری

ر پر تیر لگاؤ تمہین ڈر کسکا ہی — سینہ کسکا ہی مری جان جگر کسکا ہی

دیکھتی سے یہ دلسی کہ کری گی برباد — خواہش وصل تجھی حسرت دیدار بھی

شاہی وہ صنم کہ رہین ہم تمہاری گھر — لیکن یہ شرط ہی کہ خدا درمیان رہی

ہی یہ ضعف آج اگر منہ سی نکالون آواز — جلد آئی تو مری کان تلک کل آئی

ر کبھی مین نہ سیلاد ڈراکر آنکھین — دیکھو عارض پہ کہین بہ کی نہ کاجل آئی

ہینک دو کاٹ کی جڑ نخل تمنا کی اسیر — پھول کمبخت مین آئی نہ کبھی پھل آئی

رباعی

ری مین تو شب وہ ماہ سیما آیا — اسپر بھی نہ مجھے ہاتہ نہ تنہا آیا

لین جو اوٹھی ہوی تھی آتی تھی ہوا — چہڑوا دیی پردی تو پسینا آیا

رباعی

ی رہی شب مجھ رولانی کی لیے — مین ایک نہین سبکی ستانی کی لیے

کھونین مری ڈوب رہا ہی عالم — آنکھین مری روتی ہین زمانی کی لیے

ترجیع بند

ہر روش اوربھی سامان طرب آئی ہین — جان تازہ گل نسرین و سمن پائی ہین

ولاتی ہین جو شب وہ ہوا کہاتی ہین — رقص کرتی ہین تو طاؤس یہ چلاتی ہین

تندو پر شور و سیہ مست ز کہسار آمد

میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

گلستان میں نئی ترکیب جو مجلس کی ہوئی — پھر ہوا اسپر دہلی وجہ یہی اسکی ہوئی
تازہ امید گل و لالہ و نرگس کی ہوئی — نہیں معلوم یہ مقبول دعا کسکی ہوئی

تند و پرشور و سیہ مست ز کہسار آمد
میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

کرتی ہیں مرغ چمن شور گھٹا چھائی ہے — ہر روش ناچتے ہیں مور گھٹا چھائی ہے
لطف برسات کا ہے زور گھٹا چھائی ہے — صحن گلزار میں گھنگھور گھٹا چھائی ہے

تند و پرشور و سیہ مست ز کہسار آمد
میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

تند اسطرح کا جیسی کسی محبوب کی خو — شور ایسا کہ نہیں صور سے کمتر سرمو
وہ سیاہی کہ پریشان ہو جس سے گیسو — کثرت ایسی کہ فلک کا بھی دبائے پہلو

تند و پرشور و سیہ مست ز کہسار آمد
میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

قطعہ تاریخ جشن صحت فردوس مکان جناب نواب محمد یوسف علیخان صاحب بہادر طاب ثراہ

شرف وہان مہر کو ہے یہان عروج ماہ سے — عجب صحبت عجب جلسہ عجب شادی کی ساعت ہے
کسی سال ہمایون ہاتھ آتا ہے اسیر ایسا — جہنا عید کا نوروز کا دن روز صحت ہے

قطعہ تاریخ رحلت شیخ محمد وحید الزمان خانصاحب سفیر دار الریاست رامپور غفر اللہ لہم

اللہ نے جو وصف عطا انکو کیے تھے — وہ آ نہیں سکتے ہیں قیاس بشری میں
رحلت کی اسیر انکی کہی میں نے یہ تاریخ — باللہ ملک تھے وہ لباس بشری میں

۱۲۸۹

مخمس بر اشعار جامی علیہ الرحمۃ در زبان فارسی

رو بدرگاہ تو ای عالم پناہ آوردہ ام — چون خط اعمال خود روی سیاہ آوردہ ام
چشم شرم آلود و قلب عذر خواہ آوردہ ام — یا شفیع المذنبین بار گناہ آوردہ ام

برویت این بار بانشستہ تا آوردہ ام

قلب محزون چشم پُر خون اشک گرم و آہ سرد ... سینہ مجروح و دست رعشہ دار و روی زرد

تیرگی غم پریشانی دل مانند گرد ... عجز و بیخویشی و درویشی و دلریشی و درد

اینہمہ بر دعوت عشقت گواہ آوردہ ام

تاریخ رحلت حضرت فردوس مکان طاب ثراہ

یوسف ... مصر خوبیان یوسف ثانی رفت ... جوش زد سیلاب خون از دیدہ گریان من

آفتاب ... رفت دل از دست از رفتن او جملہ بہم زد سر و سامان من

تیرہ شد ... شام ماتم در غم این رحلت ... چاک شد مانند دامان سحر دامان من

... خود دانستہ ام ... ذکر او تا بودہ ام بود است حرز جان من

... محشری بر پا شدہ ... میشود شور قیامت ہر نفس افغان من

... رنگ زرد ... گر نفت ... میچکد طوفان نوح از گوشہ دامان من

بہر سال آن عزیز مصر لطفا گفت غیب

مسند آرای جنان شد یوسف دوران من

۱۲۸۱

نور تخلص محمد نور شاہ قادری ابن مولوی محمد اسمعیل شاہ قادری نور اللہ مرقدہ حضرت غوث الثقلین قدس سرہ العزیز کی اولاد امجاد سی ہین وطن انکا خطہ کشمیر ہی ... امرتسر مین رہتی ہین اسی دار الریاست مین بھی آئی تھی سرکار فیض آثار سی اسم ... کی شرف ملازمت سی مشرف ہوی تھی بندگان حضور کی مدح ... وہ ... ہین جو ہمسر قابل ہین اس سرکار سی سالانہ مقرر رہی لیکن ... مسمی بہ نوشتہ راہ زبان فارسی مین موزون کی ہے کہ وہ چھپ گئی ہی کچھ شعر اوسمین سی انتخاب لکھی گئی اور کچھ شعر قصائد مدحیہ کی منتخب ہوی وہ یہ ہین

در مدح

گنبد سبز گشت ز تشریف نوبهار — صحرا و باغ و راغ و بیابان و کوهسار
نرگس بشاخ صورت مینا و ساغرست — زین مژده تر زبان که ببین صنع کردگار
از هر گیاه سبز و ز هر شاخ هر درخت — آثار فیض نا تناهی ست آشکار
سازد چو اسم عام ضمیر منیر او — طاوس بیضه افگند اندر کنار مار
نام نکوی حاتم و کسری بعهد تو — سر ناورد برون ز گریبان ننگ و عار

در مدح

شاه گل آمد و بنشست بتخت گلبن — تاج زرین بسر و خلعت رنگین بکنار
نو عروسان چمن جلوه گر از ناز و ادا — صف بصف حلقه بحلقه ز یمین و یسار
چشم بد دور ازین تازه بهار نیکو — رشک فردوس برین گشت زمین گلزار
ساقیا زود بیا دیر مکن بهر خدا — چین میار در جبین درگذر از کین و عار
باده همچو لب لعل بتان روح فزا — باده صاف تر از روی نکوی دلدار
نخل سر سبز ز قهر تو همی گردد خشک — چوب خشک از اثر مهر تو می آرد بار

در تهنیت عید اضحی

سال و مه گریانم از بی مهری گردون دون — شادی امروز شد صرف غم فزای من
غم چنان افروخت آتش در دل و جانم که شد — عضو عضوم مشعل تاریکی شبهای من
کی روا دارم کشیدن منت ساقی که هست — جان کباب و دیده جام و خون دل صهبای من

مطلع

نیست کس در ربع مسکون این زمان آقای من — همچو نور دیده دارد چشم مردم جای من
مهر دل کلب علیخان بهادر آنکه هست — والی من شاه من ممدوح من آقای من
بخشد گر ماه مهر او نظر قسم سایه — میشود از روز روشن تر شب یلدای من
ریخت پرتو مهر محبت بر ضمیر روشنم — جوشش ز نار محبت سوخت سر تا پای من

دور مگذارم ز درگاه خودم قسم تیم بخش ‌ ‌ ‌ رحم بر مہجوریم فرما کرم فرمای من

تہنیت عید الفطر

داورا تزئین عید از شوکت و شان تو باد ‌ ‌ ‌ انور و صد ہا چو انور تہنیت خوان تو باد

مرد و زن شاه و گدا خرد و بزرگ از خاص و عام ‌ ‌ ‌ دمبدم رطب اللسان بذل احسان تو باد

در مدح بندگان حضور از مثنوی مسمی بہ توشۂ راه

گرد راهش اگر رسد بفلک ‌ ‌ ‌ میدہد روشنی بچشم ملک

وقت مداحیت بقصد سوال ‌ ‌ ‌ میزند بوسہ بر لبم اقبال

فی الحقیقہ طرفہ لیاقت آگاہی ‌ ‌ ‌ شرع را مہر و ورع را ماہی

انور

انور امام الدین خان خلف غلام حسین خان کسی کی شاگرد تھی پینسٹھ برس کی عمر مین ربیع الآخرہ کی بارہوین تاریخ بارہ سو اڑسٹھ ہجری مین قضا کی اوسکی بھتیجی عبدالقادر خان سی معلوم ہوا کہ فارسی مین انکا تخلص امام ہی تالیف اُنکی بہت تھی مگر وقت تالیف تذکرہ ایک دیوان ناتمام اور ایک مثنوی مختصر ملی اوسمین سے یہ کلام انتخاب کیا گیا

ریختہ

خط آنے پر ہوا ہی وصل بوسی کا زہی طالع ‌ ‌ ‌ خضر کی گھر مین سامان ہی تری مہمانی کا

بعد مرنے کی کیا چاک جو سینہ میرا ‌ ‌ ‌ خار ماہی کیطرح سیکڑون خنجر نکلا

اور سب محشر کو جیسی تھی یہان ویسی اوٹھی ‌ ‌ ‌ ایک مین ہی سر اوٹھا بیجان اوٹھا بیدل اوٹھا

ای پری آدمی کیونکر ہون اس حال پہ غش ‌ ‌ ‌ تیرا سایہ ہی تری چال پہ لوٹا جاتا

ورق پہ گال کی لکھی تھی سر نوشت مری ‌ ‌ ‌ کہ روز حشر بھی دل لیکی داغدار اوٹھا

بنی تربت در قاتل پہ یارب شکر ہی تیرا ‌ ‌ ‌ کہ سر جب آستان پر تھا رہا وہ آستان تک

گو کہ وعدے پہ تھا اوسکی یقین تب بھی تو دل آ ‌ ‌ ‌ کان تھی آواز پا پر آنکھ تھی در کی طرف

بیماری تیری یہ مکان بدلی ہین ای شوخ | گر عمر دوبارہ ہو تو نہیں نہ دل تنگ
چشم بیمار آئی سے سے | عکس تجکو نظر لگاتا ہے
ہی دل مین چبھی کی سی مژگان | اس شیشی مین بال اگیا ہے

قطعہ

دیر قاصد کی لگا نیسی جو رات افلاک | میری آہونگی دہوین اوٹھکر غبار آسا گئے
دیکھنا شوخی وہ بولا اب نہین آنی کی طور | آسمان پر آپ کی قسمت سی یا دل جا گئے

مثنوی فراق نامہ

عشق سی ہی زلف کا مصرع دراز | عشق روی حسن کا آئینہ ساز
عشق ہی قفل دل تنگ چمن | عشق ہی بوی گل و رنگ چمن
عشقبازی کا سنا چاہی جو حال | پوچھ انور سے کہ ہی اوسکو کمال
دل کی شورش سی وہی آگاہ ہی | اوسکو اس آتشکدی مین راہ ہی
لالہ سان رکھتا نہین عشرت کا جام | خون دل پیتا ہی جون غنچہ مدام
کون اوسکا ہمنشین غنچہ ارہی | ایک پہلو مین خیال یار ہی

فصل بای تازی

باقر تخلص باقرخان ولد عباس خان چوبیس برس کی عمر ہی مرزا حسین قلیخان شادان کی شاگرد ہین اونکا یہ کلام ہے

ریختہ

آہ اک آہستہ کی تھی ہجر مین روز ازل | رنگ نیلا ہو گیا اوس روز سی افلاک کا
عطر آگین ہی پھر اک جھونکا صبا کا دیکھنا | اوسنی زلفین کھولکر شاید کیا ہی شانہ آج
بھلی جو اپنی سایہ سی بھی بچ کر | وہ ظالم کیا کسیکا آشنا ہو
قہر ہین کشتہ رفتار کا کیا جی سنبھلے | چاہیی روز نئی ایک قیامت پہلو

بحر پشیخ امداد علی خلف شیخ امام بخش پینسٹھ برس کی عمر لکھنؤ وطن ہی اب پاس سرکار کی
وظیفہ خوار ہین اس سبب سی یہ دارالریاست مسکن ہی شیخ امام بخش ناسخ مغفور کے
شاگردون مین نامور ہین کلیات انکا چھپ گیا ہی دور دور تک مشتہر ہین یہ انکی
کلیات مطبوعہ کا انتخاب ہی

تہنیت شادی صاحبزادہ محمد ذوالفقار علیخان صاحب در مرحوم

وہ زمانہ ہی کہ آئی جو جو رسانہ بہا — آشیانون مین عنادل کی بندہی ہی
آج صورت مشاطہ ہی آئینہ بکف — کہا عروسان چمن کرتی ہین بن بن کا
واکر اپنی جوانی پہ گلابی پوشش — آئی ہی بوی گل باغ جنان ہو کی سو

در مدح جناب مستطاب نواب محمد یوسف علیخان صاحب بہادر فردوس مکان

اشرفی کی ہی وہ رنگت اثر اوسکی بڑا — چھوڑی تا بنی پہ ہوس تو بنائی کند
تو بنا لالہ چمن کا جو یہ عالم دیکھی — کہو اگر آنکہ نہ دیکھی کبھی دولہا کو دین
شعلہ شمشیر مین مانند سپر پھول گلریز — بہری گلشن مین جو جلاد بجالی آہن
کیفیت تلوار کی پانی سی بہری ہین سیر آب — خاک مین پھولونکی چادر ہین شہیدونکی کفن
دیکھی کیفیت گلشن تو پڑی شبنم ورد — دی انگور سکے دانی تو بنائی کرن

اشعار متفرقہ

مسند سحر کا تنہائی سی کبھی کی طرف — لا آبالی ہی جب اجائی گیا یا نہ گیا
گل پری تھا جو مسند وا بہار مین ہوتا — یہ داغ بھی کسی پھولونکی ہار میں ہو تا
تیری دعا کو راہ نہین تا در قبول — دست دعا نصیب سی دیوار ہو گیا
کچھ تاسف نہین اسکا وہ بر آئی امید — حیف یہ ہی مین جاتا ہمک کی سال
چشمی یار سے حیا کر + — نرگس آنکھون کی کچھ دوا کر
دلکو اسواسطی پہلو سی جدا کرتا ہون — آرزو ہے کہ ملون یار سی تنہا ہو کر

سنگ دربان کی لیی کوچہ جانان چھوڑا
مجر تم رک گئی خاشاک سی دریا ہوکر

دو پٹی کو آگی سی دو ہرا نہ اوڑھو
نمود اچہرین چھپانی سی حاصل

مجھ معشوقونکی باتون کا جواب
خیر سے ہے یہ تحفت عشق کو اچھی نہین

حسن نمکین کو لیکی چاٹ مین
جب اپنی ہی زیست بی مزا ہو

آسایش بیجا سی مسرت نہین ہوتی
سو جائین اگر پانون تو راحت نہین ہوتی

چپا ہی آسمان نی ایسا کہ حشر تو
اوٹھین گی ہم غبار کی صورت زمین سی

آبرو آنسوون کی بی اتری نی کھوئی
اب تو روتی ہوی آنکھون کو حیا آتی ہے

داغ کو کیون نہ کلیجی سے لگای کہون
مجکو اس پھول سی خوشبوی وفا آتی ہے

آنکھین نہ جھپنی دینگی تری بیوفا مجھی
ان کھرکیونسی جھانک رہی ہی قضا مجھے

ای ہجر وصل یار سی مین بی نصیب ہون
معشوق بھی ملا تو بڑا پارسا مجھے

رباعی

خم آگیا قد مین ابروونکی صورت
سب لٹ گئی عضو گیسوونکی صورت

غم کھایا جوانی کا یہ مینی دن رات
سب گر گئی دانت آنسوؤنکی صورت

بند واسوخت

بال بنوانی لگی پیچ مین لانا سیکھی
سرمہ بھی دینی لگی آنکھ لڑانا سیکھی

پان کھا کھا کی بہت ہونٹھ چبانا سیکھی
اوڑ چلی ایسی کہ پی پر کی اوڑانا سیکھی

دھیان اسکا نہ رہا قول و قسم بھی کچھ ہین
نا سمجھ ہین جو یہ سمجھی ہین کہ ہم بھی کچھ ہین

دیگر

یا خدا عشق صنم کا کوئی بیمار نہو
دم نکلجای بلا سے پہ یہ آزار نہو

شعلۂ حسن کبھی گرمی بازار نہو
کھوٹی دامون کوئی یوسف کا خریدار نہو

نہ ہی حسن پرستی کا مزا آنکھوں میں
ماہرو داغ نظر آئیں سدا آنکھوں میں

داغ وہ دل جو کری میل کسی گلرو پر
وہ زبان لال جسی ورد ہو نام دلبر

کور وہ چشم جسی دید ہو منظور نظر
کر ہوں وہ کان جو سنتی رہیں جانا کی خبر

قطع وہ ہاتہ جو پہیلیں کسی امان کی طرف
ٹوٹیں وہ پانوں جو دوڑیں در جاناں کی طرف

آئی آفت جو کسی شی پہ طبیعت آئی
آبرو کہوئی کسی جا کہیں ذلت پائی

ہفت اقلیم میں مشہور ہوئی دانائی
پیار کرنا بہی زمانی میں ہی کیا رسوائی

تا مقدور محبت نکری بہتر ہی
نہر کہا جای کہیں ڈوب مری بہتر ہی

ای گل گلشن جان بوی وفا تجہ میں نہیں
ای مہ برج کرم مہر ذرا تجہ میں نہیں

ای دوای دل بیمار شفا تجہ میں نہیں
بی حلاوت ہی تری چاہ مزا تجہ میں نہیں

تو وہ ہی غم میں کسیکی نہ کبہی آہ کرے
اٹریان بہی جو میں رگڑوں تو کہڑا داہ کرے

سیری نزدیک یہ آساں ہی کچہ دور نہیں
پر جو ہیں اہل وفا انکا نہیں یہ آئین

چاہوں تو ڈہونڈہ کی ایسا ہی کا تو میں حسین
اپنی تقدیر کا لکہا ہی یہی چین جبین

صبح اوٹہکر یہ ہوس ہی ترا چہرا دیکہوں
دیکہکر پاؤں ترا منہ نہ کسیکا دیکہوں

بدری چند خلف پنڈت اوتم چند علم بیاکرن یعنی صرف و نحو اور جوتش یعنی نجوم اور کاب یعنی سنسکرت کی شاعری اور پنگل یعنی عروض پنڈت کرشنانند سی حاصل کیا اور نیای یعنی علم منطق اور دہرم شاستر یعنی علم فقہ پنڈت ٹیکارام

بدری چند

مراد آبادی سی ٹرہا بہاکا زبان مین صاحبزادہ امداد اللہ خان تاب تخلص کی
فیض صحبت سی دخل پیدا کیا اکاون برس کی عمر ہی اسرکار دولتمدار میر
ملازم ہین یہ اونکا کلام ہے

کبت در تعریف حسن معشوق

ایک سمین دیکہہ رکی سجان چترانن جو تیرو مکہہ چند تولیبی کو چند ہیر ہی
ڈنڈی سسمار پلا دو دو نو دہرپ کری تولیو مکہہ چند چند آمین دینی گہیر ہو
آن آن تاری بدی چند بچہ تیر راکہی تو و بہیو ہمکو سو بہار نی مکہہ تیسر وہی
چبب کو لت ر و ہی ہار و سو پہ ہار و بہ چین ہی نہ دیو س رین کری نت پہیر ہی
شرح ایک سمین دیکہہ کی ایک وقت مین دیکہہ کی سجان چترانن جو ہوشیار چترانن
یعنی برہمانی تیرو مکہہ چند تیری منہ کی چاند تولبی کو چند ہیر وہی تولنی کی واسطی
چاند کو دیکہا ہی یعنی ایک زمانی مین برہمانی جو تیری منہ کی چاند تو اور اپنی چاند کو
دیکہا تو چاہا کہ دونون کو تولا چاہیی لہذا ڈنڈی سسمار کہکشان سی ترازو کی ڈنڈی
بنائی پلا دو دو دونون دہرب کری دہرب سکتی ہین قطب کو یعنی دونون قطبون سے
دو پلی قرار دیی تولیو تولا مکہہ چند تیری منہ کی چاند کو چند آمین دینی گہیر دیا
یعنی چاند کو آب حیات دیکر تیری منہ کی چاند کی ساتہہ تولنگرا اسکا بہاری ہو جاسے
آن آن تاری لا کی تاری بدی چند آئی بدی چند چند تیر راکہی اپنی چاند کی پلہ
کی تو و بہیو تب بہی ہوا ہلکو سو ہلکا وہ بہاری مکہہ تیرو ہی تیرا منہ بہاری نکلا یعنی
باوجود آب حیات دینی کی اور سب تارو نکو اوسکی پاس رکہنی کی تیری ہی منہ کا چاند
بہاری رہا چبب کو لت ر و تیری چہب یعنی تیری حسن کا بہکایا ہوا ہی ہارو دل
ہارا ہوا سو پہ ہارو نہ وہ چاند گیا سوی آسمان چین ہی نہ دیو س رین نہ اوسکو
چین ہی نہ رات کو کری نت پہیر ہی ہمیشہ سرگردان یعنی راتدن گردش کیا کرتا

بزمی

بزمی عبد اللہ خان ولد سیف الدین خان چالیس برس کی عمر نعت کہنی کا شوق ہی سرکار مین نوکر ہین حضرت خواجۂ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مداحی کی بدولت مشتہر ہین وزیر علیخان وزیر کو جو اس ہیچمدان کی بہی شاگرد تہی کلام دکہایاسے یہ اونکی اشعار ہین

ریختہ

خواب مین اک شب تو دکھلا دی رخ زیبا کوئی — دیکہ لی یارب ہماری چشم گریان کی طرف
دیکھون کس روز بر آتی ہی تمنا بزمی — اکی پہر رہگیا یثرب کو مین جاتی جاتی
آتی دیکہین گی جو ہمسکو تو بہین گی حورین — جنت آباد ہوی آی ہمپہ روالی

بسمل

بسمل شیخ محمد زمان عرف عبد الرحمن صدیقی ابن شیخ فضل الرحمن بجنوری نواح لکہنو مین ایک مقام ہی فرخ آباد عرف چلاوان وہ انکا مولد و موطن ہی اب تسے دار الریاستہ مسکن ہی ملازم سرکار دولتمدار ہین عدالت عالیہ دیوانی مین نائب سررشتہ دار ہین ستائیس برس کی عمر ہی خوش اوقات حمیدہ صفات ہین شاہ مجید الزمان خلیفہ حضرت شاہ سلیمان قدس سرہ العزیز سے بیعت ہی اہل اللہ سی کمال عقیدت ہی یہ سب محاسن اوسی کی برکت ہی کچہ کتابین عربی ہیچمدان انکی منجہلی بہائی مولوی عنایت حسین مغفور سی پڑہی تہین فارسی مین اس ہیچمدان سی تلمذ ہی شعر کابہی ذوق رکہتی ہین جو کچہ موزون کرتی ہین ہیچمدان کو دکہاتی ہین صاحب دیوان ہین چند شعر اونکی بطور نمونہ لکہی جاتی ہین

ریختہ

ہردم کی شوخیون سی بتونکی یہ تنگ ہون — کہتا ہی برہمن کہ مین کیون برہمن ہوا
زبان پیغامبر کی قطع کرکی بہیجدی مجہکو — جواب اچہا دیا ظالم نی پیغام زبانی کا
کوئی بات سینی گا مطلب کی بہی — کہ قصی کہانی مین جائیگی رات

مینی نگاہ نو کہا کہ اوسکو نہین ملتا ہی مزہ | ذکر ہی رہتا ہی کیون ورد زبان اوسکا
کچھ ایسی بیخودی تھی سرور وصال مین | ہم کہہ گئی جواب کا مطلب سوال مین
انداز سمجھا نرالی مری لن ترانی مین | دل لیکی پوچھتا ہی ارادی کہانکی ہین
عکس کو آئنی مین بند کیا ہی دیکھو | اونکی تصویر خیالی ہی ہماری دل مین
ادہر چمکی ادہر چمکی یہان تڑپی وہان تڑپی | گئی جاتی ہی بجلی بھی تمہاری بیقراری مین
خود اپنی عکس سی آئینی مین وہ کہتی ہین | کہ دیکھ دیکھ غش آیا ذرا سنبہال مجہی
مری زبان سی پیدا ہی میری ناکامی | جواب دیتی ہین دیکھو لب سوال مجہی
ڈہلا جو کاندہی سی وقت خرام ناز اوسکی | کہا اوسی دوپٹی نی تو سنبہال مجہی
ای بیخودی سلوک کر اتنا کہ حشر تک | میری خبر ہو دلکو نہ دلکی خبر مجہی
غم و اندوہ و درد و حسرت و یاس | سب ہین احباب اپنی صحبت کی
بزم مین اونکی بچا کرتا ہی مجکو جو چین | دل سی کہتا ہون مری پہلو سی ہٹ بیٹھی ذرا

بسمل

بسمل حاجی محمد نصر اللہ خان ولد کریم اللہ خان پینتالیس برس کی عمر ہی صاحبزادہ غلام حضرت خان زخمی کی شاگرد ہین انکی دو شعر لی وہ لکھی گئی

ریختہ

لی غیر نی پاؤن مین اونکی مہندی | مین افسوس کرتا رہا ہاتھ مل کر
لیتی ہین بوسہ جانان جو بی رضا دلکی | الہی رہ گئی سجائی وہ دلربا دل کی

بسمل

بسمل ولی محمد خان ولد جان محمد خان پینتالیس برس کا سن ہی درس تدریس کا مشغلہ راندن ہی مدرسہ سرکاری مین عہدہ مدرسی سی سود افتخار ہین فن شعر مین میر محمد حسین کربلائی متخلص بہ فیض کی شاگرد ہین ذی اعتبار ہین نثر لکھنی کا بھی شوق ہے یہ اونکی اشعار ہین

مدح بندگان حضور

بہار رنگ عہد شش مین کہ ایمان ز بوی گلشن اسلام مست مست
بدور بادۂ امن تو ہر کس مدام از نشۂ آرام مست مست

اشعار غزلہا

نسیم گلشن فنا را و فسون چہ دمید که همچو غنچہ شگفتن ز نقش پا پیدا است
از گل زخم دلم بوی کسے می آید کو دماغی که بدارم سر دماغی چند
با آن سنگین دل بی مہر دل ادم که مگر ز عزم یک نگاه لطف و ارصید پشیمانی

رباعی

بسمل شدم از رشک و کشیدم صد آہ دانسته بغیر گفت آن غیرت ماه
در چشم نمک سود نمی آید خواب فریاد کنان کیست بین بر سر راہ؟

بسمل

بسمل محمد عبد العزیز خان ولد محمد ایوب خان بائیس برس کی عمر ہے میر احمد علی رسا کی شاگرد ہین یہ اونکا کلام ہے

ریختہ

اضطراب دل کا مضمون ہی کہین سر بمہر ہو کہولنا خط کو ذرا ای مشفق من دیکہکر

بشیر

بشیر خواجہ محمد بشیر ابن خواجہ نظام الدین احمد المعروف بہ سید فقیر ولد سید شاہ حسین مودودی مغفور وطن قدیم انکا شاہ جہان آباد ہی مگر لکہنو مین پیدا ہوی کتب درسیۂ عربیہ اساتذۂ مختلف سی پڑہین اور کتب فارسیہ مولوی فخر الدین حسین خان مغفور شاہ جہانپوری سے کہ شاہ جہان آباد مین اکثر رہتی تہی و یہین قاضی محمد صادق خان اختر سی بہی فارسی مین تلمذ ہی چہبیس برس کی عمر ہی کئی برس سی سرکار دولتمدار مین ملازم ہین ناشر و ناظم ہین یہ اونکا کلام ہے

تہنیت عید الفطر و مدح بندگان حضور دام ملکہم و اقبالہم

بدیده راه غلط کرده مست اشب خواب — جمال کیست که می افکند ز چهره نقاب
اشاره که رباید ز جان شکیب و توان — که برق سینه مدار غمزه بجز من خراب
نگار صبر که آشوب افکند امروز — که خواهد آنکه کند خانمان هوش خراب
که جام باده شوخی بحف ادا ریخت — که جرعه جرعه چکاند بجام شوق شراب
بجز سخن نبود هیچ نغمه ور نگار — برنگ نکهت گل هم عیان هم بحجاب
بیارگاه فلک قبه بر در اسپے — که آستان درش جاه و فضل راست مآب
بنام کلب علیخان بهادرش زد کوس — زمانه بر سر نه پایه سپهر فیض ایاب
بروز عید سعید و مبارک رمضان — که جشن شه همه سو از طرب کشود ابواب
بدستیاری کلک نگار بند بشیر — نمود جلوه به بزم شه سپهر جناب
به تهنیت گهر این نکته ها فشاند ز لب — که هر دری ست از آن مایه اولوالالباب
نشاط عید بها از تو سالها بالد — ز فضل صوم تو نازد بخویش ذوق ثواب
نهال سال و مه عمر تو ابد پیوند — بهار عمر ترا عمر خضر باد حساب

ایضا در مدح

من کیستم آن پرده در راز ضمیرم — کز عرش تا بسو گذرد شور نفیرم
افتاد مرا کار با فسرده دلیها — با آنکه بشارت چکد از نام بشیرم
آن درد گزین شاعر آشفته درونم — کز آب و گل گریه و سوز ست خمیرم
از کشمکش حاجت دنیا چه هراسم — کز مدح طرازان فلک پایه امیرم
آن داور دانا دل و خورشید ضمیری — کز تربیتش منزل عرش ست سریرم

اشعار غزل

بر اثر چند به جان تپیدن داریم — هوش سراسیمه را بال پریدن داریم
جلوه سر داد حسن خون جگر جوش زند — اشک دل افروز را ذوق چکیدن داریم

صوت دلاویز شوق شد زدرد دل بلند | آرزو ہوشش زگوش شنیدن دیدم

بشیر

بشیر محمد بشیر خان ولد مولوی جمال شاہ خان تیس برس کا سن ہی میان نظام شاہ کی شاگردون مین ذی اعتبار ہین اونکی یہ اشعار ہین

ریختہ

اوس بت کا عشق میری ہی قسمت مین تہا اگر | پتہر کا دل بہی کیون نہ دیا ای خدا مجہی

برسون مین ہمنی دیکہی تہی شکل شب وصال | ای صبح تجکو آج ہی آنا تہا شام سی

آج کیا حال ہی ہمسی تو چہپا و نہ بشیر | دونون ہاتہونسی سنبہالی ہوئی کسکی ہین آج

بلخی

بلخی محمد سیف الدین خان ولد سید احمد خان وطن انکا بلخ ہی بائیس برس ہوکر کہ وطن سی نکلی مدت تک پیشاور مین رہی وس برس گذری کہ اس دار الریاست مین آئی طلب علوم مین مصروف رہی پانچ برس سی مدرسہ سرکاری مین مدرس عربی ہین شعر بہی عربی کہتی ہین پنتالیس برس کی عمر ہے مولوی اسمعیل سمرقندی سی تلمذ رکہتی ہین یہ اونکا کلام ہے

اشعار قصیدہ مدح بندگان حضور پر نور

یا من تحلّی بضیاءٍ وجمال | خصصت بعلمٍ وبحلمٍ وجلال

ای وہ شخص کہ آراستہ ہوا ساتہ روشنی کی اور جمال کی | خاص کیا گیا ہی ساتہ دانش اور بردباری اور جلال کی

الحمد لربٍّ لك اعطی درجات | لا تدرک فی العقل وهم وخیال

سب تعریفین اوس پروردگار کیواسطی کہ دی تجکو درجات | ایسی جات کہ نہین سماتی عقل اور وہم و خیال مین

یا ربّ رفّعه علی کل رفیع | واجعله علی السطح مضیّاً کهلال

ای پروردگار بلند کر اوسکو ہر بلند پر | اور گردان اوسکو بلندی پر روشن مانند ہلال کی

الصبا

من وجهه بدر السما من کفه باب العطا | من نوره شمس الضحی لقمان دهر فی الحکم

اپنی روشنی سی شیشہ گردش پیمانہ کی	اپنی چہرے کی بدولت فلک پر اپنی دست درازی
المرحبا فالمرحبا من فیضہ بحر الکرم	یا الجد الاوضاع من اخلاق سلطان السبل
مرحبا مرحبا اپنی فیض سی دریای بخشش	ای گزیدہ روش اخلاق بادشاہ رسل مین سی

بلدیو چوبی بلدیو داس تواری ابن چوبی جگناتہ تواری ابن باس دیو تواری برادر
کلان چوبی پران سکہ جنکا ذکر بای مجی مین آی گا علم اپنی دادا باس دیو سی حاصل کیا
اور شاعری کا فن سری من نراین داس ساکن اٹاوا سی سیکھا اس کبیشر کی عمر
تریسٹھہ برس کی ہی عہد ولیعہدی سی سرکار فیض آثار دام ملکہم و اقبالہم مین نوکر
کسی قدر فارسی سی بھی آگاہ ما مقیما اور کریما دونون کتابونکا ترجمہ فارسی سی بھاکا مین
کیا ہی یہ انتخاب کلام سے

کبت در مدح بندگان حضور

چوری ہوت چت کی کبت کی سو گر تھن مین جاری ایک آم اور دودھ ہی مین دیکھیی
لوبھی کی ناتی تو تبناک چنگ لوبھی جات جوا تو داری ہی کی نا اریکھیی
کب بلدیو کہی نکج نہ کوئی لوگ بہاگ ہی مین کوئی کہی نہ بلج بسیکھیی
سیری جت نواب کاب علیخان بہادر کی پرل عدالت کی راج مین دیکھیی

شرح چوری ہوت چت کی کبت کی سو گر تھن مین چت یعنی دل کبت یعنی شعر گرنتھ
یعنی دفتر اشعار حاصل یہ کہ اس عہد عدالت مہد مین چوری کا نام معدوم ہو گیا ہی
اگر کہین چوری ہوتی ہی تو دو چیزون کی ہوتی ہے ایک تو دل کہ معشوق چراتی ہین
اور دوسری کتابون سی مضامین چوری ہو جاتی ہین جاری ایک آم اور دودھ
مین دیکھیی جاری بدکاری کو کہتی ہین دیکھیی یعنی دیکھی حاصل یہ کہ جاری یعنی بدکاری
کہین باقی نہ رہی ہان جالی ایک آم مین اور دوسری دودھ مین دیکھی جاتی ہی
آم کی جالی اوسکا تخم ہی اور دودھ کی جالی عبارت ہی بالائی سی لوبھی کی ناتی تو

پتنگ چنگ لوٹی جات لوٹی یعنی لوٹنی کی تاتی بمعنی ظلم یعنی لوٹ کا اثر کہین باقی نہین
البتہ اس علاقی سی پتنگ اور چنگ لوٹی جاتی ہین جوا تو دواری کی شا
ابر کہیں جوا قمار دواری دوالی تشارات آبر کہیں دیکھی یعنی جوا بالکل موقوف ہوگیا
مگر دوالی کی رات کو البتہ کہین نظر آتا ہے یعنی سوا اوس رات کی اور کوئی
کبھی جوا نہین کھیل سکتا اور اوس شب مین ہنود جوا کھیلنی کو شگون نخشی
سمجھتی ہین اور یہ بھی مشہور ہے کہ یہ شب اونکی مذہب مین نہایت متبرک ہے
جو اس مین جیت گیا وہ تمام سال ہر بات مین بازی لیجاےگا والا فاسا
کب بلدیو کہی نلج نہ کوئی لوک کت یعنی کیشر بلدیو تخلص شاعر کہی کہتا ہے نلج بی شرم
مطلب کیشر کہتا ہے یہان کوئی بی شرم اور بیحیا نہین ہی بھاگ نہ ہین کوئی کوئو
نلج بسیکہی یعنی کوئی کوئی جو بی شرم نظر پڑتا ہے تو ہولی مین البتہ نظر پڑتا ہے
سری جت نواب کلب علیخان بہادر کی پربل عدالت کی راج نیت دیکھیے جی جت صاحب
ملک پربل یعنی زبردست راج نیت طریقہ، جون کا یعنی نواب کلب علیخان بہادر جو صاحب
ملک ہین اونکی زبردست عدالت کی طریقی دیکھنا چاہیی کہ اونکی انصاف و عدل سے
کیا ملک کا انتظام ہی

تہنیت خلعت پوشی و زر افشانی بندگان حضور

آئی جو نگر بیچ پہر خلعت آئی والی رام پر دان کینو من بھا یو ہے
ہاتھی پی سوار شوبھت رو پین سکے بار بار پھینکن وار وار کہان تا مان چیت چہایو ہی
کت بلدیو شوبہا نتن نرکہہ نیکی اپما کو اتک الیسو ہی من آیو ہے
مانو سام گھٹا پی سوار چھٹا اچھ اندر برہی برپی بوندن اکنند چہرلایو ہے
شرح آئی جو نگر بیچ الی آخرہ یعنی شہر مین جو والی رام پور خلعت پہن کی آئی تو خیرات
خاطر خواہ کی ہاتی پی سوار الی آخرہ یعنی ہاتی پر سوار روپیون کے

مشہیان خاں ساماں تیار کریں ہوئی کب بلدیو الی آخرہ کبیشر بلدیو کہتا ہی
کیفیت اپنی انکھون سی دیکھی تو تشبیہ سوجھی مانو سیام الی آخرہ گویا ابر تیرہ
مہاراجہ اندر نی سوار ہوکر بڑی بڑی بوندوں سی جھڑی لگائی ہی

در تعریف سواری عید

نوبت نشان کو بلند سو گیند سو ہی تا ہی او مراتب کی سو بہا ادہکا تی ہی
ات ہی او تنگ گجراج تاپے ہو دابن آیو کلکتہ سوں سو دیس بین بڑائی ہی
کب بلدیو تاپی راجت انوپ بہوپ چتر کو نرکھ کب کرن لجائی ہے
سیری جت نواب کلب علیخان بہادر جی عید کی سواری سوں نگر چھب پائی ہی

شرح نوبت نشان کو بلند سو گیند سو یعنی نوبت نشان کا بلند ہا تھی اچھا معلوم
ہوتا ہی ما ہی او مراتب کی سو بہا ادہکا تی ہی اور مراتب کی خوبصورتی زیادہ
ہی ات ہی نہایت ہی او تنگ بلند گجراج ہاتھی تاپی اوسپر ہو دابن آیو ہودج
بنکر آیا کلکتہ سوں کلکتی سے سو دیس مین بڑائی ہی ساری جہان مین اوسکی تعریف
کب بلدیو تخلص شاعر تاپی راجت اوسپر سوہی ہین انوپ بہوپ بمثل راجہ چتر کو
نرکھ چتر کو دیکھکر رب کرن آفتاب کی کرن لجاتی ہی شرمندہ ہی سری جت
صاحب مالک نواب کلب علیخان بہادر جی عید کی سواری سوں نگر چھب پائی ہی
ساری عالم نی رونق پائی ہی

چھپے

جنکی سنگ نگی سرنگ نند نن سو ہاتی		تانکی پاچھی گجر اہپاب آوت مد سانی
بین سرود تنبور ڈہول تاسا چھب جیسی		پری جری کی جہول موت گنتا دہن گیبر
	بلدیو سنگ دو دما جہور ڈمرت سو بہا جلی جنوب منڈل سین اومک کی گنگ دہارا نکلی	

شرح تاکی پاچھی اوسکی پیچھی بیچ انیک ہاتھی بہت آوت مدماتی آتی ہین مست
یعنی جھومتی ہوی جنکی مستک جنکی پیشانی رنگی سرنگ رنگی ہوی خوش رنگ
بندن سون راتی سیندوری سنج پری جری کی جھول پڑی ہوی سنہری جھول
ہوت گنشادہن جیسی ہورہی ہی گھنٹی کی دہن ویسی یعنی جیسی سنہری جھول
بہت اچھی اوسپر پڑی ہی ویسی ہی دونون طرف کی گھنٹون کی دہن ہورہی ہی
یعنی بیچ ہاتھی پن پھر سروہ دنام ساز جنور نام ساز ڈہول نام ساز تاسا نام ساز
جیسی خوبصورتی ویسی ہی بلدیو سکب بلدیو اچھا شاعر کہتاہی دوو دوسا
دونون طرف چنور ڈہرت چنور ہلتاہی سو بہا جکی بہت خوبصورت معلوم ہوتا ہی
جنکو گویا رب منڈل سین آفتاب کی حلقی سے اوٹمک کی اوٹہکر چنک دہار
گنگا کی دہارات اتی چلی ادہر ادہر روان ہوئی

چھپی

سندر گہر سوار سنگ سب ہی سہالی	پیس بنی پیچ سنہری سکر شبہالی
سورتکل ساونت سیل نیہ جھوت سو ہین	سا اچھی سنج سیفنہ سنگہ سی سنرمن ہین

بلدیو سکب سردار سب سنر بندہ سو بہا تین ✤
سرکار سواری چند کی سکب نہ سامان سنگ تین

شرح سندر خوبصورت سگہر سوار خوش سلیقہ سوار سنگ ساتہ سب ہی رہا
سب آراستہ رسالی پیس بنی سر پر بندہی ہوی سرپیچ سنہری سرپیچ طلائی
سنگر بہالی عمدہ ہاتہ مین بہالی لیے ہوی سورتکل ساونت بہادر سب ہی
سیل نیہ مروت کی حشمی صورت سوہین صورتین اچھی ہیں سا اچھی سیہی سنج سفینہ
خاصیت مین محبت سنگہ سی شیر کی مانند سرمن سوہین دیتو تا کا دل لبہا
بلدیو سکب تخلص شاعر یعنی ای بلدیو سر دار سب سنر بندہ ڈالر سب سلاح بند

سو بہا ستین خوبصورتی کی بہری سرکار سواری عید کی عید کی دن کی سواری
سرکار کی سکب اچہی شاعر نہ سامان سات گنین سامان تزک کو مین گن سکی ہیں

چہپی

گرکر بر کمت پہول ہی ہر کمت نر ناری
دو دو دسا بجار بہری سب اٹا اٹاری
کمت دہن یہ بہوپ دہن یہ گہری سہای
دہن آج کو دیوس دہن یہ بجت بدہای
بلدیو سکب جا جاب جتی اسیرباد سبہی دیو
جب لگ بہوم اکاس جگ سری نواب تب لگ جیو

شرح کرکر بر کمت پہول ہی ہر کمت نر ناری ہاتہون سی پہول برساتی ہین خوشدل ہوکی مرد عورت دو دو دسا بجار دونون طرف بازار بہری سب اٹا اٹا سے بالاخانے سب آدمیون سے بہری ہین کمت کہتی ہین دہن یہ بہوپ دہن یہ گہڑی سہای اچہا یہ راجہ اچہی یہ گہڑی بہتر معلوم ہوتے ہے دہن آجکو دیوس اچہا ہے آجکا دن دہن یہ بجت بدہای اچہا یہ بجتا ہے شادی کا باجا بلدیو سکب تخلص شاعر یعنی ای بلدیو جا جاچک جتی مانگنی والی جتنی ہین اوہون سنے اسیرباد دعا ہی دیو ہی دی جب لگ بہوم اکاس جگ جب تک زمین آسمان آباد ہی سری نواب صاحب مالک نواب تب لگ جیو تب تک زندہ رہین

کبت

گوری ات بہوری بہیں بہوری سی بہین نار جوبن کی جوت گہونگہٹ اوٹ دیتی سے
بالا ہی اجان ناہ جوبن کو گیان تاہ جان کچ بہورا مہا سوچ لبس بہی سے
کب بلدیو بسی دہای سون بکتا ہی یہ سبہی سنا ہی کبہی رہت ناہ تی ہے
جا کی جوت انگ تا کی پیر گو نہ سنگ جوبن دیکہی تین رتات تا کی انگ پیر جہبی ہے

شرح معنی ظاہر ہی کہ اس کبت مین کبشر اوس عورت کی کیفیت بیان کرتا ہی جو نوجوان ہو ہی ہی

اور اپنی نوجوانی سی ابی آگاہ نہین اور جوبن کی اوبہار سی بیخبر ہی کہ یہ کیا ہی اُس
عورت کو اگیانات جونبا کہتی ہین گوری ات بہوری یعنی معشوقہ نہایت بہولے
اور نادان جیس تہوری سی عمر تہوڑی ہی نہین نارنی عورت جوبن کی جوت کچہ
انگ اوپ دتی ہی جوبن کی روشنی نی کچہ اوسکی بدن کو خوبصورتی دی ہی یعنی
کچہ کچہ اوبہار پر آچلاہے بالا ہی اجان عورت ہی نادان ناہ جوبن کو گیان ناہ
نہین جوبن کی خبر اوسکو یعنی نہین جانتی کہ یہ جوبن کا اوبہار جوانی کی علامت ہے
جان کچ ہورا ہما سوچ بس بہئی ہی سمجہ کی پستان کو ہوڑا بڑی فکر کی قابو ہین
ہوگئی ہی کب بلدیو کہتا ہی بلدیو سبہی وہاہی سو کہانی کر اوس عورت نی یہ سب
اپنی کیفیت دایہ سی کہی یہ کہی سیانی دایہ سمجہی سیانی یعنی جانی بوجہی ہوشیار تہی
کہی ریت ناہ نی ہے وہ دایہ اوس سی بولی کہ تو خوف نکہا یہ بات
نئی نہین ہے جاکی ہوت انگ تاکی پیر کو نہ سنک جسکی بدن مین یہ ہوڑا
ہوتا ہے اوسکی بدن مین درد نہین ہوتا جو ئی دکہی مین رنگ تاکی انگ
پیر جسی ہی جو کوئی دیکہتا ہے آنکہون سے یہ رنگ یعنی یہ اوبہار اوسکی
بدن مین درد بہا جاتا ہی یعنی عاشق ہوجاتا ہی اور درد عشق مین مبتلا ہوکر بیقرار ہوتا ہے

در تعریف جشن بلاغ بی لطیفہ

الگ نگر کی گُنی جَنی گان کلاونت آئی سَبَن مان دان سبہی کو دِینو ہے
دلش آئی بدیس کی جو ہَسِدی دُکاندار آئی بیوپار ےسے کال سبہی کو لینو ہے
کت بلدیو سنو بہار روشن ہی روشنی کی نکی ستہاد نگر مان اندر ہنو کو جہنو ہے
سری حت نواب کلب علیخان بہادر نی میلا بی تجخیر ناگ بی تجخیر کینو ہے
شرح نگر نگر کی یعنی شہر شہر کی گنی لائق اور ہنر مند جی جتنی گان نغمہ سرا کلاونت
اوستادگانی والی آئی سَن مان بکمال آبرو دان انعام سبہی کو سبکو دینو ہی

دیاہی دیس اوبدیس کی جوہری دکانداری بیوپاری مال سبہی کو لینو ہی یعنی اس شہر
او ما در شہر ونکی جوہری دکاندار آی سبکا مال مول لی لیاہی کب بلدیو کسبشیر بیا
کتاہی سو بہار وسن ہی روسنی کی یعنی روشنی کی خوبصوتی ظاہر ہی نکی جسہا
دیکہ اچھی محفل دیکہ کر مان اندر ہو کو چھینو ہی پندار اندر کا چھین لیاہی یعنی ساجہ
اندر کو جو مزورا ہنی مجلس کی حسن کا تہاوہ چھین لیاہی سری جت نواب
کلب علیخان بہادر نی سیلا بی بجیر باک بی بجیر کینو ہی یعنی حضرت نواب
کلب علیخان بہادر نی بی نظیر باغ مین میلا بی نظیر کیا ہے

تعریف جشن باغ بی نظیر در بحر ترہٹ کے

سبہد لی ہر دینو جش سلینو میلا کینو سکھ دائی
دیس بین ای گئی سہائی آت جس کا ہی چہب بہاری
ائی تہ راجا سنک دل سا جا سین سما جا کرہتو ہین
سو داگر پورنی گنی سنسو ری دکہت رو ری من موہین
جوہری باسالم پنا لالم سو سنی مالم کر لیتی
کشمیری سے آسے شال سلاہی بنی سہائی زرتار جہینی
زرتن کی دہنہ سرم منو سمیسم بنات کینرم سنم سو ہتی
سندر حلوائی سے لے مٹہائی آنت سنگ دا سے من موہی
دلی او گا سی پنا بانی جنس سہائی سے لی دا سے
کن ینی بسالی اگنت سہائی بسنت بگلی سب آئی
ہانک ڈنٹ تمہا دینو مین بچہا دین قی دہن بادین من بہائی
کہوئن ٹل اکہاری تہرت سبہاری بچ متواری سنہ تائی
کہوتن سوانک بنائین تحت چرائین ڈہول بجائین سنگ گادین

گھون سی باجی ہرشبدن ساجی گو دت باجی لون آدین ++

اٹہ دت لٹا یو سب تجل آیو ستہن پاتو ین سیوم +

اپسکھا نا دی آئی ترہا وتی تجس سگادی بلدیوم

واضح ہوکہ اس بحر کا نام ترہبنگی ہے اور ترہبنگی کی معنی لغوی تین جگہ ٹوٹنی والی ہین اور اصطلاح مین اوس بحر کو کہتی ہین جسمین تین جگہ بسرام یعنی وقف ہو پہلا بسرام دس ماتری پر اور بعد اوسکی دو بسرام آٹھہ آٹھہ ماتری پر اور آخر کا بسرام چہ ماتری پر ہو اور ماترا لغت مین بمعنی مقدار کی اور اصطلاح مین بمعنی مقدار تلفظ حرف اور اس بحر مین دو دو تک یعنی مصرع ہم قافیہ ہوتی ہین اور تکون کی تعداد مقرر نہین چنانچہ اس ترہبنگی مین سولہا تک ہین شرح بسہدن اچہادن ہردیو الدسنے دیا سبھی سلبہو اچہی بیکنامی حاصل کی میلا کینو میلا کیا سکہ دائی آرام دینی دلسن تین آئی شہرون سی آئی گنی سہائی ہنرمند اچہی اچہی ات جس گائی بہت سی تعریفین گائین یعنی راگ مشتمل مدح اونہون نی گائی کیسی راگ خوب پہائی جن سی خوبصورتی پہیلی اور حسن ظاہر ہوگیا آئی بہ راجا بہت راجہ آئی سنگ دل ساجا ساتہ اپنی بہت سا مجمع آراستہ سین سماجا کر اور بہت سی فوج سجل اور باسامان لڑکی سوہین اچہی معلوم ہوتی ہین جو دکر پوری یعنی کمال دولتمند گنی سسوری ہنرمند بہادر دیکہت روری دیکھی مر خوبصورت من موہین دلکو بہت بہلی معلوم ہوسئے ہین جوہری سب عالم بڑی بڑی جوہری پنا لالم پنا اور لال موتی مالم موتیون کی مالی کرتی ہاتہون ہاین لیی کسمیری ائی سال سلائی یعنی کشمیری لوگ شالین اچہی لیی ہوئی آئی بنی سہائی عمدہ بنی ہوئین شالین رنگ یعنی خوش رنگ برتن کی ڈہیر م

ظروف کی ڈھیر مثو سمیر مم گویا سمیر ہین سمیر نام ہی طلائی پہاڑ کا یک کبیرم سمرنی
کبیر کی مانند کبیر ہنود کی مذہب مین نام ہی خزانچی بارگاہ حق تعالی کا سوہن
اچھی معلوم ہوتی ہین سندر حلوائی حلوائی خوبصورت لیے مٹھائی شیرینی لیے
ہوی ات سکہ دائی نہایت آرام دینی والی سن سوہن دل کو بہاتی ہین مٹھائی اوکا
پٹنا باسی دلی اور کاشی اور پٹنی کی رہنی والی جنس سکہا سی مال بہت اچھا
لی دہای لیکر دوڑی یعنی یہان آئی گن بنی سب ملی لبا ملی گردہ بنی ہوی بیٹھے
بکثرت اکٹھی ہاتی مثیار ظروف کی لبت بکاتی چیزین بکتی ہوئین سب لائی وہ سب
لیکر آئی ناٹک ڈٹ گاوین یعنی نٹ ڈٹی ہوی گا رہی ہین بین بجاوین بین بجاتے
ہین ستے ڈھین پاوین وہ مال پاتی ہین کن ہمای دختواہ کہون تک اکہاڑی کہین پہلوان
اکہاڑی ہین بہت سہاتی لڑتی ہین بڑی بہادری سی گج سواری سر ہای جنگی لڑائی سے
ست ہای سٹ ماتی ہین کہون سوانگ بنا ہین کہین سوانگ بنائی ہین کہت
چیرہا مین تخت پرچیز پاتی ہین ڈہوا بجا ہین ڈہول بجا رہی ہین سنات گاوین سب اکیتا
گا رہی ہین کہون تن باجی کہین پی بازی ہو رہی ہی بیرن ساجی سجی ہوی سپاہ کر
گووت باجی لون آوین کو دتی ہوی گہوڑی کی طرح سی آستے ہین تہبہ درب لٹا یو
بہت دولت لٹائی سب جگ آویسا رہا عالم آیا سبہن پاوین سیوم
سب نی پایا انہین تمع ہوی بغیر محنت کی آ سکہا سناوی دعا سناتلے
آئی بڑ باوی عمر بڑہای یعنی خدا عمر دراز کری بخش سگاوی نیکنامی گاتا ہے
کوان طبہ یوم ملید یوکبشیر

طبیع قطب بخش عرف قطب علی ولد مخدوم بخش ساتہ برس کا سن ہی دہلی
انکا آبائی وطن ہی تہ بریلی ہین پیدا ہوی چندی لکہنو مین نوکر رہی قطب الدولہ
خطاب پایا اوس سرکار مین مقتدر رہی اب سالہای دراز سے

منیع

یہ دار الریاستہ مسکن ہی سہ کار فیض آثار مین ملازم ہین مرد ذی استعداد ہین مرزا ناطق اور حارف علی شاہ ولایتی انکی استاد ہین کلام مرتب نہین ہوا متفرق کچھ ملا اوس مین سی یہ منتخب ہوا

قصیدہ فارسی در نعت

نی کلکم بنغمهٔ عشاق ... شور انگنده در حجاز و عراق

سخنم از حلاوت معنی است ... چاشنی ریز کام اهل مذاق

می فشانم ز خامه جای مداد ... مشک و عنبر بصفحهٔ اوراق

ظلمات سواد محبره ام ... باشد آب حیات را مصداق

ناسخ ملت زمان سلف ... مرسل حق بر انفس و آفاق

آیهٔ فضل و رحمت یزدان ... منبع جود و معدن اشفاق

راح روح خلیل و اسماعیل ... در منظومهٔ طرهٔ اسحاق

فرحت افزای جان شیفتگان ... روح خاصان ملک استغراق

در تہنیت مسند نشینی حضور

از دود آه شمع تجلی بر آورم ... خورشید محشر از شب یلدا بر آورم

معنی کنم ز حسن سواد سخن عیان ... از ظلمت مداد تجلی بر آورم

در مدح

مشتری طلعت عطارد حکمت و کیوان عروج ... ماه چرخ اعتلا خورشید برج مهتری

جوهر تیغ شجاعت گوهر دریای جود ... منبع علم جهانبانی نشان قیصری

یعنی آن کلب علیخان مظهر ظل اله ... نقش نامش زینت سیمای مهر خاوری

منصب والا نژادی از تو بگرفته شرف ... پایهٔ عالی تباری از تو جسته برتری

شحنهٔ انصاف میبالد بحال خویشتن ... تا زها دار بعهد تو عدالت گستری

ای کریم کارساز ای ایزد بسیار بخش　　تا بدور چرخ باشد دور ماه و مشتری
دولت و اقبال و عمر و جاه ممدوحم بخش　　در ترقی باد دائم تا قیام محشری

اشعار غزلها

تشنه کشمکش شوق بود آغوشش　　خون بخواست ترا دو زلف خاموشش
دل آرا نازنینی سنگینی تلخ و شیرینی　　بشوخی تخته چینی خود سری هشیار نادانی

حفظ مولوی حفظ الله ولد مولوی شیخ کرامت الله مرحوم بدایون انکا وطن آبائی تھا قصبہ بلاہرہ مسکن ذاتی تھا صاحب ارشاد تھی مولوی غلام جیلانی رفعت اور مولوی محمد سلیم الله دونون انکی اوستاد تھی حافظ خیر محمد انکی مرید ہی معلوم ہوا کہ رسالہ آمیت المعرفة اور شرح ملوی اور آداب الصبیان و انشای فیض رسان انکے تالیفات سی ہین پچاس برس کی عمر مین جمادی الآخرہ کی ستائیسوین تاریخ جمعی کی دن بارہ سو ستہتر ہجری مین رحلت کی ایک مثنوی جس مین میلاد شریف حضرت سرور عالم صلی الله علیه وآله وسلم کی واقعات موزون کیے ہین اور ایک مجموعہ جسمین اردو فارسی دونون زبانون کی غزلین تہین ملا اور معلوم ہوا کہ فارسی مین حفظ تخلص ہے لہذا فارسی کلام حای حل مین آئیگا اردو شعر اس جگہ لکھی گئے

ریختہ

کیا نظرہ لگ گئی ریسون کی　　مجھسے وہ آپ کی نظرہ ہی نہین
نوک مژہ پہ اشک لیی مردمان چشم　　موتی پرو رہی ہین تری ہار کی لیے

مثنوی

حمد خدا خامی کی معراج ہے　　نام خدا نامی کا سر تاج ہے
بسملہ مصحف حسن رقم　　شاہد مضمون کی ہے ابرو کا خم
خامہ نی نامہ کی سبب شاخ طور　　نور سی ہے صفحہ ہے رخسار حور

بھنسی بہ جو بی نسی دہر تواری خلف جو بی بلدیو داس تواری بخشا دگر اسی حرف میم کے نزدیک تحصیل علم و فن اپنی والد سی اور کبشیر گوال رای گوال تخلص سی کی سینتیس برس کی عمر ہی اور علاوہ اپنی زبان کی فارسی مین بھی کچھ بصیرت رکھتی ہین

کبت در تعریف معشوق

دیکھی ہی رسیلی ایک گوپکا انوپ روپ سونی سوسر پر ساری اوڑہی جر تار کی
چند رمان سو آنن سو کانن کرن پہول بہال ہی بسال بندی راجت بہار کی
بھنسی کبت کہی نیکی کہنچن سے لوچن ہین انت ار وجن پی سو بہا موتی ہار کی
کنجن کی کنگن کگل کر سو ہت ہین باجو بند دہاری باجو بکری گوار سے

شرح دیکھی ہی میں نے رسیلی ایک گوپکا رسیلی رس بھری گوپکا عورت انوپ روپ نہایت حسین سونی سو سر پر سونی کا سا بدن ساری اوڑہی جر تار کی جر تار زر تار حاصل یہ ہی کہ ایک عورت نئی روپ کی نظر آئی کہ زر تار ساری اوڑہی ہوی تہی چندرمان سو آنن چاند سا چہرہ سو کانن کرن پہول اور کانون مین کرن پہول پہنی ہوی بہال بسال پیشانی اوسکی بلند بندی راجت بہار کی بیندی یعنی ٹیکا پیشانی پر بہار دکہا رہا ہی یہ سب اوسکی حسن و آرایش کا بیان ہی بھنسی کب تخلص شاعر کہتا ہے نیکی اچھی کہنچن سے مولا کی ایسی لوچن ہین انکھین ہین انت ار وجن پی اوٹھی ہوی چھاتیون پر سو بہا موتی ہار کی کیفیت ہی موتیون کی ہار کی کنجن کی کنگن سونی کی کنگن کگل کر سو ہت ہین کنول کی مانند اچھی معلوم ہوتی ہین باجو بند دہاری باجو بند پہنی ہوی باجو بکری گوار کی بازو پکڑی ہوی گوار کی گہری سے

بہار تخلص لالہ چھیلی لال نام حکیم ملوک چند کی فرزند شاگرد میان نظام شعلہ تخلص چھیالیس برس کی عمر ہی یہ چند شعر اونکی لکھے جاتے ہین

ریختہ

تمہاشیں اوسکی دیکھون تو کیا حال ہو ۔ مگر ہی ادائی اوسکی تو وحشی بناؤ
دل عاشق کی لینی کی لیے کیا کیا ہیں تیر او سکے ۔ ادا ہی ناز ہی غمزہ ہی شوخی ہی سراپے

بیتاب صاحبزادہ محمد عباس علیخان بہادر ابن صاحبزادہ محمد عبد العلیخان بہادر ابن جناب فیض مآب نواب غلام محمد خانصاحب بہادر انار اللہ برہانہما جنکا ذکر خیر طبقۂ والیان ملک مین گذرا یہ صاحبزادی مومن خانصاحب دہلوی کی شاگردون مین بہت ممتاز تہی مشقون مین خوش فکر کی بدولت سرفراز ہین چہیاسٹہ برس کی عمر سے یہ اوسکے دیوان کا انتخاب ہر ہر شعر لاجواب ہے

تہنیت رونق افروزی بندگان حضور پر نور از سفر حرمین شریفین

نشان سجدۂ کعبہ ستارہ سان جبین پر ہے ۔ مبارک ہو طلا اللہ کی سرکار کا تمغا

تہنیت عید

پہولا جو سے ہزار گلا اس دنو سے ۔ پہولونکی دہیر ہنگئی ہر سمت کوہسار
گل سے نے کیا ہی شاخ کی ہر حیز دسی ظہور ۔ اب کونسی جگہ ہی کہ نکلے وہان سی خار
کثرت سی بسکہ جمع ہوی شاہدان گل ۔ کس کس فری سی ہوتی ہین آپسمین ہمکنار

تہنیت کتخدائی صاحبزادہ محمد حیدر علیخان بہادر

کوئی دنیا مین بجز سرو نہین پا در گل ۔ نہین نرگس کی سوا کوئی جہان مین رنجور
گو بکو ڈہونڈہتی پہرتی ہین کہ دین کسکو کوہ ۔ تہی جو محتاج وہ ایسی ہوی ہین ذی مقدور

صفت محفل

یہ وہ محفل ہے کہ حسرتمین ہی جسکی جمشید ۔ یہ وہ شادی ہی کہ مشتاق ہی جسکا فغفور
بزم عشرت مین سبہی بیٹہی ہین محظوظ مگر ۔ شمع جلتی ہی کہڑی اور سلگتی ہین بخور

تہنیت شادی ولیعہد بہادر

حکم سی اب مری مولا کی سپہر اسد ۔ ہوگیا سر یہ خلائق کی بجای مغفر

زحل کیا ہی جواب آنی دی کسی پر آسیب ... بن گیا تیغ حوادث کی لیی آپ سپر
کر دیا عہدی سی مریخ و زحل کو معزول ... زہرہ و مشتری و ماہ ہین سب پر افسر
روز و شب چلتی ہی رہتی ہی نسیم او ز صبا ... تاب و طاقت نہین جو آسکی در تک صرصر
اور کچھ خوف نہین ہی مگر اس سی مجبور ... آتش گل سی درختونمو اگر پہنچی ضرر
جشن کا حال ان اوراق پہ ہوگا مرقوم ... ورنہ کیون کیلون کی پتون پہ کیا تہی سطر
برف پڑتی ہی ہر اک چاہ مین اور شیشۂ گلاب ... یاد رکہنا کہ نہو گا کبھی ایسا کوثر
سبکو از بسکہ عنایت ہوئی پہاری جری ... فوج مین آج نظر آتا ہی ہر اک افسر
نہین اس عہد مین خالی کوئی آرایش سی ... لولی چرخ کا ہی عقد ثریا جھومر
وعظ سننی کو کوئی اب نہین جاتا شاہا ... واعظ آئی ہین یہان چھوڑ کی اپنا منبر
نام و قمری کی رنج و غم و کلفت کی ... آج یہ صدر کی عملی سنی نکالی ہی بدر

صفت محفل رنگ

دلمین یہ سوچ کی برقت نہ ہا آگئین ... تیغی رکھتی ہین سینی سی لگا کی دم
کیا پریزادون پہ شتافون نی قابو پایا ... ہاتہا پائی کی ہوس ورنہ نکلتی کیونکر
ایسی بہی جنگ زمانی مین کہین دیکہی ہی ... کہ فریقین کی انجام مین ہو فتح و ظفر

صفت آرایش نوشاہ

غسل یون کرکی وہ حمام سی باہر آیا ... سج آئی سی نکل آتا ہی جس طرح قمر
اسقدر خلق کا انبوہ ہی ہمراہ رکاب ... کہتی ہی گاو زمین ٹوٹ گئی ہای کمر
لن ترانی کی بہی اب قید سی ہو کر آزاد ... شعلہ طور ہوا جلوہ نما بار دگر

اشعار غزلہا

مین ہوا تو چارہ گر تو کیون پشیمان ہوگیا ... درد دل کا تجہ پر یون ہی تو درمان ہوگیا
مین تو اوسکی بیہودہ گوئی پہ سر دہنتا رہا ... ناصح نادان یہ سمجہا کچھ پشیمان ہوگیا

تم طمانچون سی کرو بوسونکی ہم رخسار لال
ضد تو دیکھو کہ نہ کی غیر کی جانب داری
اوٹی ہو جائین گی دوزخ ہی گرفتار عذاب
اسکی فرکو سبکا حسن تونی دیدیا یارب
سونی ندیا اونکو تو اغیار نی شب بھر
لڑکر کبھی نہ اوسنی ملا ہاہی ہمسے تو
جراح اس علاج سی خوش ہون کہ مفت مین
رہتی ہین پیش نظر آپکی دو تصویرین
ہمدم شب وصال بھی ہوتی ہی کچہ دراز
بوسی کا لطف پاکی تو ہم آپ مرمٹی
حسرت سی اوسکو دیکہ کی آنسو ٹپک پڑی
کیا رحم کہا کی میری سفارش کچہ اوسنی کی
خیر ہی بیتاب تبخانہ کہان اور تم کہان
ساتہ بیخل مجکو بہی قاصد لیگا کچہ جواب
رکھون اسی کلیجی مین یا دل مین ای خدا
ارض و سما مین اور ٹھکانا تہا کہین
انا کہان نشست کہان گفتگو کہان
بیتاب درد عشق کہان اور ہم کہان
قتل ہونا نہین دشمن کا گوارا واللہ
کون کہتا ہی کہ رسوا ہوی ہم عالم مین
جز تنا کہین سنگ پہ مجنون نہ پڑی ہونگی

ہی مزی کا معرکہ کہ تقصیر اور تعذیر کا
بولنا یون بھی اونہین ہمسی گوارا نہوا
گر وہان بھی مری پہلو مین یہی دل ہوگا
مگر اب حشر تک پیدا نہ کوئی بھی حسین ہوگا
اور نالہ ہوا مفت مین بدنام ہمسا
ہمسی لڑا تو جاکی رقیبون سی مل گیا
کس کس مزی سی میتی ہین خم جگر تیر
جلوہ تورات کا اور صبح کی بگڑی صورت
یا ہجر ہی کی ایسی خدا نی بنائی رات
تجویز آپ کرتی ہین اسکی سزا عبث
پوچھا کسینی کہ تری بیمار کا علاج
برہم ہی جو رقیب سی بہی یار کا مزاج
ہم گئی تہی کعبی مین تمکو مسلمان ہو کر
وہ کہی کا کچہ نہ کچہ مجکو سفر دیکھکر
اب وہ تو بیٹھنی سے رہی بار بار خط
دل ہی مین کیا خدا کو بنانی تہی جای عشق
نکلی کبھی نہ وعدی پہ بہی منہ سی ہان تلک
بیٹھی بٹھای ٹوٹ پڑا نا کہان فلک
ہای محشر مین کہی وہ اوسی میرا قاتل
اوسکی محفل مین تو اپنا کہین گذر نہین
مصر اکی جو تہمت ہین وہ سب کی لیی ہین

حسرت یہ ہی کہ جیتے ہی عدو تو کری کاٹ
ان بیوفائیونکا دکھاتا تجھی مزہ
کرتا نہ بعد مرگ خجل اوس سی ہی اگر
مجبور ہون جنون مین تقدیر سی گرنہ
پیدا ہوا رقیب کا غم دل مین اندنون
پابند ناصحونکی زبان کر دی ای خدا
بہر خدا اتبا دی تو آشنا ہی ناصحا
کسکو یہ امید تہی کس حال کو پہنچا دیا
داد سی روز جزا کی بہی رہونگا محروم
گو صبر ہی عشاق کا شیوہ پہ ستمگر
بیتاب یہ کیا قہر ہی او جان کی دشمن
وہ نزاکت سی او ضعف سی جسم
غیر ہی کہ نہین سکتا ہی کہ بیتاب ہون مین
مرہی جانی دی مجھی اسمین حکمت ہی طبیب
ملگیا راہ مین ستمگر نہ پہلی کو زاہد
وصل مین جبکہ بنی ہی دم پر
ق درجانان پہ گر پڑی بیتاب
معمور رہی خدا کی عنایت سی میکدہ
بیتاب پی خدا نی دیی ہین تجھی ہاتھ
رہین نہ چین سی دشمن بہی یہان تلک
زاہد کو بادہ نوشی سی نفرت کمال ہی

کاٹون مین ایک شب تو تری انتظار مین
ہوتا ذرا بہی دل جو مرا اختیار مین
بیتاب کی نہ نعش کو لینا کنار مین
یہ ہاتہ یون پڑی ہون لپٹی ہوی کفن مین
بیتاب غم بہی کھا نہین اب کچہ مزا نہین
یا مجکو دی یہ صبر کہ بیٹھا سنا کرون
اوسکو کرون نہ یاد تو پھر کیا کیا کرون
آگیا رحم اوسکو بہی ای طالع مدد کرین
یہ نظر آتا ہی طول شب ہجران مجکو
جب جو ہی یہ پہنچا ہی تو پھر کیا نہین کرتی
ہر بات پہ یون پہوٹ کی رویا نہین کرتی
ہاتہ سے تہام کر کمر بیٹھے
تام سی سیری ہوی ہی دسی نفرت ایسے
عشق بازی کا عدم مین بہی تو چرچا ہوگا
کعبی کو جا ہی چلی تہی تری ہنکانی کر
ہجر مین کیا مری حالت ہوگی
خوب یہان آکی پاون پہیلاسے
ساقی اگر نہین تو نہو می سی کام ہی
یہ خم ہی یہ سبو ہی یہ شیشہ ہی جام ہی
ستم اوٹھا کہ ستانی کی اوسکو خو ہو جائی
جنت مین بہی نجای کہ وہان می حلال ہی

تہا کلمہ احسنت کا اک شور جہان مین — نقش اوسنی جو میری پی تشہیر نکالی
مجرم ہی جو بتیاب سے اکیون نہین دیتی — لو ہمنی تمہاری بہی یہ تقصیر نکالی
اب کبہی ملنی کی خواہش نکرونگا توبہ — یاد ہی مجہکو وہ حالت دم تحریر ابہی

رباعی

ملنی جو کہا کہ غم سے تیری ہون ملول — اور شرح کو کست دیا اوسنکی طول
پہرون مین سو غصہ ہو چکا وہ دفتہ — سن سن کی دیا جواب اوسنی معقول

مثنوی

سینی سی جب اگر دن اپنی کو — چہاتی سے لگاوی تو کسیکو
ہولپٹ یہان تو آہ پرسوز — سینی کی دہنسی جای تو روز
یہان غمسی ہو دل جگر مرا خون — مہندی سی وہان ہون ہاتہ گلگون
جلجای یہان مرا کلیجا — وہان آپ کا دل ہوسنگی ٹہنڈا
ہو تمکو خوشی مین غمسی مانوس — ہم عطر ملتی ہین دست افسوس
یہ طور نئی ہوی ہین ایجاد — تم ہوسلتی جا وہم کرین یاد

بند واسوخت

تہا یہی عہد کہ اب دل نہ لگاونگی کبہی — خانہ یار ہو جنت تو نجاونگی کبہی
گر پری در پہ کہڑی ہو نہ بلاونگی کبہی — حور آی تو نہ پہلو مین بٹہاونگی کبہی

کوی دلدار ہو گلشن تو نہ پہیر کیجے
در جانان ہو جو کعبہ تو نہ سجدا کیجے

ایضا

ای فلک اب عیش و عشرت کی وہ ساماں کیا ہوی — دلبری و شوخی و انداز خوبان کیا ہوی
ہین کہان وہ لعل لب وہ روی خندان کیا ہوی — کیا ہوی وہ ناز وہ انداز جانان کیا ہوی

شادمانی کی ہی جا ماتم دل ناشاد کا
قہقہوں کی ہے لبی قلل ہی نالہ و فریاد کا

بیچین

بیچین تخلص حاتم علیخان ولد ہدایت علیخان چالیس برس کی عمر ہی شیخ علی بخش بیمار کی شاگرد ہین یہ اونکا کلام ہی

ریختہ

کوئی نہ میری عشق کی اوسکو خبر کری | برپا قیامت اور نہ وہ فتنہ گر گری
بر ہر فند مری قتل کا غم خوف آبرو | جاکر تمہاری کوچی مین کیا نامہ گری

بیخود

بیخود عبد الرحمن جراح ولد عظیم اللہ شاگرد اصغر علیخان نسیم دہلوی ستائیس برس کی عمر ہوی بائیسوین رجب تو بارہ سو اٹہاسی ہجری مین رحلت کی ایک شعر ملا وہ لکہا گیا

ریخت

ہزاروں داغ ہین لاکہوں ہین رنج | مرادل آپکی قابل ہنوز ہی

بیعیب

بیعیب تخلص مظفر شاہ خان ولد نادر شاہ خان اونیس برس کا سن نئی طرح کا تخلص نئی رنگ کا کلام ہے بطور خود کہتی ہین کسی سے مشورہ ہنوز ایک شعر اونکا لکہا جاتا ہے

ریختہ

دامن دل سی مری داغ مصیبت دہو دی | آشنا ایسی الہی کوئی دہوبن ہو جای

بیمار

بیمار شیخ علی بخش ابن شیخ غلام علی متوطن شہر بانس بریلی شاگرد میان مصحفی مرد خوش فکر و خوش مذاق حسن کلام سی مشہور آفاق تہی جب اس دار الریاست مین آکر سرکار کی ملازموں مین داخل ہوی یہان احمد خان غفلت کا دور دورہ تہا مصلحتاً اونکی شاگردوں مین شامل [illegible] برس کے

عمر ہوی جو بیسوین ربیع الاول کو بارہ سو اکہتر ہجری مین رحلت کی اس دار فانی سی دار باقی کیطرف نہضت کی کلام بہت تہا مگر تلف ہوگیا چند شعر بطور یادگار درج تذکرہ ہوی

ریختہ

کون کہ پیاسا ہی حال بسمل کا	خلق سنہ دیکہتی ہی قاتل کا
مردنی پہر گئی مری منہ پر	رنگ بدلا نہ اونکی محفل کا
سانس آہستہ لیجیو بیمار	ٹوٹ جای نہ آبلہ دل کا
نہ بنا آجو دن جدائی کا	کیا بگڑتا تری خدائی کا
بیمار لیکی ہین ابہی تو وہ امتحان نہین	کمبخت پہر وفا کا کبہی حوصلا ہوا
شاکی ہمین اپنی صنم کی بی نیازی کا نہین	دل کی لگی کا خدا جانی سبب کیا ہوگیا
ہای شیخ جی کہ آ پہنچا جو وہ گہر تک ہی نہین	پہر گیا دربان سی یہ کہکر کہ دہو ہو نکل گیا
درد کی ہنس پڑتا ہون ظالم ہنسکی رو دیتا ہون	مہربانی پر تری دشمن کو نازان دیکہکر
زہر اوس چوٹی کا کہلتا ہی مجہی	غش نصیبِ نشا طلہ سکتا ہی مجہی
اور مطلب آہ سوزان سے نہین	خاک ہونی کی تمنا ہے مجہی
یان ہو عیب طبیعت یہ ہوچکا ہی مجہی	خدا کری کہ نہو چہین وہ مدعا مجہسی
کمند عشق مین جس پر یہان اسیر کیا	عدم مین کیا وہ خدایا ہوئی خطا مجہسی
لکہین سنی ہین یہ نازک مزاجان بیمار	کہ اوٹہ سکی نہ حسینونکی التجا مجہسی
جنت مین حیات ابدی خاک ملی گی	دنیا مین تو مانگی نہ ملی موت خدا سی
وہ شکر حال اسیر اکچہ نہو لے	مگر ہر بات پر گردن ہلا کے
نہ رہنی دی گی وحشت تنگ ہی ہین	اوٹہو بیمار جو مرضی خدا کی
اب اور آرزو نہ رہی ای خدا مجہی	کیا درد دل دیا کہ سبہی کچہ دیا مجہی

پران

بزم عزا مین بھی نہین ملتی ہی جا مجھی		اوبد گمان کہان ہین کہان محفل نشاط

فصل پای فارسی

پران تخلص پران سکہ نام ابن دہن سنگہ جنکا ذکر دال مہملہ مین آئیگا قوم برہمن ساکن قصبہ شاہ آباد صرافی پیشہ ہردی رام کبیشر سی اس فن مین تلمذ تہا بیچین برس کی عمر ہوئی چھبیسوین تاریخ رمضان کی بارہ سو چوبیس ہجری مین قضا کی یہ کبت اوسکا ہی

کبت در تعریف رام گنگا

گنگ کو لوک مین جانت ہین اگہہ کاٹن کو شمشیر سہی سے
آب کو جانت بہاری سجان سو کیمت نا ہین امول سہی سے
پربت کاٹ کی باٹ سدہار سگھاٹ منوہر پران کہی ہے
کوئی سمجھے جن پاٹ کی جان کی رام کی نام کی باڑہ لئی ہے

واضح ہو کہ یہ کبت ہی رام گنگا کی تعریف مین کہ گنگا کی صفات کا ذکر کرکر رام گنگا کو سبب اسکی کہ لفظ رام اسکی نام مین گنگا سی بڑہا ہوا ہی ترجیح دی ہے

شرح گنگ کو لوک مین جانت ہین لوک بمعنی عالم مطلب یہ ہوا کہ گنگا کو عالم مین سب جانتی ہین اگہہ کاٹن کو شمشیر سہی سے اگہہ بمعنی گناہ سہی بمعنی مقرر یعنی قطع معاصی کی واسطی تلوار ہی حاصل یہ کہ تمام عالم جانتا ہی کہ گنگا کی نہانی سی معاصی معاف ہو جاتی ہین آب کو جانت بہاری سجان آب بمعنی پرشش و آبداری بہاری سجان بڑی دانشمند یعنی اسکی آبداری کو دانشمندان کامل خوب جانتی ہین سو کیمت نا ہین امول رہی ہی کیمت قیمت امول بی بہا حاصل یہ کہ اس تلوار کی کچہ قیمت نہین ہو سکتی بی بہا ہی پربت کاٹ کی باٹ سدہار پربت پہاڑ باٹ راہ سدہار صاف کر کی معنی یہ ہوئی کہ اس تلوار نی پہاڑون کو کاٹ کی راہین صاف کی ہین سگھاٹ منوہر پران کہی ہے سگھاٹ یعنی گھاٹ اسکا اچہا ہی منوہر بمعنی د

شاعر یہ بات کہتا ہی کوئی گہی جن بات کی جن حرف نفی سی پاتکی معنی پاپی یعنی
عاصی مطلب یہ ہوا کہ اس رام گنگا کی تلوار سی کوئی گنہگار بچ نہین سکتا جان کی
رام کی نام کی باڑہ لئی سہے جان کی یعنی سمجہ کی لئی ہی یعنی لی سہے حاصل یہ
کہ لفظ رام جو اسکی نام مین شریک کیا گیا ہی تو درحقیقت اس تلوار پر باڑہ کہی گئی
جب ایسی باڑہ اس تلوار پر ہی تو کوئی پاپی یعنی گنہگار اس سی کہان امن پا سکتا ہی

پناہ میر پناہ علی بریلوی ولد میر امان علی اس سرکار مین چوبدارون کی
افسر تہی عمدہ عرض بیگی پر معین تہی بطور خود کبہی کبہی کچہ موزون بہی کرتی تہی
ستر برس کی عمر پائی بارہ سو چہتر ہجری مین رحلت کی یہ اونکا کلام ہی

ریختہ

کہولی ناخن سی گرہ دل تو نی ای فصاد آہ	یہ نیا نشتر ہوا ایجاد تیری ہاتہ سی

فصل تای فوقانی

تاب صاحبزادہ امداد اسد خان ابن صاحبزادہ کفایت اسد خان کفایت
تخلص جنکا ذکر حرف کاف تازی مین آئی گا اخوندزادی احمد خان عفلت کے
شاگرد رشید یہ بزرگ جامع صفات کمال اور جوانی مین بہت صاحب حسن و جمال
تہی فنون متداولہ مین کمتر کوئی فن ایسا ہوگا جس مین دخل تام نہ تہا اور با اینہمہ
معلومات و دانست سوا تواضع و انکسار کی اور کسی بات سی کام نہ تہا
عجب مرد نیک نہاد تہی زبان بہاکا اور اردو دونون مین استاد تہی
اکسٹہہ برس کی عمر پائی جمادی الآخرہ کی پہلی تاریخ بارہ سو اناسی ہجری مین
رحلت فرمائی کلام اکثر تلف ہوگیا کچہ ہاتہ نہ آیا تیمنا ایک شعر اور دو تین
کبت لکہی گئی پہلا کبت اسمین وہ ہی کہ جس زمانی مین یہ صاحبزادہ لکہنو مین تہے
وہان ملا میان نی کہ حافظ رحمت خان کی اولاد مین تہی اونکو بہی اس فن مین

بصیرت تھی انکو ایک چھپیا دی سرگ مین سسی کیدہوں تیا مکھ سسی ہی انہونے
اوسی صحبت مین یہ کبت موزون کیا اور اسقدر جلد لکھدیا کہ گویا پہلی سی یاد تھا

ریختہ

جو تو برسون شکم مین صدف کی رہا تو مین بطن مین خم کی جگر کی بنا
یہی قطرہ می کی گہر سے کما تو اونہین مین اور نہین ✣

کبت در تعریف معشوقہ

دہان تو بدہ بہان بہال ہرت بیندی راجی کنبہ کچ جگہ مین گر ارسی ہی
بہر کٹی پناک بج تلا کٹا چھتہ بہوم سنت سیس پہول سکر آرسی ہی
مانگ سس مار کنوکیس پر نکہ نہہ کا جرہو باورا اور جیلا تکنسی سی
جگنو ہی کرتی کا کٹ سنکہ کنگا تبن سرگ مین سسی کیدہون تیا مکھ سسی ہی

شرح وہان تو بدہ یہان بہال ہرت بیندی راجی بدہ عطارد کہ اوس کا
رنگ سبز ہی بہاک یعنی پیشانی ہرت یعنی سبز بیندی ٹیکا کہ پیشانی کا
زیور ہی حاصل معنی یہ کہ جس طرح فلک پر عطارد تابناک ہی ویسا ہی پیشانی
معشوق پر سبز ٹیکا چمکتا ہی کنبہ کچ کنبہ دلو کچ پستان اور تشبیہ ظاہر ہی
جگہہ مین چکہ آنکہ مین مچھلی اور نام برج حوت کا جو بشکل ماہی ہی گر ارسی ہی
گر یعنی مشتری ارسی دہکدکی بہر کٹی پناک بہرکٹی ابرو پناک قوس قزح یعنی
ابرو قوس قزح ہی بج تلا بج یعنی بازو اور تلا میزان کو کہتی ہین اور تشبیہ
ظاہر ہی کٹا چھتر کٹا مروارید چھتر کواکب یعنی مروارید اوسکی ستاری ہین
بہوم سنت سیس پہول بہوم سنت مریخ سیس پہول نام سر کی اوس زیور کا ہی
جو پہول کی صورت ہوتا ہی یعنی سر کا پہول مریخ ہی سکر ارسی ہی سکر زہرہ
آرسی زیور مشہور ہی یعنی آرسی زہرہ ہی مانگ سس مار سس مار کہکشان

یعنی مانگ اوسکی کہکشان ہی کہو کیس کہو اندھیری رات اور کیس بال اوسکی سیاہی مین
اندھیری رات ہین پر ہیکہ تہنہ پر بیکہ یعنی ہالہ یعنی حلقہ اوسکی تہنہ کا ہار ہی کاجر
بادر یعنی کاجل بادل ہی اور چپلا ہنسی سے چپلا یعنی برق یعنی ہنسی اوسکی بجلی ہے
جگنو ہی کرنکا کرنکا یعنی ثریا یعنی جگنو اوسکا ثریا ہی کٹ سنگ کٹ کمر سنگہ اسد
یعنی کمر اوسکی شیر کی کمر سے گنگا بسن بسن یعنی لباس پس گنگا بسن کنایہ ہی سفیدپوش
ہونیسی اور چونکہ مذہب ہنود مین گنگا کی ایک دہار آسمان پر اور ایک زمین اور ایک
زمین کی تہی سے اس رعایت سی سفیدپوشاک کو گنگا سی تشبیہ دی سرگ مین سسی
کہیدہون تیا مکہ سسی سے سرگ یعنی آسمان سسی تنی چاند کہدہون حرف ترد ید ہے
تیا یعنی معشوق مکہ یعنی منہ حاصل یہی کہ آسمان پر چاند ہے یا معشوقہ کا منہ ہے

کبت در تعریف معشوق

دیپک سکہا سی کہا سی سنبکا تلوتما رتسی ران سی رادھکا سی روپ اسی
سیتا سی ستی سی ست بہامان سی سکسنا سی سپنا سی سُو بانی سُندسو ہا سکہا سی
کل کی کما سی کہا سی سے کلا ندہی نیا جہا سی سُہہ ہانسی مین پزکا سے سے
سنبہ سا کلا سی سہ یال بالکا ہی بال لال لال کا سی ھنستہ تالکا او پاسی سے
شرح دیپک سکہا سی دیپک یعنی چراغ اور سکہا یعنی شعلہ چراغ جسی لوکہتی ہیں
اور سی بیای معروف حرف تشبیہ ہی بمعنی مانند حاصل معنی یہ کہ حسن اوسکا
ایسا چمک رہا ہے جیسی چراغ کی لو کہا سی یعنی بہتر میکا تلوتما سی یہ دونون
راجہ اندر کی سبہا مین رقاصہ ہین حاصل یہ کہ وہ محبوب حسن و جمال مین میکا
اور تلوتما کی مانند ہی رتسی رت نام ہی زن کام دیو کا رمان سی رمان نام ہی
لچہمی کا کہ زن بشن ہی رادہکا سی رادہکا کنہیا کی زوجہ کا نام ہی روپ اسی
روپ یعنی حسن اور اسی یعنی مجمع مطلب یہ ہوا کہ وہ محبوب مجمع حسن خوبی ہے

ستیاسی ستیا نام ایک زن جمیلہ کا ہی زنان کنہیاسی ستی سی ستی نام زن مہادیو
ست بہامان سی ست بہامان نام ہی ایک عورت کا کنہیا کی عورتون سے
سکنتلاسی سکنتلا نام دختر جمیلہ ارکسی کا کہ وہ زن فلکی ہی اور مہابہارت کی
پوتہی مین ذکر اوسکا بتفصیل کیا ہی سیتاسی سیتا نام زن رام چندر سوباس سے
بمعنی خوشبو یعنی سیتا کی مانند اوسکا بدن خوشبو ہی سدہا آب حیات سواہا
نام زن آتش کہ بہت حسین ہی سکہماسی ہی خوبصورت ہی مطلب یہ ہی کہ آب حیات
اور سواہا کی مانند خوبصورت ہی کل کی کہاسی کل کنول کا پہول کہا بمعنی کیا
سی بیای معروف یہان بمعنی خوبصورتی کی سے حاصل معنی یہ کہ کنول کی پہلی ہی
اوسکی مقابل مین کیا خوبصورتی ہی یعنی کچہ حسن نہین ہی کہاسی ہی کلا ندہ کی کہا
بمعنی کیاسی خوبصورتی کلا ندہ بمعنی چاندکی یعنی کیا خوبصورتی ہی چاند کی اوسکی
سامنی منساہماسی منسا بمعنی دل ہما بمعنی بہت سی اس جگہ بمعنی نیک ہے معنی یہ ہوئی
کہ دل کی بڑی نیک ہی لکہہ ہانسی مین پرکاسی لکہہ مُنہ ہانسی ہنسی پرکاسی روشنی
یعنی اوسکی منہ کی ہنسی مین روشنی ہی سنبہ سالکاسی سنبہ مہادیو سالکا سوراخ
کرنی والی حاصل معنی یہ کہ مانند محبوبہ مہادیو کی ہی کہ مہادیو کی دلکو سالتی ہی
یعنی دل مین ناسور ڈالتی ہے سرپال بالکاسی سرپال اندر بالکا دختر یعنی
اندر کی بیٹی کی مانند ہال لال مال کاسی بال عورت لال سرخ جواہر مال
مالاسی مانند جواہر سرخ کی مالا کی ہرتالکا اوپاسی سے ہرتالکا نام
ایک برت کا ہی کہ سہاگن عورتین ہنود کی یہ روزہ رکہا کرتی ہین اوپاسی
روزہ داریعنی وہ ہرتالکا کی روزہ دار ہی

کبت

رس بن راگ جیسی پہول بن باگ جیسی ترنی بن ناگ جیسی زرو کہہ بن واری سے

پچ بن دانت جیسی جوگ بن سنت جیسی ناری بن کنت جیسی کنت بن ناری ہے
گوال بن کان جیسی مال بن دان جیسی دہن بن بان جیسے ناد بن تار ہے
بھون بن بار جیسی کھرک بن دھار جیسی پچ بن نار جیسی بین بن سار ہے

شرح رس بن راگ جیسی جس طرح راگ بی لذت کسی کام کا نہین پھول بن باغ جیسی جیسی باغ بغیر پھول کی ٹری بن باگ جیسی جیسی گھوڑا بغیر باگ کی یعنی بغیر لگام روکھہ بن ڈار جیسی جیسی درخت بی شاخ کی ہے پچ بن دانت جیسی جیسی ہاتھی بغیر دانت کی جوگ بن سنت جیسی جیسی فقیر بغیر ریاضت کی ناری بن کنت جیسی عورت جس طرح بغیر شوہر کی کنت بن ناری جیسی مرد بغیر عورت کی گوال بن کان جیسی گوال گروہ اطفال اور کان کنہیا یعنی جیسی کنہیا بغیر گروہ اطفال کی مال بن دان جیسی یعنی جیسی مال بغیر صدقی اور زکوۃ کی دہن بن بان جیسی جیسی کمان بغیر تیر کی ناد بن تار ہی جیسی گانا بغیر تار کی یعنی بغیر ساز کی بھون بن بار جیسی یعنی جیسی گھر بغیر دروازی کی کھرک بن دھار جیسی یعنی جیسی تلوار بغیر باڑہ کی پچ بن نار جیسی جیسی عورت بغیر پستان کی بین بن سار سے جیسی بین بغیر پردون کی ہے حاصل یہ کہ جو چیز جسکی واسطی وضع ہوئی ہے وہ چیز بغیر اوسکی ایسی رائگان ہی جیسی یہ چیزین بغیر اپنی لوازم کی خراب اور بیکار ہین

چھپی در منقبت

کیسو ملال اتل بل با تال موڈ لیو
کچھ پیٹھ کٹ کھنڈ کھنڈ بچھا لن بہا گی
کیسو سیس مار آہ مچھ کی تالی کھیلیو
اندر بھرن بیر جو کنس ڈرن بگت کی آگے
ہر ہر پڑہ نرسنگھ ملی ہت کر آنی کھیو
کہیں مر آیو سنکھ لے سو پرہت گس گس گیو

شرح کہیو تل اتل بتل کہیو یعنی کانپی تلاتل اتل بتل تین طبقی ہین منجملہ طبقات
زمین کی اور نام اون طبقات ہفتگانہ کی یہ ہین پہلا اتل کہ اوسکو تل بہی کہتی ہین
دوسرا بتل تیسرا ستل چوتہا تلاتل پانچوان رساتل چہٹا مہاتل ساتوان
پاتال معنی یہ ہوی کہ تلاتل اور اتل اور بتل جو طبقات زمین کی ہین وہ ہیبت سی
کانپ گئی پاتال ہو ڈلیو پاتال کہ ساتوان طبقہ ہی وہ ہی ہل گیا کہیو سیس مارا و
تیس وہ سانپ کہ زمین اوسکی سر پر ہی اور بارہ وہ اوتار کہ بشکل خوک ہی معنی یہ وہ
ہی خوف سی لرز گئی مچہہ کی تالی کہیو مچہہ دو ہین ایک تو مچہہ اوتار اور ایک
وہ مچہلی جو زیر زمین ہی اور اوسکی سر پر زمین قائم ہی معنی یہ ہوی کہ کال ہیبت کی
وہ مچہلی بہی چونک پڑی کہہ مہہ کٹ کمنڈ کمنڈ کچہہ سنگ پشت جسکی سر پر زمین ہی
کمنڈ کمنڈ معنی ٹکڑی ٹکڑی دک پالن بہاگی دگپال مذہب ہنود مین آٹہ ہاتہی ہین
کہ اطراف عالم مین محافظ دنیا کی ہین یہ سب بہاگی اندر بجر لی بجو بجر نام اندر کے
ہتہیار کا ہی کہ وہ الماس ہی بجو یعنی بہاگا یعنی اندر بجر کو ہوا اوسکا سلاح جنگ ہی
لیکر فرار ہو گیا گنتہرن نکھت کی آگی گنتہرن یعنی دیوتا نکھت گروہ حاصل معنی یہ کہ اندر
بجر لیکی بہاگ گئی مین دیوتاؤن کی گروہ سی آگی نکل گیا ہر ہر بدہ نرسنگہ پا استت
کر بانی کہیو ہر بکہسر ثانی نام بشن اور ہر بکون را نام مہادیو بدہ نام برہما نرسنگہ
نام ایک اوتار کا ال یعنی ان سب نی متفق ہو کر استت تعریف بانی باتین کہیو
یعنی کہین خلاصہ یہ کہ ان سب دیوتاؤن نی متفق ہو کر تعریف آپکی اور باتین
ثنا و صفت کی کہین کہیبر پر آیو علی کہیبر خیبر یعنی خیبر پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ نی
حملہ کیا سو پربت کہس کہس بہیو پربت پہاڑ کہس یعنی گر پڑی کہس کہس بہیو
یعنی ریزہ ریزہ ہو گئی
تپیش محمد نظام عیسخان خلف سیرباز خان اکتیس برس کی عمر ہی ملازم سرکار رہین

تپیش

میان منصور علی منصور جنکا تخلص علی بہی ہی اونکی شاگردی سی مورد افتخار ہین یہ اونکا کلام ہی

ریختہ

معشوق سی گلہ ہی ستم کا گناہ ہی	وہ منفعل ہوی تو عرق آگیا مجہی

تراب

تراب تخلص سید تراب شاہ خلف سید امیر شاہ موہنش مراد آبادی کی شاگرد ہتی اردو فارسی دونون زبانون مین شعر کہتی تہی بارہ سو چھبیس ہجری مین قضا کی یہ اونکا کلام ہی

ریختہ

ہمنی بی تیری ای گل خوبی	گل کو گلشن مین ہی نہین دیکہا

قطعہ فارسی

برانگیخت از سینہ یک آہ سرد	چو بلبل گذر کرد در گلستان
بگفتا درینجا گل و برگ بود	صد افسوس تاراج گردش خزان

تسکین

تسکین میر حسین ابن میر حسن عرف میرن صاحب سلسلہ انکی نسب کا میر حیدر قاتل وزیر فرخ سیر تک پہنچتا ہی فارسی مولوی امام بخش صہبائی سی پڑہی ہی شعر گوئی کا جو شوق ہوا ابتدا مین شاہ نصیر مغفور سی اصلاح لی انتہا مین مومن خانصاحب مرحوم کی فیض سی مشق سخن آفرینی کمال کو پہنچی وطن انکا دہلی ہی مگر اس دار الریاست مین سالہای دراز نوکر رہی قدر افزائی رئیس قدردان سی نامور رہی پچپنش برس کی عمر ہوئی شوال کی سترہوین تاریخ بارہ سو اڑسٹہ ہجری مین قضا کی اور نواب احمد علیخان بہادر مرحوم کی مقبری کی قریب مدفون ہوی دیوان انکا تو نہ ملا مگر متفرق کچہ اجزا ہاتہ آئی اونمین سی یہ کلام منتخب ہوا

ریختہ

تکمدی مین دیکہہ وا عطا آکی جلوہ نور کا
دیکھنا افشان لب زخم دل پر شور کا
کچہ نمک کچہ مشک کچہ الماس ہوای چارہ گر
مرگیا ہون شعلہ رو پر جا ہی وہ رخ بھی
ہم سیہ بختون سی اسکو گر نہ پڑتا کام ہی
وحشت اب لاش کو لی بھاگی گی
کوچہ یار مین بیٹھی تسکین
اس در سی کب و نکلا کبھی لاکہہ کہو تم
یہان آنی سی کسو اسکی جلتا ہی ہماری
اس سی ابتر تہا جو دوزخ مین ٹھکانا ہوتا
ہزارون مرگئی دیکھا جو عالم سوگ مین اوسکا
صدای چاک پیراہن بلی لگتی ہی بہشت مین
خوبصورت نہو کوئی تو نہو بدنامی
پھر خود آرائیان لگی کرنی
جسوقت نظر پڑتی ہی اوس شوخ پہ تسکین
مٹہی تسکین نہ تہی روٹہکر وہ شوخ
ہبت کوچی کی اوسکی خاک چہانی
تہتین ہی کہولی زلفین پڑین سی گی
تیرا آنا ہتا تصور مین تماشا شمع
عشق تو دیکہہ جتنی کبھی شکوی ہجر کی
مرجائینگی پر دل نہ لگائینگی کسی سی

تو صنم سمجہا ہی جسکو ہی وہ پتہر طور کا
سوزن جراح سی تخلی کا نالہ صور کا
ہم خدا چاہی بہری وہ دن مین سنہ ناسور کا
غلغلہ کوکب سی تحمل اس تن محرور کا
رنگ ایسا کا ہیکو ہوتا شب دیجور کا
تنگی گور سی گھر یاد آیا
پاؤن رکھا تہا کہ سر یاد آیا
دشمن ہی سہی تابع فرمان تمہارا
عاشق تو نہین ہی کہین دربان تمہارا
بزم دشمن مین تری سات نجانا ہوتا
لباس آیا تہا وہ کافر پہن کر میری ماتم کا
جنون نی رشتہ جامہ کو تار چنگ ٹھہرایا
سچ تو یہ ہی کہ برا ہوتا ہی اچہا ہونا
شب تہین انکا رہتا گیا
کیا کہی کہ جی مین مری کیا کیا نہین آتا
دی کی دو جہڑکیان اوٹہا دیا
مگر نعقد مراد اپنا نپایا
دل گم گشتہ گر اپنا نپایا
سیری دلپر رات پروانونکا بلوا ہو گیا
اونکو گمان رہا گلہ روزگار کا
جی اور کسی ڈہب سی بہل جای تو اچہا

ہر [illegible] ڈھونڈتی ہی کوئی تازہ خریدار
تمکو ہی [illegible] اخلاص نہین ہر
کھتی ہین رنجش ظاہر مین مزہ آتا ہی
سہل سمجھی ہو اسکا آجانا
ہمکو طوف حرم مین یاد آیا
اجل کہان شب غم مین مگر وہ آتی ہین
تسکین کرون کیا دل مضطر کا علاج آہ
تنگ ہین وحشت کی ہاتہون جوش سودا ہوچکا
ڈرہی عالم کو مری وحشت سے بعد از مرگ ہی
اوسنی سارا خلق کو اسنی ڈبویا اک جہان
قاصد آتا نہین خجالت سی
ہمکو اپنے خبر نہین ہمدم
آتی ہو ماہتاب مین رونق
جنس دل کی مری کچھ قدر نہوگی افسوس
گر مری چھپی دلکی طپش سی تو عزیز و
ای جنون رخصت نہین سرپھوڑنیکی صفحہ کر
دیکھنا شوخی یہ کہتی ہین مری دشمن سی وہ
پھیرون ہزار طرح سی تمکو خفا کرون
تسکین جو تو نی نوح کی طوفان ہون سنی
پیو بادہ گردش گردونکو کیا کرون
آتا نہین ہی [illegible] قدم

صفوت مری ہمدرد نہ دل جائی تو اچھا
جو ربط کہ اس دست و گریبان مین دیکھا
یہ ہین تم بھی ذرا ہو کی خفا ملجانا
تسکین دل کو کیا جانا
لڑ کہ نہ آنا شرابجانے کا
کہ جان و دل کا ارادہ ہی پیشوائی کا
کمبخت کو مرکر بہی تو آرام نہ آیا
دو قدم چلنی نہ پائی تھی کہ صحرا ہوچکا
ورنہ کیا تھا کام سیری گور پر تعویذ کا
تیرا ہنسنا اور مرا رونا برابر ہوگیا
خط وہ لیکر مکر گئی شاید
دیکہ تو آکی مر گئے شاید
بام سے وہ اوتر گئی شاید
تم وہ لیتی ہو کہ دین جسی اغیار پسند
تا حشر نہ تسکین کی کبھی گور سی باہر
حسرت آتی ہی در و دیوار زندان دیکھکر
کیا ہنسی آئی مجھی تسکین کو رو تا دیکھکر
قابو مین سیری دل ہو تو کہا جائی کیا کرون
دو سیری ہیم جنبش مژگان کی پاس ہین
محو ہون مین ساغر و اشون کو کیا کرون
تسکین مین رہنمائی مجنون کو کیا کرون

قاصد نہ کر تو دیر کہ شکوی ہی غیر کی
لکھین گی وہ جواب مین دفتر سی کم نہین

اشک سرخ آنکھونمین آئی روتی رہتی دیکھنا
لعل کی ابتک سنی تھی تکمیل معدن آب مین

عیاری دیکھنا جو گل ملنی کو کھو
کہتا ہی ہین تو ملنی سی ہوا کچھ خفا نہین

دیکھون تو لی ہی جان ملک الموت کس طرح
تم وقت مرگ پاس سی اوٹھنا ذرا نہین

تسکین نی لیے لکھی نام ترا وقت مرگ آہ
کیا جانی کیا کہا تھا کسی نی سنا نہین

باتون ہی کی شفق ہین مری حضرت مسیح
دو دن تو رہین پاس مری رنج و محن مین

بیان انتظار ہی مین کٹی مجکو ساری رات
وہان وعدہ کیا کیا تھا اونہین یاد نہین

ابھی چھوڑ دونگا اوسی طرح سی تم
یہ کہکہ ہی ہی خندہ کیا کردن

زلف پرپیچ کو کھولا ہی کسی یارب
کہ مری پاؤنکی زنجیر کسی دیتی ہین

ایسی ہی غیر کی خاطر کہ مری حال کو سن
دلمین روتی ہین بظاہر ہنسی دیتی ہین

ہین آئی یار کی ہنسین اوٹھنی کا گور پر
کہدو کوئی خدا سی قیامت ہوئی تو ہو

سینی رکھا جو پاؤن پر سر کو
بولی وہ ناز سی کہ بس سر کو

یہ آرزو ہی جائی ذرا مسیحا سیل جان
کہتا ہی کون وصل کی شب مین سحر نہو

آرام ہی وہ پہلو مین مینھی کوئی گھڑی
تسکین جو اضطراب مجھی اسعد نہو

امتحان غیر کی الفت کا ہوا ہی شاید
چھوڑ بیٹھی ہین وہ ترتین خود آرائی کو

آتی ہی اونکی جان گئی واہ ری عنب
نکلی جو آرزو تو دم واپسین کی ساتھ

وہ بیکس نشین ہون کہ ہو جاون خاک گر
سیر اعتبار ہی خط سلفہ مین گھر کری

مینا ہوئیگی اور ہوس ہو تو آن کی
سیماب سی کہو دل مضطر مین گھر کری

ای دل سی تیرا خاک مین ملنا ہی بی اثر
وہ کر جو اوسکی طبع مکدر مین گھر کری

دل چاک چاک ہی مرا اسواسطی کہ یہ
شانی کی طرح زلف معنبر مین گھر کری

تسکین مجھی اس سر کی قسم کچھ نہین معلوم
کیا کرتی ہین الفت کی یہی کیا نہین ترقی

ناز و ادا و غمزہ نے یون دل لیا مرا
پہنچی پس مرگ بھی گور تک مسمہ
نہ اوٹھا گیا دل کی ہاتھون سی تسکین
چین سی بیٹھی رہی محفل مین تسکین بات پر
اب یہ حالت ہی کہ اونا بیدو
جو سا وہان خصم نی اوسکو ہی اس طرح
نباتسکین شہ و بت دوست اپنا
اسہری آرزو تری ملنی کی بعد مرگ
دل مین دشمن کی ٹھکانا نہ کری ڈرتا ہون
غش سی اک آن افاقہ نہین ہوتا تسکین
فتنۂ محشر کا سب کو بہت گمان
کٹ گئی ہجر کی شب آہ و فغان سی سحر ہی
ابہی اس راہ سی کوئی گیا ہی
یاد آگیا وہ عارض گلرنگ چارہ جو
فکر تنہائی نی مارا کہ مری پاس ہی
دل کی جاتی ہی چلی جان یہ جلدی کہ نہیہ
قاصد آیا ہی وہان سی تو ذرا تم تو سے
ہجر مین پاس نہ ہی زہر نہ خنجر افسوس
نام تسکین و یہ مضمون طپش نا زیبا
کیا سمجھا و سمجھا دیا سے بدخو
مری یہ دیکھی ہین آثار عشق مین تسکین

بجا ہین جیسی مست کو ہشیا رکھیتی
رہی پاؤن تلی سی کیا بیٹھی بیٹھی
کہا اوسنی جو سب سنا بیٹھی بیٹھی
اوسنی پہچانا نہ مجکو رنگ کی تغیر سی
میری بچنی کی دعا مانگے سے
پیکان تیر یار زبان کسیدہ ہی
بگاڑی کیسی ساری جہان سی
حسرت ٹپکتی ہی مری شمع مزار سی
اب نہین جی مین مری غم کی سمائی ہوتی
اوسکی آنی کا جو بالین پہ گمان ہوتا ہی
مجکو چھپانا تری رفتار سے
یار کا م آتی ہین جسدم کوئی مشکل آپڑی
کہی دیتی ہی شوخی نقش پا کے
لی او رغش کیا مجہی بو ہی گلاب نی
شور الفت ہی سو یہ جا ہین کی محشر کی لبی
صبر ہی چند قدم پیچھے رہا جاتا ہی
بات تو کرنی دی آوس سی دل بیتاب مجہی
نہ دی موت کی ہی چرخ نی اسباب مجہی
تہا تخلص جو سزاوار تو بیتاب مجہی
کیون بگڑی کیی ہین آرسی کے
کر سو چتا نہین اپنا مآل کار مجہی

یہ تو ہملتا کہ شب وصل مین کیا ہوتا ہی ۔۔۔ ہای گر ایک ہی وصدی کو وہ اینا کرتی
مینی ہم سم مشق سی ؤ اعدا کی انکہین نکال ۔۔۔ دیکہکر اوس بت کو رہتا تہا وہ ایمان کی لی

ہجو غلام جیلانی آبدار

شمر ثانی غلام جیلانی ۔۔۔ آبرو دی مگر نہ دی پانی
خون سادات کا پیاسا ہی ۔۔۔ ابن ملجم کا یہ نواسا ہی

تسلیم

تسلیم کبیر خان ولد محمد اسد خان مولوی غلام جیلانی رفعت کی شاگرد مرد خوش گو شاعری سی خوب ماہر فارسی اور ہندی دونون زبانون کی شاعر تہی سنہ بارہ سو اکادن ہجری مین قضا کی یہ شعر اونکی نتیجہ افکار ہین

ریختہ

صبا کس گل کی آنیکا چمن مین کہہ گئی مژدہ ۔۔۔ کہ ہر اک غنچہ ہنستا ہی ہر اک گل کہکہلاتا ہی

فارسی

نظری بحر خدا ای بت کافر کیش ۔۔۔ کہ بہ تعظیم تو تسلیم زایمان برخاست
بہ حیرتم کہ امید وفا چرا دارد ۔۔۔ دلم کہ ہیچ تو بیگانہ آشنا دارد
شنید نالۂ زارم و لی بہ تحت افسوس ۔۔۔ کہ این ستم زدہ در دل چہ مدعا دارد

تسلیم

تسلیم حاتم خان ابن صالح محمد خان شیخ علی بخش بیمار کی شاگرد تہی پینتالیس برس کی عمر ہوئی ربیع الاول کی چودہوین تاریخ بارہ سو بہتر ہجری مین قضا کی کلام انکا تلف ہوگیا یہ شعر اونکی ایک عزیز کو یاد تہا وہ تحریر کیا

ریختہ

تسلیم

باغ پہنچی خزان ہی تیری دیوانی کی ساتہ ۔۔۔ اوسکو عریان دیکہکر ہر نخل عریان ہوگیا

تسلیم شیخ امیر اللہ ابن مولوی عبد الصمد انصاری انکی بزرگونکا وطن قدیم فیض آباد میرزا محمد اصغر علیخان نسیم دہلوی انکی استاد لکہنو مین نشو و نما پائی حضور

پر نور دام ملکم کی قسمت وانی یہان کہینچ لائی باون برس کی عمر ہی چار مثنویان دو
دو دیوان اردو فارسی یادگار ہین یہ انکی منتخب اشعار ہین

ریختہ

کیا ہی تیر باران اسقدر سیر محرم قاتل نی
کہ پہلو مین دل نازک ہی شیشہ آب پیکان کا

ہنم ہو کہ طوفان کہتی ہین کچہ دیکہی ہمسکو
دل پر سوز کا صدقہ تصدق چشم گریان کا

وطن مین تازہ وارد ہون طبیعت گہر مین کیا لگی
ابہی پہرتا ہی آنکہون مین مری نقشہ بیابان کا

جنون مین جوش کی صورت سی پہرآتا ہی دل باہر
رولا دیتا ہی ہنس دنیا مجہی چاک گریبان کا

وہ کہا جاتی ہین صورت جسکی وہ تسلیم مہرونی
اثر پیدا ہوا اتنا تو باری شوق پنہان کا

بیادس پر وہ نشین کی آنکہی عصمت مجہو
آئی لب تک پہر گیا نالہ دل ناشاد کا

وہ ہوا خواہ اسیری تہی کہ آزادی کی بعد
رو دی ہم دیکہکر خالی قفس صیاد کا

عمر بہر صورت تصویر ہین گویا نہوا
کیا خموشی نے کیا ہائے جو افشا نہوا

عمر بہر رشک عدو ساتہ تہا کہتا کیا جا
وہ ملی بہی کبہی تنہا تو مین تنہا نہوا

کیا کہون جہوٹ کی ہین اوسنی گل تر سی تسلیم
صورت نکہت بربادکمین کا نہوا

انقلاب اثر عشق جو پیدا ہوتا
دست یوسف مین گریبان زلیخا ہوتا

نہین معلوم بگڑے آج کس سی
مزہ ہے دشمنی مین دوستی کا

مجہی سمرنی دی جبتی سجے بتون پر
مزہ ناصح سمجہی ہے زندگی کا

اک جہان دیکہتا تہا حیرت سی
بیکسی پر نہ مجہی بیدردی جو بن تہا

وصل کی دل مین تمنا ہی سو اچہا معلوم
تم ہی ایسی ہونہ ایسا ہی مقدر میرا

ہو لی سب بے زرجانب حنا دیکہنا
شرط وفا ہی ہی خبردار دیکہنا

اسقدر ہی اضطراب تمنای دیدار
فرصت مین اک نگاہ کی سو بار دیکہنا

ہماری لاش کو تنہا نہ چہوڑنا شب ہجر
سرہانی جیسے بیٹہ گئی ای بیکسی جس جا

تفضل

تفضل تخلص تفضل حسین خان ولد عبداللہ خان بخش برس کی عمر ہی مولوی عبدالکریم خان صاحب کو کلام دکہاتی ہین یہ دو شعر اونکی لکھی جاتی ہین

ریختہ

بیقراری آہ و زاری اب کہان ای ستمگر — آتش ہجران سی دل سینی مین جلکر رہگیا
ہون ابرو و مژگان کی تصور مین مین — شمشیر غضب کی ہی تری تیر غضب کا

تمکین

تمکین تخلص سید محمد نبی ولد سید امانت علی اونیس برس کی عمر ہی سید محمد اسمعیل حسین منیر کی شاگردون مین مرد قابل ہین صاحب استعداد کامل ہین یہ اونکا کلام ہی

ریختہ

نکلا ہے اس طرف سی کوئی شہسوار کیا — اوٹہ اوٹہ کی ڈہونڈہتا ہی ہمارا غبار کیا
انکھون کی رستی جان نکلتی ہی اسلیی — شاید وہ دیکہ لین نگہ التفات سی

تمکین

تمکین مرزا ابوالقاسم ابن مرزا علی بابا شیرازی شہرت تخلص بیس برس کی عمر ہے اپنی والد ماجد سے تلمذ ہی اب اپنی بڑی بہائی یعنی آغا محمد شیرازی نثار تخلص سی جنکا ذکر فصل نون مین آئیگا مشورہ ہی طبیعت ذکی ہی ذہن اچہا ہے نہایت مرد اہلیت شعار ہین ملازم سرکار فیض آثار ہین یہ اونکی اشعار ہین

در مدح حضور پرنور

انکہ از غازۂ عدلش رخ دین رنگین ست — انکہ تاک کشا میر ملک آئین ست
داوری کز مدد تربیتش دامن باغ — در مہ بہمن و دی پر سمن و نسرین ست
نعل و میخ سم یکران ظفر پیکرشست — انچہ اندر فلکش نام مہ و پروین ست
خازن خلد برین نیستی ای شاہ اما — روضۂ کوی تو بخجلت دہ علیین ست
بدعا ختم سخن گویم و دانم کہ کنون — بر لب حضرت جبریل امین آمین ست
تا کہ لعصاف امم را بزبان در ہمہ حال — ذکر باغ ارم و قصۂ حور العین ست

بزم عیش تو چنان باد کہ ہرکس مبند — گوید آن خلد برین کہ شنیدم اینست

تمنا

تمنز سید علی حسن شاہ عرف منا میان ابن سید حسین شاہ صاحب مغفور تینتیس برس کی عمر ہی وزیر علی خان مرحوم کی شاگرد ہین یہ اونکا کلام ہے

در مدح حضور پرنور

اگر کہون کہ ہی سینی پاک منبر نور — تو ملا جبین ہین محراب کعبۂ تسلیم
بھی جو بخشی سخاوت ملی دہ حاتم کو — کہ وہ بہی ہاتہ اوٹہای تہا ساعت تقسیم
بدل ہوئی ہی فراخی سی تنگی عالم — ہوا ہی دامن چشم بخیل دست کریم

ریختہ

رونق فزای باغ جو وہ گلبدن ہوا — گلشن ہوا نثار تصدق چمن ہوا
تمہاری گرمیان جب دیکہتی ہین غیر سی ایجان — کلیجا تہام کر رہا ہون سنی ٹہنڈی سانس بہرتی ہین

تمیز

تمیز تخلص غلام محمد نام جدید الاسلام چونتیس برس کی عمر ہی نواب مرزا خان داغ سی تلمذ ہی گیارہ برس سی حیدرآباد دکن مین نوکر ہین کسی عدالت مین نائب محافظ دفتر ہین ذہن اچہا ہی طبیعت رسا ہی نہایت اہلیت شعار ہین یہ اونکی اشعار ہین

ریختہ

لوگ کس طرح سی کرتی ہین خدا کو راضی — مجھسی تو اک بت کافر بہی منایا نگیا
لو تو ہوتو تنہا ہی بیچارہ بی وطن — اللہ کی سوا نہین کوئی غریب کا
گالیان کہانی کا لیکا بہی برا ہوتا ہی — ہمنی کل آپ سی چہیڑ اچہا نہ کیا یار نہتا
تری تلوار نی اچہا جہگڑا پایا قید ہستی — پڑا پہندا مری گردن مین تیغ گہای گردن کا
اشارہ ہی نہ آی دیکہکر تیغ پہر جای — دردولت پہ اوسنی لکہدیا ہی نام دشمن کا
ای قیامت تو تو ہی فتنی اوٹہانی کی لیی — بجہسی اونہی کی نہین افتادگان کوی دوست
کوئی آی کوئی جای کچہ کسی سی ضد نہین — ہی فقط سیرا ہی دشمن پاسبان کوی دوست

ہر اک بلبل مین ہی شان اویسی
ہر اک غنچی مین ہی بوی محمد

مقتل مین بعد قتل بہی ہی قتل کی ہوس
پہرتی ہی روح یار کی خنجر کی آس پاس

روز دو چار امید ونکی گلی کٹتی ہین
کوئی قتل مری پہلو مین ہی یاد اقاتل

بیوفائی سی بہی خوش ہون یار کی
ہر کسیکا آشنا ہوتا نہین

سامنی اوسنی بلایا مجہی بہ تقدیر
کام آئین تو کچہ خستہ کو خطا مین آئین

تنہا

تنہا تخلص نظام الدینخان نام خلف الرشید و شاگرد مولوی عبدالہادی ہادی انتالیس برس کی عمر ہی صفت امانت و دیانت مین زبان زد خاص و عام ہین پرتاب گڈہ ضلع اودہ مین سرکار انگلشیہ کی طرف سی تحصیلدار ہی ذوق سخنگوئی سی محسود روزگار رہی بارہ سو اٹہتر ہجری مین غرہ ماہ ذیحجہ کو سوی دار البقا سفر کیا صاحب دیوان ہین مگر کلام انکا تلف ہوگیا ایک شعر پایا وہ تحریر مین آیا

بعد جب سے لے اسے مسیحا
اب جان پر اوسکی آبنی ہے

توکل

توکل سید عبداللہ ولد سید احمد وطن انکا شیراز پچیس برس کی عمر میرزا عبدالکریم قانی شیرازی کی تلمذ سی امتیاز ہی تاجرانہ بمبئی مین آنی کا اتفاق ہوا تجارت مین ایسا نقصان ہوا کہ وطن کو معاودت کرنا شاق ہوا تلاش معاش کی فکر اس دار الریاست تک لائی قسمت راہ پر آئی ملازم سرکار فیض آثار ہین یہ اونکی اشعار ہین

در تہنیت عید صیام و مدح خسرو

گردید چو دوشینہ مہ عید مصور
آن ماہ پری چہرہ بناز آمدم از در

با طرہ پرحلقہ ترا از جوشن دارا
با ابروی خونریز ترا از تیغ سکندر

افشاندہ بہ گلزار سمن سنبل بویا
پاشیدہ برخسار چو مہ زلف معنبر

چشمش به نگه رهزن دلهای پریشان
لعلش بصفت همسر عیسی مریم

صف برزده مژگانش پی قتل غریبان
چون روز زده خانش شهنشاه مظفر

ای قصه بنا زآمد و بنشست چنین گفت
کامروز چرا می نخوری بادهٔ احمر

غرّا نه مگر عید صیام است بهر سو
مردم ز پی عیش و نشاط اند سراسر

والله که چنین روز حرام است نشستن
بی نقل و می و شاهد و بی بربط و مزمر

زان می که چکد قطره اگر بر دل خارا
تا حشر همی روید ازان لالهٔ احمر

زان بادهٔ گلرنگ که ناخورده ز ذوقش
از وجد همی رقص کند روح به پیکر

زان می که ز بس صاف درو هست تو گوئی
مهریست درخشنده عیان در دل ساغر

وانگاه به مستانه یکی چامه نگاری
در تهنیت عید شهنشاه فلک فر

فرمانده آفاق خداوند جهانگیر
دارای زمان سید شاهان قادر لشکر

شاهنشه غازی که گه بزم و گه رزم
ابریست گهربار و هژبریست دلاور

خنده دل از جود تو چون برق به بهمن
گرید اجل از بیم تو چون ابر در آذر

گیری چو بکف روز وغا تیغ جهان سوز
بهرام ز کف افگند از بیم تو خنجر

از مهر تو آتش بدمد لالهٔ حمرا
در مهر تو ریحان دمد از شعلهٔ آذر

شاها بگذرم زین که درین چامه تو گل
افشانده مدیح تو بسی لؤلؤ و گوهر

فصل ثای مثلثه

ثابت سید اصغر علی ولد سید اکبر علی پچیس برس کا سن جوان طبیعت پاک باطن منشی نہایت
سید اسمعیل حسین منیر کی تلمذ سی مورد افتخار ہین یہ چند اشعار اونکی یادگار ہین

ریختہ

سقیم شہر عدم اثبت دہان مین رہا
وہ مرغ ہون مین جو عنقا کی آشیان مین رہا

دہان یار کی بوسے کا وصف ہونگا
مباحثہ ہی باہم لب زبان مین رہا

ہی مجہی صور سرافیل موذن کی اذان — کہ نہین صبح قیامت سی سحر وصل کی شب
شادی و غم کی دو محلی مین گرفتار ہون مین — اور سر صبح قیامت ہی اودہر وصل کی شب

ثاقب

ثاقب شیخ سیف اللہ خلف شیخ کفایت اللہ بریلوی مدت تک اس دار الریاست مین رہی مرد قابل تہی صحت کی طرف مائل تہی فارسی زبان مین شعر کہتی تہی ایک دن نظیر شاہ خان شاد کی سامنی یہ مطلع پڑہا سے یار را از من خیال دیگر ست ٭ بر لبم ہر لحظہ قال دیگر ست ٭ نظیر شاہ خان نی کہا جای استاد خالی ست انہون نی اصلاح کی درخواست کی وہ ان کو اپنی استاد کریم الدین آرزو کی پاس مراد آباد لیگئی اور یہ مطلع پڑہوایا آرزو نی فی الفور اصلاح کی سے یار را از من خیال دیگر ست ٭ گرچہ جان من بحال دیگر ست ٭ ثاقب کو پسند آیا اور تلامذہ مین داخل ہوی سال بہر اوستاد کی خدمت مین رہکر اس فن کی مشق کی علم عروض و قافیہ مین ہی مہارت تہی بارہ سو چہبیس ۱۲۲۶ ہجری مین قصہ کی بنات النعش نام ایک مثنوی کہی ہی جسکا مطلع یہ ہے

بنامی کہ نامش بود دلنشین — بہ کن آفریدہ زمان و زمین

وہ مثنوی اور انکا کلام سب تلف ہوگیا دو شعر ملی وہ لکہی گئی

فارسی

تا غباری نشیند بر پاش — چشم من فرش رہ جانان ست
وای طول شب ہجر ثاقب — عمر خضر ست کہ بی پایان ست

ثروت

ثروت صاحبزادہ کریم اللہ خان ابن جناب مستطاب نواب محمد فیض اللہ خان صاحب بہادر عرش منزل جنکا ذکر خیر طبقہ والیان ملک مین گذرا فن شعر مین عنبر شاہ خان عنبر سی تلمذ تہا ستاون ۵۷ برس کی عمر پائی شوال کی تیرہوین ۱۳ تاریخ بارہ سو چہیالیس ۱۲۴۶ ہجری مین رحلت فرمائی یہ اونکا کلام ہے

ریختہ

خالی نہین ہے ایک دم آہ تری عتاب سے ‏ ‏ مر ہی نہین رہنگی جب تو یار چہوٹینگی اس عذاب سے
دلمین ہماری شروت آہ قصدہی وصل یار کا ‏ ‏ کرتا نہین ہی بات ہی وہ تو ابہی حجاب سے

فصل جیم تازی

جان صاحب تخلص میر یار علی ولد میر امن شاگرد نواب عاشور علیخان لکہنو سے ترسٹہہ برس کی عمر ہی ریختی کہنی مین یکتا ہین صاحب طبع رسا ہین وطن انکا لکہنو ہی اب کئی برس سی اس سرکار دولتمدار مین نوکر ہین دو دیوان انکی چہپ گئی دور دور مشتہر ہین ان دیوانون کی علاوہ اور بہی کلام ہی یہ اونکی کلام کا انتخاب ہی

جان صاحب

مدح بندگان حضور

دیا دوشالی کی سائل کو ای بوا کشمیر ‏ ‏ ملی ہی شال کی مدری جو مانگی اک کملی
عجب ہی نور کی صورت خدا کی قدرت ہی ‏ ‏ کلیم کلب علیخان ہین طور ہی ہاتہی
تصدق اونکی سی سرسبز ہون ہپلون پہولون ‏ ‏ عقیدہ مرد ہین کہتی عقیدہ ہی مینی کہی

اشعار غزل

دکہ ہی مینی جبری بہابہی کو سکہال ہوا ‏ ‏ سیری سر ڈہکنی سی بہیا کو ہی رومال ہوا
نماز پڑہو پڑہ کی تو گنا ہو نسی اپنی توبہ تو کیا کر ‏ ‏ نہ جان ہندو پہ دونی کا نا خدا خدا کر خدا خدا کر
نکاح بیاہی کو چہوڑ مہنی بتامی رنڈی کو گہر مین ڈالا ‏ ‏ بنایا صاحب امام باشہ خدا کی مسجد کو تونی ڈہاکر
بیان زبان سی محشر مین کچہہ نہ بات ہوتی ‏ ‏ خدا کی خوف سی بت نکلی نجات ہوتی

جانی مولوی شیخ محمد قمر الدین ولد مولوی محمد غیاث الدین صاحب عزت منقور ہے لیکن سرکار سن ہی جیسا ظاہر ہی ویسا ہی باطن ہی ایک غزل اونسی ملی اوسمین سی ایک شعر لکہا گیا

جانی

ریختہ

کل شیخ جو دیکہا اوسکو گری ہنسکی یہ بولا ‏ ‏ عاقل کو غش آیا پڑہی دانا کو غش آیا

جاوید عبد النبیخان خلف سید نور خان حسن طبیعت پر کلام اونکا گواہ ہی فن طب مین بہی دستگاہ ہی منشی سید اسمعیل حسین منیر کی شاگرد رشید ہین اشعار اونکی قابل دید ہین

ریختہ

راس و چپ بیٹہی ہوی ہین میر بزم عشق مین
دل مرا اٹہکر کہان خالی نہین پہلوی دوست

سخت جان عشاق ہین نازک کلائی آپکی
ذبح کرنیکو ہماری تیز خنجر چاہیی

حضرت جاوید عشق چشم مست اچہا نہین
خاک مین ملجای گی یہ پارسائی آپ کی

خموشی سیکہی دیوانگی مین ہمنی حاصل کی
خدا جانی وہ کیا پوچہی ہماری منہ سی کیا نکلی

جلال میر ضامن علی خلف حکیم اصغر علی زمانہ حضرت فردوس مکان جناب نواب محمد یوسف علیخان صاحب بہادر انار اللہ برہانہ مین پہلی انکی والد ملازم سرکار دولتمدار ہوی پہر بحکم قدردانی یہ بہی طلب ہوکر نوکر ہوی اب تک دونون مورد مراحم سلطانی ہین شکرگزار قدردانی و پرورش خاقانی ہین میرزا محمد رضا برق لکہنوی سی تلمذ رکہتی ہین چوالیس برس کی عمر ہی اپنا کلام جو منتخب کرکی اونہون نی دیا وہ لکہا گیا

ریختہ

کوی جانان سی یہ پہر کر دل ناشاد آیا
بی مروت کو نہ مین بہول کی بہی یاد آیا

فاتحہ گور غریبان پہ وہ پڑہنی آی
کیا قیامت ہی اگر اب بہی نہ مین یاد آیا

طاقت نی سنبہالا نہ تحمل نی دم بہر
سب دعوی ہی کرتی تہی کوئی کام نہ آیا

کون اوسکی کہی قصہ شب تنہائی کا
شمع خاموش کو یارا نہین گویائی کا

ہم تہوڑی سی بہی جرم پہ شرمای ہین کیاکیا
اک قطرہ می پی کی عرق آی ہین کیاکیا

لکہی جو لگی یار کو ہم شوق ملاقات
پہلو دل بیتاب نی بدلای ہین کیاکیا

سو وہ پہر کی آپ تو آتا اگر جواب نہتا / پیامبر تو آلہی مرا شباب نہتا

نہ خوف آہ ستم گر نہ ڈر ہے نالون کا / بڑا کلیجا ہے ان دل کو کہانی والون کا

پائی راحت تری خنجر ہی کی نہی قاتل / پہر جو ٹہہرا تو نہین کچھ دل بسمل ٹہہرا

مجکو اوٹہنی نہ دے محبان سی ہی / جب مقر ہون مین نا تو اسنے کا

خاص ہمپر وہ جور کرتے ہین / یہ بہی پہلو ہی مہربانے کا

دل خراب ہی ملنا تہا مجکو روز ازل / نہ شیشہ ہتا نہ خرابات تو نکلا ساغر تہا

آہ تنگ کرینگی محفل جانان مین فلک / یہ بہی حسرت ہی کوئی جسکو نکلنی ندیا

رت کی بعد سنہ سی لگی ہی جو چہوٹ کر / تو یہ بہی مے پہ گرتی ہی کیا لوٹ لوٹ کر

اب کیون ڈرین گناہ کرین شوق سی جلال / لکہنی ہی کی جگہ نہین فرد گناہ مین

زیر مژہ ٹہہر گئے عارض پہ رک گئے / رنگ آنسوونکی چال مین مجہ ناتوانکی ہین

ستی مین بلبلون نی نشیمن کی واسطی / تاکی ہین جہومتی ہوئی شاخین نہال مین

یہ ہوا آکی تری بزم مین حاصل مجکو / دلکو مین کہو کی وہ عالم سی چلا دل مجکو

ایک احسان نہین شوق کی ہین لاکہ احسان / ہمہ تن چشم بنایا ہمہ تن دل مجکو

کشتی ہین تغافل کی بڑی دیر لگے گے / ہنگامہ محشر کو جگا لے ہین ہماری

نجات ہو گئی ناصح سی مجہ سر کی لیکر / اوسیکو سجدہ یا یار کی جبہ کی لیی

ہنسی روکی گئی اونسی نہ مجہسی تہم سکی آنسو / برابر ایک سی دونون طرف بی اختیار یہی

جلال مولوی شیخ جلال الدین خلف ارشد مولوی شرف الدین صدیقی الاصل ہتی صاحب علم وفضل ہتی مولوی غیاث الدین صاحب عزت کی بدر بزرگوار اپنی والد کی فیض تعلیم سی علوم ظاہری مین مستثنای روزگار ایسی قانع ومتوکل کہ مثل اونکا نایاب منزل نفس وہان مین انتخاب مولوی غلام جیلانی مرحوم کی صحبت پائی مذاق فقر کی بی لذت اوٹہائی ستر برس کا سن پایا بارہ سو بائیس ہجری مین اکیسوین ماہ ذیقعدہ کو

زیر خاک آرام فرمایا یہ چند اشعار اونکی یادگار ہین

فارسی

گردہ آن دم کہ بالای جہان قطع لباس	داد خیاط ازل دامن صد چاک مرا
میتواند دل غمگین مرا شاد نمود	آنکہ دلشاد ترا ساختہ غمناک مرا
نیست جز سنگ ملامت ہا گل دستار عشق	ہمچو گل بر سر زدم ہر کس کہ مارا سنگ نی د
مجذ باش زخونریزی صید دل من	کز بخیر اک تو خوناب چکان می آید
از سراغ تو بجز داغ نشد حاصل او	رنگ ہا باختہ ہر چند کہ طاوس خیال
در بارگاہ حسنش دارد جلال ہر دم	مہ حسین زابر و تیغ دو دم کشیدہ

جلالی

جلالی مولوی جلال الدین احمد خان نقشبندی ابن حاجی رحیم الدین خان اصل وطن انکا یہی ریاست ہی اب مدت سی جیپور مین اقامت ہی متردستی [?] ہین علم و صوفی ہین نظم و نثر فارسی وارد و سب مین مداخلت ہی تخمینا پچپن برس کی عمر ہی سنا گیا کہ جناب مولانا محمد غیاث الدین صاحب عزت سی تلمذ ہی یہ انکا کلام ہی

ریختہ

ہم جلالی کو سمجھتی تھی کہ ہی کافر عشق	یہ تو ای وای بڑا سخت مسلمان نکلا

فارسی

نیم بسمل گذاشت آن بی رحم	حیف بر طفل نا تمام کسے

جمشید

جمشید محمد حسن رضا ولد سید اشرف رضا شاگرد منشی مظفر علی صاحب اسیر عجب جوان صلاحیت نشان تھی آثار رشد و سعادت پیشانی سی عیان تھی ذرا مدت سی اس فن کی طرف توجہ ہی مگر ایسی مشق بہم پہنچی کہ ہر زمین مین زمانہ [?] دکھاتی تھی ہم چشمون کو طرز گفتار کا شیدا بناتی تھی افسوس کہ زندگی نی وفا کی بیس برس کی سن مین قضا کی بارہ سو نواسی ١٢٨٩ ہجری سال انتقال ہی تاریخ رحلت شب چہارم

شوال ہی یہ چند شعر ملی جو بطور یادگار درج تذکرہ ہوی

ریختہ

جسنی کو پہول باغ مین آیا تہا مین غریب — کانٹون نسی چاک چاک مرا پیرہن ہوا
ہر رگ گردن سی آتی ہی صدا یہ وقت ذبح — واہ اى قاتل نہین ہی تیری خنجر کا جواب
کبہی شب وصل ہاتہ جوڑی کبہی سر اپنا قدم پہ رکہا — ہزار منتین کین نہ اوسنی اوٹہا نقاب عارض

جمیل آغا علی نقی خان ابن آغا برہان الدین نیشاپوری حیدر تخلص چہبیس برس کی عمر ہی منشی سید اسمعیل حسین منیر کی شاگرد ہین یہ اونکی شعر ہین

ریختہ

آتی ہی شب وصل کی کیا سو گئی تقدیر — دیتی ہین اذان شام سی مرغان سحر آج
بیٹہی ہوی ہین غیر کی پہلو مین دہ شاید — کل سی ہی زیادہ ہی مرا درد جگر آج

جوہر تخلص لالہ برج باسی لال ولد لالہ سکہہ باسی لال اونتیس برس کی عمر ہی اردو اور فارسی دونون زبانونکی شاعر ہین شیخ احمد علی احمد کی فیض تلمذ سی نظم ونثر دونون کی ماہر ہین جو کلام انکا ملا وہ لکہا گیا

ریختہ

نگاہ مہر کا امیدوار ہون تجہسی — کہ جور وظلم تو اب مجہپہ بی شمار ہوا

فارسی

از آتش فراق تو سوزی است در جگر — سوزد چو شمع از نفس ما زبان ما

فصل حا

حافظ تخلص منشی اکرام الدین احمد خلف منشی امیر الدین احمد متوطن شہر لکہنو کئی برس سی یہین رہتی ہین کبہی کبہی شعر بہی کہتی ہین جوان اہلبیت شعار ہین منشی مظفر علی صاحب اسیر سی تلمذ ہی یہ اونکی اشعار ہین

ریختہ

حافظ

رنگ عارض آج تک فرط نزاکت سی ہی سرخ ‎ — ‎ ایکدن بوسہ لیا تہا خواب مین رخسار کا

نگاہ ناز سی دیکہا جسی اوسنی شفا پائی ‎ — ‎ کبہی بیمار اچہی نرگس بیمار نی کیا کیا

حافظ قاسم علیخان ولد سید نور خان بائیس برس کی عمر ہی حافظ قرآن منشی سید اسمعیل حسین کی شاگرد ہین یہ اونکا کلام ہی

ریختہ

حافظ

دزدیدہ نگاہون سی چرایا دل حافظ ‎ — ‎ تم آنکہ لڑاتی تو یہ آفت نہین آتی

ہوی ہین عشق مین بیگانہ و خویش اپنی سب دشمن ‎ — ‎ خدائی سی بگاڑی ہی تو اوس بت سی بنائی ہی

حافظ تخلص حافظ محمد یونس خان نام حافظ محمد عثمان کی بیٹی اور مولوی محمد عثمان خان بہادر مرحوم کی بہانجی ہین اونیس برس کی عمر ہی ولی محمد خان بسمل کی شاگرد ہین دو شعر انکی ملی وہ درج تذکرہ کیی گئی

فارسی

حافظ

بہ دزدیدہ نگاہی نیم بسمل کرد حافظ را ‎ — ‎ نگہی سوی من ندیدہ آن ستم ایجاد یا قسمت

بغیر از شمع بالین ہیچ دلسوزی نمی بینم ‎ — ‎ اگر می گریہ چون بیند در شب غم حال زار من

حافظ سید محمد مجتبی قاری سید علی حسن صاحب کی خلف الرشید حافظ قرآن چہبیس برس کی عمر ہوئی نہایت صالح و سعید تہی تازہ تازہ شوق ہوا تہا منشی مظفر علی صاحب اسیر کی خدمت سی مستفید تہی افسوس کہ زندگی نی بیوفائی کی اسی سال ماہ شوال کی بارہوین تاریخ نواح عظیم آباد مین روح تن بدن سی ناآشنائی کی یہ اونکا ایک شعر ہی

ریختہ

کہل جاتی اضطراب مین نکلا زبان سی کیا ‎ — ‎ باتون سی تیری تنگ وہ غنچہ دہن ہوا

[illegible] عبد الجبار خان ولد عبد الرزاق خان اٹھارہ برس کی عمر ہی ولی محمد خان [illegible] کی شاگرد ہین یہ اونکی دو شعر ہین

فارسی

سرو گل [illegible] و گل صوت ساز گرفت	سبکشی ای ہمنشینان در چمن خواہم گرد
کہ [illegible] من از تماشای بہشت	ہمرہ آسایش گہی اودمن خواہم گرد

حبیب تخلص محمد حبیب الرحمان نام ولد محمد نیاز حسین حضرت امام ربانی شیخ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد مین ہین اردو فارسی دونون زبانون مین مرزا حسین علیخان شادان سی مستفید ہین ابھی چوبیس برس کی عمر ہی مگر حسن طبیعت کی بدولت اپنی استاد کی شاگرد رشید ہین یہ اونکا کلام ہی

ریختہ

وصل کی شب کسی ہین کسی کھو بیٹھی کچھ	شمع کی آغوش مین پروانہ جلکر رہ گیا
ہوش وحشت سی وصال اپنی مقدر مین نہین	گر وہ مہمان ہی اگر گھر مین تو ہم گھر مین نہین
ای حجابانہ چلی آؤ عیادت کو مری	کہ شب غم کی سوا کوئی مری گھر مین نہین
ہو گئی کیا جور سب ختم آسمان کی ای حبیب	آج کیون سر پر مری کوئی بلا آتی نہین

فارسی

خواہی اگر نظارہ صد آفتاب حشر	واعظ نگاہ کن بدل داغدار ما
بعد غم فرقت جانانہ کسی نیست رفیق	ہان مگر درد و غم و نالہ و افغانی چند

حسرت تخلص مولوی شیخ غلام علی ابن شیخ حافظ احمد مولوی قدرت اللہ شوق کی شاگردون مین داخل ہین تحصیل کتب فارسی مین مولوی قطب الدین مرحوم کی تلامذہ مین شامل ہین سینتالیس برس کی عمر پائی بارہ سو چوالیس ۱۲۴۴ ہجری مین رحلت فرمائی ایک شعر اونکا یادگار لکھا گیا

فارسی

علام عشق تو گشتیم و شہرہ شدیم	ز ننگ نام گذشتیم و نامدار شدیم

حرف ت مولوی شیخ محمد حسن خلف و شاگرد مولوی غلام محی الدین خان مرحوم عشق پچہتر برس کی عمر ہی وطن اصلی ہی دار الریاست ہی مگر بھیکم پور مین نواب جہانگیر کے لڑکون کو پڑہاتی ہین ایک مدت سی وہان اقامت ہی یہ اونکا کلام ہی

ریختہ

حرف گل مین اوسکی کسی ڈہب سے آج چل	پہلو مین دل ہی مائل دیدار بی طرح

حسرت شہامت خان خلف حبیب شاہ خان جو کریم خان تراہی کی ہاتہ سی بارہ سو چہپن ۱۲۵۶ ہجری مین بضرب شمشیر ماری گئی فارسی زبان مین شعر کہتی تہی سراج الدین علی خان آرزو سی مشورہ تہا اونہین کی صحبت مین رہتی تہی یہ اونکا کلام ہی

فارسی

یک نظر تغافلش خانۂ دل خراب کرد	حال چہ گردد آن اگر بار دگر چنین کند

حریف میان غلام حسین صاحب خلف حضرت شاہ عبد الکریم صاحب عرف ملا اخوند صغیر قدس سرہما درویش خوش اوقات صاحب نسبت و اہل دل تہی ورادات اوراد و وظائف ذکر و فکر کی مشاغل تہی پچپن برس کی عمر ہوئی انیسوین ۱۹ رمضان کو بارہ سو اکسٹہ ۱۲۶۱ ہجری مین وفات پائی کبہی کبہی کچہ موزون بہی فرماتی تہی حاجی گل محمد خان وفا کو کلام دکہاتی تہی یہ اونکی اشعار ہین

فارسی

لبالب ساز ساقی از شراب ناب مینا را	بکشم در کمند وحدت امواج صہبا را
کشیدی بسکہ تلخی ہای عشق مہوشان ای دل	ز لذت آتش انگارد بہشت وصل سنگ خارا

جہان چو روضۂ رضوان شگفتگی دارد	صبا ز نکہت گل نافۂ تتار آورد

حزین

حزین صاحبزادہ غلام محی الدین خان ابن صاحبزادہ احمد یار خان افسر کہ سلسلہ نسب اونکا حرف الف مین مذکور ہو چکا شاعر خوش مذاق ہین مضامین عاشقانہ پیدا کرنی مین حاذق ہین پنتیسہ برس کی عمر ہی اخوندزادی احمد خان مرحوم غفلت کی شاگرد نامور کلام انکا مقبول اہل ہنر یہ چند شعر اونکی درج تذکرہ ہوئی ہین

ریختہ

دیا جو یار نی بوسہ تو اشتیاق بڑہا	دوا سی اور ہی بیمار دردمند ہوا
ایک عالم کو سیسر ہی شب روز وصال	سیر جسدن سی شب ہجر نی گہر دیکہ لیا
شبنم کی اشک دیکہ کی رقت ہوئی ہین	ہنگی جو کوئی غنچہ کہا ہمنی ہای دل
بہار آئی چمن مین نہ آئی آپ یہان	بہار زمانہ لیکن بہری ہماری دن
گہنک ہنتر ہی زبان اس نالۂ شبگیر سی	ناک مین دم آگیا ہی آہ بی تاثیر سی

حسرت

حسرت ذوقی رام مرد خوش مذاق و حمیدہ صفات صاحب دوادین و مثنویات بڑی صاحب ذہن و قادہ بتی اشعار اساتذہ کی بہت یاد تہی وطن ۳۲ انکا دہلی ہی مگر مدتون اس دار الریاست مین رہی یہ اونکا کلام ہی

ریختہ

حسرت مین کس کس آفت جان سی کہ دل دین	عشوہ و ادا نگاہ تبسم خرام ناز
اوسکی دل مین کبہی تاثیر نکی	ای محبت اسی کیا کہتے ہین
بای کس سی کہون کہ ای بدعہد	کیا کہا اور کیا کیا تونی

فارسی

صنم صنوم چو صنوبر برہنہ دل بود بگلش	کہ بیک دل نتوان داد گرفتاری داد

گر تو خواہی بداوا مارسی بیداد کن
ای بتقریبانت بہر تقدیر ما را یاد کن

گرفتم آنکہ بحسب مروفا مرا بخشی
اسیر تست جہانی کرا کرا بخشی

حسرت

حسرت تخلص محمد علیخان نام ابن نیاز علیخان ضبط بائیس برس کا سن جوان وجیہ نیک باطن تازہ بتازہ شوق کیا ہی راقم سی مشورہ ہی یہ اونکی اشعار ہین

ریختہ

اسلیی آہ شرربار کو کرتا ہون مین ضبط
خوف یہ ہی نہ دہوان یار کی گہر تک پہنچی

فلک کی برہمی تک خیر ہی تدبیر کرلینگی
اگر وہ بدگمان رہتا تو ہم کیونکر منائینگی

نہ جاو لالہ و گل کی تماشی کو ادہر آو
جگر کی زخم دل کی داغ ہم تمکو دکہائینگی

حسن

حسن مرزا کاظم حسین عرف مرزا حسنو ولد مرزا عطا بیگ وطن انکا دہلی مگر عہد جنت آرامگاہ جناب معلی القاب نواب محمد سعید خانصاحب بہادر طاب ثراہ سی ملازم ہوکر اسی دار الریاست مین رہی یہین انتقال کیا ستر برس کی عمر پائی تیئسوین جمادی الآخرہ کو بارہ سو بیاسی ہجری مین رحلت کی عجب مرد رنگین طبیعت تہی سراپا ذہن و ذکاوت تہی علم سیر و تاریخ مین بصیرت کامل رکہتی تہی داستان بہی خوب کہتی تہی آخر عمر مین شعر گوئی کی طرف طبیعت آئی تہی کیا کیا نزی کو شعر کہی صاحب دیوان ہین یہ اونکی کلام کا انتخاب ہی

ریختہ

کیسی نادم ہوی ہم کعبی مین جاکر زاہد
ہمنی جانا تہا کہ وہ کوچہ جانان ہوگا

شان کمتی کو وہ اٹہنی نہو مسلمان حرم مین جاکر
نماز روزہ گلی پڑی گا خدا لگاکر خدا خدا کر

ہم خواب عدم مین تہی جو کاتب صبانی
سو جرم کیی ثابت تقصیر اسی کہتی ہین

جیسی موی خونکا تہا آئی تہی فریاد کو
حشر مین بہی حکمران دیکہا اوسی جلاد کو

صبح ہوتی ہی شب غم نہ قضا آتی ہی
چارہ گر تجہ سی بہی مرنی کی دوا آتی ہی

وفورِ شوق مین کسکو خبر ہی	وفا کی اوسنی یا پہر جفا کے
یہی اک رند باقی تہا صد افسوس	خدا بخشی حسن نی بہی قضا کے
رہا ہی کون اگلون مین حسن یا میرزا کوش	یہ دو باقی تہی رندون مین سو جبکر پارسا ہوی
شنہ پای ہوی جاتی ہو ہیلا دیکہا ہی	اور یہ کمبرائی ہوئی چال ہی بہانی ہی

حسن میان غلام حسن ولد میان غلام حسین حریف غفر اللہ لہما نہایت متقی و پرہیزگار صفات درویشی مین اپنی والد ماجد کی طریق پر استوار خوبصورت خوش سیرت شبانہ روز مشغول وظائف و اوراد تہی والد ماجد انکی استاد تہی چالیس برس نو مہینی کی عمر مین ذیقعد کی ساتوین تاریخ بارہ سو تہتر ہجری مین اس جہان سی کوچ فرمایا یہ شعر اونکی یادگار جو تحریر مین آی حسن

ریختہ

عمر بہر اوسکی جستجو نکی	مرگئے پر یہ آرزو نگئے

فارسی

شوق وصالش ہنوز در دل ہست	گرچہ صد بار ازان جفا دیدم

حسن شاہ محمد حسن صابری خلف حکیم حافظ عبد اللہ حضرت شیخ عبد القدوس گنگوہی قطب عالم قدس سرہ العزیز کی اولاد مین ہین اسی سی سلسلہ ان کی نسب کا جناب امام اعظم حضرت ابو حنیفہ کوفی رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچتا ہی ستر برس کی عمر ہی عموما کسب کمالات کا شوق رہا خصوصا فن ڈاکٹری کا بہت ذوق رہا اس فن مین وہ بات پیدا کی کہ محسود اقران و امائل ہوی علی الخصوص سیکہ ستی مین بڑی کامل ہوی اب چند روز سی اسطرف توجہ کم ہی مذاق فقر پر ہگیا ہی اور ہی عالم ہی پیر و مرشد برحق شاہ حقیقت آگاہ حضرت محمد امیر شاہ قدس سرہ العزیز سی بیعت ہی کبہی کبہی شعر ہی موزون کرتی ہین پہلی حکیم محمد حنیف رضا تخلص حسن

اپنی حقیقی ماموں سی مشورہ تھا پھر اپنی پیر و مرشد رحمۃ اللہ علیہ سی استفادہ ہوا گاہ گاہ اس ہیچمدان کو بھی بہ تقاضای خصوصیت اخوت معنوی کلام اپنا دکھاتی ہین چنانچہ اونکی اشعار ہین

در مدح بندگان حضور

کسکی اوصاف کا کاغذ پہ کہلاتی ہی شرر — گر ہر اک مصرع پہ تشبیہ ہی شمشاد چمن
نقطی ہر خون پہ دکھاتی ہین لطافت کی بہار — گل فردوس سی گلچین کا بہرا ہی دامن
دیکھا یہ رنگ تو خوش ہو کی یہ دل نی پوچھا — کس گل تازہ کی صفت مین یہ کہلا ہی گلشن
ہنس کی تب بلبل دل کو یہ دیا منہ نی جواب — میری ممدوح کا تو نام ہی سب پر روشن
نامور کلب علیخان بہادر ہی لقب — معدن جود و سخا فیض و سخا کا مخزن
رستم معرکہ فلک قدر امیر ابن امیر — صاحب علم و حیا اہل زبان اہل سخن
فیض ایسا ہی کہ آزادی کو بنا دتی اصل — خلق ایسا ہی کہ دشمن ہی جھکا لی گردن

ریختہ

جسکی نظر مین اوسکی ہی اکسیر و کیمیا — ہاتہ آئی جسکو روضۂ احمد کی خاک پا
ہوا اوسی غربت مین جا نکلا جو بچپن کی طرف — دیکھکر گور غریبان کو وطن یاد آگیا
بوستان مین مہک رہی ہین جو پہول — یہ حبیب خدا کی خوشبو ہی

حسن تخلص مرزا احمد حسن ولد مرزا غلام باسط چالیس برس کا سن ہی خوشنما خوش باطن مرد ہوشیار کار گزار سرکار انگریزی مین نوکر ہین پہلی گورکہ پور جیلخانی کی داروغہ تھی اب بدایون مین اسی خدمت پر ہین کبھی کبھی شعر کہنی کا بھی اتفاق ہوا ہی سید آل نبی واقف کو کلام دکھایا ہی یہ انکا کلام ہی

ریختہ

تصویر سی کہینچ گئی سب اگر — صورت مری سامنی کسی کی

حسن

حسن تخلص مولوی حسن علیخان ولد سید محمد خان اٹھائیس برس کی عمر ہے مولوی شیخ احمد علی احمد کی شاگرد ہین یہ اونکی اشعار ہین

در تہنیت تشریف آوری بندگان حضور از سفر حجاز

ندا ز ہاتف غیبم بگوش جان آمد　　که از حجاز شہنشاه انس و جان آمد
بدل خیال نمودم که کیست این یارب　　که مہر او ہمہ رحمت ز آسمان آمد
در آن زمان بنوای غریب ہاتف گفت　　ز کعبہ کلب علیخان شہ زمان آمد

حسن

حسن میرزا علی حسن ولد میرزا غلام باسط شاگرد مولوی عبد القادر خان عمگین اٹھائیس برس کی عمر ہی مرد ذکی و ذہین جوہر قابل ہین کبھی کبھی کچھ موزون بھی کرتی ہین ایک شعر ادنکا ملاوہ لکھا گیا

ریختہ

جی کی حسرت ہی نکلجاتی اگر ہوتا نصیب　　ذبح کرتی تم ہمین تشنہ تمہارا دیکھتا

حسن

حسن احمد حسن خان خلف امیر اللہ خان تپش برس کی عمر ہی میر احمد علی رسا کی شاگرد ہین یہ اونکا شعر ہی

ریختہ

مینی پوچھا تو یہ بگڑ کے کہا　　میر نہ کہنا کہ کب ملین کی آپ

حبیب

حبیب تخلص میان حبیب احمد خلف شاہ رؤف احمد صاحب رافت حضرت امام ربانی شیخ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد امجاد سی ہین اپنی والد ماجد سی فن شعر مین تلمذ تہا چالیس برس کی عمر ہوئی بارہ سو باسٹھ ہجری مین قضا کی یہ انکا کلام ہی

ریختہ

گاہ گریہ گاہ نالہ گاہ سوزش گہ طپش　　آپ کی غم مین یہی حالت ہماری ماندہ تو

حسینؔ تخلص صاحبزادہ غلام حسین خان ابن صاحبزادہ احمد یار خان انکے حال اونکا مع سلسلہ نسب حرف الف مین لکھا گیا خوش فکر ہونا کلام سی پیدا ہی رسائی ذہن اشعار سی ہویدا ہی اساتذہ لکھنؤ سی مستفید تہی خواجہ حیدر علی آتش مرحوم لکھنوی کی شاگرد رشید ہین [illegible] کی [illegible] سی جو اشعار اپنی کلام سی انتخاب کرکی اونہون نی بہیجی وہ تذکری مین لکہی گئے

ریختہ

کیا کہئے زلف ہوگئی برہم	دل کو اتنا تو پیچ و تاب نہ تھا
یہی تقدیر مین یارب لکھا ہو	کہ سر اپنا ہو اوسکا نقش پا ہو
مجھ کو کہنی پہ تو ہین اونکی ثناخوان	خدا حبابی لے تسلی دین نکہب ہو
میری تقدیر تو بہی یہ نہ تھا	کہ قاصد کوی جانان سی پہرا ہو

حسینؔ میر حسین علی ابن میر کرم علی وطن مراد آباد ہی جناب نواب محمد سعید خانصاحب بہادر جنت آرامگاہ انار اللہ برہانہ کی عہد سی ملازم سرکار فیض آثار رہی محکمۂ عالیۂ صدر مین نائب سررشتہ دار رہی ستر برس کی عمر پائی ربیع کی چوتہی تاریخ بارہ سو نواسی ۱۲۸۹ ہجری مین رحلت کی طبیعت موزون تھے تاریخ اکثر کہتی تہی اپنی والد سی تلمذ تہا یہ اونکا کلام ہے

قطعۂ تاریخ در تقریب جشن حضرت فردوس مکان

چو نواب زمان جمشید ثانی	مرتب کرد جشن کامرانی
محبان از برای سال تاریخ	بدل گفتند جشن خسروانی ۱۲۸۰

تاریخ در تقریب صحت بندگان حضور

بطفیل رسول مکہ و مدینہ	چون شفا شد بحضرت والا
بہر تاریخ داعی دولت	گفت صحت عطا نمود خدا ۱۲۹۲

حسین

حسین سید حسین شاہ جگارد و مین فسنہ ون تخلص کرتی ہین اور ساسی و مری
ذکر خیر اونکا حرف الف مین گذرا ہیا کا زبان مین کلام اونکا اکثر تلف ہوگیا
کچھ مسودات ہات آئی وہ بیان لکھی گئے

کبت در منقبت

سکاؤ کو گگان ہی ہیا ہتوج لاؤ ن کر پر گاؤ کو تمبر ذ سا ہی کنک اور مار مین
سکانہ کو گر و ری اپنی بل بھجتی پی کو ر ر و مگر و ذ ہی خوبن دن حیاز مین
کو ر و اترات ہی جوگن اور پر و گ پہ کو ر و پنڈ تا یج اور بیدکی او چار مین
ہنو ری گر ستہ حسین تو طالب کی لال مو کو اب ہتا ر ہی ہمار و سنسار مین

کبت در تعریف گرما

سند ر جرا و جر د و جی لگی لشکن ہین کیو ری سی جر کی کہنکہسانی تسار ہیں
ار سی کی ہیتون پر ہیرن لہر ین تموں تمون کجا نی پہار ی میار ہین
خند ن کی کھنت پر ہیر سن ہنشل با پنی کو میتون اور پہولن کی لاگی انبار ہین
ار نی کی دو ہیر نی ہا سداب ہی کچک ہی ہنسی ہی بہار ی ہی حسین ہی بار ہین

حسین

حسین آغا محمد حسین خلف آغا محمد علی ولد حاجی محمد بیگ ابن آغا علی ساکنے
قوم ترک قبیلہ افشار متوطن ارومیہ منضافات آذربایجان انکی والد بزرگوار نی
شہر کھاج مین تشریف لاکر سات برس اقامت فرمائی پہر وہان سی سوے
شاہجہان آباد عنان عزیمت اوٹھائی نواب آصف الدولہ بہادر کی عہد مین
لکھنو آنی کا اتفاق ہوا چونکہ مدت تک کھاج مین رہی تہی اس سبب سی کھاجی مشہور
ہوی لکھنو مین کتخدا ہوی وہین یہ بزرگ پیدا ہوی گیارہ برس کی عمر مین اپنی
باپ اور چچا کی ساتہ زیارات کو گئی مشہد مقدس کی عتبہ بوس ہوتی ہوی
طہران پہنچی بار یابی دربار شاہ و وزیری افتخار پایا وہان سی زیارات عتبات عالیہ

شوق مین قدم بڑہایا اور دہلی سی پہر کر حیدرآباد اور مچھلی بندر ہوتی ہوتی کلکتی آئی وہان سی لکہنؤ آکر ملازمت شاہی سی امتیاز پایا اکثر شغل روضہ خوانی رہا یہان تک کہ بحکم قدرشناسی حضرت جنت آرامگاہ جناب نواب محمد سعید خان صاحب بہادر طاب ثراہ چہبیسوین ذی حجہ کو بارہ سو باسٹہ ہجری مین وارد دار الریاست رامپور ہو کر اس سرکار ذی اقتدار کی نمک خوار ہوئی آجتک بدستور آنجہان قدرشناسی سرکار ہی سی مایہ اندوز سعادت و افتخار ہین نہایت مرد متقی مہذب با جمیع سلیقہ شعار ہین ایک کتاب مسمی بہ مجالس الابرار در فضائل و مصائب جناب سید الشہدا و ائمہ ہدی علیہم التحیۃ والثنا مین تصنیف کی ہی اوس مین سی کچہ اشعار فارسی پیشخوانی انہون سی انتخاب کر کی زیب تذکرہ کیی

پیشخوانی مجلس عزا

برخوان غم زدند بعالم صلای عام — لب تشنہ شد شہید چو مہمان کربلا
شد سینہ حبیب ز سنان الم نگار — بر نیزہ رفت چون سر سلطان کربلا

دیگر

از زین فتاد چون بزمین راکب نبی — زین غم خمیدہ پشت رسالت مآب شد
در خون طپید چون تن پاک امام دین — صد چاک زیر خاک دل بوتراب شد
دلشاد کن حشمت ز تائید کردگار — نظم تخت تو بجہان انتخاب شد

حشمت — حشمت محمد ناصر خان ولد محمد یوسف خان مرد عالم ہین اخوندزادی عبد الاحد خان سے ناگپور مین کتب درسیہ پڑہین شعر فارسی کا شوق ہوا سید رفیع الدرجات نزہت کی شاگرد ہوئی ناگپور مین رسالدار ہین ستر برس کی عمر ہوئی بارہ سو ساٹہ ہجری مین فضا کی یہ اونکا شعر ہی

فارسی

چو تخمیر را از خود حشمت بغد مود | چرا این رسم سہ گوشی برآمد

حشمت تخلص محمد علیخان نام تذکرہ میان عشقی مرحوم مین لکہا ہی کہ عباس علیخان اپنی والد کو کلام دکہاتی تہی یہ شعر انکا ہی

ریختہ

ستم شعار جفا جو یہ کیا غضب ہی کہ تم | بعید مجہسی ہو بیٹہی قریب غیر دن کی

حفظ مولوی محمد حفظ اللہ ولد مولوی کرامت اللہ جوار دو مین یہ تخلص کرتی تہی اونکا حال مفصل باب بای تازی مین لکہا گیا ہی یہ ہی کلام فارسی یہان لکہا جاتا ہی

فارسی

زندہ ام از دم عیسی مرا	از لب او یک تخلم آرزوست
فدای ہست پروانہ باید شد کہ در مردن	نہ ننگ گور در خاطر نہ پروای کفن دارم
وصل حبیب کی دہد تسکین مرا	انتظارت روزگاری کردہ ام
کعبہ و خلد نجویم در مسجد نروم	دیدم ابروی کسی کوی کسی روی کسی

حیا صاحب عالم مرزا رحیم الدین خلف صاحب عالم مرزا محمد کریم الدین رسا اٹہتر برس کا سن تہا حیا ظاہر ہی ویسا ہی باطن ہی نہایت خوش طینت نیک خصال ہین آفرینش سخن مین بڑی ذی کمال ہین شطرنج بہی خوب کہیلتی ہین وطن قدیمی انکا دہلی ہی مگر مدت سی اس سرکار فیض آثار مین تعلق ہی مع اہل وعیال یہین رہتی ہین شوق کا یہ عالم ہی کہ شوقیہ طبیعت سی دریا کی طرح بہتی ہین زبان اچہی مذاق اچہا ہی شکر حمد خوہمن رسا ہی شاہ نصیر دہلوی کی شاگرد رشید ہین اشعار انکی قابل دید ہین

دیوان اول

تھی اک نگاہ مین مری حسرت کی تمام جل
اتنا سا کام آپکو دشوار ہوگیا

الفت بری بلا ہی حیا بچتا آدمی
منت کش عدو سے بازار ہوگیا

نکلنا دل سی تمنا کا امر مشکل تھا
یہ دم نہین ادھر آیا ادھر روانہ ہوا

تڑپنا میرا نہ دیکھا گیا یہ محض غلط
نہ بیٹھنی کا مگر او ٹھنی کا بہانہ ہوا

دشمن ہی صد چاک دامن اور سودا عشق کا
یہ بھی کیا مین ہو گیا سی گریبان ہوگیا

چین کیسا آی شب غم موت بھی آتی نہین
یہان تو دم کا بھی نکلنا دل کا ارمان ہوگیا

عالم کو خوف روز قیامت ہی ای حیا
لیکن ہماری واسطی دن ہی وہ عید کا

دامن آنکھون پر جگر پر ہاتہ ہو
ای مصوریون مری تصویر کھینچ

ہاتہ ہی دیپہ سی پس مرگ اسکی
درد نکلجای نہ دم کی طرح

یہ میدان محشر ہی دنیا نہین ہی
کہ نکڑی اوڑا دو گی گہر سی نکل کر

ناوک تو نکی ناز کی چبتی ہی پہنچی دل کی پاس
برسونکی تھی بچھڑی ہوی حسرت سی مل گئی

اوس بت کو تبکدی مین گر دیکہ پای واعظ
دروازی پر ہو کعبہ تو بہی نہ جای واعظ

اداسی جان لیتی ہین اجل کا نام کرتی ہین
وہ اپنی سرکی یہ تہمت پرای سر پہ دہرتی ہین

ہفت آسمان اگر مری دشمن ہوی تو کیا
سو ہون تو ایک نالہ آتش فشان کی ہین

ہوی ہین آنکہ ملانی کی صدمی تہوڑی حیا
کہ حسرت نگہ شرمسار باقی ہی

برا ہو ضعف کا نظارہ مشکل ہوگیا اوسکا
نگاہ شوق آنکھونسی نکلنی کو ترستی ہی

آج سے ہے دل سے نکالو حسرت
نکل تو سکتی ہین قیامت ہو گی

حور بنکر مری لینی کو قضا آتی ہی
نفس سرد سی جنت کی ہوا آتی ہی

آرزو ہی کہ گذرا وسکا رہی بعد فنا
کوچہ غنیہ مین ہاتہ آئی زمین تہوڑی سی

بالین سی ساری رات نکالی دبا اوسی
صد آفرین ہی ای نفس واپسین تجھی

آج شاید کہ وہ دیوانہ حیا قتل ہوا
کہتی ہین لاش اک آئی ہی در قاتل سی

دیوان دوم

کبھی پائی نہ دل بھر کر قیامت مین اوسکا	روز محشر وصل کی شب کی برابر ہوگیا
رونا کبھا ہی ہوا کبھی دل کھو کر نصیب	دو آنسو ولی نوح کا طوفان آگیا
ثواب ناریہ فرشتون سی گور مین مانگا	پس فنا بھی مرا دیوان نامہ بر ہین ہا
نہ کی نام پہ کیا کیا اوسی گمان ہوتا	قیامت آتی دم نزع گروہ یہیان تا
ہوئی حال اوسکا کہ جسکو مدتین یہ ہین پہونچین	تم ابھی کبھرائی دل کی بیقراری دیکھکر
کوئی آتا نہین کسی کا الفت کسکو کہتی ہین	یہ عہد تھا ہی محبت کا تری تھا ہجران تک

حیات تخلص مولوی [illegible] حیات خان ولد سید احمد خان عرف [illegible] لکھنوی [illegible] کتابین [illegible] سی پڑھا علم حدیث و تفسیر مفتی محمد شرف الدین [illegible] سی حاصل کیا مرد خوش [illegible] وقت آخر شب التزام تلاوت قران شریف و دلائل الخیرات مجالس میلاد شریف مین اکثر حاضر ہوا کرتی تہی شعر کا بھی کچھ ذوق تہا نعت شریف کہنی کا شوق تہا شیخ ابراہیم ذوق کی شاگردی کا افتخار رکہتی تہی ساٹھ برس کی عمر ہوئی بعض ان کی مثنویٰن تاریخ بارہ سو ستاسی ہجری مین رحلت کی یہ شعر اونکی کلام سی [illegible] تاریخ کی لکھی گئی

ریختہ در نعت

پا ہی خلعت نور اوسکو حق نی	تجہکو [illegible] جسمی [illegible]
لکھا اوس چاند کی تصویر نی	شب دیکھو [illegible]
یہ تحفہ اوس گل رعنا کی پیرہن مین ہی	[illegible]

[illegible]

[illegible] سید [illegible]	[illegible]

[illegible] محمد [illegible]

بہادر فردوس مکان عالیجاہ جنکا ذکر خیر طبقۂ والیان ملک مین گذرا یہ صاحبزادۂ عالیشان ذہن و ذکا مین نامی و گرامی ہین ہشتامین برس کی عمر ہی شاگرد میر محمد نویر ملکرامی ہین کتاب جادۂ تسخیر جو چھپ گئی ہی وہ کہانی آپ ہی کی لکھی ہوئی ہی ایک قصیدہ اوسمین پایا اوسکا انتخاب تحریر مین آیا اور چند شعر غزلون کی ملی وہ بھی لکھی گئی

قصیدہ در تعلی خود

الله نی بخشی ہی زبان کو مری تاثیر — الہام کی مضمون ہین اعجاز کی تقریر
مین طوطی شکرشکن ہند ہون گویا — ہی بلبل شیراز کو واجب مری توقیر
سلطان فصاحت ہون شہنشاہ بلاغت — باتین مری جوہر ہین بیان ہی مری شمشیر
ہر شعر پہ اصلاح ہی استاد ازل کی — ہی نظم یہ میری نظر ناظم تقدیر
آلودگی دہر سی دامن ہی مرا پاک — ہی بادۂ کوثر سی مری خاک کی تخمیر
پہنچی نہ تعلی کو مری عقل فلاطون — جاتی ہی کہین عرش پہ آواز صریر
آزاد ہون باا ینہمہ اسباب تعلق — پابند ہون بی سلسلہ لنگر و زنجیر
ہمنام ہون اوسکا جو ہی اژدر کا درندہ — گردونکو ہلاتی ہی مری نام کی تاثیر

ریختہ

بامزہ زیست کا قسمت مین جو سامان ہوتا — دردہی ہر رگ پی مین عوض جان ہوتا
سادی انداز پہ قاتل کی ہین کتنی مرتی — کیسی ٹھہری گی اگر ہاتھ مین خنجر آیا
نہ لیتا نام محشر کا کبھی ای واعظ ناکس — خرام ناز اگر تو دیکھتا اوس آفت جانکا
یہ نزاکت آنکہ سی دیکھی نہ کانون سی سنی — دل مین آسکتی نہین آنکھون مین سکتی نہین
ظلم سہنا اسقدر اچھا تھا — مینی خو عادت بگاڑی آپ کی
ذرا انصاف کر یہ شرم ہی ای ہونا کیسی — پھرا آنکھون مین سب نون کا ... ریختہ

نہی معقد میں اگر گردش افلاک ہی تو
اوسکی کوچی میں بہی اک وزرسائی ہوتی

حیدر صاحبزادہ غلام حیدر خان ابن صاحبزادہ قاسم علیخان ابن جناب نواب محمد فیض اللہ خان صاحب بہادر عرش منزل طاب ثراہ جنکا ذکر خیر طبقۂ والیان ملک میں گذراشت کردسیان رفیع الدرجات نزہت پچپن برس کی عمر ہوئی ذیحجہ کی بامیسوین تاریخ بارہ سو اٹہاون ہجری میں قضا کی ایک مثنوی مختصر اردو مسمی بہ یاقوت سخن لکہی اوسمیں ہی . . . شعر لکہی لکہی اور ایک تضمین غزل جرات کی ہاتہ آئی اوسمیں سے ایک بند منتخب ہوکر درج تذکرہ ہوا

مخمس بر شعر جرات

اگرچہ صحبت اوس مہ سے اب شب بن آئی
پہ وعدی ہوعدی ہی مین آدہی ساری رات ہیہات ہی

طبیعت اپنی جب اوس شوخ پر بہت للچائی
شب آدہی تو نہ کر سوتی کی بسر ہمسی ہوائی

دکہایا وصل مین عالم سیا اختر شمار کا

سراپا از مثنوی یاقوت سخن

اوہ رنسار اوسکی تہی آفت کی ٹکڑی
ایسی تہی جیسی دل خلقت کی ٹکڑی

صراحی دار وہ گردن منوّ وار
جیسی ہون دیکہکر سب مست ہشیار

حیدر آغا سید برہان الدین حیدر خان نیشاپوری ابن رفیع الدولہ سراج الملک سید محمد خان بہادر جرات جنگ خلف صمصام الدولہ ناصر الملک سید علی نقی خان بہادر شوکت جنگ منجملہ سادات نیشاپور ہین اباً عن جدٍ نامور اور مشہور ہین فیض آباد و لکہنو مین مناصب جلیلہ پر فائز رہی اب کئی سال سی ملازم و مقرب سرکار دولتمدار ہین باونّ برس کی عمر ہی شعر کا بہی شوق ہی سخن آفرینی کا بہی ذوق ہی . . . سید اسمعیل حسین منیر سی تلمذ ہی یہ اونکی نتائج افکار ہین

ریختہ

اب بھی ہم کہ ہجر ہی کا نام ہتا اجل ‌ ‌ ملتی چھٹی تو لقمۂ جان و تن ہوا
سنج ہو جاتا لہو سی آسمان مثل زمین ‌ ‌ ماہ نو ہوتا اگر قاتل کی خنجر کا جواب
آپ رونکی اجازت دیکی مجکو دیکہ لین ‌ ‌ تو سہی ایک ایک آنسو ہوئے ندر کا حباب
شکر ہی ظاہر و باطن مین نکچہ فرق رہا ‌ ‌ ہوگیا چاک گریبان ہی جگر کی صورت
گریان ہی گل تک دل گمگشتہ کی خاطر ‌ ‌ کیا جان کو رونین کی مری دیدۂ تر آج
دوستی داغ سی جگر کو ہے ‌ ‌ دردسی دل نی آشنائی کی

حیدر

حیدر تخلص حیدر علیخان ولد میان عبید شاہ بحبیس برس کی عمر ہی مردذی جوہر ہین صاحبزادہ کلب حسن خان کی نوکر ہین نعت شریف کہنی کا شوق ہی جو کچہ کبہی کہتی ہین راقم ہیمدان کو سنالیتی ہین یہ اونکا کلام ہی

در نعت

بحر سخا ہین ابر عطا ہین راہ نما ہین ظل خدا ہین ‌ ‌ سب سی جدا ہین آپکی جو ہر صلی اللہ علیہ وسلم
عارف قدرت صاحب ہمت شافع امت بانی ملت ‌ ‌ کان مروت مرسل آور صلی اللہ علیہ وسلم

حیرت

حیرت شاعر شیرین مقال بخشی لالہ گنجہاری لال ابن بہادر سنگہ ابن رای دولت سنگہ پہلی خلف تخلص تہا اب حیرت ہی کیا اچہی طبیعت ہی دو دیوان فارسی مرتب ہین اونمین شعر کی اقسام سب ہین باایمہ بزرگوئی کسیر حکایت دار ہنین کسر نفس کا یہ عالم کہ اپنی شاعری کا کسی سی اظہار نہین برسون مشاعری کیطرح کی غزلون سی دیوان ترتیب دی ہی مولوی غیاث الدین صاحب مرحوم تخلص بہ عزت کو کلام دکہایا ہی اونہین کی فیض صحبت سی اعتبار پایا ہی ابتدای عمر مین لکہنو گئی وہان کئی برس نوکر رہی پہر ریاست بہوپال مین نوکری کی وہان بہی ناموررہی بعد جناب غفران مآب نواب محمد سعید خانصاحب بہادر جنت آرامگاہ انار اللہ برہانہ سی اس دار الریاست مین آی یہان کی قدر افزائی سی روز بروز اعزاز بڑہا مرتبہ پای

اتبک خدمت بخشی گری پر مامور ہین صفات خلق و تواضع سی نام نیک کی طرح مشہور ہین آبا و اجداد انکی انوپ شہر کی رہنی والی ہتی یہ ہیمن پیدا ہوی اب ستر برس کی عمر ہی حق تعالی زندہ رکہی یہ چند شعر بطور نمونہ لکہی گئی

فارسی

که این دشمن جانم ترا آموخت ای ظالم — نشستن در کنار دیگر و از من رمیدنها
نرسی چرا ز ساغر و مینای می حسین — زاهد مگر خدای تو آمرزگار نیست
گفتم که جور بعشاق روا نیست — گفتا که برو کار بتان مهر و وفا نیست
هر کس ز جور دشمن خود شکوه ها کند — ما چون کنیم دشمن ما آشنای ماست
دوای درد بیمار محبت — بدور نرگس بیمار او نیست
بسر راهی چو دید آن کافر بدکیش را — گفت زاهد می شوم کافر مرا انکار نیست
حیرتا گر دو امید وصل او مانع مرا — ورنه مردن در غم او اینقدر دشوار نیست
تا شد ز کف حیرت ز غم جان ما شد — دل رفته رفته عادت آن بیوفا گرفت
ای برق جلوهٔ تو بناید نگاه کن — محتاج یک نگاه ز خرمن من است
انچه کردی خوب کردی بد نشد کم یکسر — لائق بیداد ظالم حیرت مسکین نبود
می آید صدای ناله یا رب — غم دیرینه یار من کجا شد
حیرت آخر ز هرزه گردی خویش — بمقامی رسیده ام که مپرس
مکن به پیری من عیب حیرت اهل نظر — که صرف عشق بتان کرده ام جوانی خویش
دشمن دوستی و دوستی دشمن — آشنائی ست شناخته ام
نه می [illegible] تقصاص گرفتم — امروز من از هر دو جهان کام گرفتم
[illegible] شیوه آن — من وفای خویش ورنه امتحان می کنم
[illegible] نالان دل بیوار خویش — گفت حیرت در غم من زیستن آسان نیست

می برد ہر دم زیادت ومن قتل مرا — خون من برگردن بیرحمی نسیان تو

فصل خای معجمہ

خانزادہ تخلص مبارک شاہ خان نام ولد خانزادہ غلام رسول خان نبیرہ صمد خان شیخ علی بخش بیمار مرحوم کی شاگرد ہین چہتیس برس کی عمر ہی یہ اونکا کلام ہی

ریختہ

حسن جانان کی ترقی ہی ہی تو اکدن — قد قیامت اوسی کا جو ڑا بلا ہو جائیگا

خرد صاحبزادہ محمد مصطفی خان ابن صاحبزادہ علی حسن خان ابن صاحبزادہ عظیم اسد خان ابن صاحبزادہ مصطفی خان ابن صاحبزادہ الہ یار خان ابن جناب مستطاب نواب علی محمد خان صاحب بہادر خلد مکان انار اللہ برہانہم مرد نوجوان ہین چوبیس برس کا سن ابتدای شوق ہی تازہ تازہ ذوق ہی پہلی آغا علی نقی تخلص بہ جنی ابن آغا حسین لکھنوی سی اصلاح لیتی تہی اب تہوڑی دنون سی کبہی اس ہیچمیرز کو کچہ کلام دکہا لیتی ہین یہ چند شعر اونکی لکہی جاتی ہین

ریختہ

جب مدہجاتی ہی اوس بت کی نظر وصل کی شب — تہام لیتا ہون مین ہاتہون سی جگر وصل کی شب

اپنا یہ حال اونکی توجہ ادہر نہین — ہیچ ہی کسیکی دل کی کسیکو خبر نہین

ایمان کی خیر حضرت زاہد سنائی — بیہ بت وہ ہین کہ جنکو خدا کا بہی ڈر نہین

ہلتوں سے نہین کہلتا ہے ہمیر — جا مشیہ ہو تم یا با وفا ہو

خلیل تخلص شاہ خلیل احمد خلف شاہ نظیر احمد حضرت امام ربانی شیخ عبد الغنی قدس سرہ العزیز کی اولاد سی ہین فن شعر مین کسی کی شاگرد نہین تہا بطور خود موزون کرتی تہی تعداد عمر شریف بتیس سال ہی اور بارہ سو چونسٹہ ہجری سال ارتحال ہی

ایک شعر ہاتھ آیا وہ لکھا گیا

رےختہ

شب وصل ہی ہی حجاب کیسی تجھی سی صنم اپنی خدا کی قسم	یہ نہوگا کہ بند قبا کہیں محو تیری ہی بند قبا کی قسم

خورشید — خورشید کریم خان ولد بہادر خانصاحب کمال زی اکثر چار بیت کہتی تہی فن شعر مین صاحبزادہ کفایت اللہ خان کفایت سی تلمذ تہا اسّی برس کی عمر ہوی بارہ سو چون ہجری مین قضا کی یہ انکا کلام ہی

رےختہ

وہ رشک قمر آیا مینوشی کی عالم مین	ہم مینی سی جا لپٹی بیہوشی کی عالم مین

خورشید — خورشید تخلص میان خورشید احمد نام ولد میان شکر احمد پچیس برس کی عمر ہی یہ بزرگ حضرت امام ربانی شیخ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد امجاد سی ہین مرزا اسد اللہ خان غالب انکی استاد ہین اور شاہ رؤف احمد صاحب رافت بہی صاحب ارشاد ہین یہ اونکا کلام ہی

رےختہ

خواب وخیال ہین اوسی آنا محال ہی	نازک ہین اسقدر مری نازک بدن کی یاد

خوشدل — خوشدل تخلص منشی من بھاون لال ولد لالہ بہگوانداس علم ریاضی مین اچہے بصیرت تہی زبان فارسی اور ہندی دونون مین قوت تہی میان احمد علی احمد کی تلمذ تہا بارہ سو چوہتر ہجری مین شوال کی بندرہوین تاریخ قضا کی یہ اونکا کلام ہی

مدح جناب نواب مستطاب نواب محمد یوسف علیخانصاحب بہادر فردوس مکان جنت آرامگاہ

زمین برفعت او چون کشاد پیر گشت	سپہر بخت ز سیارہ اشک بر رخسار

مدح مولوی محمد غیاث الدین صاحب عزت قدس سرہ

ای سپہر فضل را ذات شریفت آفتاب	نکتہ ریزد از زبانت ہمچو باران از سحاب

خوشنود

ازغزل

نگاری کو کہ تا سازم نثارش دین و ایمان را ... بہ بند حلقۂ زلفش نہم پای دل و جان را

خوشنود سید خوشنود شاہ ولد سید قاسم شاہ اسی برس کی عمر ہی عنبر شاہ خان عنبر کی شاگرد ہین نوجوانی مین کبھی کچہ نظم کرنی کا اتفاق ہوا تہا ایک شعر یاد تہا وہ ادہون نی لکھوا دیا

خیالی

ریختہ

لگنا نہ اوسکا مانا دنیا مین آکی ہمدم ... ہمدم ہمین تو ہمدم شرمندگی ہی ہی

خیالی حسین علیخان ابن زین العابدین خان عارف مغفور شاگرد و نبیرۂ مرزا اسد اللہ خان غالب مبرور وطن انکا دہلی ہی گلاب نوکری کی سبب سی یہان ہین ہین بیس برس کا سن ہی شاعری کا شغل راتدن ہی فارسی اردو دو زبانون مین شعر کہتی ہین شوق کا یہ حال ہی کہ کسی وقت فکر سی خالی نہین رہتی ہین طبیعت دقت پسند ہی فکر بلند ہی اردو مین شاد ان تخلص کرتی ہین لہذا کلام اردو شین معجمہ مین آیگا یہان فارسی شعر لکھی جاتی ہین

فارسی

چہ احتیاج نگہبان بعہد دولت او ... کہ پاسبان جہان است طالع بیدار

اگر غلط نکنم ناوکش خطا نکند ... رہا کند ... اگر بعزم شکار

ایضاً در مدح

غمم نیز در خوشی ست کہ فارغ شد از کار ... ہر جای خود ببستر خواب آرمیدہ است

ازغزل

اغوشش گور تنگ شد از بیقراریم ... ای دل ز پہلوی کہ جدا گشتہ ایم ما

شرمم می آید خیالی را بجنگ آسمان ... کاین جوانی ہست او یک پیر دیرین سال ا

فصل دال مہملہ

داغ

داغ نواب [illegible] خان خلف نواب شمس الدین خان مشہور چوالیس برس کی عمر صاحب دیوان [illegible] شیخ محمد ابراہیم ذوق دہلوی کی شاگرد ہین فن شعر کامل خوش مذاق ہونی مین یکتائی حاصل سرکار فیض آثار کی ملازم و معتمد خاص اصطبل و فراشخانی کی داروغگی سی اختصاص وطن اصلی انکا دہلی ہی مگر مدت سی مع اہل و عیال یہین ہین سرکار دولتمدار کی ہمرکاب زیارت حرمین شریفین زادہما اللہ شرفا کو بھی گئی اس شرف سی بھی بتصدق بندگان عالی مشرف ہوئی یہ اشعار اونکی دیوان سی انتخاب ہوکر لکھی گئی

در مدح بندگان حضور پرنور

کہا کسی نی ہول کی گر کوئی حرف غم
نکلا زبان خامہ سی بی اختیار عیش

شمر ازل سی تا بہ ابد تیری واسطی
کرتا ہی ورنہ چار گھڑی کب قرار عیش

اشعار غزلہا

فلک نی کینہ لیا تو نی ظلم مینی وفا
ازل مین وہ ہی ملا جسکو جو پسند ہوا

جو دل دکھا رہا ہی مزہ مہر گستری بھی
آنکھون سی سو برس بھی دکھایا نجائی گا

خلق کی اعمال نامی چھین لو محشر مین
گم ہوا ہی ہاتھ سی قاصد کی دلبر کا جواب

یہ شوق یہ ارمان یہ حسرت یہ تمنا
کیا ہو مری قابو مین تم آجاو اگر آج

آرام کی لیی ہی تمہین آرزوی مرگ
ای داغ! یہ چین پایا فنا کی بعد

داغ کی دلکا تو کچھ بھید نپایا ہمنی
ایک حسرت سی برستی ہی مگر آنکھون پر

مزی لون ظلم کی مین تھوڑی تھوڑی ظلم سہکر
ستم کبھی تو تم تم کر جب کبھی تو رہ رہ کر

معشوق جای جور ملی ہی بجای آب
محشر مین وہ سوال کرین کی خدا سی ہم

ای داغ جسکی واسطی روز جزا بنا
وہ کون ہی وہ تمہین ہی تو آفت زمین ہون

اچھا فریب دلکو دیا اضطراب میں
اونکی طرف سی آپ لکھا جواب میں

منہ کو کیوں باندھا آخر تو توجہ اوٹھا لیا
میری زبان ہی رکھلی ہی نامہ بر دہن میں

الہی خیر ہی کی کونسی وفا داری
کہ آج وہ مجھی جھک جھک کر سلام کرتی ہیں

اک ہو گا لگاوہ ہو کچھ بھی نہو تو کچھ نہیں
بن کی فرشتہ آدمی بزم جہان میں آئی کیوں

اک جفا تیری کہ کچھ بھی نہیں تو سب کچھ ہی
اک وفا تیری کہ سب کچھ ہی مگر کچھ بھی نہیں

داغ ہم تربت مجنون چشمہ ہاتی جادر
پیرہان تار کفن کو بھی گریبان میں نہیں

لطف مے تجھسی کیا کہوں زاہد
ہای کمبخت تو نی پی ہی نہیں

کبھی فلک کو پڑا دلجلوں سی کام نہیں
اگر نہ آگ لگا دون تو داغ نام نہیں

تم سمجھتی ہو اسی یار قدیم
دل ہی ای داغ پرانا دشمن

دم بسمل ہوی کیون دیر اتنی دم نکلنی میں
قضا کیا مژدہ پہنچانی گئی ہی میری دشمن کو

میری قصی میں برائی کیا ہی سن تو لیجیی
خواب راحت سی غرض ہی داستان گو کی

دیکھنا پیر مغان حضرت زاہد تو نہیں
کوئی مینا نظر آتا ہی پس خم مجھکو

ہای دل لیکر ترا ناز و غرور
وای دل دیکر پشیمانی مرے

مے پی تو سہی توبہ بھی ہوجای گی زاہد
کمبخت قیامت ابھی آئی نہیں جاتی

اس انجمن سی بہت بیوقار ہو کی چلی
سرور ہو کی ہم آئی خمار ہو کی چلی

حسرتین لیکی اس بزم سی چلنی والی
ہاتھ ملتی ہی اوٹھی عطر کی ملنی والی

جواب قتل کیا قاتل نی سوچا
کہ اوسکو عید ہی روز جزا کی

پاس اپنی دل کی رہنی دیجیی میرا ہی دل
اک خوشی کو چاہیی اک غم اوٹھانی کی لیی

تھی مجکو اک وفا سی میں اپنی آگئی
تھی خبر کونسی چھوڑی زمانی کی لیی

پڑ گئی کیونکر الہی دلمیں اوس مہ کی گرہ
بچ رہا تھا کون ناخن مری تقدیر کی

یہ کیا کہ آپ نیم نگہ کر کی رہ گئی
جو فتنہ اوٹھائی پورا اوٹھائی

تمھی کیا شکوہ ہے گلہ اوس سے — جسنی رسم وفا نکالی ہی
شب غم کا گذار نا کیسا تھا — گھر سی اپنے بلا نکالی ہی
[illegible] اس عاجزی سی دیتا ہون — کوئی جیسا سوال کرتا ہے
تمھین نی داغ نرالی ستم اوٹھائی ہین — سلف سی یون ہی مری یار ہوتی آئی ہی
موت آنی ہی قیامت کو یہان تک آتی — چھپی چھپی کسی دامن کی لگی رہتی ہے
[illegible] دشمن کی آگی شمع رکھکر وہ کہتی ہین — اودھر جاتا ہی دیکھین یا ادھر پروانہ
[illegible] آئی ہی جام ہی جم خوش ہوا تھا — کوئی میکش کو دیکھیہا جب پیمانہ آتا ہی
وہی جھگڑا ہی فرقت کا وہی قصہ الفت کا — ابھی ای داغ کوئی اور ہی افسانہ آتا ہی
تیری جلوی کا تو کیا کہنا مگر — دیکھنے والے کو دیکھا چاہیے
کہ لی سجدہ حضرت زاہد رخصت — آپ کا کعبہ مرا بتکدہ آباد رہی
اٹھتی تھی بیاکر ہی وہ آنکھ شرماتی ہوئی — پھر گئی بجلیا کی پلکون تک حیا آتی ہوئی
[illegible] کون سنتا ہی وگرنہ ہم دم رخصت — ادھر کچھ دلکو سمجھاتی ادھر دلبر کو سمجھاتی
پند واعظ سنی سنی کان اپنی بھر گئی — کیا عبادت کو ہمین تھی سب فرشتی مر گئی

قطعہ

[illegible] مجنون ہی گرچہ عاشق تھا — پر اوسپہ تو کبھی لیلی کی یہ ستم نہوی
مری بلا تو کہنی لگی بشارت سی — ہزار حیف کہ مجنون کی پاس ہم نہوی

مخمس بر غزل حضرت فردوس مکان نواب محمد یوسف علیخان صاحب بہادر طاب ثراہ

کہتی تھی وہ بشر کو جو دل ہی بشر غلط — سودائی ہو گیا کوئی سر بسر غلط
شامت جو آئی اونکا بیان جانکر غلط — مینی کہا کہ دعوی الفت مگر غلط
کہنی لگی کہ ہان غلط اور کس قدر غلط
یہ کذب یہ دروغ یہ بہتان الامان — کیا جھوٹ بولنی کو ملی ہی اسی زبان

شاعر مٹا رہے ہیں زمین اور آسمان — تو صاحب آفتاب کہان اور ہم کہان
احمق نہین ہم اسکو سمجھین اگر غلط

اک آہ سرد بھر کی کیا طور بیخودی — اوسکو دیا یہ درد کہ بھٹی بیان نذر کی
لو دینی والی ہوتی ہین ایسی ہی تو مخبی — مستی مین کیا دھری تھی کہ پینی کی تھی بدی
جان حسن بزمنشکش نامہ بر غلط

اجرت پہ رونی والی بھرہین جابجا — میت کو ڈھونڈتی تو عدم تک نہین بیا
یہان اس خیال سی کہین ٹھہرین نہ بیوفا — ہم پوچھتی پھرین کہ جنازہ کدھر گیا
مرنی کی اپنی روز اوڑانی خبر غلط

جو عرش کی تہی وہ اثر نی آہ سے ہوا — کوئی خفا ہو آپکو ہی چھیڑ کا مزا
دیکھانہ آہ نی آج وہ بدخو بڑا — یہ کچھ سنا جواب مین ناظم ستم کیا
کیون یہ کہا کہ دعوی الفت مگر غلط

الضا مخمس بر شعر حضرت ممدوح

جوش عشق نہانی ابہی دیکھی کیا ہی — شدت اشک فشانی ابہی دیکھی کیا ہی
ابہی لہو مین ستم کی نشانی ابہی دیکھی کیا ہی — میری اشکون کی روانی ابہی دیکھی کیا ہی
کشتیٔ نوح کی طوفان ہی سی دریا کہیا

بند ششم آشوب

فلک نی قہر و غضب تاک تاک کر ڈالا — تمام پردۂ ناموس چاک کر ڈالا
یکایک ایک جہان کو ہلاک کر ڈالا — غرض کہ لاکہ کا گھر اسنی خاک کر ڈالا
جلو ہین دہ وہ پیاری شکلین جو ماہتاب کی تہین
اوتہی ہین کانٹو مین جو پتیان گلاب کی تہین

زبان جو مدلین تو صورت بدل نہین آتی — ملین جو خاک ہی منہ پر تو مل نہین جاتی

کسی طرح کسی پہلو سی کل نہین آتی — پکارتی ہین اجل کو اجل نہین آتی

جو سر کو پھوڑین تو تھر پری سر کتی ہین
جو لوٹین کانٹون پہ کانٹی الٹ کھٹکتی ہین

پیادہ پا ہون رواں شہسوار صد افسوس — لہو کی گھونٹ پئین بادہ خوار صد افسوس
ذلیل و خوار ہون اہل وقار صد افسوس — ہزار حیف دل بیقرار صد افسوس

جھکی ہین بار الم سی تنی ہوے کیسی
بگڑ گئی ہین بنا یک بنی ہوے کیسی

دت

دت تخلص پنڈت دت رام نام ولد بھوانی داس مولد انکا مراد آباد دہی مگر چار برس کی عمر ہی کہ اس دار الریاست مین آئی یہین لکھا پڑھا خوشحال رای خوشحال کبشیہ ساکن بریلی سی شاعری مین تلمذ ہوا حضرت جنت آرامگاہ صاحب شہزادگی عہد سی اس سرکار مین نوکر ہین اپنی اقران و اماثل مین پرورش سرکار کی بدولت معزز و موقر ہین اب اٹھتر برس کی عمر ہی یہ چند کبت انکی لکھی گئی

کبت در مدح سرکار دولتمدار

ترابت بکست گرام آو نگر تو رسنت سی بسنت کون لسنت ہین آین مین
سمن سی بن بن گلن کی تن تن کمت سمن مند رت گور جن ہین
الکت ملکت ست دت کی چی پی بہادر ہین سیری جت نواب کلب علیخان سنر تن ہین
ریاست مانس ہی ہی سبھی بھون پر بارہ مانس رہین آپ سچے بھون مین

شرح ترابت پیڑ کی طرح کبت پھولتی پھلتی ہین گرام گانون اونگرا ور شہر پور قصبی سنت سی عابدون کی مانند بسنت نون بسنت کیطرح اسنت ہین پھلی معلوم ہوتی ہین یعنی گانون اور شہر اور قصبی ایسی پھلی پھولی سے سبز و شاداب ہو رہی ہین کہ مثل عابدون کی اور مانند بسنت کی پھلی معلوم ہوتی ہین ان مین زمین مین سمن سی بن

یعنی آدمی پھول کی مانند بن بن کی گلن کی تن تن خوشش کر کی بدن اور دل کو
کھت سین بدہ کہتی ہین سب مین رت کو رتن مین کام دیو کی مانند ہین ہم اکت
کہی ہو مین جگت مضمون کی سندشین ست بچی دت کی شاعر کی جی بی بہا در بین
یہ بی بہا سو تی ہین سری جت صاحب ملک نواب کلب علیخان سربن مین
نواب کلب علیخان بہادر کی کان مین یعنی مضامین شاعر کی گویا بی بہا موتی
ہین کہ ممدوح کی کان مین پڑی ہین الحاصل یہ تمام سبزی اور شادابی اور خوشی
جو چار طرف پہیلی ہوئی ہی اور ساری خلقت خوش ہو رہی ہی اور شاعر
نئی نئی مضامین بنا کر حضور کی کان تک پہنچاتی ہین اسکا سبب یہ ہی کہ ایک ماس ہی
ایک ہی مہینے رہتا ہی جب آفتاب مچہی بہون یعنی برج حوت مین کہ اوسکی
سبب سی بہار عالم مین پہیل جاتی ہی بارہ ماس رہین آپ مچہی بہون مین اور حضور
یعنی ممدوح بارہ مہینی مچہی بہون مین کہ سرکاری کوٹھی کا نام ہی رہتی ہین جب
ممدوح کہ منزلہ آفتاب ہی بارہ مہینی اپنی مچہی بہون مین رہی تو کیونکر سارا عالم
یعنی شہر اور قصبی اور گانون سب مقام اور ساری لوگ سرسبز اور خرم نہ ہین

کبت در معاودت فرمودن بندگان حضور از حجاز

کبت رچی بدہ نی اِک راس سری یُوسُف کو سسن اور سسی
چہت راج اکاس کی راج بہنی دُوؤ راج پہ جا سکہ سی بنی
چہت سُر کو تاکر ایو مہی جگنات گلنگ یون دہی سہلنی
ہل گلان کی کان کی گلگن شپین نت سُرگ بہفہ جان ستہنی

شرح کبت شاعر رچی بدہ نی بنایا خدائی ایک راس ایک لگن مین
سری یوسف کو سس سہردار یوسف کا چاند اور سسی اور چاند آسمان کا
چہت راج ایک زمین کی راجہ اکاس راج بہنی ایک آسمان کی راجہ ہوی

دوو راج دونون راج مین پرجا رعایا سکہی بہی آرام سی رہی چہت یعنی زمین کا
سرگ کو آسمان کا کا باکرا یعنی جج کروایا ہر سی حندانی کلنک بی عیب کلنک
عیب دار یون دہی کسبی یون نیت نی جانا ہیں گلان کی مان کی نتیجہ شرمندگی کا
باکی لگن سین سب برج لگی ہوی عبادت کرتی ہین نت مدام سرگ آسمان کی
بہیتچہ کہکشان کو جان ہنسی جانکر ہنسی حاصل اس کبت کا یہ ہی کہ خدا نی ایک لگن مین
دو چاند بنای ایک چاند فرزند جناب نواب محمد یوسف علیخان صاحب بہادر کا
اور دوسرا چاند آسمان کا اور دونون کو کا باکرایا کا باکی دو معنی ہین ایک سچ
دوسری گردش پس زمین کی چاند کو تو کبہی مین ہنچایا اور آسمان کی چاند کو
آسمان پر گردش دی باین طور کہ زمین کی چاند کو تو بی عیب رکہا اور آسمان کی
چاند کو سیاہ اور عیب دار کیا اور ایک بات باریک یہ ہی کہ کا باجسکی معنی بیت اللہ کے
ہین ایسی مین حرف با ہی اور اس حرف کا رنگ ہندی کتابون مین سفید
اور [illegible] لکہا ہی اور جو کا بامعنی گردش ہی وہ اصل مین کا وا ہی اور واو کا
رنگ سیاہ ہندی مین لکہتی ہین تو اس سی معلوم ہوا کہ زمین کا چاند جو ممدوح کبر
صاف ہی اور آسمان کا چاند سیاہی رکہتا ہی پس باوجودیکہ دونون چاند
ایک ہی لگن مین پیدا ہوی مگر مشیت الہی یون مقتضی ہوئی کہ ایک بی عیب ہو تو
وہ زمین کا چاند ہی جو شاعر کا ممدوح ہی اور دوسرا عیب دار ہو
کہ وہ آسمان کا چاند ہی جب یہ صورت ہوئی تو اوسی لگن یعنی اوس برج فلک
جسمین یہ دونون چاند بنای گئی ہین کہکشان کو دیکہکر یہ جانا کہ چاند کی عیب دار
ہونی سی آسمان مجہہ پر ہنستا ہی اسواسطی وہ برج اور اوسکی ساتہ سب برج
لگی ہوئی عبادت کرتی ہین تا اس اسید پر کہ یہ کلنک یعنی سیاہی کا عیب
جو چاند مین ہی مٹ جای اور یہ چاند زمین کی چاند کی مانند بی عیب ہو

ممدوح ہی بی عیب اور شفاف ہوجای

کبت در تعریف نہر

گن جو نہر کی نہ ھسہ کی نہ نہر کی سوا اوک اوک سب سکہ نس دن کوک جات
بار بار بار جات بار بار بار جات دت کب نندن پی یون نرنس لوک جات
بام جات کام جات ردس جات ردس جات تاپی جو اشوک جات تاکی تری شوک جات
تب تر لوک جات ست سر لوک جات تب گرہ جو کن جات تب گرہ جو نات جات

شرح گن جو یعنی ہنر جو نہر کی   ہر کی نہ نشن کی ہین نہ نہر کی نہ مہادیو کی ہین
سو وہ اول اوک خاطر خواہ   ب آرام نس دن راتدن کوک جات سرخاب کو
پیدا ہوتی ہین حاصل اس کا   ہن کی مقام مین کہ بالای آسمان ہی آفتاب کا
گذر نہین اور مہادیو کی پاس چاند رہتا ہی اور سرخاب کی مواصلت اور
یکجائی دن کو ہوتی ہی کہ وہ متعلق لطلوع آفتاب ہی تو جہان بشن ہی وہان تو آفتاب کا
گذر اور دن کا وجود ہی نہین ہی انکی یکجائی اور وصل کیونکر ہو اور جہان مہادیو ہی
وہان بسبب ہمیشہ چاند ہونی کی رات سے رہتے ہی اور رات کو ہی ان کے
یکجائی نہین ہوسکتی تو شاعر کہتا ہی کہ یہ نہر جو حضر ممدوح مین ہی ایسی ہنر کہتی ہی
کہ بشن اور مہادیو مین ہی نہین ہن یعنی ان دونون مقامون مین سرخاب کے
جوڑی کا وصل کبھی نہین ہوتا اور اس نہر پر بسبب آفتاب ہونی ممدوح کے
دونون وصل سی دلشاد ہین اور آرام سی رہا کرتی ہین بار بار پانی پانی پر بار جات
کنول کی پہول ہین یعنی ایسی یہ نہر ہی جسکی قطری قطری پر کنول کی پہول ہین پار پار
اور کناری کناری پر پار جات یعنی طوبی کی درخت ہین دت کب تخلص شاعر
نندن پی اندر کی باغ مین یون نرنس لوک جات اسطرح اسکی خوبصورتی یعنی بلندی
اور بڑائی جاتی ہی یا یہ کہ اسکی خوبصورتی یون جاتی ہی اندر کی باغ مین جیسی راجہ

لاخ کہتا ہی یعنی جات عورت جاتی ہی کام جات رغبت پیدا ہوتی ہی یعنی جب
عورت اوس شہر مین جاتی ہی تو اوسی مرد کی خواہش پیدا ہوتی ہی یا کام جات کی
معنی یہ کہ جتنی برائیان اوسکی دلمین ہوتی ہین وہ جاتی رہتی ہین رُدوس جات
اوسکی روش پر جانی سی رُدوس جات غصہ جاتا رہتا ہی تاپی جو اشوک جات
اوس روش پر جو اشوک کہ نام ایک درخت کا ہی پیدا ہوا ہی تاکی تری
اشوک جات اوسکی نچی دنیا و دین کی فکر جاتی رہتی ہی یعنی انسان اوس
درخت کی نچی جاکر ایسا محو ہوجاتا ہی کہ دنیا اور دین کی کچھ فکر باقی نہین رہتی
تب پر لوک جات تیری شہر کو لوگ دیکھ جاتی ہین سب سُر لوک جات وہ
یعنی جنت کو جاتی ہین تب کرہ چوک جات تیری گہر کی چوک مین جاتی ہی
تب کرہ چونک جات تو اونکی نوؤن ستاری چونک جاتی ہین یعنی ست
اونکی چمک جاتی ہی اور دوسری معنی یہ ہین کہ تیری گہر کی چوک پر جب نو ستارے
کہ سیارہ ہین جاتی ہین تو چونک پڑتی ہین یعنی اونکی آنکھین کہل جاتی ہین اور
متحیر ہوجاتی ہین

کبت دربیان خصوصیت معشوق

للن چلن کی چت دہاری ہی ہوہوت چکن کی اوٹ ہوت کل ناسہانی ہی
بشت سنا تو سمجہا تو ہون پہنچو کرپہتو نہ مانی من سکینے سنبہاری ہی
گیندت ہدا تدبی ہو ہی گئی اب دیکھین کو جیتی آؤر گون نا نکہا تی ہی
ہتی کچو ہیا پی کدہون ہتل ہی ہپاٹ جانی ہتل پی نجانی کدہون ہتل چی جانی ہی
شرح للن شوہر کی کہ درحقیقت عورت کا معشوق ہی چلن کی چلنی کی چت دہاری ہی
دلمین قرار دی ہی بہور ہوت صبح ہوتی چکن کی پلکون کی اوٹ ہوت اوٹ
ہوتی ہوی کل ناسہای ہی چین نہین پڑتا ہی یعنی شوہر جو معشوق ہی اوسی صبح ہوتے

رخصت ہونی کا ارادہ کیا ہی اور حال یہ ہی کہ جو وہ آنکھون سی اوٹ ہوتا ہی
تو بھی کسیطرح چین نہین آتا بہت منایا سمجھایا ہون مجھکو بہت منایا اور سمجھایا
مینی شوہر کو بہو تماتی اوسنی تمام من کیسی سمجھای ہی دل کیونکر سمجھی مینی اوسکو
بہت سمجھایا کہ نہ جاوہ نہین سمجھا تو اب میرا دل کس طرح سمجھی کبدت تخلص شاعر
بدا بدی ہو ہی گئی شرط ہو ہی گئی اب دیکھین کو جیتی اور کون ہار کہای ہی اب
دیکھا چاہیی کون بازی جیت لیتا ہی اور کون ہار جاتا ہی پہلی تو یہانی پہلی
صبح ہو کہ ہون پہلی ہی پہاٹ جای یا پہلی دل شق ہو پہلی پی جای پہلی معشوق
جای کہ ہون پہلی ہی جای ہی یا پہلی بیتجای یعنی دیکھون پہلی صبح ہوتی ہی یا پہلی
دل شق ہوتا ہی اور پہلی دہ جاتا ہی یا پہلی میری جان جاتی ہے

کبت

جھجک جہپا کی سی جھجک پیر لیتی پٹیہ کہاب دیکہ نام نہین میری اودہران پے
پا ہا کرون ہون کیسو توسی ڈرون ہون پہر پیرن پرون ہون کیسی آئی ہو گمان پے
لاگہ ہو گہون ہون تم ایک ہو تمہا تو جاہون سنکرون بار اور جاون آسمان پے
دت جو تا تو پاتا تو یہ سانچی ہی تم کی او کہنہ نہین سہے گمان پے

واضح ہو کہ اس کبت مین خطاب ہی مرد کی طرف سی عورت کی طرف کہ بدگمان
ہو کر آزردہ ہو گئی ہی شرح جھجک جہپا کی سی جھجک کر جلدی سی جھجک پیر لینی
پٹیہ جھجک کر پٹیہ پیر لی کہاب دیکہ خواب دیکھکر نام نہین میری اودہران پے
نام نہین کسیکا میری ہونٹون پر یعنی مرد کہتا ہی عورت سی کر تو نی جو خواب دیکھکر
جلدی سی جھجک کر اور جھجک کر پٹیہ پیر لی ہی تو اسکا کیا سبب ہی میری ہونٹون تو
کسیکا نام بہی نہین آیا پا ہا کرون ہون خوشامد کرتا ہون کیسو توسی ڈرون ہون
کسقدر تجہسی ڈرتا ہون پہر پیرن پرون ہون پہر قدمون پر گرتا ہون کیسی آئی ہو

گمان ہی کیون میری طرف سی بدگمان ہوگئی ہو لاکہہ ہو کیون ہون لاکہہ طرحسی کہتا ہون تم ایک ہو نہ تو تم ایک ہی نہین مانی ہو جا ہون سیکڑون بار اوڑجاون آسمان ہی اگرچہ سیکڑون بار آسمان پر اوڑجاون دست جو تخلص شام مانو یا نہ مانو پیاری تم مانو خواہ نہ مانو یہ بات سچ ہی تہمتی او کہہ نہین سی لگمان پی وہم کا علاج لقمان کی پاس بہی نہین ہی

دولا ورسید دلاور علی ولد سید قاسم بتیس برس کی عمر ہی نواب مرزا خان داغ کی شاگرد بنچین او بیٹھین ہین ذکی اور ذہین ہین زبان اچہی ہی مذاق اچہا ہی خوشفکر ہونا کلام سی پیدا ہی او ہنون نی کچہ شعر اپنی دیی اوس مین سی چند شعر انتخاب کر کی لکہی گئی

صفت اسپ ممدوح

اتحل کی جاتی ہیں پک صبا سی چابک تر	پلٹ کی آتی ہیں آواز کوہ کی صورت
اسپ مزاج سبک گام اور برق حزم	چال نقل پری بال حور کی صورت

اشعار غزل

جسکی ہی جسکی دل کو ملاتا ہی خاک مین	ابھی وہ دیکھنا کہ شرمسار سی
کی جو شکایت تو یہ پایا جواب	آتی ہی کیون ہو جو ستاتی ہین ہم
قیسہ برق فاتحہ جیسی ہی	گالیان کچہ سنانی آتی ہین
اونکی تیغ پہ کس طرح طبیعت ہنسکی	ایک جا ایک ہی صوت کی طرح صدا ہین وہ
عبث بیتاب ہو کر یا ہوتی ہین کیا اپنی دل	نکالا کیا وسی تونی اوٹھایا شور محشر کو
تم دور رہو اور یہ بیچین نہو جای	اپنا سا سمجھتی ہو مری جان مری دل کو
منہ لگاتین غیر کو اتنا دماغ اونکو کہان	ہمسری تیی یہی فقط میری جلانی کی لیی

دمن سنگہ ہی تخلص ہی نام ولد نواری کشور داس کشو تخلص متوطن شاہ آباد

جو اس دار الریاست کی مضافات مین بہی ساہوکاری پیشہ پہلوان
زبردست تہی کبشیسر دی رام اور کیشر لوکہی پورب کی رہنی والی انکی مکان کو
اگر فتار کیا کرتی تہی وہی دونون انکی استاد تہی اٹہتر برس کی عمر ہوئی
جمادی الاولی کی اٹہائیسوین تاریخ بارہ سو بارہ ہجری مین انکی مکان پر ڈاکا پڑا
اکیلی انہون نی سو ڈاکو نکو مجروح و مقتول کیا اور ماری گئی یہ اونکا کبت ہی

کبت در نصیحت زبان خود

کبت رس بہوجن کی جاین مین بار بار اذبات لمک لمکات سے
کری تہا دنیا سوا دہاتن بہانتن کی جگت کی جہای پای پریت سر سات ہی
رام کہہ رسنا دہن سنگہہ کیس تاری پای تین رسنا تن نام ٹہہرات ہی
رتی آٹہون جام سنگہہ صاحبی کی کام ایک رام نام لینی کو بکوڈی السات ہی

شرح کبت رس جہون واقعی جو ہندی مین کہتا میٹہا نمکین کرو و کسیلا تیز مین جو ہو
کی جو جن لی جاین مین کہانون کی کیفیت کی شوق مین بار بار ادبات ہمیشہ مرتبہ بڑہ کی
لمک لمک کی لمکات ہی دوڑتی ہی یعنی ای زبان تیرا یہ حال ہی کہ سب ذائقون سکے
شوق مین کہانی کی لیی ہر مرتبہ لپکتی ہی اور بڑہ بڑہ کی دوڑتی ہی کرتی ہے یاد کرتی ہی
بہت سی جہگڑی بنا سوادبی مزہ بہانت بہانتن کی طرح طرح کی جگت کی دنیا کی
چہای پای پرای عیبونکا ذکر یا کر پریت سرسات ہی محبت زیادہ کرتی ہی یعنی
بری کامون اور بری باتون کی جانب رغبت رکہتی ہی رام کہہ رسنا خدا کا نام لے
ای زبان دہن سنگہہ کہی نام شاعر کس ناری کیون نہین رسے پای تین رسنا
تن نام ٹہہرات ہی اس سبب سی رسنا تیرا نام ٹہہرایا ہی یعنی تجہی ہمزد کہتی ہین کیونکہ
رسنا بمعنی زبان ہی اور رسنا کی معنی بی مزہ کی ہین رتی آٹہون جام رتی ہی
آٹہون پہر سنگہہ صاحبی کی کام آرام اور حکومت کی کامونکو ایک رام نام ایک جدا کانا

لیتی ہی گہوڑی لینی کو نگوڑی یعنی کنجت السات ہی کاہلی کرتی ہی یعنی دنیا بہر کی آرام اور حکومت کی کامونکو آٹھ پہر شاکرتی ہی مگر ایک خدا کا نام لینی مین بہی کاہلی اور سستی ہوگئی

فصل ذال معجمہ

ذکی شیخ مہدی علی ابن شیخ کرامت علی مرادآبادی حضرت جنت آرامگاہ طاب ثراہ کی عہد مین برسون اس سرکار فیض آثار کی نمکخوار رہی چندی لکھنؤ چلی گئی پہر حضرت فردوس مکان انار اللہ برہانہ کی عہد مین نوکر ہوکر سرور و افتخار رہی شیخ امام بخش ناسخ کی شاگرد ہین ناسور ہتی ستر برس کی عمر پائی بارہ سو اکاسی ۱۲۸۱ ہجری مین انتقال کی ذی قعدہ کی مہینی مین قضا کی وہین دفن ہوی یہ اونکی کلیات کا انتخاب ہی

حمد

جو لطف معنی روشن نہو سیاہی مین
سواد خط سی نہ آئی نسیم طرۂ حور

منقبت

جو حیرت دل بیتاب کیجیی تحریر
قلم سی حرف کہینچی شکل ماہی تصویر

مدح غازی الدین حیدر بادشاہ اودھ

اسقدر رنگ طبیعت کی اثر سی ہی عیان
کہ زمانہ نطفہ آتا ہی مجھی رنگ محل

چرخ اخضر کو کیا عکس شفق نی گلرنگ
خضر یاقوت بنا گنبد فیروزہ محل

گل سعنا ہین یہ خندان کہ تراوش مین ہی رنگ
شمع کی خندۂ شیرین سی ٹپکتا ہی عسل

چوری چوری کسی مشتاق کی تڑپانی کو
بوی گل کو لیی جاتی ہی صبا زیر بغل

صفت فیل نواب ناصر الدولہ والی حیدرآباد

اوکی دانتون کی بلندی پہ نظر جاتی گر
اوسمین یون التقای ضدین ہو کر بی دید گمان

لینا العصر از دیاد عمر و دولت کی لیی
متصل دست دعا رکہتی ہی سوی آسمان

اشعار غزل

رات کالی ناگن سی گر کبھی آیا جو یاد
اوسکی چوٹی مین اوکہنا موتیونکی ہار کا

گیا شباب کرا ڈرتی ہی خاک سی مُنہ پر
غبار چہوڑ گیا قافلہ جوانی کا

حرف آب پردہ دری مین دل نادان کا
دامن یار سی چہوٹا تو گریبان کسکا

لی اوڑی انجمن ناز مین دل کسکی نگاہ
چوریان کرنی لگا غمزۂ پنہان کسکا

آفتین آتی اوٹھا مین عبث ای جان حزین
ہجر کا نام ہی سنکر مجھی مرجانا تھا

جمال یار پہ ہمنی یہ ٹکٹکی باندہی
کراہی آنکہ کا تل اوسکی منہ کا خال ہوا

پینگی بالونکو جو ہاتون سی نچوڑا اوسنی
شعلۂ رنگ حنا زور دہوان دہار ہوا

ہمکو تو یاد زلف قیامت ہی ای ذکی
سوتا ہی چین سی کوئی کیونکر تمام رات

رکہتی ہین دلمین کانٹونکو یاد کی آبلی
ملتی ہین دشمنون سی ہم احباب کیطرح

ہوی ساقی سی خجل اوری کمظرفی دل
بوسۂ لب کی طلب پہلی ہی پیمانی پر

دیکہا ای طپش دل کہین چین نکرنا
سوتی ہی قیامت تری کروٹ کی برابر

اک بوسی کی طلب پہ ملین گالیان ہزار
بقدر کعت رہوئی دشنام آجکل

خون ہوکر حسرتین دلکی نکلجاتی ہین صاف
کون کہتا ہی کہ رونی مین مزا جاتا نہین

لطف اوٹہا لیتی نگاہون مین ہم آغوشی کا
صورت آئینہ جو صاف نظر رکہتی ہین

لطف جانبخش ہی ہی غمزۂ بیداد کی ساتہ
مژدہ ای دل کہ مسیحا بہی ہی جلاد کی ساتہ

جو ہر توجہ مین ہی ملکوتی خصال کا
انسان بناکی کیون مری مٹی خراب کی

کہدی کوئی یہ بات زلیخا کی کان مین
یوسف کو خوب آتی ہی تعبیر خواب کی

بوسۂ پای نگارین جو ہی اورونکو نصیب
ہم تو مہندی ہی لگانی کی گنہگار ہوی

عید کی شب ہم دوری سی یہ دل خون کیا
انگلی مہندی تری پاون مین لگانی ہوگی

گرتا پکڑ دل کی خاطر ہی تو کوئی آن کو
بیخودی سی مانگ بیٹھی ای جفاکاری تو بھی

محشر تی آکی تربت مین تڑپا دیا مجھی / کسکی خرام نازکا دہوکا ہوا مجھی
منت مری جل بجھنی کی پوری ہوئی لیکن / تم شمع حسینانی کو بہی مدفن پہ نہ آئی
برق تپش آہ سی پہنچی نہ کہیں آنچ / کہدو کہ قیامت مری مدفن پہ آئی
حسرت ای تازہ اسیران قفس آتی ہی / دہوم سی فصل بہاراب کی برس آتی ہی
نہوئی لطف تصور مین بیان تاب سخن / ورنہ شکوی تو بہت ای غم تنہائی ہی

مخمس بر شعر خواجہ حافظ علیہ الرحمہ

ہوئی جو خسرو و شیرین مین بزم آرائی / شگفتہ خون دل کوہکن کی یاد آئی
یہ شعر پڑہ کی وہ آنکہو مین اشک بہر لائی / چو با حبیب نشینی و بادہ پیمائی
بیاد آر محبان بادہ پیمارا

قصیدہ فارسی در منقبت

لیلۃ القدر ست مضمون سواد نامہ ام / بوی زلف حور آید از شب یلدای من
سبزہ می روید ز خاک من برنگ آسمان / آفتاب صبح باشد لالہ صحرای من
خستہ جانی خون کند صد آرزو یا در دلم / ہمچو شمع داغ سوز سخن بر لبہای من

از غزل

دیگری نیست سوای دل خود کام ذکی / کہ میان من و معشوق در اندازی ہست

از مثنوی

چون نکہت گل چمن در آغوش / چون زلف نسیم خانہ بر دوش
روشن نفسی چو صبح امید / داغ جگرش بہار جاوید
از سینہ عروج حسن پیدا / آغاز جوانیش ہویدا
صبحے و قیامتے در آغوش / خونابہ آفتاب در جوش

فصل رای مہملہ

راحت — راحت حکیم شیخ احمد حسین خلف شیخ غلام محی الدین حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز کی اولاد مین سی ہین چند برس میر غلام علی عشرت کو کلام دکہایا جب اونہون نی انتقال کیا شاہ رؤف احمد صاحب رافت شاگرد میان قلندر بخش جرأت سی فیض اوٹہایا اب تریسٹہ ۶۳ برس کی عمر ہی یہ دو شعر اونکی لکہی جاتی ہین

ریختہ

دل ہمسی وہ ہر بات مین کر جاتی ہین کج	جو کہتی ہین نہ تو کہہ جاتی ہین کیسی
ابہی تلک ہی اونکی نہ نین خواب راحت سی	چلی آہستہ باہر ذرا باد صبا ٹہری

راز — راز نظام الدین خان ولد امام الدین خان کچہ حال نہ معلوم ہوا ایک شعر ملا وہ لکہہ گیا

ریختہ

عبث باندہا ہی بلبل نی چمن مین آشیان اپنا	کہی سب چہوڑ اس باغ جہان مین جانمان اپنا

راسخ — راسخ عنایت اللہ خان ولد عادل شاہ خان قصبہ بلاسپور مین رہتی ہین چہبیس برس کا سن ہی بطور خود شعر کہتی ہین یہ اونکا کلام ہی

در تہنیت مسند نشینی حضور پر نور

نالی نغمی ہوی جاتی ہین لب بلبل پر	کہیلی غنچہ نہ زمانی مین پہری خاک بسر
سجدۂ شکر سی ہی سر بزمین ایک ایک شاخ	بید کا بہی نہ رہا بار سی محروم شجر
نغمہای طرب انگیز ہون اوس سی پیدا	کہای گر باد صبا کو وہی آکر ٹہوکر

از غزل

ہین نور حاصل سیہ بختی کو	کبہی شکل دن کی نہ پای کی رات

رافت — رافت شاہ رؤف احمد صاحب خلف حضرت شاہ شعور احمد صاحب

قدس سرہما حضرت امام ربانی شیخ مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز کی اولاد امجاد سے ہین یہ بزرگ خلفا ے حضرت شاہ غلام علی صاحب قدس سرہ العزیز سے ہین بڑے صاحب تصرفات وکشف وکرامات تھے قلندر بخش جرات کہ تلمذ تھا پینسٹھ برس کی عمر پائی ذیقعدہ کی چھبیسوین تاریخ بارہ سو چالیس ہجری تھی کہ راہ حرمین شریفین مین رحلت فرمائی ایک معراج نامہ نثر مین اور ایک یوسف زلیخا انکی تصنیفات سے ملی کچھ شعر انتخاب کیے گئے اور کچھ غزل کے شعر ملے وہ بھی درج تذکرہ ہوے

ریختہ

غم یار ایسا ستانے لگا — کہ جی تن سے گھبرا کے جانے لگا
رقیبون سے مل مل کے وہ نازنین — مجھے خاک و خون مین ملانے لگا
نسبت میان عاشق و معشوق دیکھیو — رہ آفت کے دل پہ داغ ہے اوس گل کے منہ پہ تل
تیرے عشق مین تنگ ہون جی سے مجھے تیری بند قبا کی قسم — نہ ہے پاؤن کا ہوش نہ سر کی خبر تری سر کی قسم تری پاؤن کی قسم
بیہوش کر دے غمزہ اوس نبی لالکی — پر نہ ہوسکے یہ بہولے دل کی

از معراج نامہ

نہ دست وہم پہنچے سایۂ اسرار کو اوسکے — ظہور دو جہان سایہ ہے جس شہ کی سراپا کا

صفت عشق از مثنوی یوسف زلیخا

غم عشق جس دل کو حاصل نہین — ہے اک پارۂ سنگ وہ دل نہین

صفت زلیخا

سواد سر سے گو کہ ہے خوش جمال — گھٹا گرمیون نے کیا ہے ہلال
سیاہی سو شام حیران ہوئی — ہر اک زلف خواب پریشان ہوئی

فصل فرمودن حضرت یوسف علیہ السلام در دریای رود نیل

پلا ساقیا مجھکو جامی شراب | وہ پانی کہ جو جس مین موتی کی آب
یہی ہی مری آبرو کی سبیل | لگا دی مری لب سی دریا ی نیل
نہانی کو جاتا ہی وہ سوی آب | کہ ہر نقش پا جس کا ہی آفتاب
خوشا روی پر نور کی آب و تاب | ہوی برج خورشید ساری حباب
بنا آبحیوان سب آب روان | تجلی مین ہر موج ہی کہکشان

حنیف

رفیق مولوی محمد وجیہ الزمان خان خلف شیخ محمد منعم الزمان خان متوطن قصبۂ فرخ آباد عرف چلاوان ضلع بجنور صوبۂ اودہ عجب بزرگ کریم النفس تہی کہ نفوس مقدسہ مین اونکا شمار کیجی تو بجا ہی جسنی اونکی ساتہ برائی کی اوسکی ساتہ بہی بہلائی کی بارہا اسکا امتحان ہوا ہی ہمت کی بڑی پامرد تہی طباعی مین فرد تہی فکر سلیم ذہن رسا ہر طرح کامل دیکہا محکمۂ صدر اکبرآباد مین جسی ہائی کورٹ کہتی ہین مدت تک سررشتہ دار رہی حضرت جنت آرامگاہ طاب ثراہ کی عہد مین یہان طلب ہو کر آی عہدۂ جلیلہ سفارت پر مامور ہوی اور قدردانی نی ہر عہد مین اعزاز بڑہای چوہتر برس کی عمر پائی جمادی الاولی کی دوسری تاریخ بارہ سو نواسی ۱۲۸۹ ہجری مین رحلت فرمائی عنفوان شباب مین بطور خود کبہی کچہ موزون بہی فرماتی تہی یہ شعر ملی کر درج تذکرہ ہوی

ریختہ

محفل مین اونکی کاہیکو ہوتی جگہ نصیب | شکر خدا کہ وہ مجہی پہچانتی نہین
کرتیان جالی کی پہنی ہین حسینان جہان | حسن کی فوج مین دیکہی ہین زرہ پوش نئی
کیونکر نہ مرون اپنی تڑپنی پہ مین بسمل | تحسین تو نکلی مری قاتل کی زبان سی

فارسی

رفیق از غم ما بیتابی دل مجروح و ریش سلو | شب ہجر از طپیدن یکنفس نشست و خستہ

رحیم صاحبزادہ محمد رحیم اللہ خان خلف کوچک صاحبزادہ محمد علی حسن خان ابن صاحبزادہ عظیم اللہ خان ابن صاحبزادہ محمد مصطفی خان ابن صاحبزادہ اللہ یار خان ابن جناب مستطاب نواب علی محمد خان صاحب بہادر جنت مکان طاب ثراہم اٹھارہ برس کا سن آغاز شباب کے دن نیا نیا شعر کہنے کا ذوق ہوا ہے تازہ تازہ شوق ہوا ہے آغا عمین لکھنوی کو کلام دکھاتے ہین دو شعر اونکے لکھے جاتے ہین

ریختہ

جنسکے رہجاتا ہون کرتے ہین جو بوے ظلم	پیار آتا ہے مجھے اونکا لڑکپن دیکھکر
مرگئے صیاد سے کہکر قفس مین عندلیب	دفن کردینا مجھے پھولونکا خرمن دیکھکر

ذرمی یعقوب خان ولد مستجاب خان اٹھائیس برس کی عمر ہے تحصیل کتب درسیہ فارسی مین شاگرد خواجہ محمد بشیر صاحب بشیر اور شعر گوئی مین شاگرد وزیر علیخان وزیر ملازم سرکار امیدوار ہین یہ اونکے اشعار ہین

ریختہ

مین لب جانبخش کا کشتہ ہون میرے نقش پر	پان کھاکر اوسکا آنا خونبہا ہوجائیگی
چھیڑتا ہے مگر اوس سے بگڑنا نہین اچھا	ہنستا ہے قسم کھاکے وہ چھپا مری آگی
سر تری قدمون پہ تمنا ہی نہین رکھتی	کچھ اور بلا رکھتی ہین وہ سر نہین رکھتی

رسا میر احمد علی ابن سید امام الدین چھبین برس کی عمر ہے مزاج وارستہ طبیعت پرزور سخن شناس سخن آفرین شیخ علی بخش بیمار کے شاگرد ہین بہت کچھ کہا مگر [illegible] طبعی سے دیوان مرتب نہین کیا کچھ کلام اپنا انتخاب کرکے دیا وہ لکھا گیا

ریختہ

ہاے چھپنے وہ شرم سے آنکھین	اور حسرت سے دیکھنا میرا
رنگ بھی شرم فرشتہ کی اوڑ گیا ہی ندوما	یہ گرا بار مرا نامۂ اعمال ہوا

ملایا خاک مین تو نی سپہر خانہ خراب ۔ وہ دل مرا جو تمنای یار کا گھر تھا

سنین گی وہ سفر میری درد دل کا افسانہ ۔ جگر تھامی ہوی بیٹھی ہین اہل انجمن اپنا

شب و صبح شام ہی سی مری جان پہنچی لب تک ۔ جو مین تا سحر بھی جیتا نہ وہ شرمسار ہوتا

نہ رسا نصیب ہوتا کبھی عنبر کو لطف رہ ۔ پس مرگ اونکی رہ کا مین اگر غبار ہوتا

قسمت اوس کان ملاحت سی جدا کرتی ہے ۔ کون اب زخم جگر پر نمک افشان ہوگا

رنگ لای گی ور اندازی خدنگ ناز کی ۔ دل جگر کا اور جگر دل کا عدو ہو جای گا

دیکھنا صورت کسکی میری قسمت مین نہین ۔ ہوگیا ہی آینہ سد سکندر کا جواب

وہ ہوی رخصت سحر آئی قیامت لیکی ساتھ ۔ سور کا نالہ ہوا اللہ اکبر کا جواب

نہ انتظار کی تکلیف پوچھیی مجھسی ۔ گذر گئی جو گذرنی تھی جان مضطر پر

ملتی جسے نہین دل خانہ خراب کی ۔ پوچھین نشان کسی سی کہان جستجو کرین

یا رب یہ دل یہ جوش ہوس خاک مین ملے ۔ کب تک ہر ایک بات کی ہم آرزو کرین

تیر نگاہ یار سی دونون کو عشق ہی ۔ دل سامنی کرین کہ جگر روبرو کرین

کھلا ہی ای رسا باب اجابت ۔ مگر فرصت نہین مجھکو دعا کی

فسردہ دل چمن روزگار مین آی ۔ خزان کو ساتھ لیے فصل بہار مین آی

رسا منشی امبا پرشاد ابن لالہ چندی پرشاد وطن انکا لکھنو ہی مگر سالہای دراز سی اب دار الریاستہ مین رہتی ہین عہد جنت آرامگاہ خطاب غزادہ سی ملازم سرکار دولتمدار ہین داستان گوئی مین مشہور روزگار ہین پچیس برس کی عمر ہی کبھی شعر کہنی کا بھی اتفاق ہوا تھا میرزا محمد تقی خان ہوس کو اپنا استاد بتاتی ہین یہ اونکا کلام ہی

مخمس بر شعر مرزا محمد تقی خان ہوس

نہین ہی وہ کبھی کسیکی وہ جانین کیا رسم و راہ الفت ۔ نہ دلبری کی ہی بات اونمین نہ پیار ہی کچھ

چمن نہ پانی سے ہی نرالا ہے طرح کی ہے اویں وحشت | کبھی جو راہی عدم کا پایا چلی خفا ہو کی قسمت
نہ مڑ کی دیکھا نہ بات پوچھی نہ کی تسلی قریب آکر

مخمس بر اشعار میر دوست علی خلیل

نہ ایسی نسبت ہے مہر کو کچھ نہ ایسی لگاتی ہے کو بکو کر | شراب شوق و محبت انکی ہے زہر قاتل ال اک اگر
جب ہر یہ ہستی ہے دشمن جان بچا ہے ان کسی کبھی دہر کر | بلا ہے سایہ ہے ان تیوں کا خدا بچائے ہر اک بشر کو
پری کو دیوانہ جنگلیوں میں بناتی ہیں یہ اور ڈرا کر

ہوا ہیں ہیں مست آئینہ تو ان نایم خوشی ہو کو کلام کر | نہیں ہے کچھ دی محل صحبت گلی میں ہاتھ کو دامن
شراب گلگوں بھری ہے شیشے میں دست رنگیں میں جام بھر کر | حجاب بجا ہے وصل کی شب نقاب دیکھی شراب کیکر
ہماری ہنسی کچھ اپنی کیسی لپٹی اب شرم سی منہ ملا کر

جہاں ہے نقش و نگار ہستی ہمیشہ کی راحت ہے اک کہانی | ہے موت کا خوف خضر کو بھی اگرچہ ہے کل زندگانی
مسافر و دم نہ یہاں تم کر ثبات قافل ہے ماہ کا یانی | بڑی ہے غفلت یہاں شبہا طلسم باغ جہاں ہے فانی
قیام سے ہمیں ہے صبح ہے پھول ہنستی ہیں کھل کھلا کر

رسا کی کہنی کو مان غافل طلسم فانی ہی نقش ہستی | جسے بلندی کہتی ہیں یہاں جو غور کر تو ہے عین پستی
گئی جوانی بڑھاپا آیا نہیں ہے اب فرصت خود پرستی | یہاں ہے ہندستان کی تو ہی ہمت کی سیر بستی
تحصیل کبھی ہیں ہیں کی یہاں سی سب ابھی تو ان خدا نکر

رسوا تخلص صاحبزادہ سجاد علیخان ابن صاحبزادہ محمد سعید خان المرحوم کا ذکر حرف الف میں گذرا اٹھارہ برس کی عمر ہے محمد جان خان انجم شاگرد حسن علیخان عاجز کی شاگرد ہیں جو کلام اپنا اونہوں نے بھجوایا اوس میں ہی ایک شعر ریختہ میں آیا

ریختہ

یہ تو نہ کسکی آنے کا صبا مژدہ سنایا ہے | کہ شور خندہ گل نے چمن سر پر اوٹھایا ہے

رضا

رضا صاحبزادہ علیم اللہ خان خلف صاحبزادہ امداد اللہ خان تاب بنگا دگر حرف تا ای قرشت مین گذرا میر احمد علی رسا کی شاگرد رشید ہین اکتالیس برس کی عمر ہی طبیعت اچھی فکر بلند ہی اشعار قابل دید ہین

مدح بندگان حضور پر نور

زہی وہ سرور عالی کہ جسکی اوج بخت سی
خوشا و شاد بکی مدح سی فخر ہی خاقانی

شہ کلب علیخان بہادر خسرو نامی
کہ جسکی در کی دارا جانتا ہی فخر دربانی

بہار گلشن خوبی ہی تازہ تیری مقدم سی
ہوا ہی نطق بلبل کا سبب تیری ثنا خوانی

بہلا بال ہما کیا ہی جو تیری فرق تک پہنچی
پر روح الامین کو چاہیی ہی یہان مگس رانی

نگین خاتم زیبا ہی روشن نام نامی ہی
مزین اسم اعظم سی ہی یا مہر سلیمانی

شمیم معدلت پہنچی فلک پر کیا عجب ہی
کری خورشید گلشن مین جو شبنم کی نگہبانی

بہلا حاتم کو تیری بخشش و ہمت سی کیا نسبت
کہ تو ہی شاہ شاہان حاتم طی مرد دہقانی

کوئی لیتا نہین نام مسیحا عہد مین تیری
ہوئی ہی فرض صحت پر طبیعت کی نگہبانی

صفت تیغ

چمک ہی اسکی بجلی آب اسکی نوح کا طوفان
زہی قدرت خدا کی ایک جا ہی آگ اور پانی

یہ وہ بجلی ہی گر پڑ جای عکس اسکا سر میدان
نظر آنی لگی چار آئینی مین شکل حیرانی

صفت اسپ

یہ رہوار ونہین کیا شہسوار ونمین ہی تو یکتا
زہی تیرا کوئی ثانی نہ اسپ رہوار کا ثانی

اشعار غزل

اونکی وعدی کا اعتبار کیا
ہمنی خود دل کو بیقرار کیا

اب او ہنین ہمسی کیا غرض مینی
ایک دل تہا سو و نثار کیا

رضا

رضا تخلص مرزا رضا حسین خلف مرزا احمد حسین شہ زور نبیرہ و شاگرد

مولوی مفتی محمد صدر الدین خان دہلوی آزردہ تخلص والد ماجد انکی لکھنو مین ملازم سرکار شاہی رہی زور وطاقت مین ضرب المثل تہی تواضع وانکسار مین بی بدل تہی یہ فرزند دلبند ہی اونکی قدم بقدم ہین اس صورت اس سیرت کے آدمی بہت کم ہین کئی برس سی اس سرکار فیض آثار مین نوکر ہین تیئیس برس کی عمر ہی وجاہت صوری اخلاق معنوی مین مشتہر ہین شعر کا بہی ذوق ہی اردو فارسی دونون زبانونکا شوق ہی یہ اونکا کلام ہی

ریختہ

نیزہ کا یارب دلبر نہ وار ہوتا	بہتر تہا اس سی نیزہ سینی کی پار ہوتا
دن رات جو رہتا ہو تیرے بسونکی بغل مین	مجہ ہو رضا دس سی حیا ہی نہین آتے

مدح بندگان حضور بزبان فارسی

سوا ان جناب ات در دور تو	کسی را ندیدم مجال جناب

رضا تخلص نام رضاء اللہ منشی ابنا پرشاد رسا لکہنوا انکا وطن ہی کئی تیس برس سی یہی دار الریاست مسکن ہی انکی باپ مدت سی اسی دولت کے منسکوار ہین واسطہ انکو ذی مین ملازم سرکار ہین اب انکی عمر چالیس برس کی ہی سلسلہ تلمذ کا واسطہ اپنی باپ کی میر تقی ہوس مرحوم تک پہنچتا ہی یہ ایک شعر اونکا ہی

ریختہ

لو سیارہ کہ ہو رضا کا مٹ گیا نام ونشان	غم ہی رسوائی سی جہوٹی خیر ہی بی غم ہوا

رضا نام انکا معلوم نہین تذکرہ گلشن بیخار تالیف نواب محمد مصطفی خان شیفتہ مغفور مین اسیقدر لکہا ہی کہ دار الریاست مصطفی آباد عرف رامپور انکا وطن ہی اور ایک ہی شعر اوسمین لکہا تہا کہ اس تذکرہ مین نقل کیا

ریختہ

اب کوئی محفل مین مجنون یہ بلا آئی ہی — جرس ناقہ لیلی کی صدا آتی ہی

رضا تخلص میر رضا علی ابن میر رستم علی مرحوم پچاس برس کی عمر ہی کبھی کبھی سلام کہتی ہین میرزا قاسم علی بیگ تخلص بذوق شاگرد میان دلگیر سی تلمذ ہی یہ اونکا کلام ہی

از سلام

طوق ہی ڈالدو گردن مین یہ کہتی ہی عدو — بیڑیان جکڑی عابد کو پہنانی آئی
نایون نی کھیا نو جد اکا کچھ پاس — حمیۂ سبط نبی کو جلانی آئی

رفعت خلاق مضامین و معانی مولوی غلام جیلانی عالم باعمل معقول و منقول مین ضرب المثل جواہر اسرار حقائق کی خازن سرآمد ارباب کشف و اصحاب باطن پدر بزرگوار آپ کی جناب مولوی احمد صاحب مرحوم گیلان سی کہ بغداد کی مضافات سی ہی روہیلکھنڈ مین تشریف لائی رہین مولویصاحب کی ولادت باسعادت ہوئی بعد برہمی ریاست حافظ رحمت خان چلی بیت سی اس دارالریاستہ مین آئی پہر یہین اقامت ہوئی علوم عقلی مولوی حسن صاحب مرحوم سی حاصل کیے چندی شاہجہان آباد مین رہکر علوم نقلی مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب سی پڑہی اوسی دارالخلافۃ مین بعض امیر انیو نسی کسب زبان فارسی کا اتفاق ہوا تالیفات آپکی کثیر ہین اونہین سی ایک مثنوی سمی بہ درر منظوم کہ وہ جنگ نامہ جناب غفران مآب حضرت نواب غلام محمد خانصاحب بہادر انار اللہ برہانہ لکہا ہی اور ایک دیوان فارسی اور چند ورق گداختہ متفرق ازمنہ کی ہیچمیرز کو ہاتھ آئی چند شعر دیوان فارسی اور اردو سی اور چند شعر اوس مثنوی سی انتخاب کرکی اسس تذکری مین لکھی گئی مولویصاحب ممدوح سی بڑا فیض جاری ہوا مولوی حیدر علی صاحب اور مولوی خلیل الرحمن صاحب اور مولوی محمد صاحب اور مفتی محمد شرف الدین صاحب یہ سب شاگرد مولوی صاحب موصوف ہین کبیر خان تسلیم اور عنبر شاہ خان عنبر

اور خلیفہ محمد غیاث الدین صاحب عزت تلمذ زبان فارسی مین معروف ہین قوت حافظہ کی یہ کیفیت سنی گئی کہ بعد اتمام صحبت مشاعرہ اکثر شعرا کی غزلین مطلع سی مقطع تک پڑھ دیتی تھی مولوی حبیب العلی صاحب کبیر خان تسلیم کی زبانی نقل کرتی ہین کہ ایک دن مولوی صاحب فرماتی تھی کہ بتیس ہزار دیوان میری نظر سی گذری ہین اور ان دواوین کی اشعار چن چن بنظر انتخاب میری سواد ہین میری بیاض پر مرقوم اور مجھی یاد ہین بہشت خلد نام ایک مجموعہ اشعار اساتذہ جس مین اوصاف سراپای معشوق ہین تالیف فرمایا ہی الغرض اسی برس کی عمر مولوی صاحب نی بائی دربارہ سو پینتیس ہجری مین دوشنبہ کی دن چاشت کی وقت ماہ ذیحجہ کے تاریخ تیسوین کو رحلت فرمائی تاریخ رحلت جو عنبر شاہ خان مرحوم نی موزون کی ہی وہ یہان لکھی جاتی ہی

قطعہ تاریخ

چو از دنیا جناب پاک رفعت — گذشت از غم دلم اندوہگین شد
نہ تنہا جانم از مرگش طپان است — کہ جان عالم از فوتش حزین شد
زبان در سوگ او پیوست با غم — بیان در ماتمش با غم قرین شد
وجود پاک او از نیک ذاتے — جنان را بسکہ ہر دم دلنشین شد
ازان بہر حساب سال فوتش — بتاریخش قل خلد برین شد
۱۲۳۵ ھ

ریختہ

جہان مین وہ مرغ چمن بعد اسیری جسکو — بال و پر توڑ کی کرتا ہین صیاد پسند
گرچہ پامال کیا تھا مجھی رفتار نی لیکن — کر دیا عشق نی اوس قد کی مرا نام بلند
بجھ گئی شمع اگرچہ بی زبان ہی — پہ سوز تمام کہہ گئے ہم
دی بار غم فراق رفعت — اتنا تھا کہ جسکو سہہ گئی ہم

کچھ نہیں ہم میں بغیر از دل سوزاں حسرت	پیرہن صورت فانوس نظر آتا ہے
مدت ہوئی کہ نار سوزوں نہیں سنا	کہ جھی سے تیری حضرت رفعت کہ ہر گئی

بندہای واسوخت

کیا عجب دن تھی کہ وصل یار حاصل تھا ہمیں	نے خلش اغیار کی دیدار حاصل تھا ہمیں
سیر گل اور جام مل ہر بار حاصل تھا ہمیں	ساز عیش و نغمۂ سرشار حاصل تھا ہمیں

یاد آنروزیکہ در میخانہ منزل داشتیم
جام می بر دست و جاناں در مقابل داشتیم

اب وہ صورت ہے جدائی اور تنہائی سے آہ	ہیں ولیکن کوئی نہیں ہے یہاں بجز ذات الٰہ
مونس و غمخوار بھی اپنی ہوئی اک تباہ	اب نہیں آتا نظر کوئی جدھر کیجے نگاہ

آنکہ می سوزد بدرد من دلش جان من است
وانکہ می گرید بحالم چشم گریان من است

فارسی

شکند رنگ نزاکت بسکہ از ہر مصرع موزون	شود رنگین زاوراق چہ گلستان نامہا
تبسم گر نمی شد شمع راہ آن دہان حسرت	چو عنقا ہمچو کس ہرگز ندید معنی نشانہا
نمی دید ار دو عالم تاب حرف نازکان	چون صدف از گوہر خود چند در گوشہا
بگلشن دیدہ ام ہر غنچہ را پیش دہان او	زخجلت بر نمی آید برون سر از گریبانہا
تماشا کردہ ام وقت عرق افشانی رویت	کہ می گردند گرد ماہ رخسار تو اخترہا
خیال از بسکہ حسن کہ در دل کردہ ظالم	کہ از ہر سو کشیدند مژگان تو خنجرہا
دیدہ بسکہ بہم طرفہ تماشا دارد	گردش چشم بتان ساغر ستان ہر شب
بدست خود کہ تا نی کرد از ستم زلف دراز	این زمان در دو زلفش زیر پا افتادہ است
بلبل باغ گلستان چون آید ببر	کز تبسم ہم لب خود از حیا بکشادہ

باندازه دراز آن شیخ معقر کیش می آید — خدا حافظ [illegible] سر رشش می آید
شب کرد آن شیخ نگاهی بسوی ما می کرد — جنبش چشم ندانم که چه ایما می کرد
دست کوتاه کن ای شانه از آن زلف دراز — [illegible] اندر سر حلقه پریشانی چند
سبز رنگ گل [illegible] چون نفس بهار [illegible] — [illegible] آواز در گوش [illegible] زنگ

مثنوی در منظوم

حمد

چو [illegible] خیره [illegible] جلالش [illegible] — [illegible] پایدار [illegible] پنهان زیر خاک
[illegible] ماه و طاس زرش — [illegible] گیسوی شب [illegible] بر [illegible]

مناجات

بیا ساقی از من جدا کن مرا — [illegible] دریای می آشنا کن مرا
به میخانه عشق [illegible] رسان — لبم بر لب جام [illegible] رسان

جوش بهار

[illegible] سودا چو سنبل دمید — [illegible] باغ جنون لاله و گل دمید
[illegible] غنچه را چاک زد — [illegible] ز هر خار [illegible] زد

کثرت لشکر ممدوح

ز جوش خلایق در آن پهن دشت — زمین [illegible] سیلاب گشت
[illegible] — [illegible] ز لرزه
[illegible] — زمین داشت [illegible] مستی باد ها
[illegible] — بیابان نیستان [illegible]
[illegible] نیستان — [illegible] روان

صفت [illegible]

ز امواج طوفان سیماب خون
چو گنبد شده سر زمین لاله گون

رزم

کمان جانداران خدنگ اجل
خدنگ آفت جان نهنگ اجل

سر و دست و اعضای ضرب زیست
چو ماهی خون ماهی و سنگ پشت

ز پیکان چو میدان آن تشنگان
زمین نرگسین گشت چون آسمان

نشان همچو مژگان لیلی دراز
گرسته غرقه خون اهل نیاز

تبرزین شبیه کف نوعروس
بخون سرخ چون شاخ تاج خروس

سپرهای رنگین در آن رزمگاه
برنگ گل لاله سرخ و سیاه

کمان شاخ گلبن در آن دار و گیر
شبیه سر غنچه پیکان تیر

تمهید

جهان چیست یک قلزم بیکران
پر از گوهر سود و موج زیان

یکی را گهر زینت فرق کرد
یکی را بموج خطر غرق کرد

یکی را به ساحل دهد جا مهر
یکی را بگرداب خون جگر

یکی را رساند تا آب حیات
یکی را سپارد بخاک فنا

صدف را بکف داد در خوشاب
تهی ساخت از نقد مشت حباب

صفت سردار

سمندش بجا شد چو باد بهار
کمندش به پیچش چو گیسوی یار

وصف ممدوح

بکرسی نشینان چنان تیغ راند
که حرف شجاعت بکرسی نشاند

برآورد بر شعله توسن بال
شفق پاره پاره شد از نیک هلال

بگردش صف دشمنان صد هزار
چو مژگان به پیرامن چشم یار

رزم	
به تیغ و تفنگ در هم آویختند	بجای عرق خون دل ریختند
تمهید داستان	
ثنا به ورش سعدی نوبهار	گلستان او وصاف او در کنار
ملک جهان و زجهان بی نیاز	موافق نواز و منافق گداز
فلک افسر بندگان درش	زمین مسند شوکت چاکرش
اشعار قسمیه	
بزلف چلیپای زاهد فریب	که گیرد ز ترسا و رهبان شکیب
بموی کمر زیب زنارشان	که رشته مسلمین رکند زیان
بروی که صبح است تفسیر او	بموی که شام است تعبیر او
ببیباره گل تا بیات رنگ	بخوشخوانی بلبل خوش ترنگ
بتبسم غنچه لعل یار	بشیرینی بوسه آبدار
بپیشانی عشق و پای نگار	بدست تمنا بدامان یار
بشمشیر ابرو و به تیغ نگاه	به هندوی گیسو بخال سیاه
بانگ عشم شام رمیدگان	به آه صباح ستم دیدگان
ساقی نامه	
بیا ساقی از باده جوی بیار	کدو گر نباشد سبوی بیار
صفت صبح	
سحر گرد چون فوج شرقی هجوم	گرفت از فلک حسن رومی نجوم
صفت دریای شور	
زمین آب و افلاک گردیده آب	جهانش نمودار و صبح حباب

تلاطم شود ار تا آسمان | ز امواج آبش یکی کهکشان

صفت سرزمین عرب

خوشا نوبهار دیار عرب | گل افشان انوار رخسار عرب

هوا مایه دار دم عیسوی | زمینش طینت جام کیخسروی

نسیمی که بر آب او بگذرد | ز آب خضر موج راحت برد

سوادی چو مژگان لیلی دراز | سوادی چو زلفین سلمی دراز

سوادی دل افسردز چشمان حور | سوادی ردای تجلی حور

سوادی زلال خضر دربرش | سوادی سویدای دل چاکرش

سواد بهار خط دلربا | سواد دیار حبیب خدا

مدینه

دلی کز محبت بود می پرست | ز خار بیابان گل آرد بدست

بچشم ترش بوته خار زار | نماید چو طاوس رنگین بهار

صفت تابستان

هوا گرم خورشید و دشت فراخ | فلک شعله بار و زمین سنگلاخ

اعزازنامه

بعزت گرفت و چو گل زد بسر | رسانیدش از بوسه مهر دگر

مدح حضرت شاه ابوالعلی قدس سره

سیادت ردای برودوش او | کرامت قبای هم آغوش او

شد نکهت بهار گل روی او | طریقت شکار دو گیسوی او

چو از داغ عشقش فروزان شود | دل کفر مشکوة ایمان شود

چھبیس برس کی عمر صاحب عالم مرزا نجم الدین بیا کی شاگرد ہیں یہ اون کی دو شعر لکھی گئی

ریختہ

زندگی میں نہ وہ سمجھا کہ کیونکر ہی جیا	وہ الفت کا نہ سمجھا تھا کہ آزار اتنا
آفت ہی گو کہ فرقت ہے روز جزا	کم نہیں وہ بھی گھڑی کا تری ہو کر کی ساقی

رفیق میرزا علی حسین بن میرزا علی نقی چھپن برس کی عمر رکھتے ہیں وہ نکی مرثیہ و سلام میں میر ببر علی انیس سی شعر اپنی مرثیہ خوانی کا رنگ انہی سی سیکھا ہی اور اقسام شعر میں ابتداءً مولوی محمد بخش شہید کی اور شیخ امام بخش ناسخ کی شاگرد ہی اب شیخ مراد علی بحر سی تلمذ ہی یہ دو شعر اونکی ہی وہ لکھی گئی

ریختہ

کیونکر نہ اونکا مصحف رخسار چومتی	آداب ہے تلاوت کلام مجید کا
اپنی قسمت میں یہی جو تھا سانے	نیند ہی رات بھر نہیں آتی

رفعت مولوی حافظ حبیب النبی مغفور ابن مولوی ضیاء النبی سبط حضرت مجدد ربانی شیخ مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز کی اولاد میں ہیں مولوی غلام جیلانی رفعت کی شاگردوں میں ممتاز و مشہور مولوی جمال اور مفتی محمد شرف الدین غفر اللہ لہما سی کتب درسیہ پڑھی ہیں اور علم تفسیر و حدیث کی سند مولوی نور الاسلام مرحوم سی حاصل کی ترپن برس کی عمر پائی ہو کے رجب کو بارہ سو اکہتر ہجری میں رحلت فرمائی دیوان انکا تلف ہو گیا چند غزلیں ہاتھ آئیں اونہیں سی کچھ شعر لکھی گئی

ریختہ

مثل حباب کہ لیتی ہی اکہ ہی نفس
کر باتہ سی تواپنی بھی زہر کا و ن جام
کیا علو ہی اعتبار بھی تکہیں کا تن
آ ی گر ر و ر وشب تجہ ن ہی
اپنی آ ن سی یہ نگہ سی تر و
شو ی ر دستس جو ہوتی گ ن ی
خا سن بھی کی ہی تیت ہم بنا ی یا

[illegible]

رگھناتہ جو ن رگھناتہ پرست ہو ا ہی ا ن جو لی طبد ہ س ر ی جو
برس کی عمر علم انگریزی بہی خا ل تین بین ی گبت وغیرہ بہی سو ی ن
کرتی ہین بہا کا مین اپنی والدہ کی تمنا ہو چنانچہ یہ کبت ا وسکا ہی

کبت دربیان حالت وصل

دم پت سہانی ات انند سون سیج پر سکہ ایچای رچین کام بیل کب ین
ایری لون لٹک آی چہوٹی سو بہا سنہ سا ی کیس باندہبی کی کاج بیالیبی کر ین
کب رگھناتہ سونہ بہانو پیاری پیتم ئو با ان سون کمت بات دہی جب ین
بہاجی کام رچین کہ سانی یا ہی تن مین پری ہین پاتہ نہین کر جی پیاری لر

شرح دم عورت پت خاوند سہانی اچہی ات نہایت انند سون خوشی کی سیج پر
پلنگ پر سکہ ایچای عشش مین ست راچین راج کرتی ہین یعنی عشرت کرتی
ہین کام کیل کہ مین خلوتخانی مین ایری لون ایڑی تک لٹک آی چہوٹی سو بہا سرتی
کیس چہوٹی ہوی خوبصورتی سی بال باندہبی کی کاج باندہنی کی واسطی تیا ر ہوے
عورت نی لیبی کر مین لیی ہاتہ مین یعنی اوسکی بال جو بہت خوبصورت کی سی تہ
ایڑی تک لٹکی ہوی تہی تو اوسنی باندہنی کی واسطی ہاتہ مین لی کب رگھناتہ تخلص شاعر

سونے بہایا ہے سو اچھا نہ معلوم ہوا پیاری ہم کو پیاری خاوند کو بالان سو کمت بات
عورت سی کسی لگا بات دیکھی جب پرہین دیکہ کی خوبصورتی بہت یعنی خاوند نی جواب
دیکھا کہ یہ بالونکو اہنی کا ارادہ کرتی ہی تو اوسکو خوش نہ آیا بلکہ وہ لٹکی ہوی بال
بہت اچھی معلوم ہوتی ہی تو اوسنی یہ بات کہی بہاچی کا م رنانین بہاگی لڑائی کی
وقت یہ کہنا یہی حالت وصل سی ہی یعنی یہ بال تمہاری لڑائی کی وقت مین تمہاری بھی
جا پڑی کہسانی یاتی سن مین شاہی جاتی ہین اسی سی اپنی دل مین پڑی ہین پاسترین
پڑی ہین پاون کی سیاہین کرو جی پیاری کرہین ای پیاری ان پر کرم کرو یعنی ان کو
نہ باندہو کہ انہون نی ورکر اوسی ماکر تمہاری پیچھی پناہ لی ہی

فصل زای معجمہ

زخمی تخلص صاحبزادہ غلام حضرت خان ابن صاحبزادہ احمد یار خان افسر
صاحب طبع سلیم و ذہن مستقیم اخوندزادہ احمد خان غفلت اور کرم خان کرم کی
شاگرد رشید ہین نتایج فکر انکی قابل دید ہین بیس برس کی عمر پائی بارہ سو ششتر
ہجری مین شعبان کی تیسری تاریخ رحلت فرمائی یہ شعر اوسکی یادگار ہین

ریختہ

چہیڑنی کا ہی اندیشہ ہی بوسی کی بجا	گویا لب جانان ہی محل خوف و رجا کا
اکڑ ہی جب خار بیابان سی ہوی دامن کی	عذر خواہی کی لیی چاک گریبان آیا
نظم اور نثر خط پڑہتا ہی فر فر آئینہ	سب رسالہ حسن کا رکہتا ہی از بر آئینہ
کو کسی شی ہی کہ معدن حسن مین پیدا نہین	پر یہ حسرت ہی کہ اک جنس وفا نایاب ہی

فارسی

خیال کاکلش گر نہ بود در دل جای سیدامم	نخواہد دید روی صبح این شبہای تار من

رباعی

زپا دو نیم گر سر کہسار زنم — نی قیس صفت پا بسر خار زنم
زخمی چند این دگر ندارم ہوسی — تا دست رسد مرا در یار زنم

سبکی

زکی میر محمد زکی سید غلام رضا انکی والد ماجد کا نام ہی وطن قصبہ بلگرام ہی سراپا ذہن و ذکا ہی اسم با مسمی ہی مرزا دبیر لکھنوی کی شاگرد ہین بڑی مشاق ہین اور مرثیہ گوئی مین طاق لکھنو اور عظیم آباد وغیرہ مین بڑی دہوم دہام کی مجلسین پڑہی اور خوب پہولی پہلی قصیدہ و غزل وغیرہ اور اقسام کی شعر کم کہتی ہی مگر جب کبہی کہتی تو چشمون مین کسی سی کم نہین ہی عہد بندگان حضور مین برسون یہان نوکر رہی فیض دربار گہربار سی بہرہ ور رہی پہر دکن کو گئی کئی برس حیدرآباد مین رہی پہر وہان سی رخصت لی اور وطن پہنچکر شعبان کی بارہوین تاریخ بارہ سو اٹھاسی ہجری مین رحلت کی پچاس برس کی عمر تہی کلام انکا آزاد طبعی سی جمع ہوا یہان مدح بندگان حضور مین جو کچہ کہا تہا اوس مین سی کچہ انتخاب ہوا

قصیدہ مدح بندگان حضور

حرف غم صفحۂ خاطر سی ہوا ہی یون محو — واہمہ ڈہونڈہ کی کہتا ہی یہ تہا ہی نہین
ہمنے دی کی ہی اس جشن نی دن پہری — وہ ہوا مسرور دی یہ ہوا افسردہ نہین
دل مین کرتا ہون جو آنکہون کی جہرو کو نسی نگاہ — صاف آتی ہی نظر محفل عشرت آگین
عیش آرین داغ ہی اور اب ہین مرادونکی چراغ — پہلی خاک ڈرتی تہی اور اب ہی بساط رنگین

مدح

ذی حشم کلب علیخان بہادر نامی — تا بنی یوسف و شایان ثنا و تحسین
جنہ اثر ہست جادہ خوش نقش و نگار — حاشیہ اسکا ہی فردوس یہ ہی متن متین
قالب مہر مین ہبائی عشرہ طور ہین بہار — ہی تجلی شب قدر چراغان یہ نہین
آگئی کر دی زمین ہمسر اہل نظر سی چشمک — کربیا ملک حسن در و دیوار بہین

ربط و اخلاص کا دی حکم جو بیعت تیری
ناف آہو کی ہوا و خون تن شیر عرین
آئی برد اور سلاما جو زبان پر تیری
نار سوزان مین ہوتا شجر انار نسرین

صفت شمشیر

جنبش ابروی معشوق ہی جنبش اسکی
کاٹ سی اسکی ہوا سیفی قاطع کا یقین
ہی یہی صاعقہ قہر ہی برق غضب
چرخ پر جا کی یہ کوندی تو لرز جائی زمین

صفت اسپ

تیری گلگون صبا دم کی کلمون کیا اوصاف
خوش رو خوش خو خوش قدم اعجوبہ پریزاد حسین
یہ ستارونکا ہی جو ہر کہ مرصع ہی کمر
دین رکاب مین مہ نو برج شرف خانہ زین
ہی سن و سال مین تاکندا اد ہی مین جوان
تیز صرصر سی کہین برق سی چالاک کہین
یہ فلک سیر ہی مثل نظر صاحب کشف
او ر کی سن لی خبر دمی ہو دین روح امین
دور آئینہ کی لی آئی یہ دم بھر مین خبر
اسکی اسپ سی کوئی پوچھ لی مافی مشکین

صفت فیل

کوہ سی نکلی ہین دو چشمہ شفاف لطیف
اسکی دانتونکی نمایش سی ہی یہ ذہن نشین
مشک کا کوہ ہی کا فور کی شمعین روشن
یا یہ دو غنچی ہین خرطوم ہی شاخ نسرین
لگہ ابر سے ہین دو مہ کامل نکلے
پر وہ شب سی نمودار ہین دو مہر مبین
رنگ مستک پہ ہی یا طور یہ آئی ہی ہما
آئینہ سینہ پہ ہی یا لوح طلسم رنگین
شان مین وصل کی شب اوج مین عرش اعظم
رنگ مین ثانی لیلی ہی ادا مین شیرین
طرفہ رو دار نمودار سبکتا نہ جھول
وہ دل آویزی رفتار وہ حسن تمکین

دیگر در مدح

بحر دو ع خیرگی چشم ارباب نظر
سیہ سی طلسم کا کھینچا ہی فلک نی سایہ سا
کثرت سیلاب سی ہی آئینہ روی زمین
ابر کی گلون سی ہی سیہ کا تختہ آسمان

وہ گھٹا کا بارش کا وہ جوش و خروش
وہ حجاب مہر و مہ یا کی برق جہان

اوسکی تعلی سے گھٹا دیتی ہی مستونکو صدا
وقت نوشانوش ہی ہان صاحبان کیف ہان

تخم سی ذروں کی اوگتی ہین نہال یاسمن
زردستی کو ہی دعوی ہو نہین کشت زعفران

سبز ہی فصل گیاہ تر خس و خاشاک ہر
بہاریان جنگل کی مہندی کی بنی ہین شیلان

سبزہ رخسار جانان کی طرح ہوتا ہی سبز
خاک پر گر کھینچتی ہین خط برائے امتحان

خوبی آب و ہوا سی عام ہی لیکن اگر
طفل ہوا اس فصل مین پیدا تو فوراً ہو جوان

خون جیسکو دیتا ہی رنگ ہر تصویر مین
صوت و معنی یہ صادق ہی مثال جسم و جان

رقص پر مائل ہین پر کھولی ہوئی طاؤس مست
اودی اودی بادلونکو دیکھکر ہین شادمان

ہر گھڑی وہ کوکلا کی ہوک اور کویل کی کوک
وہ پپیہے کا بھی ساتھی بول اوٹھنا پی کہان

سہ رنگون ہین فرط بارش سی شجر مثل عروس
گر رہی ہین جبکہ شعلہ جھک کر ڈالیان

جیسے بارش مین نکل آتی ہی جب قوس قزح
آسمان سجاتی ہین نیرنگی گردون کی نشان

مدح

معدن خلق و مروت مخزن جود و کرم
نکتہ فہم و نکتہ رس شیرین زبان شیرین بیان

خسرو دوران فریدون فر سکندر منزلت
حسن مین یوسف حکومت مین سلیمان زمان

انکی دزدیدہ نگاہی ہی بیشتر تو نکو جوف
زخم بھی پانی چرا کر دمبدم ہی خونفشان

فتنہ خوابیدہ ہی شر سعد ومری مفقود ظلم
چھپ گیا ہی صفحہ ہستی سی بدعت کا نشان

پرچی سی اخبار کی اندیشہ اخفا جو ہی
چھپ نہین سکتا ہی دل مین بھی کوئی راز نہان

صفت تیغ

یون جاتی ہی یہ لالی ہیکل دشمن کا ہو
جس طرح سی ہو لب معشوق پر سرخی پان

کوہ ہو یا کاہ ہو یکسان ہی اسکی سامنی
خود ہو یا سر ہو فولادی زرہ یا استخوان

بی کی صورت ہی جو یہ قائل تو ہی آمین رمز
وہ ہی کرتی ہی مخالف کو بوقت امتحان

اسکی بندش سی قیامت ٹنکی مردم تک جبین
ہو لب تصویر سی پیدا صدای الامان

صفت اسپ

وہ دہانا وہ بہرا سینہ وہ گردن وہ کفل
دم ہی پر دین بند ہین سم زین مہ آسمان

کر رہی ہین شوخیان آنکھون کی بڑی ہرن غزال
بال ہی یا حور کی گوندہی ہین اپنی چوٹیان

جلد نازک سی نظر آتی ہین یون اسکی رگین
جسطرح ابر تنک سی چاند تارے ہون عیان

جھمکر سایہ کو بل کرتا ہی یہ نازک مزاج
ہر جہان اوڑتا ہی ہوا اسکی ہی چلتی ہی عنان

وصف اس صرصر خرام کا کوئی لکھی یا پڑہی
ذہن دوڑی صورت فرف چلی فرفر زبان

ہاتہ مین کاتب کی شوخی سی ورق اوڑنی لگی
ایک قلم ہو حرف ساکن بہی عبارت مین روان

فرش گل پر گر یہ دوڑی صورت باد صبا
کیا ستم ہی زیبدا ہو کہین سم کا نشان

یہ وہ مرکب ہی کہ خود اعرش پر دازی کری
دلمین راکب کی اگر آی خیال لامکان

وہ اوٹہا کر آنکہ دیکھی جانب چرخ برین
ادا اوڑی یہ ثانی رفرف جا کر ستپیان

اتنی وقفی مین کہ بس جھپکی ادہر اوسکی پلک
یہ ادہر جا کر وہان سو بار پہر آی یہان

اشعار غزل

بڑا ہونا مرادی کا رولایا ہی لہو برسون
مری دلمین ہی ہی داغ جگر آرزو برسون

اوٹھاتی ہی گری کب خاطر نازک حسینون کی
دیا بوسہ مگر برہم رہا وہ تند خو برسون

حسابو نکو کیا محبوب ہمنی بارہا رو کر
پہپولی دل کی پہوڑی ہین کنار آبجو برسون

گریبان عاشق بیکس کا ہی درد شکی کا دامن
ملک کی ہاتہ سی رہتا ہی محتاج رفو برسون

ہوا تہا ایک شب بخواب وہ غنچہ دہن اگر
نرگس پہولون کی آیا کی ہی گل کھتون سی بو برسون

مثال خزان بہار کا نقش نظر مین ہی
لالی کی طرح داغ ہمارے جگر مین ہی

عاشق کی جان زار بہی قاصد کی ساتہ ہی
دل ہی کہ خط شوق کف نامہ بر مین ہی

اسدری اسیری بلبل کا اہتمام
صیاد باتی کون سی اس مشت پر مین ہی

سکی جواب خدا ہی تا صدمہ اٹھین — اے چشم تر نہ رو کہ مسافر سفر میں ہے

قطعہ تاریخ عطای خطاب ستارۂ ہند بہ جناب نواب محمد یوسف علیخان صاحب بہادر فردوس مکان

زہی خطاب نکونامی و خوشا تمغا — کہ با نشان سعادت بود ستارۂ ہند
چنین عطیہ عظمی رسد و بہ محمود هم — کنون گرفت فروغ ابد ستارۂ ہند
و دبیر سپہر بسال تاریخ چون قلم برداشت — نوشت آب بخورشید زد ستارۂ ہند

تاریخ شادی صاحبزادہ محمد حیدر علیخان بہادر

برای تہنیت در سلک نظم آرم چنان گوہر — کہ ہر حرفش کتابی باشد و ہر نقطہ دیوانی
ہزاران در بہا راست اندرین اصناف تاریخ — کہ در ہر صنف تاریخ ست و ہم نظم خوش ارکانی
بااین تکثیر تالیفی شگون عمر و دولت شد — بی یوسف علیخان و پی حیدر علیخانی
زکی در گوش دل بہم رسد این مژدہ خوشتر — کہ سیگوید سروش غیب بالہامی خندانی
زہی نوشہ زہی شادی زہی سامان زہی شانی — لکھو صحبت نکو جشنی نکو جہانی نکو آنی

تاریخ دردولت کہ بندگان حضور بنا فرمودند

ساختہ دروازۂ رفعت نشان — خسرو نام آمد و عرشش احتشام
گفت چنین سال بنایش زکی — ہست در دولت باب السلام
۱۲۹۲

بندہای واسوخت

آفت جان ہین طرحدار الہی توبہ — زہر ہی شربت دیدار الہی توبہ
آگ ہین چاندسی رخسار الہی توبہ — تیغ ہی ناز کی رفتار الہی توبہ

چوٹ لگتی ہی جگر پر وہ سخن ہے انکا
جسکو کہتی ہین قیامت وہ چلن ہے انکا

وہ گلوری کا بنانا وہ کھلانا ہر دم — بیٹھنا زانو بزانو وہ ہمیشہ باہم

رات دن عیش کی صحبت تھی نہ صدمہ تھا نہ غم
چٹکیاں لیکی جگاتی تھی جو سو جاتی تھی ہم

ہنس کی کہتی تھی کبھی کہ کبھی صبح ہوتی ہی
صبح ہوتی ہی کدھر شام کدھر ہوتی ہی

اشک آنکھون سی چلی آتی ہین بیتابانہ
رات دن عشق کا ہی ورد زبان افسانہ
چشم گریان سی چھلکتا ہی پر پیمانہ
کوئی وحشی مجھی کہتا ہی کوئی دیوانہ

کھل گیا راز نہان روح سی گھبرائی ہوئی
لب پہ فریاد سی آتی ہی تو شرمائی ہوئی

دہن تنگ کی اوصاف مین قاصر ہین زبان
کبھی غنچہ تو وہ چپ ہی یہ ہی سر بگریبان
نکتہ دان کہتی ہین گویا کہ ہی یہ سر نہان
کہ کہو چشمۂ حیوان تو وہ پنہان یہ عیان

لب کسی اور پری رو مین کرامات ہی یہ
دلمین ہی منہ سی نکلتی نہین وہ بات ہی یہ

رنگ لیلی کا شاقی ہی وجہ تحسین
لوٹتا ہی جو سر خاک تو ہوتا ہی یقین
جو ہی آنکھین وہ درازی شب محشر مین نہین
کہ پریزاد کا سایہ ہی یہ بالای زمین

ناگنی اسکی ہر اک پیچ پہ بل کھاتی ہی
کیچلی سانپ کی موباف سی شرماتی ہی

فصل سین مہملہ

ساقی تخلص ارجن داس ولد منشی داس محرر محکمہ صدر صاحب عالم مرزا رحیم الدین حیا تخلص سی تلمذ تھا زندگی نی وفا نکی پچیس برس کی عمر ہوئی بارہ سو چھیاسی ہجری مین قضا کی ایک غزل ملی اوسمین سے ایک شعر انتخاب ہوا

ریختہ

عجب ہی چشم بیمار و مست اوس شوخ مسیحا کی
حیا سی سرنگون ہی نرگس بیمار گلشن مین

ساکت ہدایت علیخان ولد نجف علیخان شیخ علی بخش بیمار کی شاگرد دہلی رجب کی چودہوین تاریخ بارہ سو اٹھاسی ہجری مین انتقال کیا اونکا کلام ہے

جسنی دیکھی وہ نرگس مخمور ‏ ‏ ‏ ‏ زندگی بھر نہ ہوشیار ہوا

سالک اسمعیل شاہخان ولد فتح شاہ خان بائیس برس کی عمر وطن انکا شہر بیلی بہیت ہی سن سی اس سال رامپور مین ستی ہین فن شعر بھی ہی مگر سانف کی اور کچھ تصنیف کتی ہین علم سیر و تاریخ بھی مداخلت ہی روم و روس کی تاریخ اردو زبان مین لکھی ہی لوا جنگ ہر کچھ کہا ہے منشی سید اسمعیل حسین منیری اوسے اصلاح لی ہی یہ کلام اونکا بطور نمونہ لکھا جاتا ہے

نعت

گنہگار و نسی ملنی کی بہی خود منفعت آئی ‏ ‏ ‏ ‏ اگر ہو عید کو طالع ہلال اوسکی گریبان کا

مخمس فارسی بر شعر قدسی

گرچہ از نارکشی خود بجہان شہرہ علم ‏ ‏ ‏ ‏ سن در عشق تو اغشتہ کمر آب و گلم
زین جسارت عرق آلودہ و از بس خجلم ‏ ‏ ‏ ‏ نسبت خود بسگت کردہ و بس منفعلم
زانکہ نسبت بسگ کوی تو شد بی ادبی

ست پنڈت ست نراین ابن پنڈت جنی لال مولد انکا قصبہ کرادلی ضلع مین پوری ہے ابتدا مین بعض اہل فرنگ کو ناگری پڑھانی پہ نوکر ہوی چندی انگریزی فوج مین اسکول ماسٹر رہی اب سرکار فیض آثار مین ملازم ہین فن شاعری کو پنڈت ہربلاس ہاتہرس کی رہنی والی سے سیکہا سینتیس برس کی عمر ہے یہ اونکا کلام ہے

کبت مشعر تشریف فرما شدن بندگان حضور بسمت حجاز

سُنی شاہ رُوم نی کہ ہند کی نواب خرگاہی کا جاوت لگاوتا کوٹ دیکھا
باہن سُباس کمان پان جھونسیوک دی کینو سنمان لینا امداد کہن مین
جہان جہان جات سیر تی نواب کلب علیخان ہوت ہی سلامی شان سہت سکل جگ

دیتی دان زمین پر بیٹھ کو تمان دان پیر نیا اداز نا بکھانا بی جگ ؤ ہین ؤ ہین

شرح سنی شاہ روم نی سنا کہ ہند کی نواب جیو کہ ہند کی نواب بہادر کا بی کالج آوت کہی ہین اوادی سنا کہ جج کی داخل آی ہین لشاوت کرت وہین ثانی ہوی نی ضداد دولت ناہین سواری اسباب رہنی کی جگہ لیے جہان پان کہانا باقی ہمیو فوج سپہ کو کرجاکر دی کیو دی کی سنمان تواضع کی ہیو نہایت خوش ہو کر اد بک من بہت دل ہین حاصل یہ کہ شاہ روم نی جب خبر سنی تو یہ سب سامان مہمانداری کا خوش ہو کی کیا جہان جہان جات سری نواب کلب علی خان جنگ جاتی ہین صاحب ملک جناب نواب کلب علیخان صاحب بہادر ہوت ہی سہاے نہان ہوتی ہی سدا می ہان سو سوت سکل جن تابع ہوئی ہی کل مخلوق دیتی ان دین دیا دان سینی جنات خرہو نکو پر بین کو ہنر والو نکو مان دان آبرو اور دولت بیر تکا بہادری اوار نا سخاوت بکھانی جگ کہتا ہی تمام عالم ؤ ہین ؤ ہین واہ واہ

بیت

جو لوگن ہی ورس ناہین تو لوگن سو ادرس ناہین بڑ ہین ما درس کمین کہی رس نا ہین نی وا کو ناب رس نا ہین دیہ ہیو ما درسنا ہین تیری حیا ورس ناہین کہ کیلو رس ناہین نی کا ہی کو سرس ناہین بات ہونہ رس ناہین سب آنس ہس ناہین پیو رس ناہی نی دی ہین دو رس ناہین جیہ سوجتا ہیتا و نینن بتاورس ناہین [illegible] رس نا ہین

شرح جو لوگ جب تک پی عاشق کا درس ناہین دیدار نہین تو لوگن تب تک سو اور مزہ رجس ناہی [illegible] رکا ہنین ہی پڑ ہین ما و جکو ا پڑ ہنی ہی رس ناہین محبت کہ مزہ نہین ہی کتنی رس کہتا ہی مزہ ناہی نی ہنین کرنی سی و اکو تاب رس ناہین و سکو یعنی او وی عاشق کو کس مین صبر کی طاقت نہین ہی نہ ہیو بند ا ہی محبت او محبت کی رسنا ہین رستی ہین تیری کچھی حیا و رس ناہین منی کی خوشی نہین کہ کیلو

ظاہر ہو گیا سنا ہے کہ تیری باتوں سے بیان سے بسبب نایکا کے انکار کرنے کے دو دوہے
یعنی دال ذکر کرتی ہے کہ کانی کس سے کو کون سے رس نا ہیں زیادہ نہیں ہے یعنی وہ بہی
جیسی کسی بات میں کم نہیں بات ہو سے رس نا ہیں تیری بات بہی طلائم اور نرم نہیں کیا
ست نام شاعر کا اس برس نا ہیں ایسے محبت کی نہیں کیونکی یعنی زائل ہو گئی اور جاتی
رہی جس نا ہی کی محبت معشوق کی دلسی اب نایکا کہتی ہے دی ہیں ذیکی دو برس
نا ہیں بیان دو برس کی معنی دو شالی کی ہیں معنی جب تک دو شالہ وہ معشوقہ
نہ دین گی جیہون جا ونگی سو برس نا ہیں سو برس نہیں یعنی سو برس تک نہ جاؤں گی
وہ نہیں بہادرس نا ہیں وہ نہیں محبت اور چاہ کا مزہ نہیں ہی رتھیں کہتی ہیں رسنا ہیں
زبان ہی سی یعنی صرف زبان ہی سی کہتی ہیں اور محبت کا دعوی کرتی ہیں درحقیقت محبت
مزا میں نہیں ہی

سحاب نصیر احمد خان ولد محمد سعید خان بائیس برس کی عمر کی جوان خوشرو ہیں
نیک خو ہیں منشی سید کمال حسین صاحب منیر کی تلمذ ہی یہ اونکی اشعار ہیں

ریختہ

قصر جنت کی طرف رخ نکرو جگا تماشہ	دلمیں اوس حور لقا کی جو ہوا گھر تیرا
گل ہی باغ میں وہ جب شمع ہی کاشانہ میں	دیکھو ہم بلبلوں میں شب کو ہیں پروانوں میں
سو وہی کسکی زلف پریشاں کا اے سحاب	پھرتی ہو ساری رات جو آشفتہ حال کی
دل ہی حاضر ہی جگر بہی انکا وہ تماکر دیکھ تو	دو نشانی ہیں تیر نظر کی واسطی
سینہ جہتی ہی خوشی دلمیں تو حسرت بہی ہی	کس صورت سی یہ ویران گھر آباد ہی
ملتی ہیں عاشقوں سی وہ بیگانہ وار آج	اچھا ہوا کہ مٹ گئی نقش دوئی دل سی
ہمت ناخدا ہی عشق کی دریا میں	اس کشتی کا بیڑا پار ہوتا ہی جہاں ہی

سراج صاحب سراج الدین احمد خان نقشبندی ابن مولوی جلال الدین احمد خلف

سوالی علوم حکمیہ اسی دار الریاست مین پڑہی علوم دینیہ بمبئی مین مستفید ہوی سلسلہ
حدیث کی سند مدینہ منورہ مین پاے شاہد کمال سنے اوس
دار الکمال مین بپیکر صورت دکہائی مرد خوش اوقات مین بڑی عابد
و زاہد صاحب . یا مناسبات مین نظم و نثر فارسی و اردو کی طرف بہی التفات ہے
کچہ کلام اونکا ملا کر وہ انتخاب ہوا اور درج کتاب ہوا

ریختہ

سوا ہون لذت شوق وصال دلبر مین — تڑپ رہا ہی ہما سیری استخوان کی لبی

فارسی

یارب چنانکہ جان و دل مرہست تام سوخت — این روی آتشین تو سوزد نقاب را
جز خیال او نشکیبد مدل ایجان برد — کاندرین اقلیم باشد کار فرمائی دگر

سرخوش

سرخوش محمد حلیم الزمان خلف اوسط مولوی شیخ محمد وجیہ الزمان خان مغفور رحیق
تخلص بائیس برس کی عمر کسب کمالات کا ولولہ ہی شعر گوئی کا ہی حوصلہ ہی پیکر
رشد اہلبیت ہین سراپا سعادت ہین ابہی ابتدای شوق ہی نیا نیا ذوق ہی
شعر مین راقم سی مشورہ ہی یہ اونکا کلام ہی

ریختہ

گزرین سے گئے [illegible] ہی مین صنم کو تلاش ہم — لین گی نہ جا کی کبہی مین احسان خلیل کا
[illegible] ہی ہوگئی مستقل ہی مضطرب سرخوش — اگر نہ تہا تو نہین کو کچہ اضطراب تہا
[illegible] اسیر دام ہوی ہم چمن کی ہاس — تڑپ کر لیا تقاضائی جو ہنسی چمن کی ہلس
رو [illegible] ملاقات [illegible] — اگر دم بہر بہی رکتا ہی ہمین شمشیر قاتل کی
[illegible] نفرت [illegible] — سفائی ہو تو کیا ہو ضعیف شہری تو کیا کم
[illegible] پہلو مین پری اک [illegible] — اک طرف نار رہی ایک طرف نور ہی

سروری نواب محمد کاظم علیخان صاحب بہادر خلف اکبر جناب نواب محمد سعید خانصاحب بہادر جنت آرامگاہ طاب ثراہ ابن جناب عظمت مآب نواب غلام محمد خانصاحب بہادر طاب اللہ مرقدہ جنکا ذکر جزو طبقہ والیان رام پور مین گذرا صفات جلیلہ آپ کی ظاہر ہین نزدیک و دور سب واقف ہین خوش خلق و مروت مین یکتا سخاوت و ہمت مین بی ہمتا فضائل سی محلی رذائل سی معرا صاحب ذہن وقاد علوم متداولہ مین بہت ذی استعداد باوجود ستائیس برس کی عمر شریف ہی کبھی کبھی نظم کی طرف توجہ ہوتی ہی دو مادہ تاریخ اور ایک قطعہ فارسی نتیجہ فکر عالی زینت تذکرہ کی واسطی لکھی جاتی ہین

مادہ تاریخ صحت جناب نواب محمد یوسف علیخانصاحب بہادر فردوس مکان طاب ثراہ از مرض سرطان

بکن از ظہر جناب نواب		سرطان دور و شفا ای شفا

عمل اس تاریخ کا یہ ہے کہ اعداد حروف ظہر جناب نواب سی کہ مجموع بارہ سو بیس ہوتی ہین اعداد لفظ سرطان کہ تین سو بیس ہین ساقط کیی جائین تو نو سو رہجائین گی اوس نو سو پر اعداد لفظ شفا کی کہ تین سو اکاسی ہین بڑہائی جائین تو پوری بارہ سو اکاسی ہجری ہونگی

مادہ تاریخ تہنیت عید سعید بندگان حضور پر نور دام ملکہم واقبالہم

لفظی و معنوی نوشتہ ام		ہشتاد و چہار و کہنہ عید

قطعہ مشتمل بر سہ شعر منظومہ سرکار فیض آثار شعر رشید تحفہ چوب سخن کہ باہم بہین توافی و بحر بود

قدر دانی ہای سلطان عزہ صمون شد		خار را گل کرد و خس را شل طوبی برگزید
برگ شد برگ گل خورشید و کاہی کہکشان		ہر ذرہ قطرہ گوہر گشت از بخت سعید
پارہ چوبی خشک بی جوہر کردم پیشکش		از رہ جوہر شناسی ہا بشادابی رسید
در نمایش قطعہ آمد چو باغ دلکشا		بہر قتل غنچہ خاطر بدست آمد کلید

حبذا نظمی که اعجاز است یا سحر حلال
کز سر اماتش عذوبت با کام جان چکید

خواندن آن در تن هر کس که جان نو دهد
اتفاقا گر بمیرد زنده ماند چون شهید

معنی او مرتبش پیوند است از قرب خدا
سلک نظم آبدارش رشته حبل الورید

سطر سنبل نقطه ریحان نقطه گل بیتش چمن
رفت چوب خامه زان سو گلستانی رسید

مصرع هر شعر در پهلوی مصراع دگر
هم بغل چون مومنان بعد نماز روز عید

همچو بزم صوفیان قرطاس لبریز صفا
سر بسر مطلع و هر بیت باشد چون مرید

وه چه خط خوش که پیش دیده اهل نظر
خوشتر و زیباست مثل قطعه آغا رشید

وقت نظاره تماشای گلستان نگار
خوش ثمر آورد نخل آرزوی اهل دید

هر که در بزمش نزد با کبر و دلاف سخن
پرده گوش سخن سنجان و عقل خود درید

پیش نظم عالیش آیا چه باشد نظم غیر
آن ز حاتم نعمت وافیست تو شاه از ثرید

تنگ باشد اسپ طبعم پیش اسپ طبع او
در طریق شهسواری با عنان باید کشید

مختصر باید سخن کردن حسبه دلرای باش
دست بالا کن که هنگام دعایش در رسید

دوستانش سبز چون در خلد اصحاب حسین
دشمنانش کشته در دوزخ چو یاران یزید

سروش سروش صاحبزادہ محمد عبد الوہاب خان بہادر ابن صاحبزادہ عبد الرحمن خان بہادر ابن جناب غفران مآب نواب غلام محمد خان صاحب بہادر طاب ثراہ طباع و خلیق ہین متواضع و حلیم ہین باون برس کی عمر سے ابتدا مین مومن خان مرحوم دہلوی اور مرزا اسد اللہ خان غالب عرف مرزا نوشہ دہلوی سے تلمذ ہوا پھر خوشوقت علیخان خورشید شاگرد مرزا محمد رضا برق لکھنوی سے استفادہ رہا کچھ اشعار انکے لکھے جاتے ہین

ریختہ

شکل آئینہ جو خالق مجھے پیدا کرتا
وہ مجھی دیکھتی اور مین اونہین دیکھا کرتا

بهسی وه تج بهی جهد واگر ایسا کرتا | ملک الموت سی مین وعن فریاد کرتا
تماشا دکهوکر آنکهونکو نه رونی دیتا | ایک مین جهگڑی هزارون کهو کیا کیا
قتل عالم کو کیا ایک نظر مین تونی | کون بانی هی ستمگار جو پرسان هوگا
بزم سی تو نی نه عدا کو نکالا ظالم | ته هی شاید که مبادا کوئی ارمان هوگا
اسکی تار سی کرنا رفو تو میری دامن کو | نکار که جیب مین ای بخیه گر گرداگریبان کا
ترو ستم نالون کی کمند اگر مین تو رات کهینچی | و پهنچ نزار اکوئی اب و م نعره لینا
یار عجب کو ملاتی هو رجا هی | کیون نه جیسر جا موجا لجا میرا
پیچ تو یه هی لا که سه ما را کرو ماهتا مسو | کچه کرو لکها نهین منتا کبهی تقدیر کا
بهت بهاتکلی هی ره اب ولیه بات هی | رهتی هی جسمین اونکی کلائی تمام شب
سه کا دسه اپنا مری زانو په نه رکهو | سو هی رهو جاکر وهین جاگی هو جهان آپ
هکو جب دربان نی روکا در دلدار پر | دیکهو میتابی تڑپ کر جا رهی دیوار پر

سعید

سعید محمد سعید الله خان پسر حبیب الله خان میان احمد علی رسا کی شاگرد هین
چوبیس برس کی عمر هی یه اونکا کلام هی

ریخته

سعید اونکی غم مین هوا دن به | خدا جانی اب کیا دکهاوی گی رات
نگهرنی کس بت پرده نشین کی کهائی چوٹ | جو دیکهتا هون تو دل مین دکهن سی چوٹ

سلطان

سلطان نواب محمد نصر الله خان صاحب بهادر ابن نواب محمد عبد الله خان صاحب بهادر
عاصی تخلص جنکا ذکر خیر طبقه والیان ملک مین گذرا عهد برکت مهد جناب محمد فیضیاب
بهادر مرشد منزل مین چالیس هزار روپی سال انکی مصارف کی واسطی مقرر رهی
توجوڑا کی لڑائی مین همت ولیه ی سی جناب مستطاب نواب علام محمد خان صاحب
بهادر طالب ثراه کی ساته رهی جب معامله اس جنگ کا برهم هوا اور نواب آصف الد

بہادر نی نواب احمد علیخان بہادر خلف نواب محمد علیخان بہادر کو مسند ریاست پر بٹھایا بنظر اسکی کہ مسند نشین کی عمر نو برس کی تھی نواب آصف الدولہ بہادر نی بمشورۂ حکام انگریزی نواب نصر اللہ خان بہادر کو کہ لیاقت علمی بہی رکھتی تھی منصب نیابت پر مقرر فرمایا پندرہ برس دس مہینی باختیار کلی ریاست کا کام کیا صفات اونکی کیا بیان کیی جائین نسخ مین خطاط بی بدل تھی نقاشی مین ضرب المثل تھی صنعت زرگری اگرچہ دون مرتبہ تھی اوسمین بہی کمال حاصل تھا سخاوت مین مشہور جوار و دیار تھی شجاعت مین مشہور روزگار تھی نواب عرش منزل فرماتی تھے کہ حافظ رحمت خان کی لڑائی مین سوا انکی وقت سخت مین کسیکو مینی اپنی پہلو مین نہین پایا اور دوجوڑا کی لڑائی مین عالیجناب نواب غلام محمد خان صاحب بہادر کی ایک پہلو مین یہ تھی اور ایک پہلو مین صاحبزادہ احمد یار خان تھی ایک تخلص اورسینی کہ نواب ممدوح الکن تھی اور فی الجملہ شعر بہی کہتا تھا مگر تمام عمر کبہی بظاہر ہنوا کہ زبان کو لکنت ہی بالفعل سماعت ہی جوان خوش رو تھی خوش خلق و خوشخو تھی چونسٹھ [۶۴] برس کی عمر پائی شوال کی چھبیسوین تاریخ شنبہ کی دن بارہ سو پچیس [۱۲۲۵] ہجری مین رحلت فرمائی عنبہ شاہ خان عنبر نی یہ تاریخ رحلت کہی ہی تاریخ

یک ہزار و دو صد و بیست و پنج | بود از ہجرت رسول کو اہ
ماہ شوال بود و بیست و ششم | کہ بہ جنت رسید نعمہ اللہ

دیوان تو ہاتھ نہ آیا مگر کچھ غزل وہ لکھی گئی ۱۲۲۵

ریختہ

ہجر مین مجکو بروسا نہین اپنی دکہ کا | کل گیا آج گیا صبح گیا شام گیا
ہاتھ دو بہی لگا ایسی کہ جسکی خاطر | دین و دنیا کا مری ہاتھ سی سب کام گیا
اوس لب سی کیا لعل کا جب رنگ بڑا | دیکھا تو نہین اوسکی یہ پاسنگ برابر

مجکو اپنی اسیلی بھاتی ہی آنکھ ‌‌ ‌ کام تیری دید کی آتی ہی آنکھ

سلیم تخلص شیخ سلیم الزمان ابن شاہ مجید الزمان تیس برس کی عمر ہی علاوہ اور علوم کی علم رمل مین بڑی دستگاہ ہی علم نجوم سی بھی کچھ کچھ نسبت رکھتا ہی اس دارالریاست مین نوکر ہین قدردانی سرکار فلک اقتدار کی سرفراز و موقر ہین راقم الحروف سی مشورہ ہی یہ اونکا کلام ہے

ریختہ

جسپر پڑی نگاہ وہ نسخہ ہو گیا ‌ ‌ ‌ جادو بھرا ہوا ہی تمھاری نگاہ مین

تحقیق کی کسی نے ثابت کیا گناہ ‌ ‌ ‌ بیجرم قتل ہو گئی ہم اشتباہ مین

ہی اپنی آنکھ جلوۂ وحدت سی آشنا ‌ ‌ ‌ اب دوسرا سما ہین سکتا نگاہ مین

سوز سید حمید شاہ ابن سید حافظ محمد شاہ تیس برس کی عمر مولوی منصور علی متخلص بہ مبتلی کی شاگرد ہین یہ اونکا کلام ہے

ریختہ

اک نشانی کا رہون ممنون مین ‌ ‌ ‌ میری سینے سی نہ اپنا تیر کھینچ

چشم میگون کسی کی یاد آئی ‌ ‌ ‌ اب نہ دی ساقیا شراب مجھی

فصل شین معجمہ

شاد تخلص میان فضل علی قوال ولد غلام مصطفی عرف میان شیخو مرد ظریف الطبع خلیق نیک خو خیال گانی مین بی بدل خوش آوازی مین ضرب المثل اشارہ زبانو نکا گاتا گاتی تھی اناڑی کھلاڑی سب کو بھاتی تھی اجداد انکی حضرت امیر خسرو علیہ الرحمۃ کی سکھیا کار تھی شیخ شیر محمد اور اونکا بیٹا کبیر اور معین الدین جو عہد حضرت محمد شاہ انار اللہ برہانہ مین فن موسیقی مین کامل تھی جنکا حال تاریخ مرآت آفتاب نما مین مندرج ہی وہ انہین کی شاگردی سی مستثنای

روزگار سے میان غلام مصطفی کی والد راہی خان بعد خرابی دہلی عہد نواب شجاع الدولہ میں وارد لکھنو ہوی بعد ایک زمانی کی داد جناب مستطاب نواب محمد سعید خان بہادر جنت آرامگاہ نی میان فضل علی کو لکھنو سی طلب فرمایا مدت مدید تک یہین رہی پچاسی برس کا سن ہوا شوال کی انتیسوین کو بارہ سو بہتر ہجری مین مشغول ہوکر رحلت کی میان دلگیر سی تلمذ تہا انگریزی فارسی ناگری مین بہی مداخلت تہی اب کسی کو اونکی سبب ملازم سرکار ہین یہ اونکی اشعار ہین

ریختہ

سینے سے مری اس دل رکہتا ہی ای شاد		ہر ناوک دلدوز مری سخت کمان کا
اٹہو بیٹہو ہر ہی کشش میری دل بیتاب کی		تو سہی گہر پر مری وہ آئی مہیا بانہ آج
بات کرتی ہو تو سیبون سی جو دانائی سی		چپکی بیٹہی ہوی نادان سی ہم دیکہتی ہین

از سلام

جب قتل ہوئی قاسم خورشید وہوا		سہرے کی تار سر پہ پڑی ہی کرن کی طرح

شاد تخلص شاہجہان خلف غلام محمد خان ابتدائی عمر مین مرادآباد گئی اور مولوی کریم الدین آرزو کی شاگرد ہوی عربی فارسی کتابین اونہین سی پڑہین اور شعر مین بہی اونہین سی اصلاح لی علم عروض وقافیہ مین بہی مداخلت پیدا کی سنا ہی کہ قصہ لیلی مجنون فارسی مین نظم کیا ہی مگر چند احباب نی کیا ہوا کہین اوسکا پتا نہین ملتا آخر عمر مین دہلی گئی اور زمرہ شعرا مین بادشاہ کی نوکر ہوی پہر بیمار ہوکر وہان سی اس دار ریاست سے کہ وطن ہی تہا آئی اور بارہ سو اکتالیس ہجری مین قضا کی یہ اونکا شعر ہی

فارسی

ای فلک تا چند سازی این جفا و جور با		روی او بنما بما از جان ما بگیر

شادان حسین علیخان ابن زین العابدین خان عارف فارسی مین خیالی تخلص کرتی ہین

ذکر اونکا صرف خاص عہد مین تصنیف کے گذرا ایسا ان شعرا دو لکھی جاتی ہین

ریختہ

ہین اہل بزم ہاتھ جگر پر دھرے ہوے — کچھ ذکر آگیا ہی جہان میری حال کا

ہین روز وعدہ کو بھی شب غم غبار کی — چھایا یہ دود آہ دل ناامید کا

دل مضطرب بہی ہی پہلو مین قاتل — ذرا پاؤن سینے پہ رکھنا سنبھل کر

اوسنی پوچھا تو کیا بتاونگا — حسرتو نکا مری حساب نہین

اٹھی ناز کے بوجھ جو اٹھی اتنی — کہا اونکو ناز کرنا ہے گران ہو

شاغل آغا مرزا عرف مولوی تراب علی تیئیس برس کی عمر ہی مرد ذہین متین خلیق وحلیم شعر مین نواب مرزا خان داغ اپنی بڑی بھائی کی شاگرد ہین کہنا بھی خوب ہی پڑھنا بھی مرغوب ہی دہلی انکا وطن ہی مگر عرصی سی دار الریاست مسکن ہی سرکار دولتمدار کی وظیفہ خوار ہین یہ اونکی اشعار ہین

شاغل

ریختہ

لاشی پہ دن کو دہوپ پڑی شب کو چاندنی — دو چادرو نکا ہمکو میسر کفن ہوا

نہ اوس گلی سی اوڑا ای صبا غبار مرا — کہا سکا خاطر دلدار مین کبھی کہ تھا

سنو کیونکر گمان منہ پر اپنی لی چرانی کا — کہ عادت ہی نہین اکثر چرانی ہو دن لینا

ہمارے بیچ گرہ مین ہون شاغل — اسی بیگانے سب ملین کی آپ

جہان دیکھی صورت کوئی چکنی چپڑی — وہین گر پڑی حضرت دل پہسل کر

کہین اوٹھین گی اوٹھانی سی تیری شور و شر — چل اپنی راہ لی سوتی ہین کوئی یار مین ہم

ہوا ایک دم کی لیی بخت خفتہ جاگ اوٹھی — تو ایسی سوئی کہ کروٹ نہ لین ہزار مین ہم

کیا انفصال حشر کیا اک نگاہ مین — دیکھا جدھر کو جان نہتی داد خواہ مین

دو حرف کن تہی باعث ایجاد دو جہان — دو حرف ہین مگر نہین تاثیر آہ مین

غرض جو ایک عمر سی جور بتان کی ہین — انداز کچہ پسند ہین آسمان کی ہین
وہی کوچہ وہی قاتل وہی دشمن وہی شک — لیجلی کس طرف ای حضرت دل تم مجکو
نقش پا سی مری تربت پہ نشان کر جانا — بیٹہی پہری تو چمہا تو تو چپا ہادہی
گرمیان عشق کی سینی سی نہ جا سکین — دل ہین گھٹ گھٹ کی الہی مری فرلہوہین
ملی جو ہمدم دیرینہ کوئی تو پوچہین — ہم اپنی دلپہ ہی رکہتی تہی اختیار کبہی

فارسی

ما زبر فست بجا دارم کہ ہوش از رما — ست نزہشم دلی گرہمہ بو افتادہ ام
کہ ہین را کوہ وچنون را بیابان دشت نجد — وحشتی دارم کہ در صحرا ای ہو افتادہ ام

شاکر میان نجیب شاہ عرف سید علی النبی ساکن قصبہ شاہ آباد شاگرد مولوی علام محی الدین ہوشش برادر مولوی کریم الدین آرزو نظم و نثر اردو اور فارسی دونون مین بصیرت رکہتی تہی بارہ سو اکتالیس ہجری مین قضا کی سنا ہی کہ رسالہ مجمع القواعد علم نحو مین بزبان فارسی انہین کی تالیفات سی ہی یہ انکا شعر

فارسی

این دو نقال توصد جان ناتوان — افتادہ است عمر اید تا شود نصیب

شائق تخلص جانی صاحب عرف کپتان فانوم صاحب فنون سپاہگری مین طاق تہی ذکاوت طبع مین یگانہ آفاق تہی بہرت پور مین نوکر رہی آٹہ برس ہوی کہ وہین قضا کی اس تذکری مین انکا ذکر اس وجہ سی ہی کہ اس سرکار دولتمدار سے انکی خوار آبائی ہین والد انکی مدت تک یہان عہدہ جلیلہ پر رہی یہین نشو و نما پائی یہ انکا کلام ہے

ریختہ

بہر قسمت دربان وطن غیر — کیا کیا جفائین ہمنی سہین تیری واسطی

شائق محمد عبد الرزاق خان ولد غلام اکبر خان عرف مولوی کلو خان تیس برس کی عمر ہی شیخ احمد علی صاحب احمد کی شاگرد رشید ہین فارسی کتابین بہی اونہین سی پڑہین شعر کہتی ہین بہی اونہین سی مستفید ہین دو شعر انکی ہمکو لکھی گئی

ریختہ

آتش شوق بھڑکتی ہی مری سینے مین	داغ لالی کی طرح دلمین نہان رکھتی ہین

فارسی

سر سبز کردی خضر از آب بقا لب مگر	لو دی از شربت لعل لب جانان مگر

شائق سید وارث حسن عرف بڑی صاحب ولد سید محمد آشنا تخلص تخمینا چالیس برس کی عمر ہی شاگرد میر ضامن علی جلال ہین ایک مدت سی ہی دار الریاست مسکن ہی مگر در اصل ساکن شہر لکہنو محلہ بخشال ہین

ریختہ

ہین جو کم سن تو سیہ روئی پر	ہنستی ہین لوٹی جاتی ہین
کون لیتا ہی یہ سر رکہی مری زانو پر	ہم تو کہتی تہی محبت مین اثر کچہ بہی نہین
ہمسی ہی حشر کو بہی وعدہ دیدار ای یار	وقت پر بہول گیا نا یہ ذرا یاد رہی

شجاعت صاحبزادہ محمد شجاعت علی خان خلف صاحبزادہ محمد قاسم علی خان ابن جناب نواب محمد فیض اللہ خان صاحب بہادر عرش منزل انار اللہ برہانہم جنکا ذکر خیر طبقہ والیان ملک مین گذرا مولوی الہ داد عرف حافظ شبراتی طالب کی شاگرد تہی اکادون برس کی عمر مین اونتیسوین ماہ صفر کو بارہ سو تیرہ ہجری مین رحلت فرمائی ایک غزل انکی ہاتہ آئی اوسمین سی ایک شعر لکہا گیا سنا ہی کہ دیوان انکا مرتب ہوتا لیکن تلف ہوگیا

ریختہ

نہ کسیکے بی طاقت چہوی اوسکا دامن	ہمین ہین جو بند قبا باندہ سکتے ہین

شرر محمد شعیب خان ابن حسن علیخان ابن محمد علیخان کہ وہ نواب احمد علیخان بہادر مرحوم کی مصاحبون مین منہتی مشہور تہی جو تئیس برس کی عمر ہی میر احمد علی رسا کی شاگرد ہین یہ اونکا کلام ہی

ریختہ

عاشق کی بعد مرگ بہی مٹی خراب ہی	پروانی کو نصیب نہ گور و کفن ہوا
تہا سوال مہ سا تسکین خاطر کی لیا	دل ہوا بیچین سنکر اوس ستمگر کا جواب
نہ آو مگر کہہ تو دو آئینگے	اسی وہمیان مین کٹ تو جای گی رات

شرر عبد الغفور خان ولد محمد نور خان تذکرہ سراپا سخن سی معلوم ہوا کہ دہلی انکا مولد و موطن ہی مگر رامپور مین رہی یہین پرورش پائی بہی سکہ بہی آگی بندیل کہنڈ مین تحصیلدار رہی ساٹہ برس کی عمر پائی بارہ سو چہیاسی ہجری تہی کہ باندہ مین رحلت کی ایک غزل انکی اوسمین سی دو شعر درج تذکرہ ہوی

ریختہ

کہون کیا شب وصل کیونکر کٹی	وہ روٹہا کیا مین منایا کیا
ذبح ہونا خنجر قاتل سی مجہ ناشاد کا	ہوگیا مژدہ رقیبون کو مبارکباد کا

شرف محمد انعام احمد خان ولد عنایت احمد خان ستائیس برس کا سن ہی عربی فارسی کتابین مولوی محمد حسن پنجابی سی پڑہین شعر مین پہلی صادق حسین خان سی استفادہ تہی اب میر احمد علی رسا کی شاگرد ہین یہ اونکا کلام ہی

ریختہ

کیا حال شرف پوچہتی ہو تم سی کہون کیا	مشہور زمانی مین ہی بی طور جبراج
نالہ اسنے ستے نا واسنے سے	سانس دو دو پہر نہین آتی

شریف

شریف تخلص سید شریف احمد ولد سید محسن علی خواہرزادہ میاں غلام شاہ
نظام ہین چھتیس برس کی عمر ہی میر احمد علی رسا کی فیض تلمذ سی نیکنام ہین
کچہ کلام اونکا اوسمین سی یہ بیتین انتخاب ہوئین

ریختہ

گلشن مین صبا جنبش شاخ گل تر سی — آتا ہی مجہی یاد جھکنا وہ کمر کا
بی تکلف راہ دن رہتی ہی اسمین جلوہ گر — دیدۂ مجنون مگر لیلی کا محمل ہو گیا

ششدر

ششدر تخلص میر شرف الدین ابن سید غیاث الدین اخوندزادہ احمد خان
غفلت کی شاگرد تہی ساٹہ برس کی عمر ہوئی چھبیسوین ذیحجہ کو بارہ سو چوہتر
ہجری مین قضا کی کلام اونکا تلف ہو گیا ایک شعر تذکرہ میان محسن مین تہا لکہنی مین آیا

ریختہ

لیکی دل پوچہتے ہو نام مرا — اس تجاہل کو ہے سلام مرا

شعور

شعور تخلص اخوندزادے محمد سعد اللہ خان ولد محمد اسلم خان فارسی اردو دونون
زبانون کی شاعر ہین پہلی شاہ تخلص کرتی تہی اخوندزادی احمد خان غفلت کی
شاگرد ہین چھتر برس کی عمر پائی ذیحجہ کی تیسری تاریخ بارہ سو چالیس ہجری مین قضا کی
فتح علیخان اونکی پوتی سی کچہ اوراق پریشان ہاتہ آئی اونسی یہ کلام انتخاب
ہو کر درج تذکرہ کیا گیا

ریختہ

گران ہی اپنی خاطر پر یہ بار زندگانی بہی — نہ پوچہو ہمسی تم عالم ہماری ناتوانی کا
لبان غنچہ دل تنگی سی خوش ہون — پتا ملتا ہی اوس گل کی دہن کا
کیون منفعل ہی نرگس شہلا چمن مین آج — شاید وہ عشوہ گر اسی آنکہین دکہا گیا
ای شمع زبان تیری اسواسطی کٹتی ہی — پوچہی ہی کبہی تو نی کچہ حالت پروانہ

فارسی

اگر ہوس داری کہ بوسد دست و پای تو نگار ❊ صرف خون دل جبہ سائی چون حنا باید ترا

شیدا ابو الفتح سید محمد جعفر عرف میان جعفر شاہ خلف حضرت شاہ سید نجیب بغدادی قدس سرہ العزیز حضرت محبوب سبحانی غوث الثقلین شیخ محی الدین سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد امجاد سی ہین وطن آبائی انکا بغداد شریف ہی مگر بنگالہ مین پیدا ہوئی اب ترپن برس کی عمر ہی شیخ علی بخش بیمار مرحوم کی شاگرد ہین یہ انکا کلام ہی

ریختہ

پڑتا ہی جہان پاؤن سگ کوچۂ صنم کا ❊ اوٹہتا نہین سجدہ وہان سی غزالان حرم کا

شفقت سید نجف علی نام ولد مولوی یار محمد جو شاہ درگاہی صاحب قدس سرہ العزیز کی خلیفہ ہتی شاہ نصیر دہلوی انکی استاد ہین چہیاسٹہ برس کی عمر پائی گیارہوین ذیقعدہ کو بارہ سو اکہتر ہجری مین رحلت فرمائی یہ انکا کلام ہی

ریختہ

تہا بیٹہی ہین ہم آپ سی جان کی قسم اور ❊ وہان سی کوئی ہونٹہون بہی مسانی نہین آتا
دامن بنا ہی نافۂ مشک چین کا ❊ جو لون بوسہ مین زلف عنبرین کا
الفت ہی مجکو اوسکی خط سبز فام سی ❊ کہہ دو سلام خضر علیہ السلام سی
مستون کی روح کو نہین خواہش گلاب کی ❊ پہولون مین سیری چاہیی بوتل شراب کی

شفیق تخلص سید صفدر حسین عرف سید آغا ابن سید علی حسن خواہر زادہ الٰہی بخش اگرچہ لکہنؤ انکا وطن ہی مگر سالہای دراز سی بیچ دار الریاست مکین ہین ... برس کی عمر ہی شیخ امداد علی بحر کو کلام دکہاتی ہین یہ اونکی شعر لکہی جاتی ہین

ریختہ

کیا ہی ناتوان و نزار اب تیری فرقت نی	کہ جگر سی منہ تک اب نالہ بھی آتا ہی تو رک رک
شفیق آپنی مین زلف یار دیکھین گے	طلب مین شمہ ختن کی بہلا دیکھین گی

نسیم معظم علیخان ولد نواب محمود خان ولد نواب معین الدین خان عرف بنبہو خان ولد نواب ضابطہ خان ولد نواب نجیب الدولہ رئیس نجیب آباد وطن آبائی انکا ہی مگر پرورش اسی دار الریاستہ مین پائی چھبیس برس کی عمر ہی میر احمد علی رسا کی شاگرد ہین دیوان مختصر لکھا ہاتہ آیا اوس مین سی چند شعر انتخاب کرکی لکھی گئی

ریختہ

نہ کر علاج دلا لطف ہی گا پھر کیا	نہ ہوگا درد تو لذت اوٹھائیگا پھر کیا
یار کو دیکھ لیا آج تو ناصح مر کے	اب منا و کہ اوسی پیار کرون یا نکرون
شوق کہتا ہی جگا اوسکو مین کہتا ہون نسیم	فتنہ حشر کو بیدار کرون یا نکرون
چل تو ہی امتیاز کہان عشق مین نسیم	یہ کیا کہ پی بلا ہی تو جانا نچاہیے

شوق مولوی قدرت اللہ بن شیخ قبول محمد قصبہ موی مضافات سنبھل کی متوطن شیخ کرم اللہ شہید مغفور کی اولاد مین بڑی نیک باطن تاریخ جام جہان نما سی معلوم ہوا کہ علوم درسیہ مولوی غلام طیب ساکن صوبہ بہار سی حاصل کیی اور تذکرہ سعادت خان ناصر اور تذکرہ گلشن بیخار مولفہ نواب مصطفی خان شیفتہ سی دریافت ہوا کہ فن شعر میں قائم چاندپوری تلمیذ مرزا رفیع سودا کی شاگرد تھی رفتہ رفتہ ایسی اوستاد ہوی کہ صاحب ارشاد ہوی بہت سی آدمیون نی فیض اوٹھایا نقد بلند نامی ہاتہ آیا بارہ سو چوبیس ہجری مین قضا کی حکیم احمد خان فاخر نی تاریخ وفات کہی ہے وہ یہان لکھی جاتی ہے تاریخ سفر کرد از جہان چون حضرت شوق برآورد از زبان ہر یک بشر ہای دلم تاریخ گفت از روی افسوس سلیج شاعری از بزم شد وای ۱۲۲۴

ریختہ

کیا دل کافر سے امر دو در و کعبہ کی	نے بتون سے ربط اسکو نے خدا سے آشنا
رو لاکی اپنی سینے لئے دل مرا نہ کہو نا تھا	سمجھ تو اپنا ہی گھر کیا تجھے مہمان ہونا تھا
مغفرت ہاتھ باندھ کر آئے	دامن سیہ گناہ کی حشمت
راز دل میرا کیا آنکھون نے ورکر ہائے فاش	غیر کو کیا دوش جب اپنی کرین غمازیان
مثل گل گو کرے کھیے پردون مین	بوی الفت چھپی نہین رہتے
تو بھی تو آگ سے سیر دل داغ داغ کر	روشن کیا ہی گھر ترا لاکھون چراغ سے
اب کیا رہا ہی جسپہ رقیبونکا ذکر کر	ہم تو ہزارون کی جان کو پہلی ہی دی چکی

شوکت صاحبزادہ محمد محب علیخان بہادر ابن صاحبزادہ محمد مہدی علیخان بہادر نحیف تخلص جنکا ذکر حرف نون مین آئیگا بائیس برس کی عمر ہے جو ہر قابل ہین فتوت و مروت مین کامل ہین خوش فکر ہونا کلام سے پیدا ہی میر احمد علی رسا کی شاگرد ہین یہ اونکا کلام ہے

ریختہ

ادا سے دیکھ لی اکبار اور بھی قاتل	جگر کو رشک ہوا ہی جو دلنے کھائی چوٹ

شوکت میرزا امام الدین ولد میرزا امام بخش یہ شخص صنائع زرگری مین منفرد روزگار تھا فن شعر مین میر حسین تسکین کی شاگردی سے مورد افتخار تھا اسی برس کی عمر مین رمضان شریف کی انتیسوین تاریخ بارہ سو نواسی ہجری مین قضا کی آخر عمر تک ملازم سرکار فیض آثار رہا جو کچھ موزون کیا وہ سب تلف ہو گیا دو شعر ملی وہ لکھے گئے

ریختہ

تمہارا سے کون ہمسے کوئی دوستی کرے	ہان ہان نہین ہی ہم مین وفا ہم کسیکو کیا

دام مین آتی ہین کب مستی نہو نگارونکی	دیکھنی والی ہین ہم ہی چشمین عیارونکی

شہاب تخلص شہاب الدینخان نام ولد حکیم نصیر الدینخان چالیس برس کی عمر ہی ملازم سرکار ہین عیش مین حوالداری مین میرزا اسد اللہ خان غالب سی تلمذ ہی یہ ایک شعر اونکا لکھا جاتا ہے

ریختہ

فتنہ دہر ہو بیٹہی رہو	گر اوٹھو گے تو قیامت ہوگی

شہید کاظم خان خانزادی قوم خٹک مرد ولایتی ورع و تقوی مین بیمثال تہی انسان فرشتہ خصال تہی سنا گیا کہ آپ نی ایک دختر صغیرہ کی پرورش کی تہی جب وہ عاقلہ بالغہ ہوئی تو لوگون نی چاہا کہ اوسکی ساتہ عقد کرلین آپ نی منظور رکھا اوس لڑکی کو بہی نظر آپ کی دولتمندی کی یہی آرزو تہی ایک دن وہ آراستہ پیراستہ ہوکر مکان خلوت مین پاس آئی آپ مطلب اوسکا سمجہی اور اپنی اونگلی شمع کی لو پر رکہدی جب جلنی لگی تو ہاتہ کہینچ لیا اوسنی پوچہا کہ یہ کیا بات ہی آپ نی فرمایا کہ مینی اس امتحان کی واسطی شمع پر ہاتہ رکہا تہا کہ دیکہون مجہسی اس آگ کے برداشت ہوسکتی ہی یا نہین تو کسطرح تحمل نہوسکا اور جب اس آگ کے حرارت کا ضبط نہوسکا تو نار دوزخ کہ اس آگ سی بمراتب زائد ہے اوسکا تحمل کیونکر ہوسکیگا اوسی روز اوسکا عقد ایک مرد صالح کی ساتہ کردیا سبحان اللہ ایسی نفوس مقدسہ کہان ہوتی ہین ممدوح جناب مستطاب نواب محمد فیض اللہ خانصاحب بہادر عرش منزل مین یہان بڑی جلالت و آبرو کی ساتہ ہزار روپیہ ماہانہ کی نوکر رہی جود و نوال مین دور دور تک مشتہر رہی انکی اسلاف بہی ذی شوکت و ثروت تہی صاحب نقارہ و نوبت تہی

شعر زبان پشتو میں اکثر فرماتے تھے کبھی کبھی فارسی زبان میں بھی طبیعت آزماتی
تھے یہ بھی اُنھیں کی تاریخ رحلت حضرت سوید بن اللہ جناب نواب علی محمد خان صاحب
بہادر طاب ثراہ اُنہیں کی طبع فکر عالی ہے اور ہندوستان میں جب نادر شاہ
نے بجبر و قہر تسلط کیا تو ظلم عام اُس تسلط کی تاریخ ہے تذکرہ طبقات الشعرا میں
جو شعر آپ کے پاس وہ ضبط تحریر میں آئے

فارسی

بسکہ شد از جوشش فتن گرمی جولان ما / آتشی افتد چو برق از دامنم در جان ما
لبش تا می شود از گفتگو با من بیانی / لبستان میرسد از بیدہ یاقوت آوازی

شیدا شیخ احمد حسین ولد شیخ حفیظ اللہ اُنیس برس کی عمر ہے عدالت فوجداری
میں ملازم سرکار دولتمدار ہیں منشی محمد اسمعیل حسین صاحب منیر سے تلمذ ہے
اُن کے یہ اشعار ہیں

مدح بندگان حضور پر نور

مدحت حضرت والا نہیں ممکن مجھسے / مہر تابان کی ثنا ذرہ کرے کیا تحریر
ہاتھ آجائے اگر خاک کف پائے حضور / ہووے عالم میں ہوس کو تلاش اکسیر
تا ابد حاکم کل آپ کو رکھے اللہ / مجلس رنج و مصیبت ہو عدو کی جاگیر

اشعار غزل

نشہ مرغ دل نشو و در پردہ ہوا شاید / کہ پھیلایا ہے عنقا نے پر اونہوں نے جال مسکن کا
دل تپیدہ بسمل ہے رہ چین سے رہنے نہیں دیتا / خدائی گھر بنایا ہے مری پہلو میں دشمن کا
کسی نے جو جبین کی ہاتھ کا کرتا ہے نظارہ / ستارہ آجکل تابان ہے بخت برہمن کا
جنون نے سر کی ٹھوکر سے اُستانہ میں گلشن میں / نظر آیا ہے شاید قد بالا اوس ستمگر کا
موت ہی آئی تو اے شیدا ہوا ہی زندگی / نیند آتا تو شب غم میں خیال و خواب ہے

شیدا مولوی محمد حسن خان ولد محمد یوسف خان بارہ سو انتیس ہجری مین مولوی سید محمد منور کی
ہمراہ جہاد کو گئی وہان سی پلٹ کر حج کیا مدت تک مکہ معظمہ مین رہی پھر وطن کو آے
بارہ سو بیاسی ہجری تک اسی دار الریاست مین رہی اوس زمانی سی مفقود الخبر
ہوگئی اگر زندہ ہونگی تو اسی برس کا سن ہوگا غفلت اخوندزادی کی شاگرد ہین
اور مولوی حبیب الغنی رقت سی بہی تلمذ ہی چار بیتین اونکی مشہور ہین لوگ اکثر گاتی ہین
کلام اونکا تلف ہوگیا دو شعر ملے وہ لکہدی گئی

ریختہ

دیکھو اوس فتنہ گر کی عیاری	ہاتھ سے لیکی دل مکر ہی گیا
سوز جگر نہین ہی اغیار کی بدولت	سب کچھ ملا ہی ہمکو سرکار کی بدولت

شید آقا محمد علی شیرازی ابن حاجی ملا محمد شیرازی شاگرد میرزا علی اکبر
شیرازی عارف تخلص چالیس برس ہوی کہ شیراز سی ہندوستان مین
آی چندی لکھنو مین شغل تجارت رہا بعد جناب مستطاب نواب محمد سعید خان صاحب بہادر
جنت آرامگاہ طالب ثراہ ہی اس سرکار مین کتابخانی کی عہدی پر نوکر ہوی
اب پچپن برس کی عمر ہی یہین قیام ہی یہ اونکا کلام ہے

فارسی

مست و مخمور دارد م شب و روز	لب میگون و چشم جادو یت
از کجم برد دل از نیم نگاہی کہ مپرس	پرفنی راہزنی چشم سیاہی کہ مپرس
عہد شکنیست بر رخ یا قسم در عزیت	یا نہفتہ صبح صادق در شب یلدا ان

شیفتہ صاحبزادہ عزیز اللہ خان خلف صاحبزادہ حبیب اللہ خان غرحت جنکا ذکر
حرف غا مین آئیگا شیخ کرامت علی شہیدی بریلوی کی شاگرد تہی اڑتیس
برس کی عمر ہوئی بارہ سو تہتر ہجری مین قضا کی سنا ہی کہ صاحبزادے

ایک دن صاحبزادی کی وہ سی چاقو ہاتھ مین لیے تھی اور اونکی والدہ صاحبہ نے کسی امر پر برہم ہوکر بطور تادیب طمانچہ مارنے کو ہاتھ بڑھایا انہون نے اپنی بچانے کو جو ہاتھ اوٹھایا تو وہ ہاتھ اتفاق سے اونکی گردن پر پڑا اور شہ رگ کٹ گئی تیسری دن اونہون نے اسی زخم سے قضا کی اور یہ جو لوگ مشہور کرتی ہین کہ عمدا یہ فعل انسے سرزد ہوا خلاف تحقیق ہے یہ اونکا کلام ہے

از قصیده

ہماری قدر ہی اوس وقت ہوگی صاحب
کیا جو جور اونشانی مین کچھ سنبھی دو

امید و یاس کو ہمین نہین جگہ مطلق
کسکی غم نے کیا ہے یہ اپنی دل مین دفو

شفق مین مہر چھپا رشک دست رنگین سے
خجل ہے پائی حنائی سے تیری شعلہ طور

از غزل

نہ دی غیر کی کہنی ہی خار مجھی کبھی شکل دکھائیگا مجھی
ذرا شفقتہ کہیگا کبھی مجھی اپنی ہی ناز و ادا سے

فصل صاد مہملہ

صابر نصیر الدین خان بن غلام حسین خان یہ بزرگ علم ادب مین بڑی ذی کمال علم معقول مین بے عدیل نثر عربی لکھنے مین بے مثال ہین ان فنون مین مولوی نور الاسلام صاحب اونکے استاد ہین فارسی مین مولوی غلام جیلانی رفعت سے تلمذ تھا چونسٹھ برس کی عمر پائی ذیحجہ کی ستائیسوین تاریخ بارہ سو چہیاسٹھ ہجری مین رحلت فرمائے یہ اونکا کلام ہے

ریختہ

تو صد منت آنا اسے کہتے ہین یا
جانا ہے تو دل لیکر جانا اسے کہتے ہین

فارسی

حسینم تا چند در دسر بود اندر خمار
دست ما را ساقیا بر گردن مینا ببند

شد پریشان از تغافل خاطر مشتاق	زود با تار نگہ شیرازۂ دلہا مبند

صاحب جارج فانتوم خلف کپتان برنار و فانتوم یہ اصل مین فرانسیسی هین باپ انکی جسے ہی پوناچیری مین کہ دار الحکومۃ شاہ فرانس ہی رکن اول کونسل تہی پہر نواب نظام الملک والی دکن کی سرکار مین فرانسیسی فوج کے کپتان ہوی اور اسی سبب سی کہ افسر اوس فوج کی جنرل موسی رامون صاحب انکی عزیز تہی روز بروز ترقی کی جب وہانکا معاملہ میر عالم نائب نواب ممدوح کی فسادسی برہم ہوگیا یہ کرنیل کارڈنر صاحب عرف گارڈن صاحب کی فوج مین مہون کپتانی پر متعین رہوی اوسکی بعد سرکار انگلیسیہ مین جنرل اختر لونی صاحب کی زیر حکم اوسی عہدی پر نوکر ہوی اٹہارہ سو چہ عیسوی مین پنشن لیکر بقیہ عمر امرای ہندوستان کی مصاحبی مین بسر کی چنانچہ حسب اجازت گورنمنٹ نواب احمد علیخان بہادر مرحوم کی علاج کو اس دار الریاست مین آئی علاج مفید ہوا پہر رسم آمد و رفت رہی اٹہارہ سو بیس عیسوی مین نواب ممدوح کی نوکر ہوی اٹہارہ سو سینتالیس عیسوی مین قضا کی یہان تک تو حال کپتان برنار و فانتوم کا ہوا اب جارج فانتوم کا حال ضروری جنکا ذکر مقصود اصلی ہی لکہا جاتا ہی کہ اب انکی عمر باون برس کی ہی حافظ شیرازی طالب اور مولوی محمد نور الاسلام اور مولوی حفظ اللہ سی فارسی اور عربی کتابین پڑہین اور میر نجف علی شفقت سی علم شعر سیکہا صاحب اور جبر جیس دونون انکی تخلص ہین اور فارسی اردو دونون زبانون مین شعر کہتی ہین چونکہ ان کو اس سرکار سی آبائی توسل ہی اسواسطی نام انکا اس تذکری مین درج ہوا یہ انکا کلام ہی

ریختہ

ڈوبتی والی قسمت [illegible] سکے ہین	کبہون نہ چشمو مین ہو [illegible] گیا

یہ آرزو ہی تری آنی کی مجہی ای شوخ　　　کہ جہوٹی وعدو پہ ہی اعتبار باقی ہی

فارسی

امید صبح وصال صنم نماند مرا　　　شب فراق بروز سیہ نشاند مرا

رباعی

گر دوست مرا دوست ندارد چکنم　　　بر حال من ار رحم نیارد چکنم

راضی برضای دوست باش ای جبریل　　　تحریر ازل نمی شود رد چکنم

قطعہ

حبابجو ہمہ خوش آب ورنہ دریا　　　فتادہ است کہ کس ہیچ ازان ندارد یاد

حبابگلی کہ دمید است کس ندید آن را　　　کہ بوی خویش بویرانہ سید بر باد

صادق سید صادق شاہ خلف سید حسین شاہ مغفور ہین پچاس برس کی عمر ہے منشی سید اہل حسین صاحب منیر سی مشورہ ہے طبیعت مزی کی ہی مذاق اچہا ہی یہ مختصر کلام اونکا ہی

ریختہ

میری پہلو میں آیا جو وہ رشک مسیحا اوٹہا　　　تمام گرد لکو کئی بار مین مبہیا اوٹہا

عیش کیا رنج بہی ہنسین رہتا　　　ایک عالم ہنسین زمانے کا

کچہ تو دیکہا ہی زخم نی ورنہ　　　کیا سبب اسکی مسکرانے کا

یون تو ملتین سب عیش زمانی کی ملین گی　　　پر چاہنی والا کوئی مجہسا نہ ملے گا

آنسو بہای جاؤن کہ آہ رسا کرون　　　سچاہت کی جان کو جو نذر وون تو کیا کرون

صادق زبان و دل تو ہین مصنفی مین یارکی　　　حیران ہون کہ وصل کی کیونکر دعا کرون

کیا دخت رز گئی ہی دولہن بنکی باغ مین　　　ہی بہینی بہینی آج نسیم سحر کی بو

صائم مولوی سید رمضان علی ولد مولوی محسن مرحوم مولوی غلام حسین

حسینی تخلص ملقب بہ بحر سراج کی شاگرد تہی پچاس برس کی عمر ہوئی بارہ سو ساٹہ ہجری مین وفات کی ایک شعر اونکا ملاوہ درج تذکرہ ہوا

ریختہ

یہ مانا حضرت دل آپ ہین بڑی عاشق
جو اونکی سامنی بولین تو ہم سلام کرین

صبا

صبا منشی محمد صابر حسین سہسوانی خلف منشی محمد احتشام الدین شیخ صدیقی سینتیس برسکا سن ہی نظم ونثر کا شغل رات دن ہی منشی محمد انوار حسین تسلیم اور مولوی محمد ایوب خان گلشن اونکی استاد ہین تاریخ گوئی مین طاق فارسی اردو دونون زبانون مین مشاق صنایع بدایع مین صاحب استعداد ذہن رسا ہی خط شفیعہ اچھا ہی ملازم سرکار فیض آثار مین کئی برس سی اس ریاست کی ملکوار ہین پہلی شعر اردو حوالہ قلم ہوتی مین پہر کچہ شعر فارسی رقم ہوتی ہین

ریختہ

کسی کی یاد نی جسکی وہ لی قیامت کی
کہ حشر تک مین تڑپتا ہی صرا رہا

بہولا نہین ہون یاد ہین صحبت کی گرمیان
اب تک مری زبان مین تمہاری باتین ہین

نہ چہوڑی مثل عاشق حسن نی معشوق کی بہی
گلو کی چاک دامن ہین این غنچون کی گریبان مین

صبا ہجر بتان مین اک نہ اک الجہن ہی تم
اگر دامن سی ہاتہ اوٹہا تو جا اولجہا گریبان مین

غیر کو لیکی عیادت کو وہ آیا دیکہو
ساتہ لایا ملک الموت کو عیسی دیکہو

مدت کیسو مین دلکو پہانس کر کہتی ہین وہ
اس پریشان بخت کی تاریک زندان چاہیی

شب وصلت ہی خلوت مین نہ غیر ای لیقا نہ ہی
نہ اندیشہ رہی دلمین نہ آنکہو مین حیا ٹہری

کسی کا مینر نایاد آگیا ہی نزع مین مجہکو
ہٹا دو ان ہچکیان لیکر جو بالین پر قضا ٹہری

قصیدہ فارسی در مدح بندگان حضور

لمعہ خورشید را کی تیرہ سازد داغ ما
جلوۂ ذاتت نہ بیند تمت ہمتای تو

ش عهد تو نگذارد خمار احتیاج	جام حاجت گم شد از بزم استغنای تو
اد گیتی تراود از سلف چون تو غنا	جوهرت شد آبروی گوهر آبای تو

اشعار غزل

خاکساری بچشم خلق نشاند	گرد ره گشته توتیا شده ام
درگوش شد صوت مینای شراب	چون رود ذکر خرابم طرف گوش کسی
دوست رنجه مکن قامت نازک مشکن	لطف خمیازه کشی هست در آغوش کسی

قطعه

جانکنی شده است	رشته عمر آهنی شده است
از تپ ال دل ست کار جهان	الفت دوست دشمنی شده است

با منشی ... لال پسر منشی گوکل چند لکھنو کی متوطن ساٹھ برس کی
... ن ہی معانی بیان عروض قافیہ حساب جبر و مقابلہ جغرافیہ تواریخ
مساحت فلاحت مین دستگاہ و نقاشی و مصوری و خط نستعلیق و ناگری و انگریزی
و ناخن نگاری سی آگاہ و سرکار شاہی و انگریزی مین نوکر رہی حسن سرانجام خدمت
نامور رہی اب ... پر ... کی منکوار ہین یہ اونکی اشعار ہین

ریختہ

ای گا ... مین ... ہی پرنامی	اوٹھا گر سادہ ہی تو رنگین و زنا ہو گیا
میان جو گردن ... جھلاتی نہیں	مین مسلمان حقی جی ہندو کا فر د ہو گیا
... خط ہو ... صاحبان مین نہین	زاغ و طوطی کی حکایت اس گلستان مین نہین
... ستارہ جو مجھ سی بگاڑ ہی	در پردہ میری ملنی کو یہ چشم جار ہی

اشعار قصائد مدحیہ فارسی

شان او چو ... انگشت	برآورد عشم ... زسینہ فریاد

ز فرط وسوسه بدخواه او بنم باشد | چنانکه مغان سگین ز کثرت اولاد
فروغ بخت ز سیمای او همی تابد | چنانکه نور عبادت ز جبهه عباد
اگر هلال که گردون است و از فلک بیش | بانواع صیام و بخشش مقدم عید
اگر هلال که از آب سیم کلک قضا | به نحو فلک این نون همی [illegible]
اگر هلال که از قدسیان عالم نور | [illegible] حلقه بزم [illegible]
چه طرفه صبح که بر روی صاف روز ازل | ز خاک [illegible]
چه طرفه صبح که در چشمه بازشاه دمد | ز گرد و ان [illegible]
ز بس که نان پر خورش نان آمد از بخت | تنور اوست که طوفان نوح از آن جوشید
چه خوشا که در وند شیره جان شد | دم [illegible] نفس در گلو گره گردید
نبود توپ که بود آن رگ سیه ابری | که برق و ژاله همی ریخت و همی خندید
نبود توپ که خرطوم فیل گردون بود | که جای آب شرر [illegible] همی پاشید
نبود توپ که اعجوبه کار قدرت بود | که سر به خورد و گفتارش [illegible] شد
نبود توپ که بازیگری سبک دستی | [illegible] از دهن گلوله [illegible]
نبود توپ مشعبد فن شعبده کاری | ز ناف شعله بخورد و از دهن برون کشید
عیان شد از نشانهای تابناک [illegible] | چنانکه بر فلک نیلگون مه و خورشید
لوا و ماهیچه اش چون بدید [illegible] | قیامت است [illegible]
علم بماهیچه شکل ماهی آمده پیش | که ماهیش به مراتب ز ماه بود مزید
گر آب تیغ تو آرد به یاد در دم [illegible] | شود حدیده چو حدس حکیم طبع بلید
چو بی رضای تو قادر نشد به یک حرکت | سپهر [illegible] به فلک [illegible] گردید
موفق ازلیت حبذا زهی توفیق | سوید ابدیت قضا [illegible]
ز جسم [illegible] شد از [illegible] خط ز خط نقطه | بدین شباهت تن دشمنت ز غم کاهید

چو ذکر عمر عدوت به بحر شعر کنند ... شود سریع و خفیف ار بود طویل مدید
اگر دمی بهوای دلیریت بیند ... بشاهباز ز نه پنجه ناتوان عصفور
قلم بگاه رقم خنجه دو دم گردد ... کنم دیگر صفات شجاعت مسطور
بنی سریع و رفیع است طارم قدرت ... تبا کل و ز ثریاست خوشه انگور
ز عدل او چو پذیرند اعتدال اصول ... بجور بر مساوی شوند جمله شهور
بحور و فتنه سم خوفت بمرد چنان ... که رو ز حشر نگردد چو دیگران محشور
وقارت ار کره چرخ را کند پامال ... شود فشرده بدانسان که دانه انگور
با استواری عهد تو گر بناء برد ... زمین ز زلزله این شود بروز نشور
تبارک الله از آن باد پای برق آهنگ ... که هست ساحت افلاک بهر سیرش تنگ
بسکه وی که دود بر لب سفنی اگر ... تغیری نرسد ز آن به پرده آهنگ
سبه عنق گذرد در طبائع اضداد ... که ز رکابش نخند درک ذوق شهد و شکر
برون رود ز خود از تازیانه راکب ... بدان طریق که از ضرب زخمه نغمه ز چنگ
بگرد بحر سخایش هجوم اهل سوال ... چو مهند وان که کنند از دهان مر لب گنگ
چو گشت گرم نواساز احتساب او ... ز بیم نغمه نهان شد درون پرده چنگ
تمامی سخنش گر بدل بخیل جا کند ... آماده تر بجود ز حاتم شود بخیل
بر عارض کشادگی هلالش فلک ... از بهر دفع عین کمال ست خال نیل
گر در دکان گرمی خویش دمی بنهند ... کافور اختیار کند طبع زنجبیل
مصر بیت جاه او که ز عرش عمارت ... دریای آن روان شود از چرخ رود نیل
طول اهل طرف شرع با عرض ملک او ... تقصیر او مسافت که احمق بود طویل
فقرات پشت خصم چو تا سبش چون روی ... شد نوک رمح او بمیان صورت دخیل
سر بای دشمنان سپاهان ای لشکر شکن ... نمود زر زر که بحر ستان نار جبیل

دیوانه شد عدوش ز فرط غضب بخویش
رفعت عالم جاهش چه بگویم گردد
رخش جو انگم بش بشمار و یک گام
هلال عید عیان شد گذشت ماه صیام
نوای نغمه همان کار سکند امروز
عجیب نیست که از انبساط عیش و سرور
صلای عام بزد محتسب بشرب و سماع
ز فرط جوشش ترنم نگاه حرف زدن
زبسکه جوش نشاط است در بطون چه بسبب
زمین بخشش او مست شد و پر از زر گرد
سیاستش فکن از ارض هفت کشور برد
عدوش زیر زمین شد بگاو سنگین دوش
کعبه روی خوشت چار سه لا و از
گر کند سیر روی سرعت سیر رخشش
باشد از گلشن قهرش شمه زنار جحیم
علم او کرد تدمیم افلاک شود
نقطه قاف وقارش شود از سرخط عرش
گر گرفتی الف از حکم روانش اثری
هیچ در کار گر عزم درستش چو کنند
چیست آن برق ابر سیه آهن
آب او منجمد و سلی پر موج

صفرای او همیشه نبود است مشتعل
آسمان همین ست زمین اول
تا بپایان ابد از سر سیدان ازل
ز فرط سور بهم آهنگ زهره شد بهرام
که نغمه صور بهوش کند برو ز قیام
بلحن و برساند رضا اصنام
چو صوم عید درین روز توبه است حرام
کند بجنبش لهباسر و داستقدام
که ور سماع در آیند اجنه در ارحام
چنین منجه گل در شیمة الحمام
چنانکه خون بدر از جسم فصد هفت اندام
چو شب گرانی حلمش بدید در اسلام
چار ابرو شدت ساخته این رمز عیان
هفت فرسنه هرگز نپرد از سان
باشد از گلشن لطفش چمنی باغ جنان
باز ماند گرد چرخ چو قطب از دوران
هرگز از جسم بجز سیلی نیابند نشان
شدی او را حرکت خاصه جای امکان
نشود شق ز اثر پرتو مهتاب کتان
خود هلال و شفق افشان زد همن
آتشش پر دخان و دلی روشن

باد او روح را زند آتش ــ آب او خاک را کند گلشن

در روانی چو نوجوان چست است ــ گرچه قدش بود چو پیر کهن

لاله خیزست همچو فصل ربیع ــ برگ ریزست چون دی و بهمن

خصم او را ببطن مادر هست ــ از رحم گور وز مشیمه کفن

بود از رزم و بزم در روی و خوی ــ در زمین زمانه چار چمن

هشت بودند خلد در عالم ــ نهمین ساخت او ز خلق حسن

تا که گرد وقار او باشد ــ کرهٔ چرخ دائر از آن

رفعت قدر و وسعت صدرش ــ کوه طور است و وادی ایمن

ز تاب نشهٔ می سبک آن چنان شد ــ که سالکان ز لطافت تجلیات اله

جهان همه شب هر گوشه ساز و برگ سرود ــ که رقص میکند اندر حریم چشم نگاه

نگه ز اثر سور صورت نغمه ــ بدرد فرقت جانان کند چو عاشق آه

گه مصافحه گلچین بوسه کف دلب ــ دم معانقه گلریز تهنیت افواه

ملک از حضور فتح ز حیا فکند نقاب ــ گل از عشرت و فتح بر هوا فکند کلاه

نگاه جود دستهٔ باشش کار صفر کند ــ چو پنج بگذرد اندر دولت شود پنجاه

درازدستی جود نگر که در پیشش ــ بود بوقت دهش دامن طمع کوتاه

بعدلت تو کسری کجا شود همسنگ ــ که کوه را نکنی از عدل هم ترازو کاه

بجا نمی کند از عزم حکم محکم تو ــ بر آید از لب تقدیر صوت بسم الله

بلفظ عذب تو معنی چو شکر اندر مصر ــ بقعر دور تو مضمون چو یوسف اندر چاه

رواج دین ز تو شد آنچنانکه از لب کفر ــ ترا دو اشهد ان لا اله الا الله

نفور آمد دنیا ز خصم نامردت ــ که قحبه می نکند میل با خصی الباه

اشعار غزل

سرمہ گین چشمت نہان باہم بخہا کردہ است — حیرتی دارم کہ چون شد سرمہ گویا کردہ است
تا نباشد ہم دہان وہم کمر او را دگر باشد — سرسوی دہان باشد رگ تو کمر باشد

رباعیات

قلنا شمس الضحی اذ دنا وجہک — خلنا بدر الدجی قصدنا وجہک
یاذا الاکرام والعطا یا والمجد — بل افضل منہما وجدنا وجہک
ای حق شرفت نوع انسان داد است — سید فضل ز ہر جنس کمالت یاد است
در دہر عدلیت چو ستمگر یاد ماہی — کل است ولی ممتنع الافراد است
حسنت ز نمود خط کجا کاستہ بستہ — بل خوشتر از این سنبل نو خاستہ شد
بر روی خوش تو این مثل صادق گشت — گل بود و بسبزہ نیز آراستہ شد

صغیر

صغیر چھوٹی خان عرف چھنن ابن محمود خان طفل سیزدہ سالہ متوطن لکھنو یہ لڑکا ذکاوت کی پوٹ ہی کسب کمالات پر لوٹ ہی ذہن ایسا مناسب ہی کہ کسی سی تلمذ نہین اور تصویر ایسی کھینچتا ہی کہ نقاش آفرین کہتی ہین قلم کی لاگ دیکھکر دیکھنی والی دنگ رہتی ہین حق تعالی چشم بد سی بچای سید افضل علی افضل خلف کو جناب منشی مظفر علی صاحب اسیر ہی شعر مین تلمذ ہی منشی صاحب ممدوح کے ساتھ اکثر یہان رہنی کا اتفاق ہوتا ہی یہ کلام اوس کا ہے

ریختہ

ترا جلوہ کہان ہمنی نہ ای رشک قمر پایا — یہان دیکھا وہان دیکھا ادہر پایا اودہر پایا
کبھی بر ہمی کا پہل پایا کبھی تلوار کا ہمنی — محبت کا نتیجہ تو کریہ قاتل سی ثمر پایا
بنایا ہمنی محبوب اونکو غیرون نی مری لوٹی — لگایا نخل یہ ہمنی رقیبون نی ثمر پایا
کری سنت نہ جو دونو ترک کجکلاہ سے ملے — جگر کی پار ہونا وک اگر نکلا وسلے

صفا آغا محمد احسن عرف نادر مرزا صاحب مخاطب بخطاب نور الدولہ ابن شاہ نظر صاحب نیشاپوری عجب جوہر قابل تھی خوشنویسی اور شاعری سب مین کامل تھی فن شعر مین خواجہ حیدر علی آتش لکھنوی سی تلمذ تھا بعد غدر جب وثیقہ انکاسرکار انگریزی مین ضبط ہوگیا بندگان عالی نی بنظر قدردانی یاد فرمایا کئی برس اس دار الریاست مین باعزاز رہی رخصت ہوکر لکھنو گئی تھی کہ وہین شعبان کی نوین تاریخ بارہ سو ستاسی ہجری مین انتقال کیا ساٹھ برس کا سن ہوا کلام انکا جمع نہوا ایک رباعی جو آغا برہان الدین حیدر اونکی بہائی کو یاد تھی بطور نمونہ لکھی گئی

رباعی

ای حسرت وصل یار بس کر بس کر	ای صدمۂ انتظار بس کر بس کر
اتنا نہ تڑپ کہ سینہ شق ہو جاوی	بس ای دل بیقرار بس کر بس کر

صفدر صاحبزادہ محمد صفدر علیخان بہادر خلف نواب محمد سعید خانصاحب بہادر جنت آرامگاہ جنکا ذکر طبقہ والیان ملک مین لکہا گیا پچیس برس کی عمر ہی نتایج افکار اس ہیچمدان کو دکہاتی ہین یہ چند شعر دیوان سی انتخاب کرکی زیب تذکرہ کیی جاتی ہین

ریختہ

سبقت پیش از ظہور جلوۂ جانانہ تھا	شمع جب روشن نہ تھی محفل مین پروانہ تھا
کیا تو نی پامال کیون دل کو ظالم	اری تھا یہ نازونکا پالا کسیکا
کلیجا پکڑ کر اسے بیٹھ جاتی	سنا ہی نہین تمنی نالا کسیکا
شوخی کی ساتہ کچھ رہی پردہ حجاب کا	آغاز ہی ابھی تری حسن شباب کا
وا ای مستی بیخودی مین کھو گئی تصویر یار	دل کی بہلانی کا یہ بھی مشغلہ جاتا رہا

کھی گئی جو قیامت کی دن گناہ مری
کسی سی کہہ نہین سکتی معاملہ دل کا
وصل کا آج اوس پری سی ہو کی سامان ملا
ایک میری قتل نی دو بوجہ رکھی دوش پر
وہ جوبن پر جو آمین لطف وہی زندگانی کا
اوسنک پر آئی ہو زینت کبھی جو گھونگھر کا
چھپا پھر اگر کبھی جو پی لی تو اس سی کیا خانہ ہی تماشے
ذرا بزم سی اوٹھ کی خلوت مین سن لو
ہو گیا دل بھی اونہین کی جانب
لیا خواب مین جسنی چوری سی بوسہ
اوسنی جب پوچھا کہ تو نی قتل عاشق کو کیا
وہی گی نہ بوجہ امر محبوب کی جب تک
ہر نگہ مین ہین سیکڑون ارمان
صفدر تو روز قیامت نہایت زیاد کا
سب سی بڑھ کر ہی ہمین تیری نزاکت سی گلہ
چل ای تیغ دم لیکی گردن پہ میری
آنکھ اوسکی آنکھ سی تو زبان سی زبان پر گئی
عزیز احباب سب روتی ہین صفدر میری میت پہ
آئینہ میں شکل دیکھ ایک جانتا ہی لہ
فغان لہ کون کی مری تو عبث نگہ مرنا ہی
قفس میرا آ کہ میری بال و پر گری تو گری

خفا یہ جیسنکی باتین ہتین کچھ حساب نہ تھا
اکیلی بیٹھی کیا کرتی ہین گلہ دل کا
شرم ہو تیرا برا دونون کو ارمان رہگیا
تیری سر پر خون میری سر پہ سلی بلا
ابھی کمبخت مین چہرہ ہی عروس نوجوانی کا
سین کی مہندی پہ دل کلو کی ہمین خون بہا ہوگا
نہ سیکڑی مین جگہ ملیگی نہ سیکڑون مین شمار ہوگا
خدا جانی کیا ہوا ہی کسیکا
یہ سبب کمبخت ہمارا نہ ہوا
کوئی اور ہوگا وہ صفدر نہ ہوگا
غمزہ بولا وہ نزاکت تہی ادا تہی مین نہ تہا
ہوا مین ہین نہ چھوڑ دینگا نسیم سحری کا
کوئی دیکھے تو دیکھنا میرا
پیار لیکن آنکھیا نہ دیکھکر جلاد کا
وہ قدم ساتھ جنازی کی بہی چلنی نہ پا
ذرا دیکھ لینی دی قاتل کی صورت
صفدر رہی مری کی لڑائی تمام رات
بدن سی روح جاتی ہی کہ ہوتی ہی دولہن رخصت
تم مجہی پوچھتی ہو مرا مدعا عبث
مر گلا ہی مرا اٹھنہ مری زبان صیاد
بھری بھری رہین پہولونکی ڈالیان صیاد

میں نے کہا جو اونسے کہ شب کو یہیں رہو
آنکھیں جھکا کے بولی کہ بس اعتبار پر

صنم خانے کی اگلی صحبتیں دلکش ہو یاد آئیں
بہت رویا میں بات آواز ناقوس برہمن کی

ہجوم حسرت و یاس و تمنا ہر طرف دیکھا
بہت روئی گئی جس وقت ہم صفدر کی تربت

جو صلے سے جو صلے تھے ولولے سے ولولے
آج وہ سب مٹ گئے گور غریبان دیکھکر

خبر آئی نہین مدت سی کچھ یاران رفتہ کی
ذرا ای بیکسی تحصیل مجھی گور غریبان پر

ای موسم بہار تو اتنا قیام کر
حسرت نکال لی کوئی دیوانہ چند روز

شوق کہتا ہی شب وصل اوٹھا دو پردہ
ناز کہتا ہی کہ ٹوٹی نہ خبرداری کی

تونی پہنایا قید مین دیوانو نکو ای بیخودی
جاتی ہی گلشن کی طرف آنکھ زندان کی طرف

جو صلہ ہو جانے کا جسکے بزم جاناں تک
عصا ہی دھکیل بس گئی ہین اماں تک

ملایا خاک مین کیون اسکو تو نی
بہت نازو نکالا تھا مرا دل

جی بھر کی کرین گے دل کا ماتم
چھوٹی سی عہد بتائین گی ہم

ہی صبح شب وصل ہی کس لطف کی صحبت
ہم چھیڑ پر آمادہ وہ شرمائی ہوئی ہین

خلوت مین بھی اظہار تمنا نہین ممکن
انداز و ادا یار کی ساتھ آئی ہوئی ہین

کسیکی یاد نی بخشا ہی ایسا ذوق خاموشی
کہ باتین کر رہی ہین ہم خدا کی روبرو برسون

کسیکی ہمین یاد آنے سے حال
کہو ہمنشین اب سنبھالی ہمین

گلی مین مری ہاتھ وہ ڈال کر
یہ کہتی ہین صفدر سنبھالی ہمین

وہ شجر ہون جسمین ثمر نہین وہ صدف ہون جسمین گہر نہین
وہ سخن ہون جسمین اثر نہین وہ دہن ہون جسمین زبان نہین

بہت آشنا ہین زمانی مین لیکن
کوئی دوست درد آشنا چاہتا ہون

کہا مجھکو اجل نی دیکھکر مقتل مین قاتل سی
مین حاضر اسکو جلدی آپ اپنے کام کرتی ہین

یہ خود بینی کہان تک آئینہ کو اب کرو رخصت
ادہر بھی اک نظر ہم بھی تو تمکو پیار کرتی ہین

وہ میکش ہین کہ یاں ساقی ہماری ہاتھ رہتی ہین
کبھی شیشی کی گردن مین کبھی ساقی کی گردن مین

کم سن ہین آئینہ ابھی پیش نظر نہین
ادہر اونکی سیری دکھو کرین آپ پامال
نہین آرام اسکو اکدم شل دل عاشق
شرم آنکہ مین ہی آنکہ ہی پنہان نقاب مین
ہام کشتۂ فراق آج ہی بزم یار مین
نہین آتی ہی شرم سی باہم
الفت مین تیری دونون کم ہوگئی ہین ایسی
کیا احتیاط ہی اونہین مجہی وصال مین
وہ اور جواب سیدہی سوالونکا نامہ بر
دیکھکر در پہ خفا تی ہو کیون جاتا ہون
لحد مین بعد فنا بہکیون یہ کیا گذری
مین آوارہ وہ سودائی مین سرگردان وہ دیوانہ
خدا جانی کہ کیا لذت ملی دونونکو شتل مین
نکلوانا مرا کیا انجمن سی مین تو جب جانون
تمنا ہی ہنسا کر سامنی دیکھا کرون ہر دم
جوانی کو حسینان جہان ہی پیار کرتی ہین
بہار گل مین توبہ کرکی کس حسرت سی تکتا ہون
احباب نی کی میری سفارش تو وہ بولی
انکو ونکا کچھ جواب جب اونسی نہ بن پڑا
ہو نکہت اولٹ کی اکونسی شب وصل یہ کہنا
نہ ہو لو ونکا شب وصلت مین بوسہ مانگنا اپنا

کیا لین مری خبر اونہین اپنی خبر نہین
مین دیکھون سنتی ہی شیشی یہ میرا جگر نہین
نگاہ ناز ہی ہی کیا تمہاری بحتر انہین
رہتا ہی اب حجاب ہی اونکا حجاب مین
سوت خزان مین آئی تہی بہول ہوی بہار
یہ وہ ولہن ہے کہ آرزو دل مین
دل ہمکو ڈہونڈہتا ہی ہم دلکو ڈہونڈہتی ہین
آتی ہین سامنی لیکی کسیکو خیال مین
وہ بات کہ کہ آئی کسیکی خیال مین
ہم کیا تما دل بیتاب کی ہمراہی کو
مسافر ان عدم کی خبر نہین ہمکو
نہ کچھ دل کی خبر مجکو نہ کچھ میری خبر دل کو
ادہر حیرت ہی بسمل کو ادہر تکتا ہی قاتل کو
ہنسا دو آئینی مین پاس ہی اپنی مقابل کو
تیری اس بہولی صورت کو تری اس پیاری چتون کو
نگاہی رکتی ہین جاتی سی اپنی اپنی جوبن کو
کبہی ساقی کی ہیری کو کبہی شیشی کی گردن کو
دشمن مری کیا کر نی لگی پیار کسیکو
گردن مین میری ڈالدی مسکرا کی ہاتہ
کچھ بات بنی نہی مری دشمن جیا کی ہاتہ
بچاکر مسکرا کر منہ چہپاتا اونکا آنچل سی

چمک سکتی جان پہ ہم ہین جب جب کتی تجلی
ہمارا ہجا کھنا یاد آگیا پردے کی اوجل ہی

فنا ہی آفتاب حشر برقع ڈال کر آتا
ارے ظالم خدا سی ڈر یہ وقت خود نمائی ہی

ہوا یون طلب طلب تو کیا مزہ ہوتا اگر ملتی
مری سنتے نہین زبان تیری تری سنتی ہان میری

یہ ممنا ہل ہین اوس برق وش کا یاد ہی تعشق
تڑپا دے طوق گردن کا اوتار دے بھیان میری

وہ بت جلوہ آرا ہوا چاہتا ہی
خدا جانی اب کیا ہوا چاہتا ہی

پتنگ شمع جب مہمان اہل بزم ہوتا ہون
جلاتی ہین بجہاتی ہین اوٹھا دیتی ہین محفل سی

دم آخر تہ ہل بسمل نہین قاتل تڑپتا ہی
یہ رخصت ہو رہی ہی بیقراری تیری بسمل کی

یہ سو سو بار کیون اوٹھتا ہی صفدر ماجرا کیا
خفا ہی دلربا کی طرح شاید دردبی دل کی

طلب جو آئینہ ہوتا سے دیکھی لیکن
حضور ہمسی ہی آنکھین ذرا ملای ہوی

یون زیر قدم نہ دل کو پیسو
پس جای نہ آرزو تمہاری

جوانی مین بہار حسن صورت آہی جاتی ہی
مگر جس وقت گذرتا ہی رنگت آہی جاتی ہی

شباب آیا ترقی پر تو بوسونکی اجازت دی
خدا دولت جو دیتا ہی تو ہمت آہی جاتی ہی

غضب کی چیز ہی جس انسان لاکہ بچتا ہی
مگر دل کہنچ ہی جاتا ہی طبیعت آہی جاتی ہی

یہ دیکھا ہی طبیعت کی حسین کتنی ہی شندی ہون
ہوی دو چار جب عاشق شرارت آہی جاتی ہی

کوچے کا اوسکی صفدر ملتا نہین ٹھکانا
مین دل سی پوچھتا ہون دل مجھسی پوچھتا ہی

ستم ہی حجاب اونکا ہنگام کو
نہین کسکی منہ پھیر لینا ادا سے

دل تو پہلے مین وقت خواب نتھا
پھر تڑپ کر جگا دیا کسنی

قضا تیغ دو سون اوسکی طرف ہین
یہ قاتل کی آگی وہ بسمل کی پیچھی

تری فرقت مین دل نی ساتھ چھوڑا
کہان اس بیمروت نی وفا کی

مرا دل تو یکتا بجھی جانتا ہے
مگر اس مین آئینی کو گفتگو ہی

مین جان ابھی نثار کرون تیغ یار پر
رہجای یہ گلی سی جو دم بہر لگی ہوئی

عجب راحت سی ہی ہین ملی ہوی گلشن جنت | کسیکی گردن کسیکا بازو کسیکا زانو کسیکا تکیہ
حورین کھڑی ہین ساغر کوثر لیے ہوی | تلوار کی تلی تری بسمل کی سامنی
بولی وہ ناز سی مسکراکی مری ستمگر | میری غافل بہی غفلت کبہی ایسی تو نہتی
یاد ہی کہنا کسیکا سب کا کردل مین | البتہ کچہ شکوہ نہین حسرت بر آئی آپ کی
وہ شگین آنکہ اوسکی صفدر بجای آتشین بجہو نکر | گلا رسی ہاتہ مین ہی لیکن وہ روبرو ہی نہین کہی

رباعی

ہم خوب سمجہتی ہین تمہاری باتین | دکہلاتی کی ہین فقط یہ ساری باتین
منظور ہی جلوہ لن ترانی جیسا | اللہ ری تمہاری پیاری پیاری باتین

رباعی

تہی خوبی تواضع جو ہماری گئی | منظور رہتی جسکی پاسداری گئی
کپڑون مین ملاحظہ تو مٹی کا ملا | زینت مین بہی اپنی خاکساری گئی

صفدر

صفدر صاحبزادہ صفدر علیخان ابن صاحبزادہ غلام عباس خان ابن صاحبزادہ احمد یار خان افسر علی امداد حسین قیصر وزیر مراد آبادی کی شاگرد تہی پہر میان نظام شاہ نظام کو کلام دکہایا جب سی اونہون نی رحلت کی میر احمد علی رسا سی تلمذ ہی اب تیس برس کی عمر ہی چند شعر اوسکی لکہی جاتی ہین

ریختہ

ہمسی پہلو تہی جو کرتے ہین | یہ بہی اک طرز دلربائی ہی
رخصت ای آرزوی خلد برین | کوچۂ یار تک رسائی ہی
صراحی مئے گلگون بغل مین ہاتہ مین ساغر | خرام ناز کرتا ساقی مستانہ آتا ہی

صنعت

صنعت میر طہو تذکرہ طبقات الشعرا مین لکہا ہی کہ یہ درحقیقت شاہجہان آباد کی ہین مگر آنولی مین نشو و نما پائی اور اُسی دار الریاست مین رہی [illegible]

اشعار حلیم الطبع بردبار بجز بیدکی حالم میں بیٹہتا تہی کبہی کبہی شعر بہی کہتی تہی یہ اونکا کلام ہی

فارسی

گردیدہ ایست امروز آن نگاہ می پرسش ما — گرد است کعب بالغزش مستانہ می آید
پژمردہ شود عارضش از تاب نگاہم — این آینہ از جلوہ پرستان گلہ دارد
در غم زلف او سیہ پوشی است — سوگوار مرا تماشا کن

صنعت

صنعت شیخ کریم الدین ولد شیخ تہوسنانع زرگری مین کامل تہی اور ساتہ اس شاغل کی
عابد و زاہد و اکرو شاغل تہی شاعر رنگین طبیعت و صاحب ذوق تہی
شاگرد مولوی قدرت اللہ شوق تہی پچہتر برس کی عمر تہی کہ تیسری محرم کو بارہ سو
ہجری مین انتقال کیا دیوان منتخب کرکی کچہ کلام لکہا گیا

ریختہ

ہم تو کب کا نکل گیا ہوتا — ضعف سی تاب نہین آتا
اور صنعت تو یاد ہے لیکن — اوسکی ملنی کا ڈہب نہین آتا
ہجر و وصال دونون مین کٹتی ہی شب ولی — یارب یہ کیسی شب ہی کہ جسکی سحر نہین
مجکو بلایا غیر کی گہر جا کر آپ نی — اسکو ستم کہون کہ مدارات کیا کہون
تریاد کو محشر مین سند کچہ نہین ورگا — گل کمانی سی ہاتہ اپنی ہین منہ سی زیادہ
یہ مانا کہ ہین آپ دلبر ولیکن — ہمارا ہی دل لیکی دلدار ٹہہری
دہی بتلا دے یار صنعت کو — کیون بہلا تجہپہ پیار آتا ہے

مخمس

ہر جگہ تہی مچلکر دل مین جس بت کی لیے — گیا ادہر انکا پڑ بگالیتی ہو کسکی لیے
اب دلاسا مین نہین دیتی کا تم جسکی لیے — کہتی ہو کچہ کہین جانیکا بن اسکی لیے

اور بہی لہا ای تم کچہ صنعت کا دل دیکہکر

صوفی

صوفی شیخ محمد عبدالخالق ولد شیخ خدا بخش تیس برس کا سن ہے سخن سنج بالغ نظر اچھی ہی طبیعت ذکی ہی شاہجہان آباد مین اصلی ہی اب مدت سی اسی والی ریاست مین رہتی ہین نواب مرزا خان داغ سی تلمذ کا افتخار ہی شعر خوب لکھتی ہین یہ اونکی اشعار ہین

ریختہ

کیون مینہ کو متصل ہین کیا آپ نی بسمل
کیا ہمکو تڑپتا نہ تہ خنجر نہین آتا

اوس طالع خفتہ سی یہ پوچھا نہ کسی نی
نیند آتی ہی ظالم تجھی کیونکر شب فرقت

نہ وہ کرتی ہین جفا بس نہ ہمکو ذبح کرتی ہین
الہی کیا مصیبت ہی نہ جیتی ہین نہ مرتی ہین

ہی بت کی تاک جو ہماری نظر گئی
بولا وہ نازکی سی کہ یارب کمر گئی

جھک جھک کے سنکو وہ بوی ہین جان کی بسمل
شاباش سب کو گو نہہری گاہی کبھی تو کیا ٹھہری

فصل ضاد معجمہ

ضابط

ضابط احمد علیخان ابن نیاز علیخان ضبط تخلص پندرہ برس کا سن ہی لکھنی پڑہنی کا شغل ہے ابتدا ہی تازہ تازہ شعر کہنی کا بھی شوق ہوا ہی ابھی اس فن کی ابتدا ہی دو ایک غزلین جو موزون کین وہ اس ہیچمدان کو دکھائین دو شعر اونمین کی لکھی جاتی ہین

ریختہ

تشنہ دیدار ہون جی بہر کی دیکھو نگا تجھی
شکر ہی قاتل روانی آب خنجر مین نہین

رنج و غم درد و الم کیا نہین سب ہین
عشق کی کونسی نعمت ہی جو اس گھر مین نہین

ضبط

ضبط نیاز علیخان ابن کریم اللہ خان ۔۔ برس کا سن ہی ملازم قدیم سرکار دولتمدار ہین اگلی عدالت فوجداری مین سررشتہ دار تہی اب محکمہ عالیہ صدر مین عہدہ نظارت سی سرفراز ہین تاریخ کہنی کا بہت شوق ہی کار سرکار سے

فرصت نہین ہوتی ورنہ رنگینی طبیعت سی جمیع اقسام شعر کا ذوق ہی ابتدا مین مولوی عبد القادر خان مکین سی تلمذ تھا اب اگر کبھی کچھ کہتی ہین وہ کلام ہمیدان کو دکھاتی ہین چند شعر اونکی لکھی جاتی ہین

ریختہ

کیا مین دیوانہ تھا جو لیتا بلائین جان کی	ای قمر طلعت تری صورت کا دہوکا ہوگیا
ہی ضبط اثر نالہ و افغان مین نہین کچھ	بیتابی دل ہمکو جتانا نہین آتا
رات گذری منتین کرتی ہمین	وصل کا ہی حوصلہ پورا ہوا
گریبان پارہ کر عالم ہوا ساتہ	چلی جبدم وہ دامن کو اوٹھا کر
لوگ آتی ہین یہان کیا دیکھنی	ضبط مرتا ہے تماشا کچھ نہین
عجب کچھ حال کیا شبلکا اوس کی فرقت مین	خدا محفوظ رکھی اس بلا سی ہر مسلمان کو
شب وصال کٹی دل کو جو باتین کرتی	زبان کھلی نہ مری عرض مدعا کی لئی

ضیا سید حسین علیخان ابن سید فدا حسین خان وطن انکا اودہ اخترنگر ہی مگر سکھی دار الریاست مقرر ہی چھبیس ٢٦ برس کی عمر ہی میر محسن علی خان عرف آغا جو ہندی متخلص سی فن شعر مین فیض پایا ہی یہ اونکا کلام ہاتہ آیا ہی

ریختہ

فرقت کی یہ شب دیکھئی کس طرح سحر ہو	ماری ہی نہین کن کی جنہین رات بسر ہو
یہان ضعف سی نالہ ہی زبان تک نہین آتا	پھر یار کی دل مین ہو تو کس طرح اثر ہو

ضیا معتمن الدولہ حکیم محمد علیخان پچاس برس کی عمر ہی خلف مہر الدولہ سید زکی علیخان رضوی مرحوم متخلص بہ حیات خاندان نواب اسد خان مرحوم کی یادگار آبا اور اجداد انکی مشہور جوار دہلی دیار حزو ہی طبیب نامور ہین کتب معقول سید محمد صاحب سی پڑہی ہی جو ملقب فخر العلما مشتہر ہین علم طب اپنی خاندان مین حکیم سید تقی خان

مرحوم سی حاصل کیا اسمای دراز اونکی مطلب مین بیٹھکر اس فن کو کامل کیا فن شعر مین میر وزیر علی صبای لکھنوی کی شاگرد ہین اب چند سال سی اس دار الریاست مین ملازم سرکار فلک اقتدار ہین قدر دانیون سی مسرور و افتخار ہین ایک کتاب محامد و اصاف اسلام کرام و آبای عظام بندگان حضور مین بطور تاریخ لکھی ہی یہ اشعار اونکی یادگار ہین

ریختہ

کہتا ہتا مین یہ کہونگا یہ کہونگا شب وصل — جب ملاقات ہوئی کچھ نہ مجھی یاد رہا

مدح بندگان حضور بزبان فارسی

از کجا تا بکجا گر بستایم نسبش — وز نیا تا بہ نیا بشمر مش آبا را
از گہر ریزی این رشتہ گرانما یہ کنم — دودہ آدم و ہم سلسلہ حوا را

رباعی

ہیہات کہ ہمدمان و یاران رفتند — شیرین سخنان و گلعذاران رفتند
از کاسہ ہمین صدای پیداست — پیمانہ شکست و بادہ خواران رفتند

ضیغم میان اکرام الدین احمد مخلص ولد میان قطب الدین احمد در سلسلان سکے نسب کا حضرت امام ربانی شیخ مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز تک پہنچتا ہے میان احمد حسین راحت سی مشہور ہتا بارہ سو تین ہجری سال ولادت ہی اور بارہ سو اٹہاسی ہجری زمانہ رحلت سی اس حساب سی پچاس برس کی عمر ہوئی ایک شعر غزل کا علاوہ لکھا گیا اور مثنوی جو کلا رانی اور کامروپ کی عشق مین لکھی ہی اوسمین سی دو شعر منتخب ہوی وہ درج تذکرہ ہوی

ریختہ

دنبالہ دار سرمہ نہین چشم یار مین — نکلی ہی مین مستی مین ضیغم ہرن کی شاخ

مثنوی

دکھاتی تھی زیور کی اسے بہین | جو اوسکی دریا میں تھی غوطہ زن
حنا سے ہوا دست و پا کا وہ رنگ | کہ یاقوت دیکھے تو ہو جاے دنگ

فصل طاے حطی

طالب مولوی الہداد عرف حافظ شیرازی عالم باعمل تقوی اور پرہیزگاری مین ضرب المثل تھے تہجد گزار شب بیدار لڑکپن مین چیچک سے آنکھین جاتی رہین اوس عالم نابینائی مین سب درسیہ کتابین پڑہین ملا حسن مرحوم کے شاگردون مین نامور تھے باوصف فقدان بصارت قوت بصیرت سے دور دور مشہور ہوے جوش طبع ان کی ہر شعر سے ہویدا ہے اس فن مین مولوی قدرت اللہ شوق سے مشورہ تھا سترہ برس کی عمر مین بارہ سو چھپن ہجری مین انتیسوین شوال کو انتقال کیا یہ چند شعر اونکی دیوان ریختہ سے انتخاب کرکے درج تذکرہ کیے گئے

ریختہ

... روسیہ مین بی نور دیدہ تھا | لیکن بہ رنگ سرمہ منظور ہر نظر تھا
... تھی تری دیوانون کے | خاک اوڑادون مین کہان نام کو صحرا نکلا
... سے گل تھی اوس مین | چیر کر جب دل بلبل دیکھا
... وہ تماشا شور قیامت سے ہین | منتظر ہون تری ہنس کر اونے کا
... برا اچھا ہوا نظارہ دشمن سے بچی | ارکہ دیار و زن دیوار مین پڑ کر گا غنچہ
... شور قیامت نہ کہین چونک پڑے | چاہیے ہستکو ہی آتا دم رفتار لحاظ
... کہ عشق کھی دل و کعبہ کو | یہ ہی دو جا گہہ ہین اور کہا کہا گیا مین تیرے
سب ہمصفیر اوڑ گئے صیاد و دام سے | پر ہم تھی اور ذہب کی گرفتار رہ گئی
... مین محو ہجوم آرزو تنہا ہی | آپ سے ہم دم ہلا کیا کیا اجابت ...

اک حسرت جدائی اک شوق وصل جانان — دو چیزین لیکے چلی ہم ایدوستو جہان سی

یہ ہجر کی صدمی وہ تری وصل کی وعدی — جینی نہین دیتی مجھی مرنی نہین دیتی

اٹھتو یہ عزت ملی اس نالۂ پر شور سے — دیکھکر مجھکو اٹھا شور قیامت دور سی

کچھ ضبط نہین ہی مجھی وسواس نہین ہی — وحشت کا یہ باعث ہی کہ تو پاس نہین ہی

جنت ہی نہین ملک خدا حضرت آدم — آخر تو کہین ہم بھی گنہگار رہین گی

مرکی بھی ہمنے سبکو دیکھ لیا — کوئی مرتا نہین کسیکے لیے

نفس عیسوی کے ممنون ہون — ہمکو دو دن کی زندگی کیلیے

آؤ عشق بتان بھی کر دیکھین — یہ بھی اک طبع آزمائی ہے

اشک امڈی ہین مری ابر کہین گھر نہ گئی — آبرو چاہے تو مت کردی گھر سی برسی

رات بھر نالے کیے ہمنے تو دن بھر روئی — جسقدر شام سی گرجی تھی سحر سی برسی

تضمین

بکن شادمانم ز بوس و کنار — بده کام دل یک زمان ای نگار

چو دی شد بگرد امید از کار — همین اندکی شب غنیمت شمار

چه می خسپی ای فتنۂ روزگار

بیا و می لعل نوشین بیار

مثنوی

ای مظہر رحمت الٰہی — ای عین عنایت الٰہی

ای نور فزای چشم آدم — ای باعث ہستی دو عالم

ای ختم رسل شفیع محشر — ای مالک آب حوض کوثر

ای قبلۂ دین شاہ کونین — ای صدرنشین قاب قوسین

ای ابر کرم سحاب احسان — ای لطف خدا حبیب یزدان

ای عذر پذیر ای خطاپوش		با خلق کریم در گرہ کوش	
ای گوش نہ ندای طالب		مقبول ہو یہ دعای طالب	

طالب تخلص عبد الرزاق خان ابن عبد العزیز خان بتیس برس کی عمر ہی شیخ احمد علی صاحب احمد کی شاگرد رشید اونہین کی فیض صحبت سی مستفید ہی اونکی شعر ہین

ریختہ

خطا نیست کہ برگرد رخ یار برآمد		دودی ہست کہ از آتش رخسار برآمد
مژدہ ای طالب غمگین کہ بپایہ حسرت		درہم داغ بکف بہر خریداری دل

طلعت محمد سعادت علیخان رسالدار ولد محمد سعادت اللہ خان ابن ملبند خان جو دو جوڑ کی معرکہ جنگ مین شہید ہوئی یہ احمد خان خلف مرحوم ہین شعر مین مستفید ہوں بامستہ برس کی عمر تھی کرچود مہ [illegible] سوجہ [illegible] ہین قصا کی چند شعر اون کی اثر ملدد استہ شمت علیخان موجود ہین دو ست لکہ سکتی

ریختہ

[illegible] انداز و ناز دیکہ تماشی کی [illegible]		[illegible] اونہین جو پائی ہی پریون نی ادا
[illegible] آپ ہی چپ رہتا ہو [illegible]		[illegible] بات بہی جو ہی زمانی سی نرالی ہی

طلوع شیخ شمس الدین ابن شیخ منظور الدین اٹہارہ برس کی عمر ہی منشی سید اسمعیل حسین منیر کی شاگرد ہین یہ اونکا کلام ہی

ریختہ

کیا کوئی آنکہین لڑا سکتا ہو ہوا ہی سوجو		آج کیون اونکی مژگان مین صف آرائی ہی
مست کی ٹہرا ہون پائی سوتر نقش قدم		جان دیکر تری کوچی مین جگہ پائی ہی

فصل ظای معجمہ

ظریف صاحبزادہ محمد عبد اللہ خان بہادر ابن جناب نواب غلام محمد خان صاحب بہادر

خدا اسد مرحمت و بخشا ذکر خلیفہ والیان ملک مین گذرا بڑی تنومند اور قوی القوی تہی
زور و طاقت مین یکتا تہی سنا ہی کہ اودن کی کناری بیاس ایک دریا ہی
وہان ایک کشتی بہی جاتی تہی انہون نی رسّی کناری پر پہینکی کوئی روکنی والا نہ تہا
انہون نی رسّی پر پاؤن رکہدیا پہر اوس کشتی کو جنبش نہوئی ستر برس کی عمر پائی
میرٹھ مین تپ آئی ساتوین محرم کو بارہ سو چوہتر ہجری مین رحلت فرمائی درگاہ
پہلوان مین جگہ پائی کلام انکا ہاتہ نہ آیا کہ زیب افزای تذکرہ ہوتا اونکی پوتی
صاحبزادہ محمد رضا علیخان رضا کو ایک شعر اوس غزل کا جو انہون نی مین پوری مین
سراسری موزون فرمائی تہی یاد تہا وہ تبرکاً اس تذکری مین لکہا گیا

ریختہ

شعر تجہہ شفاعت ہی بہلا جائین کہان	ای شفیع عاصیان ہم تیرا دامان چہوڑ کر

ظہیری عبد اللہ خان عرف بچا خان ولد غلام محی الدین خان چوالیس برس کی عمر ہے
ملازم سرکار دولتمدار ہین فارسی زبان کا شوق ہی جو کتابین درس مین ہین
وہ سب پڑہی پڑہائی ہین علاوہ درسیات کی اور کتابین بہی مطالعی مین آئی ہین
شطرنج کہیلنی مین بہی انکا ذہن رسا ہی کبہی کبہی فارسی شعر بہی موزون کرتی ہین محمد عظیم خان
عظیم سی مشورا ہی یہ کلام اونکا ہی

قصیدہ در نعت

ای شہنشاہی کہ ادنی بندۂ درگاہ او	باج گیرد تاج از فرق سران روم و چین
ای شہنشاہی کہ عصفوری ز باغ ہمتش	عار دارد ہمسری با شہپر روح الامین
مرحبا ای ذات پاکت راکہ از نعلین تو	گوہر مقصود یابد دامن عرش برین
ای شفیع عاصیانی تو کہ آدم وقت یاس	بر خطای خویشتن حجت اندرت یا شفیع المذنبین

از غزل

بہر قتل بہانہ جوید
داد از دست مہجبینان ما

رباعی

آئینہ چو روبروی جانان گشتہ
چون دید بروی دوست حیران گشتہ
زانسان کہ در آئینہ نما در رخ او
آئینہ بروی او نمایان گشتہ

فصل عین مہملہ

عابد صاحبزادہ محمد زین العابدین خان عرف گلن خان ولد صاحبزادہ محمد اصغر خان اصغر جنکا حال مع سلسلہ نسب حرف الف مین رقم ہوا بیالیس برس کا سن ہی تلمذ کسی سی نہین بطور خود کہتی ہین یہ اونکا کلام ہی

ریختہ

تھا جو اوڑتا ہی ہوش کو سی بی
بوی گیسوی عنبرین ہوتا

صد شکر ہجر یار نی دل سی بھلا دیا
کھٹکا سا لگ رہا تھا جو روز حساب کا

آیا خیال جو ہی کا اوس چشم مست کی
ساقی لگا دی منہ سی پیالہ شراب کا

ارمان ہی عرض حال کا ہجا ہی آج تو
کچھ دن بڑہا دی اور بھی یارب حساب کا

روز وصال وہ ہی تو کیا خوف رستخیز
سراج بھی حشر کو دیوانہ آپ کا

تھا نہ کھلنا جو عقدہ دل کو
کاش ابرو کی تیری چین ہوتا

تری جھوٹی وعدی سی تھا وہ جواب صاف بہتر
نہ امید وصل ہوتی نہ یہ انتظار رہتا

دل سی ہماری پوچھو مزہ ہجر یار کا
آنکھین بھی جانتی ہین انتظار کا

نہ دکھانی مین تھین کونسی مجبوری تھی
حال دل تھا نہ ہمارا کہ دکھایا نہ گیا

نظر کعبی مین جو آیا اوسیکو دیر مین دیکھا
عبث جھگڑا ہی ای شیخ و برہمن کفر و ایمان کا

نہ سبب ان قیامت چھوڑ کر جاونگا جنت مین
مجھی یاد آگیا وحشت مین گہر بابا کا

ایک کاش نکلین یہ ہی تو لخت جگر کی ساتھ
ارمان بہری جو دل مین ہماری ہزار ہین

کچھ بعد میری مرنی کی اونکو نہین ہی غم
افسوس اونکو یہ ہی کہ کسپر جفا کرین

کمبخت زبان تنگ دہن اونکو کہا کیون
آتا ہی تو اب منہ سی وہ بولا نکرین گی

غیرت تو کیون نہین ہی مجبور دلسی ہون
بنتی نہین ہی یار سی بی التجا کیی

واہ ایسی چہلبازی ہی شب وصلت مین تو
شام ہی تا صبح میرا حال پوچھی جائین گی

بہتی ندی ہجر یار مین ندی آنکھ کا
جان یہ ہین ہجر یار دیکھی لب تک ہی

عابد صاحبزادہ زین العابدین خان ولد صاحبزادہ احمد اللہ خان ولد نواب نصر اللہ خان صاحب بہادر سلطان تخلص جنکا ذکر حرف سین مہملہ مین گذرا میان غلام مرتضی سوزان تخلص کی شاگرد ہین باسٹھ برس کی عمر ہی یہ اونکا کلام ہی

ازسلام

مجرا ہی جسی عشق حسین ابن علی ہی
حاصل اوسی دنیا مین سعادت ازلی ہی

عابد سید عابد حسین ابن میر احمد علی رسا سولہ برس کا سن ہی اپنی والد کے شاگرد ہین یہ اونکا کلام ہی

ریختہ

ای ابر برس کر کوئی طوفان بپا کر
وہ پوچھتی ہین حال مری دیدۂ تر کا

خورشید قیامت کا تماشا نظر آیا
آنچل جو دوپٹی کا رخ یار سی سرکا

عاجز حسن علیخان ولد نادر شاہ خان چھبیس برس کا سن حافظ قران شعر مین چندی صاحب عالم مرزا رحیم الدین حیا سی مشورہ رہا پھر میر احمد علی رسا کی شاگرد ہوی یہ اونکا کلام ہی

ریختہ

آئینہ سامنی رکھا ہوا دیکھا افسوس
ہم یہ سمجھی تھی کہ خلوت مین وہ تنہا ہوگا

وہ ہم آغوش رہی تو بھی نہ نکلی ارمان
کسقدر مجھکو رہا خوف سحر وصل کی شب

ہوں تری کست رنگ پر قربان کہ بھی ہر حال ... پہچانتا ہی یار مجکو جاکر یگانہ آج
ایک اداسی توڑ ماتی کو مشاتی ہو ... پھرو ہ کمتی ہین مجہی طرز ستم یاد نہین
کیون شور حشر نی ہمین ہشیار کر دیا ... بیخود پڑی ہوی تہی کسیکی خیال مین

عاشق

عاشق خان بہادر خان خلف محمد ابراہیم خان شاگرد میر احمد علی رسا ہین
بتیس برس کا سن ہی یہ اونکا کلام ہی

ریختہ

رفتار مین ہلک سی نشان کمر ملا ... ثابت جو مسکرانی سی اونکا دہن ہوا
نہ دل سی جای گی ایذای غم کی کیفیت ... کسی کی تینی کا ارمان بن کی آتی چوٹ
کٹا دن تڑپتے تری یاد مین ... خدا جانی کیا رنگ لاوی گی رات
کہتی ہو تم کہ سینی تجہی کچہ نہین کہا ... ظالم جگر مین زخم یہ کسکی زبان کی ہین

عاشق

عاشق حاجی حافظ محمد اسمعیل خان ولد محمد ابراہیم خان شاگرد وزیر علیخان وزیر جوان صالح تہی زندگی نی وفا نکی اکیس برس کی عمر ہوئی نوین رمضان کو بارہ سو اٹھاسی ہجری مین نوجوان مرگئی یہ اونکی چند شعر ہین

ریختہ

لیگیا کون دلربا دل کو ... ور پہرتا ہی ڈہونڈہتا دل کو
نہ مٹتہ موڑو کہ وقت ذبح ہرگز ... اری قاتل مین اسماعیل خان ہون
تری خاطر عدو کی الجھا کی ... بہت اپنی سی ہمنی دلربا کے
... نہ کیونکر ہنو عدو پہ اونکی ... وہ کہاتی ہین قسم سیری وفا کی

عاشق

عاشق محمد علیم خان ولد بہادر خان صاحب کمال نہی فارسی کتابین میرزا اسمعیل مرحوم سی پڑہی تہین کبہی کبہی اردو شعر بہی کہتی تہی پچاس برس کی عمر ہوئی رمضان شریف کی چوتہی تاریخ بارہ سو اکتالیس ہجری مین انتقال کیا

یہ شعر اونکا ہے

ریختہ

بوسہ اوس لعل شکر بار کا یارب مجکو ملے
مطلب اس عاشق بیمار کا یارب مجکو ملے

عاشق

عاشق تخلص سید غیاث الدین خلف سید قطب الدین رضوی ایک شعر انکا تذکرہ مصحفی مرحوم سے لکھا گیا اسکے زیادہ کلام نہ کچھ حال معلوم ہو

ریختہ

دیکھا اوس سے تو نہ ہوا دل اپنا عاشق
سخت وہ شوخ دل آزار نظر آتا ہے

عاصی

عاصی صاحبزادہ محمد مبارک علیخان بہادر ابن جناب نواب محمد سعید خان صاحب بہادر جنت آرامگاہ نور اللہ مرقدہ جنکا ذکر خیر طبقہ والیان ملک مین زیب السنہ اس تذکرہ ہوا اکیس برس کی عمر ہے ذہن رسا ہے مذاق اچھا ہے پہلی مرزا محسن علیخان عرف آغا مجو متخلص بہ ہندی کی شاگرد تھی پھر سید نظام شاہ نظام سے مشورہ ہوا یہ چند شعر اونکی کلام سے منتخب ہوکر لکھے گئے

ریختہ

یون بھی کوئی مکرتا ہے لیکے کسیکا دل
میری طرف تو اوس ستم ایجاد دیکھنا

یہان گنتی کٹتی ہی ایک ایک گھڑی
وہان یاد بھی نہ رہا وعدہ انہین

ایسی مرجانی پہ عاصی کبھی سو جانین فدا
کر کی بسمل مجکو وہ محو تماشا ہو گئی

جفا و جور مین پائی ہین لذتین کیا کیا
تمہاری ظلم کا پوچھی کوئی مزا مجسی

حال دل اپنی اوس شوخ سی کہتا نہین
کہ ستم سی نہ کہین اپنی پشیمان ہو جائی

ہمنی عاصی کہین تمہین دیکھا
کھل گئی حقیقت پارسائی کی

ابھی یہان آہ و زاری کی ہوس ہے
شب غم اور ابھی گردون ثریا کی

چھین لیا ہین مر گئی چھین ہای قسمت
گرہ جب کھل گئی بند قبا کی

ایک بوسی سی کسکی ہو تسکین ۔ خواہشین ہین ہزار ہا دل کی

عاصی صاحبزادہ گوہر علیخان ولد صاحبزادہ نذر علیخان ولد صاحبزادہ قاسم علیخان ابن جناب نواب محمد فیض اسد خانصاحب بہادر عرش منزل طاب ثراہ جنکا ذکر خیر طبقہ والیان ملک مین گذرا سینتالیس برس کا سن ہی نیک باطن خمیر مین تواضع وانکسار ہی طبیعت عجب باغ وبہار ہی اکثر شعر فرماتی ہین اس ہیچمدان کو کلام دکہاتی ہین یہ چند شعر اونکی بطور یادگار لکہے

ریختہ

جاتے ہین مرگئے لوگ کیسے کیسے یہان ۔ ہای دنیا مکان عبرت ہی

رباعی

سب عمر گنہی گناہ کرتی کرتے ۔ اور خواہش نفس دل مین بہرتی بہرتے

کیا عہد وکیا تہا اور کیا کیا عاصی ۔ دہیان اسکا نہ آیا کبہی مرتی مرتے

عاصی شیخ محمد عنایت اللہ ولد شیخ محمد امام الدین ستائیس برس کی عمر ہے ابتدا سی شوق ہی نعت شریف کہنی کا ذوق سے حافظ حسن علیخان عاجز کی شاگرد ہین یہ اونکا کلام ہے

ریختہ

مری دل کی گرفتاری کو یارب ۔ بنی زنجیر گیسوی محمد

ہلال عید سی تسکین ہو کیونکر ۔ مین ہون مشتاق ابروی محمد

دکہانا قبر مین عاصی کو یارب ۔ شبیہ روی نیکوی محمد

عاصی محمد سراج الدینخان ولد مولوی جلال الدینخان نواب مرزا خان داغ کی شاگرد ہین بائیس برس کی عمر ہی کبہی کبہی تخلص حیران بہی کرتی ہین یہ اونکا کلام ہے

ریختہ

بسکہ گردون نے لگائی ہی نہ تک رشیہ نما ۔ پر نہ دیکھا ادسنے تیری روی انور کا جواب

عاصی

عاصی تخلص نام انکا معلوم نہیں تذکرۂ گلشن بیخار مین صرف تخلص اور ایک شعر لکھا ہی وہین سی لکھا گیا

ریختہ

کھلتا ہی گرمی سی نگہ کی وہ گل اندام ۔ ہمدیمس لطف کی نازک بدنی ہی

عاقل

عاقل صاحبزادہ محمد رضا علیخان ولد صاحبزادہ محمد اصغر علیخان اصغر پچیس برس کا سن ہی مرد نیک خصال ہین خلق و تہذیب مین سراپا کمال ہین جو کچہ لکھا میرزا قتیل باغی بیگ کا ایک شاگرد مرزا اسد اللہ خان غالب دہلوی کو دکھایا مگر چند ہی روز یہ شغل رہا پہر چھوٹ گیا کچہ اشعار اونسی ملی اوس مین سی دو شعر لکھی گئی

ریختہ

قتل کرتا ہے اک نگاہ مین وہ ۔ اور بھی دیکھنا نہین آتا
بیم محشر ہی خموشی نی ہماری کھویا ۔ جانتی ہین کہ اسی طاقت گفتار نہین

عاقل

عاقل میر مہدی حسین ولد میر بندہ حسین عالی تخلص لکھنوی بیالیس برس کی عمر ہی متوطن لکھنو ہین جناب منشی مظفر علی صاحب اسیر کی تلمذ ہی اس زمانی مین یہان اکثر رہتی ہین طبیعت اچھی ہی شعر خوب کہتی ہین یہ اونکا کلام ہی

در مدح بندگان حضور پر نور

یہ صحن باغ مین افزایش زر گل ہی ۔ کہ باغبان بھی ہی قارون کی طرح مالا مال
روش پہ بلبل کی رنگ حنا کری پیدا ۔ برہنہ پا کوئی سبزہ [illegible] پامال
اثر قرینہ جو یوہین رہا [illegible] ۔ عجب نہین ہی جو بلبل [illegible] پر دبال

کبھی فلک کی طرف رخ کرے جو ابکا ہم — ہتین ہی قطب روانہ ہو بہر استقبال
کرم سے آپ کی ایسا جہان ہی مستغنی — ہوا ہی دیدۂ سائل مین ارہ سوال
زمین کو رتبہ ملا نقش نعل توسن سے — فلک پہ ایک مہ نو زمین پہ چار ہلال

اشعار غزل

ہمارا وہ نام کہ کوئی بولی نہین ہی یاد مجھی — بتا دو اہل جہان کسی نی سنا ہی کاکل نہین نام عاشق
مرگ گردن دل ارباب صفا کعبہ و دیر — یار معلوم ہین سب تیری ٹھکانی ہمکو
مستہدی یہ عاشق مین لہو رونی پہ جوش ہون — تم رونسی وہ اونکی یہ مری دلسی لگی ہی
یہ روز بروز ترقی یہ حسن ہی اونکا — کہ صورت اونکی مجھی بھول جاتی ہی

عالم تخلص حافظ محمد عالم شاہ خان ولد احمد شاہ خان تاجر چوب پچیس برس کی عمر میان فضل احمد فضل کی شاگرد ہین اونکا یہ کلام ہی

ریختہ

مژدہ باد اے دل کہ وہ بلوا کی خلوت مین مجھی — سن رہی ہین حال میرا جانکر افسانہ آج

عباس تخلص مرزا عباس بیگ نام اصل وطن بانس بریلی ہی مرزا ذکی تخلص ندیم کی اولاد مین تھی علم انگریزی سی آگاہ انشا نویسی مین مشہور رہی ایک مدت تک وابستہ دامن دولت ریاست رامپور رہی پھر لکھنو گئی خواجہ حیدر علی آتش کی شاگرد ہوی اونھون نی تخلص بدل دیا بجای عباس نادر تجویز کیا وہان کی باندہ گئی نواب کی سرکار مین نوکر ہوی چالیس برس کی عمر تھی کہ غدر ہوا اور دہین پھانسی پائی منجملہ تصنیفات ایک مثنوی اونکی ہی کہ فسانہ عجائب کو مثنوی لیلی و مجنون کی بحر مین موزون کیا ہی اور سنا گیا کہ دیوان بھی ترتیب دیا ہی مگر نہ دیوان کا پتا لگا نہ مثنوی کا نشان ملا مستغرق چند شعر ملی وہ درج تذکرہ ہی

ریختہ

گیسو وکھو وصل کی شب منہ پہ تم آئی نہ تھی	شرط بدتا ہون قیامت تک سحر ہوتی نہیں
پیتا نہین شراب کبھی ہیو منو کبھی	قالب سے میری روح کبھی پا سکی
تاب قبول کتی ہی جسکو تمام خلق	کہڑکی وہ ہی صنم تری دولتسرای کی

عباس

عباس عباسخان ولد کلو خان پنتیس برس کا سن ہی میر احمد علی رسا کی شاگرد ہین یہ اونکا ایک شعر ہی

ریختہ

کل تلک تہا عشق مجنون کا زمانہ قصہ خوان	قابل تحریر ہی غم کا مری افسانہ آج

عباس

عباس تخلص عباسخان نام تذکرہ تکملۃ الشعرا تالیف مولوی قدرت اللہ شوق مین لکہا ہی کہ وطن اصلی انکا لاہور ہی مگر اس دار الریاست مین مدتون رہی شعر ریختہ بہی کہتی تہی اور قائم چاندپوری سی اصلاح لیتی تہی وہ کلام تو نہ ملا چند شعر پارسی جو اوس تذکری مین لکہی تہی وہ نقل کیی گئی

فارسی

خاک باشد سرمۂ چشم فلک	حیرتی دارم غبار کیستم
از سر نوشت خود ای وای در تب بالم	کہ نام من بخط غیر یار انشا کرد

عباس

عباس سید عباس علی خلف سید نادر علی مراد آبادی پہلی عدالت دیوانی مراد آباد مین وکیل تہی پہر اس دار الریاست مین محکمہ رجسٹری کی مہر اول ہوی مولد شریف پڑہنی کی مشتاق ایسی محافل متبرکہ کی بہت مشتاق اسی ذوق مین کبہی کبہی نعتیہ شعر کہتی تہی مولوی محمد امین الدین امین اور مولوی کفایت علی کافی مرحوم سی تلمذ تہا پچپن برس کی عمر تہی کہ ہیضہ کرکی انیسوین جمادی الاولی کو بارہ سو چوراسی ہجری مین راہی ملک بقا ہوی یہ اونکا کلام ہی

در نعت

وہی خالق ارض و سما دیدار احمد کا دکھا	ہر دم یہ تجلی ہی دعا دیدار احمد کا دکھا
درگاہ مین تیری یہی التجا عباس کی	ذرات ہر صبح و مسا دیدار احمد کا دکھا

عبرت

عبرت حکیم میر ضیاء الدین ابن سید علاء الدین شاہجہان آباد انکا وطن آبائی ہی مگر انہون نی پرورش اسی دار الریاست مین پائی ہی مصطفی خان عرف نجو خان مرحوم کی نوکر تھی فن شعر مین نواب عبرت خان کی شاگردی سی بہرہ ور تھی کلام انکا اور کچھ تو نہ ملا پدماوت کو جسقدر انہون نی اردو مین موزون کیا تھا اوسی انتخاب کر کی لکھا

ریختہ

بیتاب کوئی شی نہین سیماب کی مانند	پر وہ بھی نہوگا دل بیتاب کی مانند
مین مثل کتان جیب کی دکھلاؤن تماشے	تو آئے سر بام جو مہتاب کی مانند

انتخاب مثنوی پدماوت

در حمد

کشش سی دل کی یہان جو آہ نکلی	یہ گل منہ سی بسم اللہ نکلی
ہی وحدت پر دلیل اوسکی یہ کثرت	ہر اک سبزہ ہی انگشت شہادت

در نعت

محمد کا زبان پر نام آیا	قلم نی سر کو سجدی مین جھکایا
محمد سرور دنیا و دین ہی	محمد رحمۃ للعالمین ہی

در مدح اوستاد خود

برنگ نغمہ جو مضمون رسا ہی	رہا اوسکی تار سلسلہ مین چھپا

در مدح جناب مستطاب نواب محمد فیض اللہ خان صاحب بہادر عرش منزل طاب ثراہ

اگر ہو باز خون بلا کے دستے ۔۔۔ ہلا وسکی ہوشس اوڑا دی جو چھلیے

در سبب تالیف

بدل شنگرف کی رنگ شفق ہے ۔۔۔ گلستان کا نمونہ ہر ورق ہے
خوشس الفاظ ہون جون غنچہ گل ۔۔۔ معانی مین چھپا ہو شور بلبل

در پیدائش پدماوت

جو پایا واسنے نی عالم فراو ۔۔۔ بغل مین اوسکو دل کی طرح پالا
اوسی باد مخالف سی بچاتی ۔۔۔ چراغ آسا تہ دامن چھپاتی
نظر سی چشم بد کی بسکہ ڈرتی ۔۔۔ چھپا کر انکہون سی جون پتلی نگرتی

رفتن پدماوت بسیر باغ و غسل کردن بدریا

یہ کسکی غمزی نی مارا ہی شبخون ۔۔۔ کہ ہی ہچی کی شاخ اک تیر پرخون
سنی ہی کسکی مقدم کی خبر عام ۔۔۔ سراپا چشم ہی ہر نخل بادام
چھلاوی سی کبھی پیدا اور کبھی پنہان ۔۔۔ نگہ ساتہ اوسکی تہی افتان و خیزان

در صفت دریا

ہر اک چشم عاشق حلقہ آب ۔۔۔ تماشایی تہا رخ دریا پہ گرداب

در کیفیت غسل حسینان

فلک سی ماہ کرتا تہا اشاری ۔۔۔ کہ برج حوت مین اوتری ہین تاری

در سراپای پدماوت و حسن آن

ذقن پر اوسکی ہی جو خوشنما تل ۔۔۔ کسی عاشق کا جیسے رہ گیا دل

مدح جناب مستطاب نواب محمد فیض احمد خانصاحب بہادر عرش منزل طاب ثراه

چنان سینہ و صد از زخمی او ۔۔۔ کہ آب تیغ حلقش در گرفتہ
ہمای شوکت او آسمان را ۔۔۔ بسان بیضہ زیر پر گرفتہ

کہا از قفس باد دو کاشانہ خود را	صدف آسا بہ گرہ گرفت

مہربان — عثمان بیگ خان متخلص ایک سید عالی نسب متخلص بہ بلہسپو غلام مرشد مرحوم کی شاگرد تھی خاموری میں سرکار
مدراس میں مدرسی کی عہدی پر نوکر ہیں بیالیس برس کی عمر ہی اونکا یہ کلام ہی

در مدح حضور پر نور

نہیں جاتا ہی ضائع ایک قطرہ رو بروئی اوسکی	گہر رحمت سی بنتا ہی آنسو چشم گریاں کا

از غزل

حلقہ گیسو میں پہنا جو کوئی	بند تعلق سی رہا ہو گیا
آئینے سے جو مقابل وہ ہوا	حسن صورت پہ صفا لوٹ گئی

از سلام

غیر تسبیح نہ پایا کمین شہ نی ذرا	اور جز دیدۂ پر آب نہ دیکھا پانی

عجب — محمد جی الدین اردو ولی اللہ مرحوم کا بیٹا مولانا تراب علی صاحب عزت مرحوم کی شاگرد عربی اور فارسی علم سی آشنا
نسب اونکا ملا تی ہی حسب نسب سے فن تاریخ گوئی میں کمال مہارت تہا بندہ ... بہ ... یہ کلام انکا ہی

در صفت قلم

طرفہ تر احوال کہ با از سر نو دہ تنگ ست	راکبی نادر کہ می گردد ... مرکب سوار
دلبر رعنا کہ گیسویش مسلسل زیر پاست	عاشق شیدا کہ دارد سینہ پیوستہ چاک

تاریخ

تا کہ از جود و سخا مثل سحاب	گشت امید جہان را داد آب
سال تاریخ نکاتش ہاتفم	گفت دولتخانۂ عالی جناب

انتخاب مثنوی جو کہ شست کزد بحر یگ گفتہ

در حمد شاہد حقیقی

گفتہ از جلوۂ روی تو ماہ	ساختہ شب سایۂ موی تو سیاہ

دیدی و بنیش و بینا تری ساقی و پیمانہ و مینا توئی

در نعت

پرده چیمی بر رخ انداختہ از عرب احمد میم افگندہ اخته

در صفت رقاصه

راحت دل خندهٔ دندان نما آفت جان حلقهٔ زلف دوتا
ماه دو هفته خجل از روی او سنبل تر منفعل از موی او

نصیحت پسر دری

ای دُر ارزندهٔ درج جلال اختر تابندهٔ برج جمال
هر که در اندیشهٔ کاری بود یا دل او در کف یاری بود
کوشش او کاشف و لبستگی ست محنت او ثمر وارستگی ست

گلهٔ افلاس

آمن جانم طلب از بیکسی نامده و نام تنگ از مفلسی
آتش سوزنده زانسان بلند کز تب او سوخته دل چون سپند

عجیب

عجیب تخلص لاله دامودر سین عرف ڈوری لال ولد لاله کنور سین لذت وکیل عدالت فکر مضمون خنده ہی طبیعت تیز ہی اکیس برس کا سن ہی کئی برس سی ضلع بریلی کی محکمہ اسسٹنٹی مین نائب سررشتہ دار ہین افسر کارخانۂ آبپاشی انہار ہین یہان کی قیام تک راقم سی تلمذ ہتا چند شعر اونکی لکھی گئی

ریختہ

نہ بجھی پر نہ بجھی آگ ہماری دل کی تیری چتون سی ہی کچھ ای مژه تمانخو
خون جگر شراب ہی لخت جگر کباب یہ ذائقہ کہان ہی کباب و شراب مین

ہی شام ہی سی ہاتہ جگر پر دہرا ہوا	کیونکر کٹی کی رات بغل مین صنم نہین
میری سینی پہ رکھی پای نازک	جگہ ہی یہ تمہاری نقش پا کی

عدیل میر عوض علی صاحب خوشنویس سید حسینی خلف میر جاند علی صاحب حافظ ابراہیم صاحب ابن حافظ نور اللہ صاحب کی شاگرد نامور ہین بلکہ بعضی باتون مین استاد سی بہتر ہین اہل بصیرت جانتی ہین کہ خط نستعلیق کو انہون نی کیسی رونق دی ہی زور قلم نی کیا بات پیدا کی ہی برکت کا یہ حال کہ جسنی چندی تلمذ اختیار کیا محروم نرہا بہت شاگرد خوشنویس کامل ہو گئی کتب درسیہ مولوی سلامت اللہ صاحب سی پڑہی ہین بعض رسائل جو انکی تالیف ہین نام اونکی لکہی جاتی ہین رسالہ سہل ممتنع املا کی بیان مین تحفۃ الملوک طب مین دستور العمل تدبیر معاش ساکین مین طریق تقسیم ساکین رسالہ اصول نستعلیق نا تمام مثنوی نان نعمت اصل وطن انکا ملیح آباد ہی جب جناب غفران مآب نواب محمد سعید خانصاحب بہادر جنت آرامگاہ طاب ثراہ لکہنو مین تشریف رکہتی تہی جناب نواب محمد یوسف علیخان صاحب بہادر فردوس مکان انار اللہ برہانہ کی تعلیم کی واسطی میر صاحب کو مقرر فرمایا تہا قدیمی نمکخوار ہین بندگان حضور دام اقبالہم کو بہی اس فن مین تلمذ ہی نہایت مورد عنایات سرکار و تمغہ دار ہین اسی برس کی عمر ہی سالہا سال سی درازی یہین رہتی ہین بطور تفنن کبہی کبہی شعر بہی کہتی ہین یہ ان کی کلام کا انتخاب ہی

ریختہ

اٹہو بار نفس نہین اوٹہتا	آہ کس درجہ ناتوان ہین ہم
آپ مین ہین نہ آپ سی با ہم	کچہ نہین جانتی کہان ہین ہم

قطعہ تاریخ جشن کتخدائی بندگان حضور پر نور دام ملکہم و اقبالہم

مبارک ہو کلب علیخان کا بیاہ	یہان جب تک ہو یہ نوشاہ ہو
ہوئی ایسی تاریخ سے کے جستجو	کہ مشہور رہا ہے سے تا ماہ ہو
عجب سال فصیح طلای مثلا	یہ نوشاہ یارب شہنشاہ ہو
	۱۲۶۲ھ

اشعار مثنوی بزبان فارسی

ای توئی موجود با ذات صفات	از وجود تو وجود کائنات
از تو قندیل فلک روشن شدہ	صحن گردون غیرت گلشن شدہ
مشتری از نور تو معمور شد	روی زہرہ از تو رشک حور شد
ہر یکی را دین برروی تو باز	ہر یکی با ناز تو دارد نیاز

در مدح

جناب کلب علیخان بہادر نواب	ہند با شرف چو دلنواز آمد
بطرز سال نکو فال گفت پیر خرد	بہار گلشن ہندوستان بناز آمد

۱۲۸۴ھ

عروج منشی احمد حسن خان خلف منشی محمد حسن خان مغفور مضافات لکھنؤ مین ایک قصبہ ہی آسیون وہان کی شیوخ مین نامی و مشہور ہین تیئیسویں برس آبائی مین پیدا ہوی اور دہلی و لکھنؤ مین بہت رہی اب کانپور مین بود و باش ہی اور اس دارالریاست مین دو برس سی صورت معاش ہی سرکار فیض آثار کی وظیفہ خوار ہین قدر دانی بندگان حضور کی شکرگزار ہین چونتیس برس کی عمر ہی فکر بلند ہی مذاق دلپسند ہی فرماتی ہین کہ دو ایک سلام شیخ امام بخش ناسخ مرحوم کو دکھای تھی اور چند غزلین میر علی اوسط رشک مغفور کو دکھائی تھین دیوان مرتب نہین ہوا جو کچھ کلام اونکا ملا اوسمین سی یہ لکھا گیا

ریختہ

جدہر کا نی سی خیال آتی ہین کہ لکھیا ہوین
کرتی ہی دہشت سی شہر بکر نہین دشمن نکلا

خدا نصیب کری زاہد و نکو جنت مین
مزہ جو رات کو یاران انجمن مین رہا

یہان تک بڑہا تیری دل مین غبار
کہ آخر لڑائی کا کہر ہو گیا

نکالا وہان اک آئینہ پہلو کی جانب
کہین پہر لین شانہ نہ کروٹ بدلکر

نہ سمجہا بیوفا ہوگا نہ جہسا عاشق صادق
زمانہ چرخ کہای کا اگر بہرا بد ہر نکلا

وہ گلچین ہون ہمیشہ ہاتہ خالی باغ سی نکلا
وہ بلبل ہون کہ قسمت سی ہائی آشیان بر نکلا

شانہ نہ پہیرا ہی نہ پہیرو نگا تری تلوار سی
دم میں دم میری ہی جبتک اوستم ایجاد ہی

حال یہ اور وا کر کس کو کوئی نظر آتا نہین
یہ مصیبت سب سی بڑہکر قابل فریاد ہی

مرنکی لی اوس لب جانبخش سی کی راہ
جنکی کو تو پرواہ مسیحا نہین کرتے

آپ جسکا ذکر کرتی ہین بڑی تعظیم سی
جسکو کہتی ہین عروج ملک رند شاد باز ہی

قبای گل جو بغلین جہانکتی ہے
یہ بو بہونچنے بیکسکی پیرہن سے

رباعی در مدح بندگان حضور

ہین نکتہ نواز آپ سردار وہین
دربار یہ ذرہ بار سے دربار وہین

اقبال بچشم ہین بطرح فدوی خاص
کیونکر نہ عسرہ ہو جو ہمسکو زار وہین

عزت تخلص مولوی محمد غیاث الدین صاحب قدس سرہ خلف الرشید مولوی جلال الدین صاحب اپنی والد کی شاگرد رشید تہی مولوی غلام جیلانی رفعت سی مستفید تہی تصنیفات کا شوق تہا تالیفات کا ذوق تہا غیاث اللغات منتخب العلوم جسمین چالیس سالی چالیس علم مین ہین خلاصۃ الانشا رسالہ عروض و قافیہ افسانہ بلغ و بہار شرح مثنوی غنیمت شرح سکندرنامہ شرح ابوالفضل شرح گلگشتی شرح بدر چاچ مجربات غیاثی جواہر التحقیق نزاکۃ اغلاط الفاظ عربی و فارسی مین خواص الادویہ یہ سب بخشتہ کلک

عزت

جامع مسالک موجود ہین اور سوا انکی اور بہی منشآت تہی کہ دستیاب
نہین ہوتی مفقود ہین خلف مستطاب نواب محمد یوسف علیخان صاحب بہادر
فردوس مکان طاب ثراہ اور بندگان والا دربان دام اقبالہم انکو
ونس تلمذ ہی فن طب کی بہی خوب ماہر ورع و تقوی او نکا کالشمس فی رابعۃ
النہار فن طب مین مولوی نور الاسلام نبیرہ شاہ عبد الحق محدث دہلوی کی
شاگرد رشید ایسی ذات مجمع الصفات نہ دیدہ نہ شنیدہ منبر شاہجہان
اور کبیر خان سی بہی کچہ استفادہ فرمایا ہی بہت سی استادان
کامل سی فیض اوٹہایا ہی ارسٹہ برس کی عمر تہی کہ بائیسوین ماہ ذیحجہ کو
بارہ سو ار سنہ ہجری مین اس جہان سی انتقال فرمایا چند شعر انکی
ہاتہ آئی کہ رونق افزای تذکرہ ہوی

ریختہ

بیچین کردیا مجہی اک دم مین اس طرح	آنکہونکو تیری کسنی یہ جادو بتادیا
پہرتی ہو روٹہی ہمسی نہین مانتی ہو بات	ہم جانتی ہین تمکو کسینی سکہادیا
زاہد بہی خانقاہ مین بدمست ہوگیا	کیفی کو میری نشہ مین سرشار دیکہکر
اتنی بہبری تو ای ماہ جبین خوب نہین	ہمسی ہر بات مین یہ تیری ہنسی خوب نہین

از قصیدہ فارسی

چون پئی بند گوہر نطقش شود از فرط شرم	آب از در و در ز آب و آب از دریا رفت

ایضا از قصیدہ

چہرہ گل را ز شبنم تازہ می بخشد نسیم	میدہد گیسوی سنبل را صبا پیچ و تاب
سبز شد چون شاخ نرگس کلک از جوش بہار	صفوت سنبل سرا شد سطور اندر کتاب

از غزل

مردم آئینہ بہ پیش نفسم میدا ہند — بسکہ حیران شدم از جلوۂ تصویر کسی
برق در سینۂ من میجہد آندم عزت — یاد آید چو عمل کردن شمشیر کسی

عزیز

عزیز عبد الکریم خان ولد حضرت شاہخان اٹھائیس برس کا سن ہی میان منصور علی تخلص بہ علی کی شاگرد ہین دو تین غزلین اونکی ملین وہ انتخاب کی گئین

ریختہ

واعظ اپنے حشر کے گفتگو — ہیئت اردون کا تو محشر ہو گیا
آج امتحان غیر ہی مقتل مین دیکھی — لی تو چلی ہین مجکو بھی وہ مسکرا کی ساتھ

فارسی

فارغ از چاک دامنم ای خان — من نہ آنم کہ پیرہن دارم

عشرت

عشرت صاحبزادہ محمد عشرت علیخان ولد صاحبزادہ محمد انعام اللہ خان ولد صاحبزادہ عبید اللہ خان ہمدم جنکا ذکر حرف ہای ہوز مین آئیگا انتیس برس کی عمر ہی میر احمد علی رسا سی مشورہ ہی یہ اونکا کلام ہی

ریختہ

کون ہی وہ کہ اوسنے یہ پوچھی — کبھی عشرت سی کب ملین گی آپ
نہ ای ستمگر کبھی توڑنا دل دشمن — مری جگر کی لیی درد ہی پرائی چوٹ

عشرت

عشرت میر غلام علی ابن میر معظم علی نواب نصر اللہ خان بہادر سلطان تخلص کی عہد مین یہان نوکر تہی مرزا علی لطف شاگرد مرزا رفیع سودا کی شاگردونمین نامور تہی پدماوت مثنوی جو میر ضیاء الدین عبرت سی ناتمام رہگئی تہی اوسکی تکمیل انہون نی کی ہی وہ چھپ گئی ہی گیارہ سو چھتیس ہجری مین انہون نی انتقال کیا مولوی عبد الملک ممتاز نی ہای میر عشرت مادہ تاریخ

یہ اونکی کلام کا انتخاب ہی

ریختہ

زلف سی کیون نہ دلکو ہوتا ربط / وہ پریشان ہتی یہ ابتر تہا

ہمنشین عزم سفر اوسکا سنا یا کہا / تو نی بیدرد یہ کہو سنا مری لیپر مارا

یہ کون اوٹھ گیا جسکی جانی سی غشرت / اوداسی برستی ہی دیوار و در پر

سنتی ہین ہمارا بعبد اون مرگیا / تم ہی چلکر سیر ماتم دیکہ لو

نعرفی سی تو نی آکر دکہایا نہ کچہ تماشا / کیا کیا نہ روپ ہمنی تیری لیی بنای

غنیرو نسی ہنسا وہ جو مری سامنی عشرت / کچہ بس نہ چلا دیکہ کی آنسو نکل آی

شب فراق مین لپر قلق ابہی سی ہی / سحر ہی دور مرا رنگ فق ابہی سی ہی

ابہی کہا ہی نہین حال دل اوسی قاصد / ہوای شوق مین اوڑتا ورق ابہی سی ہی

ہنوز دفن ہوا ہی نہین ترا بسمل / کہ زلزلی مین زمین کا طبق ابہی سی ہی

کہینی شام کی آنیکو کہا کہا عشرت / کہ منہ پر آپ کی پہولی شفق ابہی سی ہی

مثنوی

جوگی شدن رتن سین مع رفقا و دیدن کنیز پدم

جو ہیی دیکہی وہ جوگی ماہ پیکر / ہوی آئینہ حیرت سراسر

بہلا کر مرگ چہالا اپنا اپنا / جدہر دیکہو ہر اک جوگی ہی بیٹہا

وہ حلقی کان مین غارتگر ہوش / دل عالم ہی جنکا حلقہ در گوش

سنہری انڈوان جس طرح بالی / زیادہ چاند سی جوبن نرالی

لباس اونکی ہتی رنگین گیروائی / برنگ کاہ ہمراہ اک جدائی

وہ سرسی پانون تک سوی پریشان / تہ ابر سیہ مہ درخشان

نامہ رتن بنام پدماوت

معلا کاغذ نامہ تھا وہان
گیا خون دل و دیدہ سے افشان

رگ مژگان سی کی مدد بی قلم کی
سوا د چشم سی حالت رقم کی

گل باغ حیا و سرو قامت
رہو گلزار عالم مین سلامت

چراغ افسردہ بزم عاشق زار
سحر سیری ہی فرقت مین شب تار

تو مہمان ہی گل تو محو گشت گلزار
یہان مین مثل بلبل با دل زار

وہان سرخوش تو ای تماشاست
یہان برپا ہی ہر روز اک قیامت

یہ غفلت تا کجا کہ ای خود آرا
ادھر بھی اک نگاہ ای بت خدا را

در تعریف مکان

سقر تھا مکان اک ہفت منزل
برنگ چرخ چوہنا جسپہ کہگل

برنگ آئینہ رخشندہ شفاف
جو دیکھی اوسکو دیکھی آپ کو صاف

تمامی با دلی کا جا بجا فرش
رہی جس سی منور منزل عرش

حال صبح وصل

ہوا جب سحر گریزان مثل سیماب
تو چمکا شعلہ مہر جہانتاب

نکل کر تب رتن دو لتسرا سے
گیا سو ایک گوشی مین حیا سے

پدم کی پاس آئین محرم راز
سنہر یہ و شوخ چالاک اور طناز

یہ دیکھا رنگ اوس آراستہ کا
کہ گل باغ حیا نوخاستہ کا

عجب ہی شکل اوسکی ہوگئی ہی
کہ رنگ سرخ اوسکا چھپتی سے

جو ملبوس عروسی زیب تن ہی
سو لیکر سر سی پانک پر شکن ہی

کہین مسکی ہی انگیا بند ہین باز
نہ چولی ہی سلامت اور نہ پشواز

جبین پر تہی جو وہ افشان نمایان
ہوا ہی بستر خواب اوس سی افشان

ہمبوسی سی اوسکی ہونٹہ اور گال
برنگ غنچہ و مانند گل لال

غرض یون نازنین ہی سر سی تا پا | کہ جیسی سیج گل جاتا ہی مرجھا

عشقی

عشقی مولوی شیخ غلام محی الدین ابن مولوی جان محمد ولایتی اپنی والد سی تلمذ تھا نوّی برس کی عمر ہوئی ماہ ذی حجہ کی اونیسوین تاریخ بارہ سو اکہتر ہجری مین انتقال کیا ایک شعر انکا ہاتہ آیا وہ لکھا گیا

ریختہ

اٹھتی ہی لہک مری دلکو زلف یار لپٹ | کہ جیسی کاٹ کی جاتی سیاہ مار لپٹ

علی

علی سید زین العابدین نام عرف سید منصور علی ابن سید السادات سید حسن حسنی مغفور پچاس برس کی عمر ہی میان رفیع الدرجات نزہت کی شاگرد رشید ہین اردو فارسی دونون زبانون کی شاعر ہین کہین کہین منصور بھی تخلص کرتی ہین جو کلام متفرق اپنا انہون نی دیا یہ منتخب کیا

ریختہ

رہبری خضر کی معلوم ہی اس کوچی مین | سیری وحشت مجھی لیجای تو کچھ دور نہین
چمن مین رنگ ہون بو ہون صبا ہون غنچہ گل ہون | بنفشہ ہون سمن ہون لالہ ہون نسرین ہون سنبل ہون
دلکو مری لگی ہی شراب و کباب کی | زاہد تجھی پڑی ہی عذاب و ثواب کی
میرا تو حشر بہی ہو یہان ہی یہی دعا | پروای خلد کسکو تری گھر کی سامنی

رباعی

کسنی مجھی چین سی کیا ہی بیچین | اسنی مجھی چین سی کیا ہی بیچین
بیچین کرسکا وسی ہی کوئی یارب | جسنی مجھی چین سی کیا ہی بیچین

تضمین

ایک معشوق مین تیری سی نزاکت ہی پر | سنہی ہو تیری کف پا کی برابر ہو کہ تو
حسن یوسف دم عیسی ید بیضا داری

فارسی

صد دل از یک درو سه جستی — عشقبازی و سیه زائی‌ها
بداماں و گریبانش ز چشم — اگر تار نظر بودی چه بودی
بدیوارش چو بلبل می نشستم — مرا گر بال و پر بودی چه بودی

علی تخلص محمد علی حسین خان نام ابن غلام حسین خان بیس برس کی عمر ہی ولی محمد خان بسمل انکی استاد ہیں یہ تین شعر انکی لکھی گئی علی

فارسی

گل قبا را چاک کرد و غنچہ سر بر کف نہاد — در گلستان ای علی شاید کہ گلفام من است
بہار بیخودی در غنچۂ دل — ز داغ لالہ رویان آفریدند
رمیدن از دل ما وام کردند — چو شوخی غزالان آفریدند

عقیل محمد نصیر الدین خان ولد مولوی عبد الہادی خان پچیس برس کی عمر ہے درسیہ کتابیں اپنی باپ اور مولوی عبد القادر خان اپنی دادا سی پڑہیں نوکریاں سرکار انگلشیہ میں کیں اب نجیب آباد کی تحصیلدار ہیں یہ اونکی اشعار ہیں عقیل

ریختہ

فریاد سی کیا کام تری کشتوں کو قاتل — بی بانگ درا قافلہ جاتا ہی عدم کا
سر تا بقدم شکل ہی وہ سر بسر اچھی — رخ اچھا قد اچھا دہن اچھا کمر اچھی
دیکھا اونہیں تو زخم جگر پہ ہنسی ہی — اوٹھی ہی روز حشر ولیکن مری ہوئی

از مثنوی

ہر غنچہ کی گفتگوی توحید — ہر پہول کو رنگ و بوی توحید

عمر تخلص مولانا شاہ محمد عمر صاحب خلف الرشید حضرت شاہ احمد سعید صاحب

قدس سرہ العزیز حضرت امام ربانی شیخ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد
مین ہجرت فرماکی حرمین شریفین زادہما اللہ شرفا کو تشریف لیگئی مکہ معظمہ
مین پینتالیس برس کی عمر شریف سی بطور خود اردو فارسی دونون زبانون مین
شعر فرماتی ہین کسی سے تلمذ کا اتفاق نہین ہوا یہ چند شعر اونکی لکھی جاتی ہین

ریختہ

سرسبز ہوئی نہ شاخ الفت — پھل پای نہ ہمنے عاشقی کے
سرشار ہون مین نگہ سے اوسکی — بیخود نہین کچھ شراب پی کی
زردی رخ مری الفت کی خبر دیتی ہے — ین کی غماز یہ رسوا بھی کر دیتی ہے
اب بھی گھبراکی اوڑ دیتی ہین اکثر دو قدم — ناتوانی مین بھی آہ اتنا اثر دیتی ہی
توڑکر بال و پر مرے صیاد — مژدہ دیتا ہے اب رہائی کی
کچھ جو بھاتا نہین ہے انرو کن — سچ کہو کسکی آن بھائی ہے
نہ کوئی حاجب کوئی دربان اوسکا پھر یہ حجاب ہر — نظر جو اپنی نہین پہنچتی سمجھتی ہین ہم حجاب ہر

فارسی

فلک نیز آموخته شیوهٔ تو — که از کردهٔ خود پشیمان نباشد
بود صد گونه بهتر سنگ زان دل — که زخم تیر مژگانی ندارد
نباشد ایمنش از خار مغیلان — خوشست آنکس که دامانی ندارد
جلوه مفت ست چو خورشید مگر — حیف من تاب ندارم چکنم
بده ساقی چنان ساغر که از خود بیخبر گردم — فشانم دست از هستی ز جنگل هوش برگردم

عنایت صاحبزادہ محمد عنایت علیخان بہادر ابن صاحبزادہ محمد عبد العلیخان بہادر ابن
رضوان مآب نواب غلام محمد خان صاحب بہادر جنکا ذکر خیر حقیقۃ اللسان کی
مین رونق افزای تذکرہ ہوا مرد کامل الوجود جوان خوش رو نیکی زود

بدولت پہلوانون کی قوت بازو تھی خوشنویسی بی بدل خط شکست شفیعہ مین بی نظیر
اصل منشی حسین علی مہروری کی تلمیذ مولوی حیات علی مغفور کی شاگرد رشید الغرض
ایسی اہل کمال نہ دیدہ نہ شنیدہ جناب مستطاب نواب محمد سعید خانصاحب بہادر
جنت آرامگاہ کی عہد مین اپنی والد ماجد کی جگہ کار نیابت نظم و نسق ریاست مین
مصروف رہتی تھے اگرچہ سرانجام مہمات ملکی سی فرصت نہوتی تھی مگر بسبکہ ذوق
شعر بھی رکھتی تھے آورش مضامین تازہ کی قوت ہر شعر سے پیدا ہی بندش کی چستی
اور نازک خیالی کی کیفیت ہر مضمون سی ہویدا ہے مومن خان دہلوی سے
اس فن مین مشورہ تھا بمقتضای نزاکت خیال اونہین کا دم بھرتی تھے
دہلی مین ایک باورچی نی کہ سابق سے کچھ عداوت رکھتا تھا طعام زہر ملا یا مرتبہ
شہادت پر پہنچایا پینتیس برس کی عمر تھی کہ چودھوین رمضان کو بارہ سو [illegible] سنہ
ہجری مین رحلت فرمائی درگاہ حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ العزیز مین
جگہ پائی کلام انکا اگر سب ترتیب پاتا ایک دیوان ہو جاتا مگر اکثر ضائع ہوا
کمتر ملا اوسیکا انتخاب ہے جو درج کتاب ہے

ریختہ

مجھسی آنکھین مری لیلو کہ یہ کام آئینگی — مین نہونگا تو بہت آپ کو رونا ہوگا
مرا ہی خط کہین پھر نامہ بر نہ لایا ہو — جواب نامہ جو ہوتا تو وا نہین ہوتا
جگہ عدو کی ہو کیونکر کہو مری دل مین — خیال بھی تو تمہاری سوا نہین آتا
غیر کو مجھسی ملاتی ہو مری خاطر سے — آپ اپنی لیے رہنے دین یہ احسان اپنا
دیکھون پھر ہوتی ہی آرائش گیسو کس طرح — تمکو دکھلاون اگر حال پریشان اپنا
ہو اب آئی قیامت کہ مجھی یاد آیا — دیکھکر وادی محشر کو بیابان اپنا
خاک اوڑاتی کوئی وحشت مین تو آتی ہی نظر — نظر آتا نہیں ہرگز تن عریان اپنا

یار سی کسکی عنایت نہین بگڑی ہوگی
تو وہ فرماتی ہین کیا آج لگی عشق کو آن
وصل کی شب بہی تو ہمنی نہین دیکھی یارب
اک شور سا محشر مین ہوا تہا سو کوئی دم
کس شوق سی جاتا تہا عنایت سوی مقتل
پینا پوچہتا جو آی در تک
ہو وہ تہا ای بیچ رخصت وہ جو کوئی
سر شب او وہ گیا تو انجمن سے
تری در تک ہی جانی کا ارادہ
ہو ٹر کے کان بہوڑے ہای قسمت
عنایت شام سی اتنا تڑپنا
ہوتی نہین مقبول کرین لاکہ دعا ہم
کیون ترک کرین بندگی میکدہ واعظ
گر کہون رحم نکرنا کبہی دستور تہا
تو نکالی بزم سی اپنی تو کیون نکلون نہ مین
ای عنایت تمکو بہی آخر وفا مشکل ہوئی
ہو تمکو اشک شادی دشمن
کب رو لایا رقیب کو تسنی
غم غلط ہو خاک جب بیٹہی نظر افلاک ہون
زندگی بہر تو کسی گردش نپایا ہمنی چین
بخ نا انصاف وہ کرتا ہی جو لازم نہین

تونی کیا حال بنایا ہی یہ نادان اپنا
کرتی ہی اہل جفا ترک وفا کونسی روز
پڑ گیا گالیان کہانیکا مزا کونسی روز
دو دن ہی تری کشتی کا ماتم ہنوا حیف
زندان سی نکلنی کا بہی غم نہوا حیف
غضب ہی جای وہ دشمن کی گہر تک
رہی بیٹہا تری عزم سفر تک
جلایا شمع نی مجکو سحر تک
لٹاتی کی لیی جاتا ہون گہر تک
مری فریاد گر پہنچی اثر تک
ترا احوال کیا ہوگا سحر تک
اللہ طلب کرتی ہین کیا جانی کیا ہم
کعبی مین نہ جا مین گی بندی سی خدا ہم
ہمسایہ درد بہی تو کوئی نہ تہا کہتی ہین
تو ہو میری ساتہ تو مین اس سی بہی بہتر نہین
ہم نہ کہتی تہی کہ یہ میت بیابان بہتر نہین
میری نظرون سی گر گئی آنسو
میری پوچہی کب آپ نی آنسو
دوست سکش اسلیی کہتی ہین برتر رہو
خاک مین کیا آسمان دیکہ سکتی نہ مجہی
حسن کی صورت ادہر [illegible] مجہی

چند گر تشنا تو دیوانہ نہیں ہوں میں مگر / کونسی ان بات میری ذہن کی بہائی بھی
میری وحشت سی تو ہوتی میری شے ہی خراب / لشکا کہین ملنی کی لذت کگو رمین لائی بھی
پیوندی گر ہو تو ہو پہلا لے یا ور کہان / مالتی یا ور کرون کیونکر کر سوت آئی بھی
روی جانان پر پڑتی ہی ہی نگاہین یاس کی / مرتی دم ظالم نی کیسی شکل اپنی دکھلائی بھی
و دیکھا ہمیشہ آنکھون سی پاسنی بہشت کو / پر ای خدا مجھی کو مری چشم تر ملی
میری وفا مجھی کو سزا او لاتی تباہی / بخشا اگر کوئی بھی بیدادگر ملی
نالون نی آسمان تہ و بالا تو کر دیے / پیدا ہوا ہنوز تو کہان سی اثر ملی
جاتا ہون اضطراب مین دیکھون تو جذب دل / آتا ہوا ادھر سی مرا نامہ بر ملے
لذت نپوچھ مجھسی دم ذبح کے کہون / احسنت سی زبان کو فرصت اگر ملے
مجملا تیج ہی کوئی نہین خانمان خراب / پر مجکو آپ کونسی دن اپنی گھر ملی
جو بام عرش سی رہتا کس بلا کا پاون / گری ہماری گھر ایسی کہ پاون ٹوٹ گئی
موت سی روز وعدی کرتا ہون / صاف کہدو اگر نہین آتی
ای اجل تو وصال مین آئے / اس طرح بی خبر نہین آتی
ای شب ہجر ہم تری ہاتہون / آج بچتی نظر نہین آتے
لب تک اب آتے نا توانی سی / نالہ بے اثر نہین آتے

عنایت تخلص عنایت بیگ خان نام ابن مولوی سیف خان مرحوم تہ کی عمر ہی [illegible] کی شاگردون مین کلام سے

ریختہ

بعد مردن ای مرقد پر وہ بہر فاتحہ / اپنا تعویذ لحد ہی نقش ہی تسخیر کا

عنبر تخلص سبحان نام ہی زبان اردو و پارسی دونون مین اونکا کلام ہے اردو مین آشفتہ تخلص تہا لہذا حرف الف مین حال اونکا مفصل مذکور ہوا ہی اور فارسی مین عنبر تخلص کرتی ہین لہذا اس جگہ کلام فارسی مرقوم ہوتا ہی

صفت عدالت

نهیب معدلتش در حوالی ده و شهر … زبسکه راهزنان را کشید بر سر دار
نماند نام و نشانی ز تا طعان طریق … بجز نگاه بتان کو زند ره دل زار
عدالتش چو قوی کرد پیش ضعیف … ببای مور فتد از سیاستش سر مار

صفت حسن ممدوح

درون موج زر پیکر منور او … چو نور در دل خورشید گشت جلوه گر آ
بهر زمین که دمید صبح چهرهٔ خوشش آ … سواد شام از و سر نیز ند ز بهر آ
بکشوری که رخ او گشت خورشید کش … کسی ندید در و روی روز جز شب تا

در تشبیب

ز خار خار درون شد دل گرفته من … چو غنچه که شود از هجوم خار گره
بسان گوهر غلطان بست سینه من … دل بست یا ز نفس هست بعد از گره
ز بسط آه بود بستگی کلفت دل … بگرد باد بود در هوا غبار گره

مدح

زهی بلند خیالی که مهر و مه شب روز … بفکر سجدهٔ او دیده غنچه دار گره
ز خجلت کف گوهر فشان آن فلین … شد اندرون صدف در شاهوار گره
بیک اشارهٔ ابروی او کشاده شود … اگر بکار و عسا ظم فتد هزار گره
گر بکشائی ابروی او اگر بیند … لرزد از سر کنبوتی ... دار گره

صفت رفعت ایوان

ز کاوش خلش نوک قبهٔ کاخش … سپهر ساخته قالب تهی و گشت دو تو
حباب وار کشد در شکنجه اش گرد بنا … اگر ز لطمهٔ موج هوا برد بر ...

صفت وقار

اگر بکوه فتد پارهٔ ز سایهٔ او   رود بجنت شرقی چو ماهیان بپناه

در صفت جود و سخا

اگر بکف تو کند سیل گوهر افشانی   ز جوش شرم شود آب ابر نیسانی
شعاع مهر تو گر گل کند ز مطلع فیض   بذره خلعت صد آفتاب پوشانی

در هجو پشه ها

ز زخم پشه های خطهٔ کلکته مستری   به تن ما سوزن گشت است از طوفان چو نی
ز نسل پشه نمرود اگر چه دید کسی جیشی   درین شهرش و صد لشکر پیش آید بهر کوی
رسند اصحاب فیل و حلقهٔ پیلان ز بیم او   فتند گر پشهٔ این شهر در دنبال شان روزی
ز ترس پشه با شوق زفاف اندر شب شادی   نگیرد در بغل هرگز عروس خویش را شوی
ز میدان جهان بیرون همه شور و فغان برکند   رهد گر از دهان پشه پیسی دیا بوی
ز جوش خارش جسم و جراحت کاری ناخن   بهر جا قامت مردم چو بید آورد ابروی
سیه بختی نگر کز بسکه خوردش پشه ها یکسر   نذارد عنبر شورین از نام و نشان بوی

اشعار غزلها

هر که از من سبب چاک گریبان پرسد   او ندیده است مگر بر زده دامانی را
نسیم امروز می رقصد بگلشن   مگر وا کرد گیسوی کسی را
ز تغافل برخ یار ندیدن دوستم   بخدا از پی تسخیر بتان خوش عمل است
عید دیده او مردیم و آگه نشد عنبر   خوش آن عاشق که یارش را ز حال او خبر باشد
یار چون آن شب بر زده دامان بکمر   چاکها رفته بدنبال گریبانی چند
جهان ز من سبق آخر جنون گیرد   هنوز هست ز دیوانگی من آغاز
بهر زیست چون روم میرم ز جوش بدگمانیها   اگر هر کس نگرد سوی کسی سوی تو میدانم
چاره درد م طلب کند ز رقیب   اگر ز درد بمیرم دگر چه چاره کنم

ازین سو گردش چشم و ازان جنبش کاکل
عجب دور و تسلسل بود شب جایی که من بودم

ببین شان و شکوه من که جای کفش و دستار
زمین در زیر پای خویش و سر آسمان دارم

بده در ساقی دریا دل خود خواهم ای مستی
که از خمخانهٔ یار من برو بر دوش مهوشم

هر نفس هست دلم شفته ناز کسی
بسمل تیغ کسی کشته انداز کسی

نخواهم از تو دم قتل غیر از ین که نخست
رقیب را کشی و بعد از و مرا بکشی

رباعی

هر چند ز زر سینه ریشت شاد است
در مجلس قماش خانات آباد است
چون غنچه مکن دل بمول خرم
کین مال برنگ زر گل بر باد است

رباعی

امروز شدم دو چار جانانهٔ خویش
تنها به رهگذر خانهٔ خویش
گفتم که بیا بیا سوی کلبهٔ من
گفتا که برو بکاشانهٔ خویش

رباعی

گفتم که خدنگ چیست گفتا نظرم
گفتم چه بود برگ سمن گفت برم
گفتم که عدم چیست وجودش بنما
گفتا که بیا ببین دهان و کمرم

عیش

عیش میر سعادت علی ابن میر غلام علی عشرت متوطن بانس بریلی عہد نواب احمد علیخان بہادر مغفور مین یہان نوکر رہی اور عہد جناب نواب محمد سعید خان صاحب جنت آرامگاہ طاب ثراہ مین شاہ محمد خان کی پیشدستی اور محکمہ صدر کی نظارت پر مقرر رہی اب ضعف پیری کی سبب سی خانہ نشین ہین آدمی نہایت مہذب و متین ہین شعر مین اپنی والد سی تلمذ ہی یہ اونکی کلام کا انتخاب ہی

ریختہ

کفن مین جسد عاشق تو کہو لا / گر برقع مین اپنا منہ چھپا کر
سنے گلستان مین نہ کہو لو مجہی ذری کہ کہین / برق گلزار منہ چہپای بہار مارین
گلچین کی دل مین خار خزان جب نظر پڑا / بلبل نی اپنی سینی کی اوسکو دکہای گل
ہی فصل گل مین خانۂ صیاد کی ہوس / تا ساز عندلیب کو آئی ہوای گل
خاک چمن ہی موسم گل مین یہ عشق خیز / لالہ زمین سی اوگتا ہی سینی پہ کہای گل
صیاد ایکدم کی لیی پرنکہو لیدے / بلبل ہزار جان سی ہو گئی فدای گل
اب دام سوجہتا ہی نہ صیاد کی نگاہ / اللہ ری عندلیب کا شوق لقای گل
ہو لو نکا ڈہیر فرش ہی بلبل کی خاک پر / اب قبر عندلیب کہون یا مزار گل

فصل عین معجمہ

غالب اسد اللہ خان عرف مرزا نوشہ خلف مرزا عبد اللہ بیگ خان عرف مرزا دولہا قوم انکی ایبک ہی اقوام ترک سی جد اعلی انکی ما وراء النہر سی ہندوستان مین آی اور نواب نجف خان کی عہد مین منصب دار شاہی رہی جب ریاست مغلیہ برہم ہوئی ملازم مہاراجہ جیپور ہوی اور بود و باش شہر آگرہ مین اختیار کی مرزا عبد اللہ بیگ خان انکی والد ماجد خواجہ غلام حسین خان کمیدان متوطن شہر آگرہ کی یہان منسوب ہوی اور مرزا نوشہ وہین پیدا ہوی اور تا سن شعور وہین مشغول تحصیل کتب درسیہ عربی و فارسی رہی ابتدا مین شیخ معظم نامی ایک معلم سی کچہ تعلیم پائی پہر ایک ایرانی آتش پرست سیاح سی جسکا نام آتش پرستی مین ہرمزد اور بعد قبول اسلام عبد الصمد تہا تلمذ ہوا دو برس وہ انکی مکان پر مقیم رہا اور زبان فارسی سکہائی جب سن تمیز کو پہنچی مرزا الہی بخش خان معروف دہلوی کی یہان منسوب ہوی اور شہر دہلی مین توطن اختیار کیا معلومات انکی زبان فارسی مین کالشمس فی رابعة النہار

انتکار ہی نثر و نظم اردو کی چار دانگ ہندوستان مین پکار سے ہے تالیفات
و تصنیفات کی نام یہان لکھی جاتی ہین فارسی مین کلیات جسمین غزلین ردیف وار
اور قطعات اور قصائد اور رباعیات اور مثنویان سب قسم کی اشعار ہین نثر مین
جو خالق باری کی طرز پر موزون کیا ہی مہر نیمروز اور ماہ نیم ماہ یہ مشہور دو تاریخین ہین
تاریخ اول مین شاہ تیمور سی ہمایون تک حال لکھا ہی اور تاریخ ثانی مین عہد جلال الدین اکبر بادشاہ
سی بہادر شاہ کی عہد تک احوال ضبط کیا ہی دستنبو جسمین غدر کی واقعات ہین
قاطع برہان جسمین برہان قاطع کی بعض لغات پر خدشات ہین پنج آہنگ اسمین
فارسی زبان کی منشآت ہین اردو مین ایک دیوان اور اردوی معلی اور عود ہندی
ان دونون مین اردو زبان کی خطوط ہین الحاصل مرزا صاحب کی طباعی اور ذکاوت
اونکی نتایج افکار سی پیدا ہی بات سی بات پیدا کرنا تمام کلام سی ہویدا ہی اس سرکار
فیض آثار کی نمکخوار قدیم ہین جناب غفران مآب نواب محمد یوسف علی خان صاحب بہادر
فردوس مکان طاب ثراہ کو انسی تلمذ ہی اوس عہد مین بھی وظیفہ خوار رہی بندگان
ولی نعمت ادام اللہ ظلال اجلالہم کی عہد دولت مین بھی جب تک زندہ رہی مورد پرورش
بیشمار رہی چوہتر برس کی عمر پائی بارہ سو پچاسی ہجری مین ذیقعدہ کی دوسری تاریخ
وفات پائی سلطان نظام الدین حضرت محبوب الہی قدس سرہ العزیز کی درگاہ مین
دفن ہوی یہ اونکی کلام کا انتخاب ہی جسکا ہر حرف لاجواب ہی

منقبت از دیوان ریختہ

گہر سوز اوسکا وہ جلوہ ہی کہ جس سی ٹوٹی — رنگ عاشق کی طرح رونق بتخانۂ چین
تیری مدحت کی لیی ہین دل و جان کام و زبان — تیری تسلیم کو ہین لوح و قلم دست و جبین

از غزلہا

جذبۂ بی اختیار شوق دیکھا چاہیی — سینۂ شمشیر سی باہر ہی دم شمشیر کا

شوق ہر رنگ رقیب سر و سامان نکلا
قیس تصویر کی پردی مین بہی عریان نکلا

بوی گل نالۂ دل دود چراغ محفل
جو تری بزم سی نکلا سو پریشان نکلا

پکڑی جاتی ہین فرشتون کی لکہی پر ناحق
آدمی کوئی ہمارا دم تحریر بہی تہا

تہا زندگی مین مرگ کا کہٹکا لگا ہوا
اوڑنی سی پیشتر بہی مرا رنگ زرد تہا

یہ لاش بی کفن اسد خستہ جان کی ہے
حق مغفرت کری عجب آزاد مرد تہا

مین جانتا تہا کہ اندوہ وفا سی چہوٹون
وہ ستمگر مری مرنی پہ بہی راضی نہوا

کی مری قتل کی بعد اوسنی جفا سی توبہ
ہای اوس زود پشیمان کا پشیمان ہونا

حیف اوس چار گرہ کپڑی کی قسمت غالب
جسکی قسمت مین ہو عاشق کا گریبان ہونا

دوست غمخواری مین میری سعی فرماوینگی کیا
زخم کی بہرنی تلک ناخن نہ بڑہ جائینگی کیا

بی نیازی حد سی گذری بندہ پرور کب تلک
ہم کہینگی حال دل اور آپ فرمائینگی کیا

تری وعدی پر جئی ہم تو یہ جان جہوٹ جانا
کہ خوشی سی مر نجاتی اگر اعتبار ہوتا

کوئی میری دل سی پوچہی تری تیر نیمکش کو
یہ خلش کہان سی ہوتی جو جگر کی پار ہوتا

یہ مسائل تصوف یہ ترا بیان غالب
تجہی ہم ولی سمجہتی جو نہ بادہ خوار ہوتا

جسکی دلمین ہی جگہ تیری جو تو راضی ہوا
مجہ پہ گویا اک زمانہ مہربان ہو جائیگا

وای گر میرا ترا انصاف محشر مین نہو
ابتلک تو یہ توقع ہی کہ وہان ہو جائیگا

جمع کرتی ہو کیون رقیبون کو
اک تماشا ہوا گلا نہوا

مین اور بزم می سی یون تشنہ کام آون
گر مینی کی تہی توبہ ساقی کو کیا ہوا تہا

عرض نیاز عشق کی قابل نہین رہا
جس دل پہ ناز تہا مجہی وہ دل نہین رہا

مرنی کی ای دل اور ہی تدبیر کر کہ مین
شایان دست و بازوی قاتل نہین رہا

اب جفا سی بہی ہین محروم ہم اللہ اللہ
اس قدر دشمن ارباب وفا ہو جانا

آئینہ دیکہ اپنا سا منہ لیکی رہ گئی
صاحب کو دل نہ دینی پہ کتنا غرور تہا

کوئی ویرانی سی ویرانی ہی
دشت کو دیکہ کی گہر یاد آیا

مین بہی مجنون پہ لڑکپن مین اسد
سنگ اوٹہایا تہا کہ سر یاد آیا

سر پہوڑنا وہ غالب شوریدہ حال کا
یاد آگیا مجہی تری دیوار دیکہکر

جاتی ہوئی کہتی ہو قیامت کو ملین گی
کیا خوب قیامت کا ہی گویا کوئی دن اور

اسد بسمل ہی کس انداز کا قاتل سی کہتا ہی
کہ مشق ناز کر خون دو عالم میری گردن پر

ہمنی مانا کہ تغافل نکرو گی لیکن
خاک ہوجائینگی ہم تمکو خبر ہونی تک

مہربان ہو کی بلالو مجہی چاہو جس وقت
مین گیا وقت نہین ہون کہ پہر آبہی نسکون

زہر ملتا ہی نہین مجکو ستمگر ورنہ
کیا قسم ہی تری ملنی کی کہ کہا بہی نسکون

جان ہی بہای بوسہ ولی کیون کہی ابہی
غالب کو جانتا ہی کہ وہ نیم جان نہین

کہتی ہین جیتی ہین امید پہ لوگ
ہمکو جینی کی بہی امید نہین

قاصد کی آتی آتی خط اک اور لکہ رکہون
مین جانتا ہون جو وہ لکہین گی جواب مین

لاکہون لگاو ایک چرانا نگاہ کا
لاکہون بناو ایک بگڑنا عتاب مین

چہوڑا نہ رشک نی کہ تری گہر کا نام لون
ہر اک سی پوچہتا ہون کہ جاؤن کدہر کو مین

وہ آئین گہر مین ہماری خدا کی قدرت ہے
کبہی ہم اونکو کبہی اپنی گہر کو دیکہتی ہین

نظر لگی نہ کہین اونکی دست و بازو کو
یہ لوگ کیون مری زخم جگر کو دیکہتی ہین

مین جو کہتا ہون کہ ہم لینگی قیامت مین تمہین
کس رعونت سی وہ کہتی ہین کہ ہم حور نہین

نیند اوسکی ہی دماغ اوسکا ہی راتین اوسکی ہین
تیری زلفین جسکی بازو پر پریشان ہوگئین

وہ نگاہین کیون ہوئی جاتی ہین یارب دل کی پار
جو مری کوتاہی قسمت سی مژگان ہوگئین

وہان گیا بہی مین تو اونکی گالیون کا کیا جواب
یاد تہین جتنی دعائین صرف دربان ہوگئین

رنج سی خوگر ہوا انسان تو مٹ جاتا ہی رنج
مشکلین مجہ پر پڑین اتنی کہ آسان ہوگئین

دل ہی تو ہی نہ سنگ و خشت درد سی بہر نہ آئی کیون
روئینگی ہم ہزار بار کوئی ہمین ستائی کیون

مینی کہا کہ بزم ناز چاہیی غیر سی تہی — سنکی ستم ظریف نی مجکو اوٹہا دیا کہ یون

لون وام بخت خفتہ سی اک خواب خوش ولی — غالب یہ خوف ہی کہ کہان سی ادا کرون

تری سرو قامت سی اک قد آدم — قیامت کی فتنہ کو کم دیکہتی ہین

شوریدگی کی حال سی سر ہی وبال دوش — صحرا مین ای خدا کوئی دیوار بہی نہین

کم نہین وہ بہی خرابی مین پہ وسعت معلوم — دشت مین ہی مجہی وہ عیش کہ گہر یاد نہین

قیامت ہی کہ سن لیلی کا دشت قیس مین آنا — تعجب سی وہ بولا یون بہی ہوتا ہی زمانی مین

ہون منحرف نکیون رہ و رسم ثواب سی — تیڑہا لگا ہی قط قلم سرنوشت کو

مرہم کی جستجو مین پہرا ہون جو دور دور — تن سی سوا فگار ہین اس خستہ تن کی پانو

وفا کیسی کہان کا عشق جب سر پہوڑنا ٹہرا — تو پہر ای سنگدل تیرا ہی سنگ آستان کیون ہو

یہ فتنہ آدمی کی خانہ ویرانی کو کیا کم ہی — ہوی تم دوست جسکی دشمن اوسکا آسمان کیون ہو

می سی غرض نشاط ہی کس روسیاہ کو — اک گونہ بیخودی مجہی دن رات چاہیی

عاشق ہوی ہین آپ بہی اک اور شخص پر — آخر ستم کی کچہ تو مکافات چاہیی

قطع کیجی نہ تعلق ہم سے — کچہ نہین ہی تو عداوت ہی سہی

ہم بہی تسلیم کی خو ڈالینگے — بی نیازی تری عادت ہی سہی

زندگی اپنی جب اس شکل سی گزری غالب — ہم بہی کیا یاد کرینگی کہ خدا رکہتی تہی

غالب [illegible] کیا — مانا کہ تم کہا کیی اور وہ سنا کیی

مین نامراد دل کی تسلی کو کیا کرون — مانا کہ تیری رخ سی نگہ کامیاب ہی

گذرا اسد مسرت پیغام یار سی — قاصد پہ مجہکو رشک سوال و جواب ہی

گرچہ ہی کس کس برائی سی ولی باایں ہمہ — ذکر میرا مجہسی بہتر ہی کہ اوس محفل مین ہی

بس ہجوم ناامیدی خاک مین ملجائیگی — یہ جو اک لذت ہماری سعی بی حاصل مین ہی

[illegible] دشمن [illegible] — [illegible] حسن کو کیون تیرا گہر ملی

آگی آتی تہی حال دل پہ ہنسی
اب کسی بات پر نہین آتی

اپنا نہین وہ شیوہ کہ آرام سی بیٹھین
اوس در پہ نہین بار تو کعبہ ہی کو ہو آئی

بیخودی بی سبب نہین غالب
کچہ تو ہی جسکی پردہ داری ہی

اونکی دیکھی سی جو آجاتی ہی رونق منہ پر
وہ سمجہتی ہین کہ بیمار کا حال اچہا ہی

ہمکو معلوم ہی جنت کی حقیقت لیکن
دلکی خوش رکہنی کو غالب یہ خیال اچہا ہی

ہو ئی گر مری مرنی سی تسلی نہہی
امتحان اور بہی باقی ہو تو یہ بہی نہہی

ایک ہنگامی پہ موقوف ہی گہر کی رونق
نوحۂ غم ہی سہی نغمۂ شادی نہہی

نالہ جاتا تہا پری عرش سی میرا اب
لب تک آتا ہی جو ایسا ہی رسا ہوتا ہی

وقت ہو یا بلا ہو جو کچہ ہو
کاشکی تم مری لیی ہوتی

میری قسمت مین غم گر اتنا تہا
دل بہی یارب کئی دیی ہوتی

سختی مرنی پہ ہو جسکی امید
نا امیدی اوسکی دیکہا چاہیی

دشمنی نی میری کہویا غیر کو
کس قدر دشمن ہی دیکہا چاہیی

پلا دی اوک سی ساقی جو ہمسی نفرت ہی
پیالہ گر نہین دیتا نہ دی شراب تو دی

گو ہاتہ کو جنبش نہین آنکہون مین تو دم ہی
رہنی دو ابہی ساغر و مینا مری آگی

کرنی گئی تہی اوس سی تغافل کا ہم گلہ
کی ایک ہی نگاہ کہ بس خاک ہو گئی

ڈری کیون میرا قاتل کیا رہی گا اوسکی گردن پر
وہ خون جو چشم تر سی عمر بہر یون دمبدم نکلا

سیاہی جیسی گر جای دم تحریر کاغذ پر
مری قسمت مین یون تصویر ہی شبہای ہجران کی

اک خونچکان کفن مین کرورون بناو ہین
پڑتی ہی آنکہ تیری شہیدون پہ حور کی

واعظ نہ تم پیو نہ کسیکو پلا سکو
کیا بات ہی تمہاری شراب طہور کی

جی ڈہونڈہتا ہی پہر وہی فرصت کہ رات دن
بیٹہی رہین تصور جانان کیی ہوی

بلاسی گر مژۂ یار تشنۂ خون ہے
رکہون کچہ اپنی ہی مژگان خونفشان کی لیی

گدا سمجھ کی وہ چپ تہا مری جو شامت آئی
اوٹہا اور اوٹہکی قدم مین پاسبان کی لی

رہی اوس شوخ سی آزردہ ہم چندی تکلف سی
تکلف برطرف تہا ایک انداز جنون وہ بہی

مری دلمین ہی غالب شوق وصل و شکوہ ہجران
خدا وہ دن کری جو اوس سی مین یہ بہی کہون وہ بہی

ہی باری اعتماد وفاداری اسقدر
غالب ہم اسمین خوش ہین کہ نامہربان ہی

دی مجکو شکایت کی اجازت کہ ستمگر
کچہ تجکو مزہ بہی مری آزار مین آی

مری مرنی وہ دیکہنی کی آرزو رہجای گی
وای ناکامی کہ اوس کافر کا خنجر تیز ہی

وعدہ آنیکا وفا کیجی یہ کیا انداز ہی
تمنی کیون سونپی ہی میری گہر کی دربانی مجہی

قطعہ

ہی جو صاحب کی کفدست پہ یہ چکنی ڈلی
زیب دیتا ہی اسی جسقدر اچہا کہیی

خامہ انگشت بدندان کہ اسی کیا لکہیی
ناطقہ سربگریبان کہ اسی کیا کہیی

مہر مکتوب عزیزان گرامی لکہیی
حرز بازوی شگرفان خودآرا کہیی

مسی آلودہ سرانگشت حسینان لکہیی
داغ طرف جگر عاشق شیدا کہیی

خاتم دست سلیمان کی مشابہ لکہیی
سر پستان پریزاد سی مانا کہیی

اختر سوختہ قیس سی نسبت دیجی
خال مشکین رخ دلکش لیلا کہیی

حجر الاسود دیوار حرم کیجی فرض
نافہ آہوی بیابان ختن کا کہیی

وضع مین اسکو اگر سمجہیی قاف تریاق
رنگ مین سبزہ نوخیز مسیحا کہیی

صومعی مین اسی ٹہہرایی گر مہر نماز
میکدی مین اسی خشت خم صہبا کہیی

کیون اسی قفل در گنج محبت لکہیی
کیون اسی نقطہ پرکار تمنا کہیی

کیون اسی گوہر نایاب تصور کیجی
کیون اسی مردمک دیدہ عنقا کہیی

کیون اسی تکمہ پیراہن لیلی لکہیی
کیون اسی نقش پی ناقہ سلمی کہیی

بندہ پرور کی کفدست کو دل کیجی فرض
اور اس چکنی سپاری کو سویدا کہیی

قطعہ

افطار صوم مین کچھ اگر دستگاہ ہو — اوس شخص کو ضرور ہی روزہ رکھا کری
جس پاس روزہ کھول کی کھانی کو کچھ نہو — روزہ اگر نہ کھائی تو ناچار کیا کری

قطعہ

سیہ گلیم ہون لازم ہی کوئی نام نہ لی — جہان مین جو کوئی فتح و ظفر کا طالب ہے
ہوا نہ غلبہ میسر کبھی کسی پہ مجھے — کہ جو شریک ہو میرا شریک غالب ہے

قطعہ

گو ایک بادشاہ کی سب خانہ زاد ہین — دربار دار لوگ بہم آشنا نہین
کانون پہ ہاتہ دہرتی ہین کرتی ہوی سلام — اس سی یہ ہی مراد کہ ہم آشنا نہین

قصائد فارسی

در منقبت

آوارۂ غربت نتوان دید صنم را — خواہم کہ دگر بتکدہ سازند حرم را
در چشم شب و روز ندانم زچہ زشت است — خوش کردہ ام اگر طرۂ رخسار صنم را

در نعت

در قامت خم سر از پا نشناسم — در روزہ ز شوال ندانم رمضان را
گیرم کہ نہادم بود از عجز لبالب — ای وای گر از ناصیہ جویند نشان را

تمہید در منقبت

چون سیل رگ ابر گداز جگر ستم — خونم ہمہ در دامن خود میچکد اما
گوئی مژۂ اشک فشانم کہ سراسر — بر گنج گہر منزرم از تار سر پا
ہر زمزمہ کز کام و زبانم بتراود — جوید ز رہ پردۂ گوشم بدلم جا
چون سیل کہ از بادیہ خیزد و بہاران — بالد بزمین سینہ و گیرد در ہر جا

مدح

قطعه

نقش قدم مور به پشت پشه بستند ‌ ‌ ‌ چون جوهر آیینه ز آیینه هویدا
گویند که کوثر می ناب است سراسر ‌ ‌ ‌ گویند که فردوس نگارست سراپا
آن چشمه ز ظرف قدح رشحه باقی ‌ ‌ ‌ وان سبزه ز بزم طرب خرده مینا

در مدح بارڈنگ صاحب بهادر

هوای انجمن آرایئیم فتاد بسر ‌ ‌ ‌ شراب خواره تنی چند خواهم از احباب
که می خورند و چو از باده رخ برافروزند ‌ ‌ ‌ بسوز رشک دل حاسدان کنند کباب
نوای ندیم و نوای ساقی و نوای سرود ‌ ‌ ‌ بسوز عود و به پیمای و بساز رباب
به بزمگاه بیارید یک دو گلشن گل ‌ ‌ ‌ بخاک راه بپاشید یک دو دجله گلاب
بخاک راه ز مستی می آنقدر ریزید ‌ ‌ ‌ که تا ابد دمد از خاک لاله شاداب

در مدح شهنشاه انگلستان خلد الله ملکها

قطعه

همت نخواست باده ز انگور ساختن ‌ ‌ ‌ در دور شه بمیکده پروین فشار یافت
روزیکه زیر ران شهنشاه کامران ‌ ‌ ‌ توسن شرف بجلوه سیر و شکار یافت
از گرد راه لیلی گیتی نقاب بست ‌ ‌ ‌ وز خط جاده ناقه گردون مهار یافت

در مدح لارڈ الگن صاحب بهادر

خواست بهار از سحاب بهر نثارش متاع ‌ ‌ ‌ رفت و ز گنج کشش مایه گوهر گرفت
ابر تنک مایه را شرم نیامد که هم ‌ ‌ ‌ بر سر داور فشاند هر چه ز داور گرفت

در مدح ابوظفر بهادر شاه بادشاه

عید ست و نشاط و طرب و زمزمه عام است ‌ ‌ ‌ می نوش کنم بر من اگر باده حرام است

ایضاً در مدح

گفتم حدیث دست عطای تو برتر است　　تازم چه گوهر شود که با میان ترا است
گر ماه نو بار و دی جهانان برابر است　　گو جنبشی که گشته شود بان برابر است

در مدح ابو ظفر بهادر شاه بادشاه دهلی

در صدری آسیب جز این نیست که گویند　　بر گشتی درویش ز هیچ کسه آمد
یک شعله بود جسم که از آن شعله یقینیم　　بود دود از دم و سوز از دل و داغ از جگر آمد

در مدح ولیم فریزر صاحب بهادر

تهی داد گستر که در حضور شش　　حسنی دواد از دست آذر بر آرد
کشد انتقام خس از شعله چندان　　که دود از نهاد سپر اخگر بر آرد

تهنیت عطای ملک بجناب نواب محمد یوسف علیخان بهادر فردوس مکان طاب ثراه

پاشند آب گر به رهت مهر دفع گرد　　هر قطره زان نمونهٔ در یتیم باد
هر صیغه که وضع وی از مهر امر تست　　فارغ ز ننگ زحمت تقدیم بیم باد
چون غنچه گر بپهلوی گل بشکفد بباغ　　ملک جدید شامل ملک قدیم باد
هر دم ترا بخلوت راز و به بزم انس　　روح الامین مصاحب و غالب ندیم باد

تهنیت خلعت مرسله ملکه معظمه انگلستان بحضور پر نور خلد الله ملکهم و اقبالهم

تا چه نیرنگ است این کاندر جهان آورده اند　　نو بهاری طرفه در فصل خزان آورده اند
در بهشت آن خود نباشد گذر از اردی بهشت　　رونقی کز هر باغ و بوستان آورده اند
چون جواهر را شماری نیست گویم مجملا　　حاصل صد ساله دریا و کان آورده اند
تار بخشهای شاهنشاه هند و انگلند　　خلعت از بهر خدیو شادمان آورده اند
از شعاع مهر تار از پرتو مهتاب پود　　جامه های زرنگار و زرفشان آورده اند
در حمائل کز گلوی شهریار آویختند　　گوهر از پروین و تار از کهکشان آورده اند

آن ازغلی پیکر سپر کز بهر دفع تیغ تیز	از سواد شش سپهر ساسه زامان آورده‌اند
ابر ما پیل کز ره دشش صد بکشیده اند	برق وش توسن که از بادش عنان آورده‌اند
دیگر آن زرین سلب خورشید منظر پالکی	گز نی خم داده دوشش در میان آورده‌اند
دولت و اقبال و فخر و عزت و جاه و جلال	گز فراوانی نگنجد در گمان آورده اند
شهر داور را نوید دولت و دین داده‌اند	شهریان را مژده امن و امان آورده‌اند

در نعت

آن بلبلم که در چمنستان شاخسار	بود آشیان من شکن طره بهار
اکنون منم که رنگ بردیم نمی‌رسد	تاراج بجون دیده و نشویم هزار بار
چشم گشوده اند بکردارهای من	زاینده نا امیدم و از رفته شرمسار
داغی جبل زغم رقت دلی نهاده ام	کش غوطه داده ام بعبنم هزار بار
یا بود که از اثر اتفاق بخت	دیوانه را بوادی یثرب فتد گذار
سایم بر آستان رسول کریم سر	جان را بفرق مرقد پاکش کنم نثار
آن ابتدای خلق که آدم درین نورد	همچون علم شود بر و نعت ازش

تهنیت غسل صحت جناب نواب فردوس مکان طاب ثراه

دائم شنیده که در اقصای مغربست	سرچشمه که خضر شد از وی بقاپذیر
جوی بریده اند روان کرده اند آب	حمام را بحوض از آن فسخ آبگیر
هنگام شب که زیر زمین باشد آفتاب	از تاب مهر گرم شد آن آب ناگزیر
حمام حوض بنگر دیگر گجاش آسمان	وان را سفینه کرده فروغ مه منیر
آمد برای غسل بگرمابه اندرون	مانند مهر کز دهد روی در سریر
اینک فراغ و اختر نیک و خجسته روز	پیداست زین سه منظر تاریخ دلپذیر

در تهنیت مسندنشینی بندگان حضور پرنور دام ملکهم واقبالهم

تجلی که ز موسی ربود هوش بطور — تجمل کلب علیخان دگر نمود ظهور

بدین خرام و بدین قامت و بدین رفتار — ز بهر فاتحه آیی اگر بسوی قبور

جهان جانی و جان جهان عجب نبود — که از درود تو هر مرده قصد [illegible]

توئی رحیم دل و من سقیم دوری تو — مباد رنجه شوی از نظاره رنجور

در مدح شاهزاده فتح الملک

باد را گرد سپاه تو در آرد از پای — ابر را برق سنان تو گشاید قیفال

چون عطای تو بود پاک ز تحریم چه باک — می حرامست ولی میخورم از وجه حلال

آنچه میخواهم ازین طوطیه دانی چه بود — کنجی از باغ و خمی از می و جامی ز سفال

در مدح جناب نواب فردوس مکان طاب ثراه

زهی شهسواری که گرد سمندش — پی سرمه چشم خاقان فرستم

دو صد سام چون بهر پیکار سویش — عزا نامه سوی نریمان فرستم

کلیم ار عصا ارمغانم فرستد — من آن ارمغان بهر دربان فرستم

در منقبت

بر جام گل ز دیده شبنم چکید نگاه — بر روی گل ز طره سنبل دوید سخن

در منقبت

گوئی در اهتمام دل و دیده کسی ست — نهان بخون تپیدن و پیدا گریستن

در مدح مولوی صدر الدین خان صاحب

بسکه در بند گرانم تن ز هم پاشیده است — روز حشر از خاک خیزد فرد فرد اعضای من

آن فغانم که هم در عالم حق پیش از ظهور — خواب از چشم ملائک رفته از غوغای من

در مدح بهادر شاه بادشاه بتقریب تهنیت عید

ما همانیم و همین مستی همه روزه همان — نه شب جمعه شناسیم و نه ماه رمضان

[illegible]   مستم از آنه ازان باده که سازند مستان
[illegible] که در ساغر ریخته اند   می بیرنگ ز میخانه بی نام و نشان
مست پیمانه پیمان الستم بگزار   منکه مستم چه شناسم که کیستم چه این

در نعت

به حسنی کلام آسمان قبول نشین   که رشته زه و ربایدگمر زهوری
سلطان آدم و عالم محمد عربی   وکیل مطلق بنده و دستور حضرت باری
منشی که دبیران دفتر جانش   به جبرئیل نویسند عزت آثاری

مدح حضور پرنور دام ملکهم و اقبالهم

زهی دو چشم تو در سرمش سیه کاری   چو بختیار ازل در جهان بمردم آزاری
منم است لاغری من کلیم عیسی من   که باشم و توام از حاضران نه انکاری
چو حمزه کش شتابان در کشیده ملک   بدام و دام نفس سکیشم بدشواری
شجاعت قرض و ضمم حمزه و ز بیم سند   چو خلیفه تقاضا تیان بازاری
نه هر حمزه نشد ز هر حمزه به آن بیا   که تو شد اروی نوشیروان بخوشکاری
گر منضل روی آیم برون ز بند بلا   چنانکه حمزه به شیری پیر فستجاری
به بیک علیخان بها دران کرد   عدیل حمزه در اسپهبدی و سالاری
بود مبارک افراسیاب بیشش در [illegible]   که هیچگه نشود چون هلال ند گذاری
چراغ دو دو ده سه [illegible] محمد خان   که در همین حال تر در فن سپهداری
ز روی کلب علیخان همیشه روشن باد   چنانکه تابش مهر از سپهر زنگاری

اشعار غزلها

[illegible] بیک و دشیوه مستم دل [illegible] دخر سند   به مرگ من که بسامان روزگار ربا
ز وداع و وصل [illegible] لذتی دارد   هزار بار بر و صد هزار بار بیا

چه نشید نشانی شمار جهانست از آن   نیست از عمر جز سیاه چو دو تم را
مرسیت که می میرم و مردن نتوانم   در کشور بیداد و فرمان تو
بنجه و بوقت ذبح تپیدن گناه من   و انسته و شته تیز نکردن گناه کیست
در کشاکش ضعفم نگسلد روان از تن   اینکه من نمی میرم هم زناتوانیهاست
زهی شکوه تو کاندرا از صفوت تو   زخود در آمدن صفوت آفرینه
پهلو نگاه فنید و به بنید دلم را   تا چند بگویم که چسان است و چسان نیست
بی صافی ز فرهنگ آید و شاهد زستان   ما مذاقیم که نعبد اوی و بسطامی
لطف شکوه از هوس بشمار من   شوقم بناله از ستم بی قیاس کیست
گیرم که هم عشق من آورده ام   الزام فریده دل ناحق شناس کیست
چه پیش از وصل چون باور زعنوانم نمی آید   بنوعی گفت می آیم که میدانم نمی آید
دوست دارم گرهی را که بکارم زده اند   کاین همان است که پیوسته در ابروی تو بود
گفته ام ستم از جانب خداست ولی   بخدا به عهد تو بر خلق همه بال عجب
نازم فریب صلح که غالب ز کوی تو   ناکام رفت و خاطرش امیدوار بود
صنم چه باز بسته حیب و کفن آورد   دستی که بجز جامه دریدن نشناسد
دیگر از خویشتم خبر نبود و تکلف برطرف   میخورده ام که غالب نام یاری بود
زاهد از ما خوشه تا کی بچشم کم بینی   نه بی سیدائی که یک پیاله قضا کردیم
مرنج از دمی پیلی که با من در بیان آری   مگر خواهد شد ذوق دهن دیگر فراموشم
سر نوید ستدست صد بار جان باید فشاند   که امید و من لت زنهار نتوان زیستن
دولت بغلط نبود از سعی پشیمان شو   کافر نتوانی شد ناچار مسلمان شو
آزاده نخواهی و ترسم کزین نشاط   با ملم بجو چنان که نه گنجم چند تو
بر هیچ کافر این همه سختی نمیشود   ای شب ابر کن که قوم فروا اکنی کمیعی

بند هر رشته زطره که تا هم بسته است | رفت آنکه خویش را بپلاس شاد کردمی

قطعه

فرصت مگذار دست ده بفشتم انگاه | ساقی و مغنی و شرابی و سرودی
شمارا زان قوم خاشی که فریب | حق را بسجودی و بتی را به درودی

قطعه

ساقی بزم آگهی روزی | راوق ریخت در پیاله من
چون دماغم رسید زان صهبا | شدم از ترکتاز هم ایمن
همدران سرخوشی حریف شدم | بی محابا گرفتمش دامن
گفتم ای محرم سرای سرور | از ادب دور نیست پرسیدن
اول از دعوی وجود بگو | گفت کفر است در طریقت من
گفتم آخر نمود اشیا چیست | گفت هیچ هیچ نیستوان گفتن
گفتمش با مخالفان چه کنم | گفت صلح بنای صلح فکن
گفتم این حب جاه و منصب چیست | گفت دام فریب اهریمن
گفتمش چیست آشنا سفرم | گفت جور و جفای اهل وطن
گفتم اکنون بگو که دل چیست | گفت جان است این و جانش تن
گفتمش چیست این بلا گفت | شاهدی مست خو گل چیدن
گفتمش چون بود علیم آباد | گفت رنگین تر از فضای چمن
حال کلکته باز جستم گفت | باید اقلیم هشتمش گفتن
گفتم آدم بهم رسد در وی | گفت از هره یار و از هر فن
گفتم اینجا چه شغل سود دهد | گفت از هر که هست ترسیدن
گفتم اینجا چه کار باید کرد | گفت قطع نظر ز شعر و سخن

گفتم این ماه پیکران چه کس‌اند | گفت خوبان کشور لندن
گفتم اینان مگر دلی دارند | گفت دارند لیک از آهن
گفتم از بهر داد آمده‌ام | گفت بگریز سر بسنگ مزن
گفتم اکنون مرا چه باید گفت | آستین بر دو عالم افشاندن
گفتمش باز گو طریق نجات | گفت غالب بکربلا رفتن

قطعه در صفت گربه

دارم بجهان گربه پاکیزه نهادی | گر بال پریزاد بود موج رم او
سرمست ادا چون بزمین باز خرامد | از خاک دمد غنچه ز نقش قدم او
چون صورت آیینه زند فر لطافت | آید نظر بچه او از شکم او
هر شیر ژیانی که ببینی به نیستان | دارد سر دریوزه غرش ز دم او
گر جانوری مرده ببیند سر راهی | از پاکی طینت نخورد غیر غم او
هر بچه که گنجشک بود باز سپارد | در پرورش او نخورد جز قسم او
آری بود از غیرت انداز خرامش | هر کبک و تذرو است اگر خود ستم او
جوش گل و بالیدن سوسن به رنگ است | دم لابه کنان آمدن دم بدم او
در عربده چون بندد ز دم باز کشاید | لرزد و شکن طره خوبان ز خم او
تا عربده کش صفحه افلاک بود جمر | باد الف دست من و پشت و شکم او

قطعه

به آدم زن به شیطان طوق لعنت | سپردند از ره تکریم و تذلیل
ولیکن در اسیری طوق آدم | گران‌تر آمد از طوق عزازیل

قطعه بطور نوحه

ای فلک شرم از ستم بر خاندان مصطفی | داشتی زین پیش سر بر آستان مصطفی

یا توانی سلطنت را فارغ از رنج حسین | یا تو خواهی زین سبب امتحان عاشقی
یا مگر گاهی ندیدی عشق را با حسن ... | یا مگر هرگز نبودی در زمان عاشقی

قطعه در گله در تنگ راه یافتن در رسیدن خلعت از نواب وزیر الدوله بهادر رئیس تونک

گفتم بجز و بخلوت انس | کای شمع و چراغ صحبت ایوان
آیا ز چه رو بود که نواب | ننوشت جواب نامه ام هان
آن گونه عریضه که دانی | در ویش نوشته سوی اعیان
آن گونه قصیده که گوئی | از صفحه دمید سنبلستان
این هر دو رسید نیست پیدا | زانسوی اثر بهیچ عنوان
رنجیده مگر ز مدح نواب | ای کاش نگشتمی ثناخوان
هیهات چه گفته ام که باشم | از گفته خویشتن پشیمان
عقلم بجواب گفت غالب | زنهار مخور فریب شیطان
نواب بفکر ارمغان است | تا نامه فرستدت بسامان
وانهمک بخاطرش گذشت است | زود آن همه جمع کرد نتوان
زود است که جمع نیز گردد | دیر است که داده است فرمان
تا راه روان بجد و برگرد | آرند بکوشش فراوان
دیبا ز دمشق و مخمل از روم | الماس ز معدن زر از کان
فیل از دکن و زمرد از کوه | توسن ز عراق و دُر ز عمان
فیروزهٔ نغز از نشاپور | یاقوت گزیده از بدخشان
جامهٔ تستر و ز بغداد | شمشیر برش از صفاهان
پشمینهٔ حقیقتی ز کشمیر | زربفت گران بها ز ایران

با جمله درنگ چون از این رست	بر رنج و ملال چیست برهان
چون پیر خرد بدل فریبی	گفت این همه رازهای پنهان
گفتم که مرا امید واری	مرهم نه زخم یاس و حرمان
گفتم که چو با من این کرم کرد	آن قبله و قبله‌گاه اعیان
کلپا رز راه حق گزاری	تا گردد و شود تلافی آن
من نیز طلب کنم برایش	این خواهش اگرچه نیست آسان
آیینه و تاج از سکندر	انگشتر و تخت از سلیمان
از عالم غیب جام جمشید	از چشمهٔ خضر آب حیوان
همراه دو نشاط جاوید	نیروی دل و ثبات ایمان
توفیق جواب نامهٔ خویش	توقیع عطا و بذل احسان

قطعه

نقش بتان سیمتن که بر پرند	طاوس وار جلوه طرازند جابجا
آن روی و موی و سینه و ساعد ازان تو	پیرایه هرچه از گهر و زر بود مرا

قطعه

با خنده گفتم از تو فرمائی	شوئیم از دل خیال بادهٔ ناب
گفت صد آفرین ولی نتوان	شستن این خیال جز بشراب

از مثنوی موسوم به چراغ دیر

نفس با صور دمساز است امروز	خموشی محشر راز است امروز
در آتش از نوای ساز خویشم	کباب شعلهٔ آواز خویشم

در صفت بنارس

بنامیزد زهی حسن و جمالش	که در آیینه می‌رقصد مثالش

یکنگش عکس تا پرتوفگن شد — شد از بس خود دلفریب خویشتن شد

خطاب بنفس خود

الا ای غالب کارا وفتاده — ز چشم یار و اغیار اوفتاده
ز خویش و آشنا بیگانه گشته — جنون گل کرده و دیوانه گشته
چه عشرت سر زد از آب و گل تو — دریغا از تو و آه از دل تو
بجوی جلوه زین رنگین چمنها — بهشت خویش شو از خون شدنها
جنون گر بنفس خود تمامست — ز کاوش تا بکاشان نیم گامست
شرار آسا فنا آماده برخیز — بیفشان دامن آزاده برخیز
ز لا دم زن و تسلیم لا شو — بگو الله و برق ماسوا شو

از مثنوی موسوم برنگ و بو

بود جوان دولتی از خسروان — غازه کش عارض هندوستان
باده سرمستی دل را خمی — از نم تر دستی خود قلزمی
آینه صورت جود آمده — جود خود از وی بوجود آمده

در صفت گدای گلیم پوش

تیره سرانجام حریفی چو آه — گرد سیاهی ز در بارگاه
سر بسر آیینه عرض شکست — آمده کیسه و کدوی بدست
شام بلا از رمقش گرده‌ای — سایه چند از اثرش پرده‌ای

سوال گدا

کای شه آزاده گدا نیستم — طالب ایثار و عطا نیستم
شانه کش طره سودا استم — با تو فروشنده کالا استم
شه پس از آن کز نفسش راز جست — داد زر و دلق و کدو باز جست

به گلبن ز زر ریشش سایه داد / همه جا بی‌گلی سایه داد

صفت شخص قوت که با خسرو جوان دولت برخورده در صنعت منقوط

پیدا جنبش ز غضب تیغ‌زن / اثری تیغش شغب بخت تن

صفت شخص همت خسرو جوان دولت

جلوه گری آفت نظاره / برق ز مثال وی انگاره
رنگ گل آیینه دیدار او / موج پری جوهر رفتار او
جلوه جنت ز غبارش رمی / چشمه کوثر ز عرقش نمی
نشئه ز صهبا ورسیدن ازو / خون ز جگر باده دویدن ازو
نشئه بود دولت و صهباستم / قطره بود سطوت و دریاستم

از مثنوی موسوم به باد مخالف

گیتم دل شکسته غم زده / بیدلی خسته ستم زده
برق سطوتی بجان زده / آتش غم بجهانان زده
از که از نفس تاب و تبی / در بیابان یاس تشنه لبی
در آگاه بی فنا زده / همه بر خویش پشت پا زده
دارم آری زهره زه لای خویش / نوحه بر خویش و بینوایی خویش

حمد مثنوی ابر گهربار

بدل هر که سوزنده داغش نهاد / پری رخ به پیش چراغش نهاد
ربا بیدل امانه دلدادگان / کشد ناز لیکن ز افتادگان
بگردش در آرنده سپهر / بگردون بر آرنده ماه و مهر
زرک ابر را اشکباری ازوست / دم برق را بیقراری ازوست
دو دو بی کفن مرده در راهش / خودی داد گر شحنه درگهش

مناجاتیان پیش وی در نماز / خراباتیان رانده چشم باز
اگر کافر اند زنهاریش / دگر مؤمنان هم پرستاریش
به هر لب که جوئی نوای ازوست / به هر سر که بینی هوای ازوست
ز هر پرده پیدا نوا ساز ازو / به هر جلوه پنهان نغمه باز ازو
وزین گونه گون آرزو خواستن / بود چون ببایست آراستن
ز هر پرده رنگی که گیرد گشود / چنان دلکش افتد که بی او مباد
قلم در کف و تاج بر سر رسد / به هر جا رسد هر چه از در رسد
به جنبش گرایان دم گیر و دار / به تسکین گدایان غم پود و تار
به ناهیدیان باده و نغمه / به کیوانیان گوشه سالتی
به بیمانیان جیبت آیینه آگهی / فضای نظرگاه وجه الهی
ز هر سو که رو آوری سوی اوست / خود آن رو که آورده روی اوست

مناجات

چو پیدا تو باشی نهان هم توئی / اگر پرده باشد آنهم توئی
چه بایست چندین پرده‌ها ساختن / شگافی به هر پرده انداختن
بدین روی روشن نقاب از چه رو / چو کس جز تو نبود حجاب از چه رو
جمال ترا ذره از آفتاب / جلال ترا یوسف اندر نقاب
بروزی که مردم شوند انجمن / شود تازه پیوند جانها به تن
روان ترا پیشکش نوازندگان / به سرمایه خویش نازندگان
گهرهای شهوار پیش آورند / فرو هیده کرداریش آورند
همه گامها با این جگرگوشگان / در آیند مشتی جگر تشنگان
ز حسرت فرو برده دندان فرو / ز خجلت سر اندر گریبان فرو

درآن حلقه من باشم و سینه ز محنهای ایام گنجینه
در آب و در آتش بسر برده ز دشواری زیستن مرده
به تنهایی برنا کسی های من تهیدست و درمانده ام وای من
نگهدار سنجی سفنزای رنج گرانباری درد عمرم بسنج
اگر دیگران را بود گفت و کرد مرا سایه عمر رنج ست و درد
فند و هل که حسرت همه بر منست دم سرد من زمهریر من است
وگر چنین ست فند تمام کار که می باید از کرده راندن شمار
مرا نیست یارای گفتار ده چگویم بران گفته زنهار ده
درین خستگی پوزش از من مجوی بود بنده خسته گستاخ گوی
دل از غصه خون شد نگفتن چه سود چو ناگفته دانی نگفتن چه سود
همانا تو دانی که کافر نیم پرستار خورشید و آذر نیم
نکشتم کسی را با هسته بینی نبردم ز کس مایه در رهزنی
نگرمی که آتش نگورم از دست هنگامه پر واز سورم از دست
می اندوهگین دمی اندوه ربای چه می کردم ای بنده پرور خدای
حساب می و رامش و رنگ و بوی ز جمشید و بهرام و پرویز جوی
که از باده تا چهره افروختند دل دشمن و چشم بد سوختند
نه از من که از تاب می گاه گاه بدریوزه رخ کرده باشم سیاه
نه بستانسرای نه سیمانه نه دستانسرای نه جانانه
نه رقص پری پیکران بر بساط نه غوغای رامشگران در رباط
شبانگه به می رهنمون شدی سحرگه طلبگار خونم شدی
تمنای معشوقه باده نوش تقاضای بیهوده می فروش

بهار و ز باران و شبهای ما — گرو دست بی می بچشم سیاه
فضا پر از ابر بهمن سیه — سفالینه جام من از می تهی
بهاران و من در غم برگ و ساز — در خانه از بینوائی فراز
جهان از گل و لاله پر بوی و رنگ — من و حجرهٔ و دامنی زیر سنگ
دم عیش جز رقص بسمل نبود — باندازهٔ خواهش دل نبود
اگر یافتم رشتهٔ گوهر گسست — وگر یافتم باده ساغر شکست
چه خوابی ز ذوق می آلودمی — ببین چشم خمیازه فرسودمی
ببخشنده شاهی که بارم دهد — بهر بار زر سیل بارم دهد
که چون سیل زانجا برانگیزمی — زرش بر گدایان فرو ریزمی
ز نازک نگاری که نازش کشم — بهر بوسه زلف درازش کشم
جهان هم ناخوش کرین داشتم — ز جان خار در پیرهن داشتم
هنوزم همان دل بجوشش اندرست — ز دل بانگ نوشم بگوشش اندرست
چو آن نامرادی بیاد آیدم — بفردوس هم دل نیاسایدم
دلی را که کمتر شکیبد بباغ — در آتش چه سوزی بسوزنده داغ
صبوحی خورم گر شراب طهور — کجا ژاله و صبح و جام بلور
دم شبرو و های مستانه کو — هنگامه غوغای مستانه کو
در آن پاک میخانهٔ بی خروش — چه گنجائی شورش نای و نوش
اگر حور در دل خیالش که چه — غم هجر و ذوق وصالش که چه
گریزد دم بوسه اینش کجا — فریبد بسوگند دینش کجا
ستمگر نبود و لبش تلخ گوی — ده دکام جو و دلش کامجوی
فسونگر بازی ذوق دیدار کو — بفردوس روزن بدیوار کو

ز چشم آرزومند دالها — نه دل تشنهٔ ماه پیکانها
از آنها که پیوسته بی‌خواست دل — هنوزم بجان حسرت آلودگی
بهر جرم کز روی دفتر رسد — ز من حسرتی در برابر رسد
بفرمای کاین داوری چون بود — که از جرم من حسرت افزون بود
بهین موبه در روز امید و بیم — بگیریم بدامان که عرش عظیم
شو از تو سیلاب را چاره‌جو — تو بخشی بدان گریه‌ام آبروی
دگر خون حسرت هدر کرده — ز پا داشتش قطع نظر کرده
گذشتم ز حسرت امیدیم هست — سپید آب روی سپیدیم هست
که البته این رند ناپارسا — کج اندیشه گبر مسلمان نما
پرستار فرخنده منشوریست — هوادار فرزانه دستوریست
به پیوند امید استواری درست — به غالب خط رستگاری درست

نعت

محمد کز آیینه روی دوست — جز بینش ندانست دانکه اوست
زهی روشن آیینهٔ ایزدی — که در روی بخشیده رنگ خودی
تمنای دیرینه کردگار — بوی ایزد از خویش امیدوار
بلندی ده کعبه بالای او — گرامی کن سجده سیمای او
همه در زبان خوانش پر جبرئیل — بخوان گستری پیشکارش خلیل

صفت براق

ز ساق و سمش گر بنازم مدام — کنی ساز تشبیه مینا و جام
تماشا شد شگفت ار بدیدن رسد — که آن باده پیش از رسیدن رسد

غالب حکیم غلام محمد خان ولد محمد اعظم خان مرد خوش مذاق شاگرد غلام سبحان

مشتاق ستر برس کی عمر پائی رجب کی گیارہوین کو بلدہ سوا وناسی ہجری مین قضا کی یہ دو شعر اونکی اوستاد کو یاد تھی سو لکھے گئے

ریختہ

راہ جب دلمین ہو کوئی نہین مانع ہوتا	سیکڑون ڈھب ہین مگر چاہیے آنا کوئی
پی کے سینے اونکو پڑہاتی تھی ایسی رات	بولی نہ پاس میری چپر کھٹ کی سو گئی

غربت

غربت صاحبزادہ محمد ہدایت علیخان بہادر ابن صاحبزادہ محمد عبد العلیخان بہادر ابن جناب جلالت مآب نواب غلام محمد خانصاحب بہادر انار اللہ برہانہ جنکا ذکر خیر طبقہ والیان ملک مین گذرا یہ صاحبزادی بڑی خوش صفات ہین جامع کمالات ہین اکثر فنون کا شوق ہے صنائع مین ایجاد کا ذوق ہی پہلی حکیم مومن خانصاحب دہلوی مومن کو کلام دکھاتے تھی پھر شیخ مہدیعلی ذکی مرادآبادی سے تلمذ ہوا تیرہ برس کی عمر سے یہ اونکا کلام ہے

ریختہ

سیکڑون سجدہ کئے کوی وش تیرے تسکین ہوئی	گس کی ساری جبین جب دردسر کم ہوا
جلوہ کو لاکی نہ تم بام سی اوترو صاحب	دیکھو دل اور ہمارا تہ و بالا ہوگا
شاید تری مریض کی ہاتہ آگئی تھی نبض	غش ہین پر آج دماغ حکیم تھا
کبھی کا وشین تو ناخن تدبیر نے بہت	عقدہ نہ ایک بھی مری مشکل کا وا ہوا
غرور حسن کا نشہ کبھی جو رخصت ہی	تو اپنی بی خبر ونکی بھی کچھ خبر لینا
ثابت رہا نہ عالم وحشت مین پیرہن	دامن سیا جو ہمنے گریبان نکل گیا
گل کی کہانیکا جو فسانہ نہ سنتا مجسم	ہاتہ کا اپنی وہ چہلا نہ نشانی دیتا
تن ہوا سو کہر کی کانٹا تو ہوا کیا غم ہی	خوش ہون اب بھی نہ تیر کو شہ داماں چھوٹا
بسمل غم ہون مگر ہی مری صحبت کے حبیب	داغ سی میری نہ بہا کسی عنوان چھوٹا

کیا کہون ہوگی گرفتار جو پا ہی منوا
مر ہی جاونگا اگر خانۂ زندان چھوٹا
اگر وہ نصف شب ہو جلوہ فرما بہتابی کی
شب تاریک ہی ہو یک بیک نورِ تجلا

غریب

غریب الہی بخش نام ولد شیخ منیر الدین صدیقی چونتیس برس کی عمر ہی سرکار دولتمدار مین ملازم جو عہدہ قابل ہین نسخ و نستعلیق دونون خط خوشنویس کامل ہین خط نستعلیق جناب میر عوض علی صاحب عایل سی حاصل کیا اور خط نسخ آغا غلام رسول صاحب کشمیری سی مشق کرکی کامل کیا کلام اسکا ہیچمدان کو دکہائی ہین یہ اوسکی شعر لکہی جاتی ہین

ریختہ

عرش تک کب مرا گذر ہوا
ہوا اوسکی دل مین گہر ہوا
صیاد دیکہ حسرت بلبل کہ دام مین
کرتی ہی کس نظر سی تماشای وی گل
چاہیی لب پہ مری نالہ ہو آہ ہو
تا کوئی اور تری حسن سی آگاہ ہو

فارسی

ترا ز دیدن او پردۂ خودیست حجاب
برآ ز خویش ببین جلوۂ خدائی را
گدای عشق توای شاہ حسن از ہمت
بجام جم ندہد کاسۂ گدائی را
کنیم دست ہوا و ہوس ز خود کوتاہ
علاج نیست ازین بہ شکستہ پائی را
بخیال سر زلف کہ دلم رفت بخواب
کہ سحرگاہ چو برخاست پریشان برخاست
باز فصل گل رسید باز جوشی زد جنون
باز چاک از دست وحشت پیرہن خواہد شدن
چہ آفتہا کہ نہ برپا نمود در فراق
دلم گر ز نالہ در ویش کند ہنگامہ آرائی
غریب از اختلاط اہل دنیا سیر گردیدم
ندیدم چون وفا در کس گزیدم کنج تنہائی

شفقت

شفقت تخلص اخوندزادی احمد خان مغفور ولد برہان الدین خان صبور شاگرد رشید مولوی قدرت اللہ شوق تہی بڑی مضمون آفرین بڑی صاحب ذوق تہی

نقلی مضامین سی سرزمین سخن کو آسمان بنلیا مرح و قدح دونون مین شعرای سلف کا رنگ دکھایا اکثر وطن مین رہی چندی لکھنو تشریف لیگئی تہی وہان شاعرونمین بہی شریک ہوی تہی شیخ غلام ہمدانی مصحفی مغفور نی بہی اپنی تذکری مین انکی مدح لکہی ہی سخنوری اور سخن شناسی کی تعریف کی ہی چونسٹہ برس کی عمر پاکی بارہ سو اڈسٹہ ہجری مین یکم ذیحجہ کو رحلت فرمائی مسوده دیوانکا دونمین کی ہاتہ کا لکہا ہوا ہاتہ آیا وقت مطالعہ ہر رنگ مین اونکی طبع رسا کو قادر پایا چند شعر انتخاب کیی اور بطور نمونہ اس تذکری مین لکہی گئی

در تعلی خود

ہون وہ روشن طبع گر ہو محو میری فکر لقا — ہیچ غنچہ نظر ولنس گرادی منوت تیر کہما
ماه کا دوران سر خورشید کا رعشہ ہو دور — آی گر سوی طبابت اپنی رای با صواب
گرم جولان ہی جہان میرا سمند فکر وہان — دوڑتی ہی گرد بحسب رنگ ماه و آفتاب

قطعہ در صفت فیل ممدوح

حسن خوبی اوسکی ہاتہی کی بیان کیا کیجی — مائل رفتار ہو جسوقت وه رفعت مآب
دیکہکر مستونکو آتی ابر تیره کا خیال — گوشہ مغرب مین جا ی شبکی آفتاب

در مدح

او دہشای گر کرۂ خاک بار حلم ترا — تو شاخ گاو زمین حوت کانپی طلاب

در نعت

زہی دیار مدینہ کہ جس مین آکر حور — نکالتی ہی بہشت برین مین لاکہ قصور
نمایہ دشت کا اوسکی بیان ہو کیا عالم — مشام مشک بہتا ہی اور نکہ کافور
شعاع مہر و رگ ابر مین ہو تو مشتیز — سحاب کا اگر اوسکی سواد مین ہو مرور
جو دانہ کا قطره آب زلال لالی بنیا — اگر وه شرق مین بولی تو پہنچی غرب مین شور

بشکل کاسۂ مجنون پیالہ توڑی جم — جو نقش پا کا تری ناقی کی سنی مذکور

صفت فیل

علوی شان تری ہاتھی کی ہو رقم کیونکر — ہمو دارض و سماوات ہی جسکی حضور
کرا و سپہ جیرہ کی تلی دیکھی تو آئی نظر — فرشتہ شکل مصافر آدمی جون مور

در شکایت زمانہ

جہان مین ہو نہ تنک مایہ کامیاب کبھی — کری نہ دانۂ شبنم کو سبز ابر مطیر
سوای لقمۂ آتش نہ دی فلک اوسکو — جو کوئی کھولی دہن لاکہ بار جون کفگیر

در مدح مولوی قدرت اللہ

اگر وہ جانب دریا نگاہ فیض کری — ہوا سی پای ترقی حباب کی تعمیر

در تمہید

ایک کشتی ہر مہینی مین اوچھلتی ہی یہان — ہو چکی ہین غرق اسکی ہاتہ سی اتنی قمر

در مدح

رتبۂ عالی تجھی بخشا خدا نی اسقدر — دیکھتا ہی مہر ہی دستار اپنی تمام کر

در مدح

خوان انعام ترا مہر اگر سر پہ اوٹھاے — نان تہ کردہ کی صورت ہو وہ تا اوسکی کمر

تمہید

وہ عدم سی آئی ہستی سی گیا اسنی عمر — تہی صباح رحلت فرہاد گویا جوی شیر

صفت عدل

ہی عدل و داد کا جب سی کہ ہی جہان مین دور — میان ظالم و مظلوم ہی یہ راز و نیاز
کہ بچہ خانۂ کنجشک مین جو ہو پیدا — تو رقص قبلہ نما کی طرح کری شہباز

در نعت

زمانہ رنگ بدلتا ہی کیا عجب ہی اگر
کبھی چمن ہو کبھی گل کہ ارغوان نرگس

کمی نہ عیب و ہنر تا کہ اہل ہستی کا
عدم میں اسکی چھوڑاتی ہی زبان نرگس

اگر نہ ہاتی گلفشانی پر آئی طبع تری
تو مہر قطرۂ شبنم ہو آسمان نرگس

در مدح

ہوئی تری کف زربخش سی جو زر ریزی
زبان ناطقہ ہو کیون نہ اوسکی مدح مین لال

کہ آشیانۂ کنجشک مین بجز عیش
جو ڈھونڈھیی تو نہ تنکا ملی برای خلال

در حمد

شغل صہبا ذکر مطلق نشہ حالت وحدہٗ
ہی خیال ماسوی اللہ پنبہ مینای دل

در مدح مولوی مفتی شرف الدین صاحب مرحوم

بسمل ہو زاغ جہل بیان سواد شام
پھینکی جو سوی ردم وہ تیر کمان علم

در مدح جود و سخا

جو آستان سی تری بحر فیض جاری ہی
یہ کچھ گدا نی فراہم کیی ہین درہم و دام

اگر ملای وہ گدڑی تو یون گری دولت
فلک سی ریزش انجم ہو جیسی روز قیام

در تمہید

طلب سیاہ مستی بلبل سی پوچھتا ہون
گلشن میان گل ہی یا گل میان گلشن

تمہید

ہی چند گردون کو ساتھ اپنی کہ مانند گل
نعرہ دیتا ہی ہمین جیب چاک کرتا ہی شکم

در تمہید

سلوک آفاق مین جو رہزنی کوئی کرتا
نہین دکھایا کہ دی شمشیر جوہرین کو بی پانی

گردن کر سرو کی الیاس کی وہ راہ گم کرتی
جو بیٹھون نوح کی کشتی مین تو ہو جای طوفانی

فضا ہی بخت بد سی ایک قحط بیا خوبان ہند
تباہی ہین اطبای زمانہ او سپہ بانی

در نعت

اگر یہ جانتا شیطان کہ ہی آدم میں نور اوسکا
جھکاتا سر سجن سب سی اول اپنی پیشانی

اگر اوسکی زبان سی نکل جیسی حرف قم نکلی
عدم سی آئین سب غیر شریک ذات ربانی

ترا کیا عظیم شان کہی بیان جب تیری اُسکی
کہی کوئی انا الحق اور بولی کوئی سبحانی

اشعار غزلہا

عجب راحت سی کٹتی عمر اگر مانند آئینہ
کوئی معشوق ہوتا بر میں کوئی رو برو ہوتا

ایکدم ٹھہرانہ اُس آئینہ خانی میں کوئی
عکس کی صورت ادہر آیا ادہر جاتا رہا

تری چہری کی آگی شمع کس شب کٹ نہیں جاتی
یہ غیرت ہی کہ آئینی کی چھاتی پٹ نہیں جاتی

سوزن سی ہوسکا نہ رفو اپنی زخم کا
پایا ہی کسنی فائدہ اپنی کمال سی

منہ جس میں تمام آفاق ہی
زلف ہی یا لام استغراق ہی

ہمی میں دل ہی ہمی اس دل حزین میں ہی
مکان میں ہی مکین اور مکان مکین میں ہی

قطعہ

پایا سوا دبخہ سی جو کوئی اس طرف
مینی کہا کہ جس کی کہا کیا نشان ہے

کھنی لگا کہ لپٹی ہوی برگ بید سی
جون تار عنکبوت کئی استخوان ہے

مثنوی در بیان شدت وبا

کثرت امراض ہی اب اسقدر
آسمان کو ہو گیا دوران سر

ہی کوئی بیمار بالای سپہر
صبح قارورہ جو لیجاتا ہی مہر

قطرۂ شبنم نہیں وقت سحر
تپ اوچھلی ہی گلون کی جسم پر

کانپتا جو مہر پر الوا رہی
آگ پانی کا اوسی آزار ہی

ہی عدم میں بھی گر رنج و محن
سر سی باندہی غنچہ آتا ہے کفن

بجھے میں گر دام ماری صید گیر
جای ماہی مردہ ہو جای اسیر

مثنوی در ہجو جراح

ایک ہی جیسا ج ہلاک جسم / لیتی ہین قصاب سب اوسکی قدم
گر کہین بار وست سی کوئی جبل / توڑ کی کمڑی کی آنڈی سے
اگر ہی کی مدل یہ بیجای ہات / گھا وین گھس جای سلائی کی ساتھ

مثنوی در ہجو قاضی

مروسی بوسے کہ نکرد و نکاح / ازن سی کمی چپا ز ہین ہجو ہر مباح
بیاہ اگر کوئی جہان مین کری / منہ سی دو نا یہ نکاحانہ لے
کوڑی کوئی ہاتہ پہ اسکی دھری / نوح کی کشتی مین یہ رخنہ کری
ہوی کوئی ہندو کرا سی ایک دام / کا ہی مسلمان پہ یہ کرو ہی حرام

مثنوی در بیان شدت سرما

بردسی گھر مین سماعت کی بہی ہوش / دیکھیں اب جسکو ہی پنبہ بگوش
اپنی اپنی گھر مین اب پیر و جوان / آگ روشن کرکی بیٹھی ضوبسان
شمع سی ہی اس پہ پروانہ غلط / سینکنی کو ہاتہ آتا ہے فقط
بسکہ ہی آتش سی ہر طائر کو سانس / پشہ اور جگنو مین کب ہوا امتیاز
آگ پر گرتا ہی عالم اس طرح / شمع پہ دوڑی پتنگا جس طرح

مثنوی در بیان شدت برف باری

گرم جو حمام ہتا شکل سعید / کردیا سردی نی اوسکو زمہریر
صورت کافور آب سرد ہی / بادہ ہی تاشیر ماء الورد ہی
ہوگیا یکدست ٹھنڈا آفتاب / جس طرح جسی گنجی کا آفتاب
برف نی یکسان کی یاقوت و سنگ / ایک سا سرخاب بگلی کا ہی رنگ
پیر و برنا کا کھلی کس طرح بہید / برف سی دونون کی ہی داڑہی سفید
برف مین ہی شکل عالم آشکار / کھیل مین جون نظر آتا ہی مار

مثنوی دربیان شدت باد تند

ہے یہ امسال شدت صرصر / اوڑ گئی جس سے ہوش چرخ و بشر

اب عمل یوں ہوا میں جاتا ہے / بیچ جیسے کوئی اوڑاتا ہے

مردم دیدہ کی یہ ہے حالت / پتلیاں ناچتے ہیں جس صورت

کیا میں دیوانوں کی کروں تقریر / وہ پتنگ اور ڈور ہے زنجیر

کیونکہ ہو فرق آہو و شہباز / سب کی اوج ہوا پہ ہے پرواز

راہرو سے ہے قول نقش قدم / دیکھیں چپتا ہے آگے تو باہم

اسنے بیدم کیے صغیر و کبیر / نہیں صرصر اجل کی ہے شمشیر

گر کوئی بوسہ لے سکیگا اب / شکل گلگیر ہو خاک سی لب

گر اطبا سی کوئی پوچھے دوا / اوسکو بتلائیں اب یہ خاک شفا

غمگین میر عبداللہ ابن میر حسین تسکین دہلوی یہان عملہ عدالت مین برسون نوکر رہی اپنی والد سی تلمذ تھا اٹھائیس برس کی عمر ہوئی ساتوین ذی حجہ کو بارہ سو چھیاسٹھ ہجری قضا کی مقبرہ نواب احمد علیخان بہادر مین مدفون ہوی یہ اونکا کلام ہی

ریختہ

امت نوح پہ طوفان ہی آیا یارو / شکر یہ ہی کہ مرا دیدۂ خونبار نتھا

لکی کرین جگر و دل تو کیا کرون یارب / کچھ اور دی بھی مژگان خونفشان کی لگی

اب آیون ہی مری سینی سی ہلک جا / گرہ وا ہو چکی بند قبا کی

بھی تو روز ہجران کی مصیبت یاد ہی واعظ / کچھ ایسا ہو کہ تیری لسی روز حشر کا نکلی

کیا منکر و نکیر سنتے ہے دیکھیے / ہمراہ میری گور مین تصویر یار ہی

غمگین مولوی عبدالقادر خان صاحب الصمد در خلف مرزا محمد کرم آشنا مغفور ساتھ علم و فضل کی شوخ طبیعت مزاج مین مزاح و ظرافت چودہ برس کی

سن مین تحصیل کتب درسیہ سی فارغ ہو کر دستار فضیلت زیب سر کی
مدتون علم سیاحت مین سبہ کی سرکار انگلسیہ مین عمدہ نوکریان پاتی
مستعد رہی آخر عمر مین بطلب جناب نواب غفران مآب نواب محمد سعید خان
صاحب بہادر جنت آرامگاہ نور الله مرقدہ دہلی سی آکر عہدہ جلیلہ فصل خصومات
مامور ہو کر بہت موقر رہی بقیہ زندگی باعزاز و آبرو یہین بسر فرمائی
پینسٹھ برس کی عمر پائی بارہ سو ننانوی ہجری مین رجب کی ساتوین تاریخ زیر خاک آرکہا
بہت اچھی طرح زمانہ حیات کو تمام کیا کہتی ہین کہ عربی فارسی اردو بہاکا
غرضکہ سب زبانون مین شعر کہتی تہی کلیات انکا گم ہو گیا مگر اردو اور فارسی کچھ شعر ملی
کر درج تذکرہ ہوی

ریختہ

کیونکر نکرون پیری مین مین سیر جہان کی — دن ڈھلتی ہی ہوتا ہی تماشا گذری کا

قطعہ

حرم مین برہمن رکھا نام میرا — گیا دیر مین تو مسلمان ٹھہرا

مرا اوس بت کی نزدیک کیا جائی ظن — ہوا کفر ثابت کہ ایمان ٹھہرا

قسمت کی خوبی دیکہا دی میری جنازی پر — تماشی یہان تلک بیکی کہ اک تکبیر کم کر دی

کسکی چتون نی مجھکو مارا ہے — اپنی آنکھو نکا جو م سارا ہی

فارسی

ہم مرا دگر کند دست تو شست دگرا — ید بیضا دگر و دست تو دست دگرا

زلف در گردن شدن بر تن خستہ خویش — بار بر گردن یاران جہان نگذارم

غمین حکیم عطاء الله قریشی انکی باپ حکیم غلام رسول کشمیری نبیرہ محمد محسن فانی
پہلی نواب غازی الدین خان فیروز جنگ کی مصاحب تہی پہر جناب نواب
محمد نصیر الدین صاحب بہادر رشک منزل کی سرکار مین ملازم ہوی غمین

اور یہین رہی ہین پرورش پائی غایت خوش خلق وحلیم الطبع وطالب العلم مستعد تہی رحلت کو قریب سات برس کی ہوی فارسی اور ہندی دونون زبانون مین شعر کہتی تہی ایک شعر اردو ہاتہ آیا اور فارسی کلام جو کچہ تذکرہ مولوی قدرت اللہ شوق مین پایا اوسمین سی چند شعر انتخاب کیے اور اس تذکری مین لکہی

ریختہ

تالی کا سیری دل پہ نہین اوسکی کچہ اثر	پتہر کی دلمین کوئی بہلا راہ کیا کری

فارسی

ما را بپاس خاطر غنم آفرین آمد	چون شمع بر سوختنم آفرین آمد
دوشش پرسیدم کہ یار کیستی	خون کرد و گفت یار کیستم

رباعی

احمد کہ بمعراج طرہ بناگ گذشت	در لمحہ چسان باجسد پاک گذشت
چون نور ز ہفت پردہ چشم عنین	در چشم زدن ز ہفت افلاک گذشت

عنین تخلص میرزا معین الدین حیدر نام ابن میرزا تاج الدین حیدر پچاس برس کی عمر ہی متوطن لکہنو ہین یہان سرکار دولتمدار کی وظیفہ خواری سی سرفراز ہین اپنی چچا میرزا کلب حسین خان عرف میرزا خانی نوازش کی شاگرد ہین ممتاز ہین جو کلام اپنی دیوان سی انتخاب کرکی اونہون نی دیا وہ درج تذکرہ ہوا

قصیدہ در توصیف جشن باغ بی نظیر

وہ بہار آئی ہی عالم مین کہ ہو عود شباب	رونق باغ بنی حسن زلیخا کا جواب
قصر افلاک مین گونجی جو صدا قمریان	نہ گوشش کیا گنبد گردون نی سحاب

صفت آتشبازی

چکر ایسی کر فلک دیکھ کی تیسکر مین ہی ‖ صورت آئینہ دریا مین ہو ساگن گرداب

مدح بندگان حضور

چشم مخمور کا گر عکس پڑی دریا مین ‖ ساغر بادہ گلرنگ نظر آئین حباب

ایضاً در مدح

نگاہ گرم سی دانی انا کی ہو گئی شق ‖ شرار سنگ کرم سی ہون و انہای انا

ہلال سید جو [illegible] سین نو نگین ‖ تو ایک سال مین نکلی فلک پہ سو بار

صفت اسپ

سمند خاص دکھاتی ہی جو برق جولانی ‖ ہلال عید کی ہو نقش نعل مین تنویر

در صفت عدل

یہ [illegible] ہی کہ جو مرتا ہی کوئی پروانہ ‖ قصاص بزم مین لیتا ہی شمع سی گلگیر

اشعار غزلہا

[illegible] لگی تقدیر مری عید کی [illegible] ‖ بار ہی [illegible] کی دہوکی مین گل آیا

[illegible] ون ہی کی خاطر ہی [illegible] ‖ کدہر ظلمات کی سمت مین چشمہ آب حیوان کا

[illegible] زندگی خضر کا طالب ہون جہان مین ‖ ای آب بقا تجکو ہی اک روز فنا ہی

ہاتہ اک خوشی مری لال ہی اک مہندی سی ‖ شوخ ان دونون مین ہی دیکھی تجکو کسکی

وقت دلبر کا [illegible] شین [illegible] ‖ زندگی پی لطف کی ہی موت کی تا [illegible]

فارسی

[illegible] ناموس را گذاشتہ ام ‖ [illegible] عشق تو [illegible] ہر چہ بادا باد

[illegible] آغا علی تقی ابن [illegible] لکھنوی [illegible] برس کی عمر مین [illegible] کا عالم دکہایا [illegible] گویائی کا حسن اور [illegible] پایا بڑی [illegible] بہت بڑی مضمون آفرین [illegible] سب مین قوت ایجاد ہی [illegible] مین [illegible] داد [illegible]

منیر کو اپنی نتائج افکار دکھاتی ہین اونکی فیض صحبت سی لطف اوٹھاتے ہین ملازم سرکار فیض آثار ہین یہ اشعار اونکی یادگار ہین

در مدح حضور پرنور

کرون مین اوسکی سخاوتکا وصف گر تحریر	زبان خشک قلم آب زر سی ہو سیراب
اوسکی ابر کرم کی گہر فشانی سے	بنی ہی آبروی خلق موتیونکی آب
پہر اوسکی ابر کرم سی ہون دنیا مین کی سائل	فلک سی بڑہ کی ہون پہلی پیالہ ہای سراب

ایضا

سجن جو کر گیا در دولت پر آفتاب	مشہور ہو گیا ہی شہ خاور آفتاب
ذری جو رامپور کی اسکو نظر نہ لگا	صحرا کی آنکہ مین بہی نہ پای گہر آفتاب
خوبان رامپور سی کر کی مقابلہ	ٹہرا چراغ صبح سی بہی کمتر آفتاب
دیکہا کری بیاض علوم حضور کو	عینک لگا کی تا سحر محشر آفتاب

صفت اسپ

چوگان و گوی زر کا تماشا نظر پڑی	اس تیز رو کی کہای اگر ٹہوکر آفتاب
ٹہہری ہوای دامن زین سی نہ ایک جا	مثل شرر ہو دستخوش صرصر آفتاب
اس اسپ تیز رو کی جو سم سی مثال ودان	دم بہر مین دور چرخ سی ہو باہر آفتاب

مسیح

ہو ریای آب زر جو نمک تک جوش زن	ستر ہی صورت گل نیلوفر آفتاب
اس عہد مین علاج مریضان نصر کو	لکہتا ہی روز نسخہ قرص زر آفتاب
سن لی حضور کی جو مسافر نوازیان	اس شہر سی سفر نکری دم بہر آفتاب
باب سکوہ اپنی متصل اگر دکہای	کہا جای سنگ در سی ابہی ٹکر آفتاب

تتمہ قصیدہ مدح

گرد و نکی کہلتی ہی نظر آئی ضیای عید — کیا ماہ نو ہی ناخن عقدہ کشای عید
شبنم نی کی گلاب فشانی جو صبحدم — ڈوبا ہوا ہی عطر مین فرش فضای عید
ہر بتکدی مین قلقل مینا کا شور ہی — شکر فشان ہی طوطی جاوہ نوای عید
ستون سی اوڑ چلی جو مکین شیشی کی پری — مہندی مین ہی پہانس لای کمند ہوای عید

مطلع

تیغ کف حضور کو دی آنکہون پر جگہ — ابرو سمجہکی دلبر رنگین ادای عید

صفت اسپ

گذری سی بہی کم ہی عیش کی قبا — ہر گستوان توسن والا جو پای عید
سایہ جو پڑ گیا فرس تیز گام کا — گیتی نوزد دم مین ہوا باد پای عید

تمہید قصیدۂ مدح

لوٹتی ہی بلبل مجروح گلہای نشاط — جہولیون مین بہر رہی ہین خم دامندار پہول
سرد ہی چشم بتان مین گرمی بازار عشق — کسطرف منہہ کی ہما کر آہ آتشبار پہول

مطلع

دیکہنی پائی مین جو شب کو محفل سرکار پہول — شمع کی گل کو سمجہ لین طرۂ دستار پہول
جبہ سائی کا جو پائین حکم محفل مین حسین — باغ قالی سی سپرالی گلشن رخسار پہول
ہو وسکی باغ فیض کی خواہان ہین بیماران فقر — منہتی ہین سونی چاندی کی یہان عطار پہول
احتساب عدل حضرت سی جو ہونگی منحرف — خون ہی ہو کینگی بکر بادہ پندار پہول
ہو گئی تجہ کو ہی محتاج بدخواہ حضور — ہر سپر کی کاٹتی ہی آپکی تلوار پہول
باغ مین ہو ناوک اندازی اگر مد نظر — قطعہ — نذر دی زاغ کمان کو بلبل گلزار پہول
ہر کلی ہو غنچہ پیکان رنگین کی مرید — دل سی ہو ہمنشینی مین شاگرد لب سوفار پہول

صفت اسپ

ساتھی کل ملیمی ہی رکاب خاص مین باد صبا
نقش پا سی باندھتا ہی توسن رہوار پہول

گنبد مینا کا دورہ کرلی دم بھر مین پلک
سونگھلی اسکی رکابون کی جو مینا کار پہول

صفت فیل

ہم رکھتی ہین قدم مین گل بوٹی اسکی جھول کی
رکہتی ہین اپنی قبا مین دامن کہسار پہول

مدح حضور پرنور

صبا چلی جو تری دست زرفشانی کی طرح
ہوگی چمن مین گل اشرفی قدم بقدم

بیعت ہوئی جو شاہ اقبال کی نصیب
رکھتا ہی دست حور سی انکار آئینہ

نسبت ہو کس طرح دل دریا نوال سی
قطرہ ہی پیش بحر زخار آئینہ

کیا دیکھلی ہی اسنی تجلی نقش پا
صورت سی اپنی آپ ہی بیزار آئینہ

شب زندہ دارون پر جو ہی لطف کی نگاہ
ہر وقت اپنی گہر مین ہی بیدار آئینہ

صفت اسپ

احوال غیب چشم تحیر کی آگی آئی
صیقل ہو گرد سم سی جو اکبار آئینہ

سرعت سی اسکا عکس نہو جلوہ گر کہین
ارض و سما جو ہون دم رفتار آئینہ

صفت فیل

کیا اسکی نقش پا کی کرین قدر مہر و ماہ
اندہ ہونگی گہر مین کیون نہو بیکار آئینہ

مدح حضور پرنور

جو بعرصہ شور مین پہنچا جہاز سلطانی
ہوا یہ شور کہ آیا سکندر ثانی

وہ عدل ہی کہ ہو سیماب کی لیی شعلہ
ہوا ہی سرد مین پیراہن کتانی

کتان کی چاندنی ہو فرش محفل مہتاب
تو ماہیون کی سمندر کی گہر مین مہمانی

بجای پیرہن آفتاب ہو شبنم
سحاب ہو پی عریان کلیم بارانی

مدح حضور پر نور

کسری کا طاق یون در دولت سی ہی گرا ‖ بتخانہ جیسی کعبۂ داور کی سامنی
جوہر عدو کی تیغ کی اُس تیغ کی حضور ‖ شبنم کی بوندین مہر منور کی سامنی

صفت اسپ

گر وہو نبض قیس کی مانند بیج برق ‖ آئی جو پای تیری تگاور کی سامنی
جل جای بیستون دل فرہاد کی طرح ‖ آئی جو اُس سمند کی ٹہوکر کی سامنی

صفت عدل

ہو جای خشک خشن جل خوف عدل سی ‖ رکہدی اگر کلاہ کوئی خنجر کی سامنی

صفت قصر

سن لی جو صحن صفہ محل کا تذکرہ ‖ آئینہ جیب جای سکندر کی سامنی

اشعار غزلیات

ضعف سی پہنچا نہ انکی کان تک نالہ مرا ‖ بزم جانان مین ہمارا ذکر چل کر رہگیا
سامنی اغیار کی اوس بت نی انگڑائی جو لی ‖ دل مرا وہانہ سینی مین اُچہل کر رہگیا
تری پاس بہیجا تہا خط شوق میری ہاتہ سی ‖ دل بدگمان کو سیہ اگر اعتبار ہوتا
رو دادِ دل دیکہ لو خود پوچہتی ہو کیا ‖ اندہا نہین ہی آئینہ عاشق کی حال کا
کیا تمہاری ناز او تنہائی کی شکایت کیجی ‖ ناتوانی نی ہی اپنا بوجہ ہمپر رکہدیا
جنکی آتی ہین وہان زخم بہلاتی ہین دل ‖ ہای کس بیدردی نی پہاہا جگر پر رکہدیا
دیکہتی ہین دل پسند آتا ہی تمکو یا جگر ‖ ایک او تہا لو ہمنی دونونکو برابر رکہدیا
کچہ خبر ہی منیر ہی تہا اونکی ساتہ ای بیخودی ‖ ہمنی سر کیا جانی کسکی قدم پر رکہدیا
ہماری دل سی اکدم کی انتظار کا مزہ پوچہو ‖ نہ دیکہا گو کہ آنکہوں نی تمکو عمر بہر دیکہا
جہان رنج ہو کی شی تو قاتل سی یہ پوچہینگی ‖ سبب کیا تہا کفن سی تو نی کیون منہ کہولکر دیکہا

بیٹھیی تن کر نہ خلوت مین ہماری سامنی — ہاتہ گستاخی پر آجائین نہ جوبن دیکھکر
قتل کا بیڑا اوٹہاتی ہی جو سرخی پان کی — کیا لب جانبخش مین رنگ مسیحائی نہین
تغافل کا نہونا اونہین ہوتی سی زیادہ ہی — بہت تاثیر ہی پہر بہی نہین ہی میری نالی مین
ہاتہ رکہتا ہی محبت سی کوئی سینے پر — ہای اسوقت بغل مین دل بیتاب نہین
ایک مدت سی مری خونکا پیاسا تہا — دل سی خنجر نہ ابہی کہینچ کہ سیراب نہین
صبر کرتا ہی جو ثابت قدمی کا دعوی — شوق کہتا ہی کہ مجہسا کوئی بیتاب نہین
جلاتی ہی تو اپنی کلبہ احزان مین ڈرتا ہون — کہ پہر تمکو تماشا ہوگا ہجوم یاس و حسرت مین
بہار آتی ہی کچہ ایسی چمن کی پاؤن نکلی ہین — کہ نکہت پہاندتی پہرتی ہی دیوار گلستان کی
کسیکی تیغ کا احسان لیکر ہاتہ آیا ہی — اوٹہا رکہین خوشی کی دلکی خاطر زخم خندان کی
ہمت بلند چاہیی خالی ہون لاکہ ہاتہ — دنیا مین دست غیب نہو دست خیر ہو
پہر جائیون سی بڑہکی ہی تیر نگاہ یار — ای کردگار گوشہ نشینونکی خیر ہو
مانا کہ بیمار محبت کو شفا ہو — آخر وہ مرض کیا ہی کہ تم جسکی دوا ہو
کیا جانی حباب لب جو لذت گریہ — اوس آنکہ سی پوچہو جسی رونیکا مزا ہو
اجل فرقت مین آجای تو جی جائین — اگر تم زہر دو آب بقا ہو
کیا کیا مزی لیی مری دلنی نگاہ زمین — اوس دلکو دیکہیی کہ جہی جس سی سیل ہی
ہاتہی کبہی شراب تو شیشہ پٹک دیا — دل توڑنا حضور کی نزدیک کہیل ہی
تہ نقاب ہی آنکہین چہپاکی لوٹ لیا — خدا نخواستہ دل کہوکر نگاہ ملے
کہانکی جہید برابر ہی نامراد و نکو — پہری گلی سی ملی یا تری نگاہ ملے
ایک گوشی مین اسی گہرکی پڑی ہین کونین — دل سی ہم نکلی تو پہر کونسی عالم مین رہی
پیہم تیر لگاو زخم دل پر — طالب ہی یہ آنکہ پیہم نظر کی
داغ بیکار ہین محبت بے کے — پہول سہری کی ہین نہ تربت کی

غیرت تو محبت مین ذرا بھی نہین آتی	مرجانے کی جا ہی کہ قضا بھی نہین آتی
کیا جانے تری بام پہ ایجان ہی کیا لطف	جاتی ہی تو پھر آ وہ صبا بھی نہین آتی
دل ہاتھ سی کھو بیٹھی دیکھا نہین کہنا	سو مرتبہ ٹوٹی تو صدا بھی نہین آتی
بی صبریون سی گریہ و زاری نہین ایجان	رونا تو یہ ہی تمکو حیا بھی نہین آتی

ضعف

ضعیف حکیم احمد خان ولد حکیم محمد ناصر خان طبیب کامل ہی نظم و نثر کی طرف مائل تھی قدیم سی سرکار مین سرفراز رہی اپنی ہمچشمون مین ممتاز رہی فن طب مین دو کتابین لکھین کہ ایک کا نام طب سعیدی اور دوسری کا نام نظر حکمت ہی اونسی یادگار ہین فی الحقیقت یہ تالیفات بہت نافع روزگار ہین نظم مین مولوی قدرت اللہ شوق کی شاگرد تھی نوی برس کی عمر ہوئی جمعی کی دن صفر کی چودھوین تاریخ بارہ سو نوی ۱۲۹۰ ہجری مین رحلت کی یہ کلام اونکی دیوان سی انتخاب ہی

ریختہ

تیری ہونٹھون سی غنچون نی گویا	رنگ اوڑایا ہے مسکرانے کا
کچھ نہ کی سیر باغ ہستی کی	ہون گنہگار آ کی جانے کا

مدح حضور پر نور بزبان فارسی

ای رحمت کلی بخشش کو تمکین و وقار	چرخ رفعت بحر احسان معدن علم و حیا
در فشانی کرد چون در کوچہ و بازارہا	در دکانہا ہر گدا بنشست مثل جوہری

فاخر تخلص حکیم محمد فاخر الدین ولد مولوی محمد ناصر خان مرحوم ناصر تخلص [illegible] برس کی عمر انکو اپنی والد ماجد سی تلمذ ہی برسون ریاست بھوپال مین نوکر رہی برسون لکھنؤ مین نام آور رہی شاعر بی ہین یہ اونکا کلام ہی

ریختہ

بام پر آجا کبھی تو ای بت خورشید رو ۔ دیکھ لین مشتاق جلوہ چاند سی خسار کا
اسیر دام الفت پر ستم صیاد کرتی ہین ۔ قفس مین توڑ کر بازو ادسی آزاد کرتی ہین

بیتیع

فائق محمد میرزا ولد مولوی عبد الاحد چوبیس برس کی عمر ہی سرسے کا انگریزی دفتر نوکر ہین الہ آباد مین سب انسپکٹر زین رسیدہ تھا یہن مولوی مفتی محمد سعد اللہ صاحب سے پڑھین فارسی زبان مین سب طبیعت آزماتی ہین شیخ احمد علی کو کلام دکھاتی ہین یہ اونکی اشعار ہین

در نعت خواجہ ہر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم

مرحبا مرتبہ احمد عالی مقدار ۔ درۃ التاج رسل شاہ بزم اسرار
سن لو نعت تمہا فریندہ فقط از بار کا ۔ ہی تراحسن فریبندہ رب دادار
افسر عرش برین ہی تری نعلین ہی ۔ سرمہ چشم ملائک ہی تری در کا غبار
مہر تابان ہی شمسہ تری ایوان کا ۔ ہی حجاب در دولت فلک زرین کا

از غزل

جنھو ضعف مین اوس شہسوار حسن کا دامن ۔ جہان وہ آئی ہم لپٹی ہوی شکل غبار آئی

در مدح حضور بزبان فارسی

پیش تو آمد چو بہر گدیہ چرخ کوزہ پشت ۔ کاسہ خود را پر از دینار اختر یافتہ
ذرہ بہر آستان بوسی چو آمد از زمین ۔ افسر تابندہ خورشید بر سر یافتہ

از غزل نعت

ای قدمت فخر بر افلاک زمین را ۔ ساید بدرت صبح دمساہ جبین را

از مثنوی

نابش راز عارض برکشادم ۔ با خورش نگاہی جای دادم

ہی تیع

فائق تخلص لالہ بلاقی رام ولد لالہ نند کشور ستائیس برس کا سن ہی

شیخ احمد علی کی شاگرد ہین سب کمالات کا ذوق ہی فارسی اردو دونون بانونکا شوق ہی یہ چند شعر انکی ستے وہ لکہے گئے

ریختہ

ترقی عارض سی ہین شہر حسن کی یہ دونون بانکپن — گل و آئینہ و خورشید ماہ و نسترن بانکپن
ترکہ فائق قدم کوئی محبت کی رہ میں — لب و دندان جمال خط و زلف پرشکن بانکپن

فارسی

داغ بر دل خوردن ابجد نگاہ آموختم — طرز از فصل خزان طرز بہار آموختم
طاقت جنبش چو نقش پا نمیدارم مگر — دامن و بستر گرفتن از غبار آموختہ
رحمتش شمع شد پروانہ و پروانہ شد بلبل — چہ گلروی بہ محفل بود شب جای گل زرد

فدا صاحبزادہ محمد فدا علیخان بہادر خلف نواب محمد کاظم علیخان صاحب بہادر سروری جنکا ذکر حرف سین مہملہ مین گذرا یہ صاحبزادہ ابتدا مین نواب مرزا خان داغ دہلوی کی شاگرد تھی پہر مرزا اسد اللہ خان غالب مرحوم کی تلمذ سی فیضیاب ہوئے اب اٹھائیس برس کی عمر ہی مشغلہ اس فن کا کم رہتا ہے یہ چند شعر انکی باتہ آئی کر لکہے گئے

صفت بہا

تازگی ہی یہ ہوا مین کہ برنگ تنبول — سبز ہو جای جو گلشن مین گری آنہ بہل

در مدح حضور پرنور

شرف افزای جہان صاحب تخت و اکلیل — حکم کی جسکے فلک کو بہی ہی واجب تعمیل

ریختہ

یاد آتی ہی جب کاوش مژگان مری دلکو — دیتا ہی تسلی ترا پیکان مرے دلکو

فدا شیخ محمود علی ابن شیخ مظہر علی پچیس برس کی عمر ہی وطن انکا نواح لکہنو مین

قصبہ امیٹھی ہی مگر بعض وجوہ سی اکثر یہان رہتی ہین راقم سی مشورہ ہی طبیعت اچھی ہی مذاق اچھا ہی شعر اردو کہتی ہین یہ اونکا کلام ہی

ریختہ

ہان ہو سوال وصل پہ یا جانجان نہین — تمتو کچھ ایسی چپ ہو کہ گویا زبان نہین

ای درد ڈھونڈھتا ہی کسی اونکی پا بپا — دلکا تو مدتون سی بغل مین نشان نہین

دلمین تو بی حجاب چلی آو جان من — یہ تو خدا کا گھر ہی فدا کا مکان نہین

تو سہی ایسی کرانجانی کی جو ہو دکھلان — تو یہ کرداون دم قتل مین جلاد دلسی

تیری قامت کی تعشق کا جو ہوتا ہی خیال — ہم الف کھینچتی پر پڑتی ہین آزاد دلسی

آفت تازہ ہوا کشت کی دھوان آہو کا — شب ہجر اور سیہ ہو گئی فریاد دلسی

کشتۂ ناز کو تم اپنی پکارو تو سہی — ابھی لبیک کی مرقد سی صدا آتی ہی

بی حجابانہ رقیبون سی گلی ملتی ہو — مجھسی آنکھین ہی ملانی مین حیا آتی ہی

فدا تخلص سید فدا علی ابن میر احمد علی رسا بیس برس کی عمر ہی اپنی پدر بزرگوار سی تلمذ رکھتی ہین یہ اونکا ایک شعر ہی

ریختہ

عرض حال دوستی مینی کیا یہ کیا کیا — اور بھی دشمن فدا وہ دشمن جان ہو گیا

فرحت صاحبزادہ محمد حبیب اللہ خان خلف صاحبزادہ محمد کفایت اللہ خان کفایت تخلص جنکا ذکر حرف کاف تازی مین آئیگا مرد خوش وضع ظریف الطبع شیخ محمد سعید الغنی شہرت سی اصلاح لیتی تھی چونتیس برس کی عمر ہوئی دسوین جمادی الآخرہ کو بارہ سو ترپن ۱۲۵۳ ہجری مین اپنی بیٹی عزیز اسد خان شیفتہ کی ہاتہ سی ہلاک ہوئی توضیح اوسکی باب تین معجمہ مین گذری یہ اونکا کلام ہی

ریختہ

سیری جانب سی کسی شخص نی میری کان بهری | روز غصی مین جو رهتی هو مریجان بهری

فرحت حکیم نصیر الدین خان ولد حکیم عبد الرحمن خان مرد متواضع و منکسر تهی ذوق طبیعت سی شعر گوئی پر قدرت تهی تلمذ انکا کسی سی ثابت نهین بطور خود موزون کرتی تهی ستر برس کی عمر پائی جمادی الاولی کی چهبیسوین کو باره سو اسی هجری مین قضا کی ایک شعر اونکا ملا وه لکها گیا

ریخته

سینی کو دیکهی تو وه نازک سمن سی هی | اور دلکو دیکهی تو وه پتهر سی کم نهین

فرحت تخلص اکبر شاه خان ولد ملا طوک حاجی گل محمد خان کی شاگرد تهی چهتر برس کی عمر هوئی باره سو چونسٹه هجری مین ماه ذیقعده کی نوین تاریخ رحلت کی یه اونکا کلام هی

ریخته

گو رکهی مجکو سدا گردش ایام مین حیف | هو نهین فرحت کبهی هم پاس نهین آنی کا
جز کو عسرت بیان نهین ممکن یه جهان مین | ایدل جو کهین کنج فراغت نظر آئی

فرحت میر محمد حسن ابن میر سعادت علی صیش انکا وطن پاس بریلی هی مگر جنت آرامگاه کی عهد مین یهان نوکر رهی دربار دُربار مین معزز و موقر رهی اپنی والد سی انکو تلمذ هی اب مدت سی وطن مین رهتی هین شعر خوب کهتی هین یه اونکا کلام هی

قصیده در حمد و نعت

ته پته نی شبنم سی هی هوا جهوم هین ڈالی بال | آئی برسات تر و تازه هین باغ اور جنگل
فرش سبزه خیابان مین هی سو | کهین سبزی کی هی اطلس کهین گل کی مخمل
چشمه دور رهی پهولون سی اس گلشن کی | آنکه مین اپنی نرگس نی لگایا کاجل
نغمه خوانی مین هین مرغان گلستان مصروف | کوئی پڑهتا رباعی کوئی پڑهتا هی غزل

زمزمہ سنج ہین مرغان چمن ای قدرت
تو بھی کچھ کہہ کہ نہین ہی یہ خموشی کا محل

حمد

اول

وہی قائم وہی دائم وہی دانای نہان
سب سی آخر ہی وہی اور وہی سب سی اول

سعی کرتا ہی وہ ہر ایک اپاہج کی تربول
کھولتا ہی وہی ہر عقدۂ مالا ینحل

نعت

مقصد کن فیکون ناسخ ادیان و ملل
ادب آموز جہان جوہر عقل اول

مقطع نظم ابد مطلع دیوان ازل
کائنات دو جہان مین ہین وہ بیت اول

میان سی نکلی وہ شمشیر اگر روز مصاف
ہفت اقلیم کی کفار مین ڈالی ہلچل

صاف آجای نظر شکل قضای مبرم
شرق سی غرب تلک روی زمین مین مقتل

شیر دریا مین کرین دشت مین آجائین نہنگ
بجو اسی مین ہو یکسان اونہین دریا جنگل

کس سی ہو سکتی ہی اصحاب نبی کی تعریف
جن سی راضی ہی خدا شاد نبی مرسل

عابد و زاہد و دیندار و مجاہد غازی
صاحب حلم و حیا جود و سخا علم و عمل

عرض حاجت کا ارادہ ہی اگر ای قدرت
عرض کر خالق اکبر سی کہ یا عز و جل

بطفیل نبی ہاشمی مطلبی
میرا آقا ہو تری حفظ و امان مین ہر پل

کون وہ کلب علیخان بہادر نواب
دین و دنیا مین نہ پہنچی اوسی نقصان و خلل

ریختہ

نہ بگڑ تو سنا مجھی بگڑنے سے
کچھ مین عاشق نہین بناوٹ کا

وہ عنبر کی وہ زلف کھلی تھی شب کو
مینی ہو جو نہین خواب پریشان دیکھا

زاہد خشک کا رونا دیکھو
گھر مین خاک اوڑتی ہی باہر برسات

دم رخصت یہ دل کہنی لگا اوس بت سی
فدا دم تو ٹھہر جاو کہ ہم بھی ساتھ چلی آئین

کس دل جلی کی زخم کا انگور پھٹ گیا
بوی کباب آتی ہی ساقی شراب مین

دوانہ ہای اشک عاشق کو ہر نایاب ہین ڈال لوان موتیونکو ہی گل کی ھار مین
نور یہ تہا وہتا نہ مر جائی لگ سجای کہین تیرا دیوانہ نہ چہپا سایۂ دیوار مین
تم ہی اولت دو منہ سی مریجان نقاب کو کہل کہل کر دکہاتی جوبن بہار مین
کوتہ کرو نہ دست تمنا کو وصل مین فرحت گلی مین یار کی ڈالو نہ ہاتہ
قبر عاشق پہ چشمہ تازہ ہو جای گی تیغ آپ کی پہولونکی بد ہی اتہو باسی ہو گئی

در مدح حضور بزبان فارسی

زہی رفعت شان کلب علیخان فلک زیر فرمان کلب علیخان
سکندر بجاہ و حشمش چون بنازد کہ دارا ست دربان کلب علیخان
بعلم و بفضل و بفہم و بدانش فلاطون سبق خوان کلب علیخان
سمند فلک سیر اقبال و دولت بماندہ بران کلب علیخان
بہنگام تقریر گوہر ببارد خوشا لعل خندان کلب علیخان
شب قدر گردون دعامی نماید کہ روشن شبستان کلب علیخان
بہر جا کہ باشد الہی تو باشی معین و نگہبان کلب علیخان
ز آبا و اجداد دارم توسل بسرکار ذیشان کلب علیخان
درین دہر فرحت بکس رو ندارم من و دست و دامان کلب علیخان

فرحت مولوی محمد قیام الدین ابن مولوی محمد حیات نبیرہ مولوی برہان الدین مغفور کہ وہ عہد برکت مہد جناب نواب محمد فیض اللہ خان صاحب بہادر عرش منزل مین مشاہیر علما سی تہی ساٹہ برس کی عمر ہی فارسی اردو دونون زبانو مین شعر کہتی ہین اردو مین اخوندزادہ احمد خان غفلت سی اور فارسی مین مولوی تاج الدین سہسوانی و شیخ احمد علی سی مشورہ ہی یہ اونکا کلام ہی

ریختہ

مزاج میں اپنی بیگمانی زبسکہ رکھتی ہیں ہم نشینا
تہی و ماہی کتاب مشرب نہ کہیں بی نقاب دیکھو

فارسی درج حضور

چون برانگیختی سمند خویش بر قتلم
نصرت از ہر سو دہد بوسہ برپای کا

از غزل

نیرنگی اوست در ہمہ رنگ
یک جان ہزار قالب آمد

دمی مستم او نیست کم از وصل کہ من
تماشای کسی انجمن آرای خودم

مخمس بر شعر ناصر علی

در رہ وحدت و کثرت درس رہنمائی ہاست
قطرہ گر شود دریا فیض کبریائی ہاست

سیر ماسوی کردن مین تہ آرخانی ہاست
دیدن و زخو رفتن طرز آشنائی ہاست

بیش آن صنم بودن عالم جدائی ہاست

فصیح

فصیح مولوی محمد فصیح الزمان صدیقی خلف کوچک مولوی محمد وجیہ الزمان خان صدیقی مرحوم رحیق تخلص متوطن و رئیس قصبہ فتح آباد عرف چیلاوان ضلع بجنور صوبہ اودہ جنکا ذکر حرف رای مہملہ مین گذرا ملازم سرکار فیض آثار ہین ایک مدت سی وظیفہ خوار ہین انکا مولد بانس بریلی ہی عمر اونتیس برس کی ہی زمانہ طفلی مین تو انکا دل لکھنی پڑھنی کے طرف مائل نہوا جبکہ مکتب مین بہلائی گئے اور ب آموز کا مقصود حاصل نہوا دسوین گیارہوین برس دفعتہً سعادت ازلی نے جوش مارا ذوق معرفت الہی غالب ہوا دل سوجان سی خدا آگہی کا طالب ہوا اس دہن مین کھانا پانی چھوٹ گیا رشتہ تعلقات ٹوٹ گیا تصوف کی کتابون سی کام لینا سونا وغیرہ

ضروریات برای نام اس ضمن مین بہت سی کتابین فقہ وحدیث
وتفسیر وعقائد کی زیر نظر رہین اکثر مسائل علمیہ کی علما سی
تحقیق کی جواہر اسرار الہیہ صوفیہ کرام کی صحبت سی لیی
بیشتر معضلات فنون مختلفہ کی اپنی مطالعی سے حل کیے کتب
صرف ونحو کے بعد سیر کی نظم ونثر فارسی کی طرف بہے
توجہ رہے طرح طرح کی کتابین پیش نظر رہنے لگین طبیعت کو
قوت کلی حاصل ہوی چشمہ طبع سی تالیفات کی نہرین بہنی لگین
مگر وارستہ مزاجے اور آزادہ طبعی کے بدولت اکثر تالیفین
تمام نہین ہوئین جو تمام ہوئین اونکا مسودہ ہے رہا صاف
ہوکر سفید انام نہین ہوئین انکی پیر و مرشد کا نام سید شاہ علی نقی
قادری حسینی بنگر سوی قدس سرہ ہی جو کچہ حاصل ہی حضرت ہی
کی بارگاہ سی حاصل ہی طبع رسا مجاہدات وریاضات کی طرح آفرینش مضامین جدید
مین سبہے کامل ہے فارسی دیوان باعتبار جمعیت اقسام شعر
پورا ہے لیکن کمی التفات سی ابہے مرتب نہین ہوا ہے
اردو مین جو کچہ کہا محض شرکت مشاعرہ کی لیے کہا
بحکم طبع موزون فارسی اردو جو کچہ زبان پر لاتی ہین بمقتضای
خصوصیت برادرانہ فقیر مولف کو دکہاتی ہین یہ چند شعر
اونکی نتائج فکر لکہی جاتی ہین

ریختہ

ہون وہ بلبل کہ قفس مین جو چمن یاد آیا — ڈالیان پہولونکی لیکر وہین صیاد آیا
آنکہ یوسف کی بہی پڑتی ہی تو للچائی ہوی — تیری آنکہون مین عجب حسن خداداد آیا

آگیا دھیان صنم عشق کی تنہائی کا ‏— مرتی مرتی ہی دیکھا دل تری شیدائی کا
لیگئی حیرت نظارہ اوسی ایسی جگہ ‏— کہ پتا آنکہ کو ملتا نہین بینائی کا
لالچ سی می کی کچہ نہین جام و سبو پسند ‏— واعظ یہ سو تہی سو تہی ہی شی کی توبہ پسند
اچھی ہوی ظروف بلورین سی کام کیا ‏— مینی کا جام ہی تو گلی کا سبو پسند
قائل ہم اوس طلب کی ہین ای طالبان دوست ‏— منزل پہ بھی پہنچکی رہی جستجو پسند
کوئی روتا ہی کسیکا حال ابتر دیکھکر ‏— آپ ہنستی ہین ہماری چشم تر دیکھکر
خون دل کا کر چکی تجھکو ستمگر دیکھکر ‏— کیا تحجر پر ہی چھری پھیرین مکرر دیکھکر
خوب لوٹین گی شہادت کی مزی اہل نگاہ ‏— آج مقتل مین وہ مست می ناز آتی ہین
اکیلی آتی ہو کیا میری مرقد کی زیارت کو ‏— خرام ناز سی ہمراہ لگا لای قیامت کو
اجل در پر کھڑی ہی تجھکو کیا ذوق بیٹھی ہی ‏— جو آنا ہو تو آئین جلد وہ میری عیادت کو
اسدری افسردگی دل شب وصال ‏— یہ شمع تجھ کی مجلس شاہی مین بجھگئی
صدقی ہوی فدا ہوی جلکر فنا ہوی ‏— کیا پوچھتی ہی شمع کہ پروانی کیا ہوی
صحبت تمام عمر رہی اہل درد سی ‏— دل ناصحون کی تنبیہ سی خود درد آشنا ہوی
آتی بہار جان گل و لالہ مین پڑی ‏— تہالی چمن کی چشمۂ آب بقا ہوی
سوسی و برق طور اونہین کی ہین دونون نام ‏— خود بین ہوی کہین وہ کہین خود نما ہوی
لذت بڑہی ہوی می الا کی ہی صنیع ‏— کافر صبث قدح کش صہبای لا ہوی

فارسی

سرم خوش چو اہل کنشت پامال خمار لا ‏— بہنگ عارفان باشم خراب بادۂ الا
قدح نوشان شوق بادۂ شیراز در دہا ‏— الا یا ایہا الساقی ادر کاسا و ناولہا
صمصمش شمع فروزد چو بکاشانۂ ما ‏— بال جبریل شود شہپر پروانۂ ما
صد مکان و یک مکان نبود مرا ‏— صد نشان و یک نشان نبود مرا

ورد شد نیز با تم همچو زمزم / کار با آه و فغان نبود مرا
گر بنازد بخود یارب ز آزارم امشب / کز شادی همی بالد غم من که بدم امشب
چراغ دودمان جلوهٔ حسن / فروغ حیرت اهل تماشاست
ز یزدی او دهد بنقش اقم نشان عبث / آئینه نمائیدم اشک روان عبث
بباید بچشم حیرتیان سیر این چمن / داری بدل خیال بهار و خزان عبث
زهی درد که در دل دیر ماند / بلذت میرسد چون می کهن شد
گر عدم وفاست روی نما / ورنه جفاست خنجر آور
یا باش چو دل به پهلوی من / یا همچو از دلم بر آور
روی این خاکیان چو می نگرم / گرد آلوده می شود نظرم
برنگ جلوه پرستان ما و من نروم / از جهان نروم تا ز خویشتن نروم
خراب نیست ز یک باده عارف ما / میان بتکده همکیش برهمن نروم
به بزم شعله رویان شمع آسا / توانگر آمدم درویش رفتم
چسان روم بتماشای بوستان بیتو / کجاست رنگ طرب زیر آسمان بیتو
قدح بعشاره و چمن از رسیاسته منا / زبسکه کشتی همه زیست سرگران بیتو
... نوبت خمار دارد / چمن پیدای یکتائی کجائی

قطعه مشتمل بر عرض حال پر ملال بحضور بندگان عالی حضرت ولی نعمت دام ملکهم و اقبالهم

داورا کسب سلیمان مهابت نامور / ما درگیتی نزاده چو تو صاحب همتی
در حضور رتبه سنجان را نم سخن بی اذن تو / حسب حال خود بگویم از برای رخصتی
میخلد در پای جانم خار اندوه نوی / هر زمان هر لحظه هردم هر نفس هر ساعتی
من نمی خواهم که باشم بادشاه بحر و بر / من نمی خواهم که نبود همچو من ذی دولتی

بیقدر خواهسم کاز بندِ عالم برہا نیم | فارغ از درد و غم آسایم بکنجِ خلوتے

فصیح

فصیح محمد عبد الرحیم خان ابن حافظ عبد الحمید خان ابہی چودہ پندرہ سال ہی طبیعت مائل کسبِ کمال ہی خطِ نستعلیق مین مولوی الٰہی بخش مرحوم کہ جنکا ذکر خیر حرف میم مین گذرا شاگرد رشید ہین نہایت اہلیت شعار و سعید ہین باوجود خوشنویسی کی تیز دست ایسی ہین کہ ایک ایک جلسی مین ایک ایک جزو لکہ لیتی ہین اخوند زادہ عبد العزیز خان سی فارسی کتابین پڑہنی کا اتفاق ہوا ہی شعر ہی کبہی کبہی کہتی ہین حمید ان سی مشورا ہی یہ اونکا کلام ہی

ریختہ

مینی مانا کہ وہ بی صبر مجہی کہتی ہنی | خیر جس طرح کہ مذکور رہوا خوب ہوا
حوصلہ صبر کا ہی ستکو دکہاتی اک رنج | کیا کرین بس مین ہماری دل بیتاب نہین

فضل

فضل تخلص شیخ فضل احمد خلف پیرزادہ شیخ غلام احمد نبیرہ حضرت خواجہ احمد سرہندی قدس سرہ العزیز بائیس برس کی عمر ہی میر احمد علی رسا جنکا ذکر حرف رای مہملہ مین گذرا اونکی شاگردی سی مورد افتخار ہین یہ اونکی اشعار ہین

ریختہ

ہون پشیمان ای شکایت ہو ترا خانہ خراب | وہ ستمگر فضل دم تحریر قائل ہوگیا
سر شام آنے کو کہتے ہین وہ | نہ صورت مجہی اب دکہائیگی رات
باغ کی سیر کو وہ گل نہ کہین آیا ہو | چاک پیراہن گل سی ہی تو ہم جگو

فضل حق

فضل حق افضل الفضلا اکمل الکملا فضائل دستگاہ فواضل پناہ جناب مولانا مولوی محمد فضل حق صاحب فاروقی برد اللہ مضجعہ وطن اصلی آپکا خیر آباد فنون حکمیہ مین مرتبہ اجتہاد رکہتی ادیب بڑی منطقی نہایت ذہین نہایت ذکی خلیق و ذلیق انتہا کی صاحب تدقیق و تحقیق اپنی والد ماجد مولانا مولوی فضل امام

غفرلہ اللہ المنعام کی شاگرد رشید تحصیل علوم عقلیہ و نقلیہ سب مین جناب مرحوم کی
خدمت سراپا برکت سی مستفید تلامذہ مولوی صاحب کی حساب سی باہر ہین
کتب مفصلہ ذیل آپ کی تصنیفات سی مشتہر ہین شرح تہذیب الکلام تحقیق حقیقۃ
الاجسام حاشیہ قاضی مبارک حاشیہ افق المبین حاشیہ تلخیص الشفا
ہدیہ سعیدیہ فی حکمت الطبیعیہ روض المجود فی تحقیق حقیقۃ الوجود رسالہ بحث قاطیغوریاس
رسالہ تحقیق علم و معلوم تاریخ احوال ایام غدر اور ان تصنیفات کی علاوہ
خطب اور قصائد عربی شمار مین سو سی زائد ہین کہ اون سب مین گوناگون مضامین
و مقاصد ہین جس شہر مین رونق افروز ہوی صدہا آدمی بہرہ اندوز ہوی
شاہجہان آباد مین اگرچہ عدالتین کی سررشتہ دار ہتی مگر بڑی ذی اقتدار
و صاحب اختیار ہتی جہجہر مین مشاہرہ جلیلہ پر نوکر رہی الور اور سہارنپور
اور ٹونک سب جگہ معزز و موقر رہی لکہنو مین صدر الصدور رہتی اور
اس دار الریاست مین پہلی محکمہ نظامت اور پہر مرافعہ عدالتین پر مامور ہتی جناب
مستطاب نواب محمد یوسف علیخان صاحب بہادر فردوس مکان انار اللہ برہانہم
کو بہی آپ سی تلمذ رہا ہی اور بندگان حضور پر نور دام ملکہم و اقبالہم نی بہی
کچہ پڑہا ہی آٹہ برس بہت اعزاز و اکرام کی ساتہ رہی پہر یہان سی تشریف
لیگئی بارہ سو بارہ ہجری سال ولادت ہی اور بارہ سو اٹہتر ہجری سال
رحلت ہی اس حساب سی چہیاسٹہ برس کی عمر پائی غدر کی بعد انقلاب
زمانہ غدار سی جزیرہ انڈمن مین قضا فرمائی زبان عربی مین چونکہ
تخلص کا معمول نہین لہذا اسم مبارک آپکا بجای تخلص حرف فا مین لکہا گیا
اور کچہ کلام برکت التیام درج تذکرہ ہوا

قصیدہ

لا تصبغن بهوى بيض مآلبها
رنگین نہو عشق مین جسمہ و یان نرم اندام کے

فاحمر الموت في أجفانها السود
کہ موت شدید اونکی مژگان سیاہ مین ہی

في غمز ألحاظها فتاكة الأسد
اونکی کن انکھیونکی اشارہ مین شیر و نخاسی

حاكين ريم الفلا بالطرف والجيد
اگرچہ مشابہ ہین ساتہ آہوان صحرا کی چشم و گردن مین

قد خاب من غازل الغزلان مأملها
تحقیق ناامید ہوا وہ شخص کہ معاشقہ کیا ساتھ ہرنونکی حالانکہ امید کرتا ہی

وباد من رام أنس الريم في البيد
اور ہلاک ہوا وہ شخص کہ آہوؤنکی محبت کا قصد کیا جنگلون مین

دع المراشف واستعذ ابمن فمي
ترک کر چوسنا لبونکا اور اونکی شیرینی کا پس

للات العذاب عذاب غير مردود
اس شیرینی مین ایسا عذاب ہی کہ اوس سی بچاؤ نہین ہی

فلا يروقنك لين في معاطفها
پس خوش نہ آوی تجکو اونکی حرکات کی نرمی

إن القلوب لمن أقسى الجلاميد
ہر آئینہ ان کی دل سخت پتہر ہین

تبكي المشوق بعبرات موردة
رولاتی ہی عاشق کو آنکھای گلگون یعنی لہو کی آنسو

ما في مباسمها من حسن توريد
وہ کیفیت جو انکی تبسم مین ہی حسن گلگون سی

ایضا

فؤادي هائم والدمع هامي
دل میرا سرگشتہ ہی اور اشک جاری ہین

وسهدي دائم والجفن دامي
اور بیداری میری ہمیشہ ہی اور پلکین خون آلودہ ہین

وقلب ما فتي يجوي ولوع
اور ایک دل ہی ساتہ شورش اور سوزش عشق کی

ولوع في اضطراب واضطرام
اور سوزش ہی بیقراری اور بہڑکنی مین

ودمع بل دم صرف جرى من
اور آنسو ہین بلکہ نرا خون کہ جاری ہی

نياطي ساجما أي انسجام
رگ دل سی درآن حالیکہ نہایت بہتا ہے

وطرف أرمد يعنيه غمض
اور آنکہ درد مند ہی کہ ایذا دیتا ہی اوسکو بند کرنا

وليل سرمد ساجي الظلام
اور رات ہی بہت بڑی نہایت سیاہ

طويلٌ لا يُقاسُ به زمانُ

ویسے ہی تھے کہ نہیں قیاس کیا جاتا ساتھ اسکے کوئی زمانہ

قناعتُه كشعرٍ بل كتامِ

پس اکہ مجھے اوسکی شکل ایک مینگنی کی بلکہ مانند ایک بال کی

تمامي ناحلٌ والوجدُ بادٍ

سوت میرے دبلا ہے اور مستی معدوم

وجسمي ذابلٌ والشوقُ نامي

اور جسم میرا کملنے والا ہی اور شوق بڑہنے والا

ايضا

إن لم تُصِبْ نظرةٌ من أعينٍ نَفَسا

اگر نہیں نظر لگی چشم ہای عشق

فمن نفى النومَ من عينيكَ في الغلسِ

تو کس چیز نے کھو دی نیند تیری آنکھوں سے تاریکی راتوں کی

من استنامِ إليه وكم

میلان ہوا ... پیدا کر دیا اونہوں نے

ممن أنامتْه من يقظانَ محترسِ

اور بہت سے لوگ ہیں کہ سلا دیا اونکو ہوشیار اور انکو خوف کرنے والی

وغضنه فازداد في الهوسِ

اور عوض اکی اونکو ناتوانی دی پس زیادہ ہوگئی اونکی

فلا يلذّ من

پس نچوڑی جان اوسکی جسکو ذرا

ولا يدعْنَ بذي نفسٍ سوى نفسِ

اور نچوڑا اونہوں نے کسی ہی نفس میں کچھ سانس کو

ولا شفاءَ له إلا الشفاءُ إذا

اور نہیں ہے شفا واسطے اوسکے مگر جس وقت لب اوسکی

سقته عسلا يشتار من لعسِ

پلائیں اوسکو شہد کہ نچوڑا جاتا ہی خوش رنگ لب سی

قد بغَّضَ الصبَّ ما يخفون

پھر مبغوض ... کو جو چھپاتی ہیں

وحبّبَ الغيدَ ما يبدين من شرسِ

اور دوست کر دیا معشوقوں کو اونکی نگاہ ستمگر

فحسَّنَ الحسنُ منها كلَّ سيئةٍ

ہر آئینہ خوب کر دیا اونکی حسن نے سب برائیوں کو

حتى الجفاءِ وسوءِ الخلقِ والشرسِ

یہانتک کہ ظلم اور بد خلقی اور تند خوئی کو

ايضا

هو أولُ النورِ التي تبلجت

بضيائه في العالم الأضواءُ

وہ پہلا نور روشن اور شمع کی جگہ کہتی ہین — اوسیکی روشنی سی عالم مین تمام روشنیان

هُوَ اَوَّلُ الْاَنْبِيَاءِ اٰخِرُهُمْ بِهٖ — خُتِمَ النُّبُوَّةُ وَابْتُدِءَ الْاَبَدُ

وہ پہلا نبی ہی اور آخر انبیا ہے — اوسی پر تمام ہوئی نبوت اور اوسی سی شروع ہوئی

قَدْ خَصَّهُ الْبَارِئُ بِاَوْصَافِ عُلًى — لَمْ يُعْطِهَا الْاَحْدَاثَ وَالْقُدَمَا

خاص کیا اوسکو اللہ تعالی نی ساتھ بڑی وصفوں کی — کہ نہین دیے وہ اوصاف پچھلون اور اگلونکو

اَعْطَاهُ فَضْلًا لَيْسَ يُمْكِنُ اَنْ يَكُو — نَ لَهُ شَرِيكٌ فِيهِ اَوْ شُرَكَا

اوسنی بخشی ایسی بزرگی کہ نہین ہو سکتا — اوسمین بندگی مین ایک سکا شریک یا بہت سی

اَسْمَاؤُهُ اِذْ اَسْمَاهُ بِالْحُسْنٰى فَمِنْ — اَسْمَاءِ خَالِقِهٖ لَهٗ اَسْمَاءُ

بلند کیا اوسکی نبی کو جب کہ اوسکی نام سب اچھی کہی — اسواسی کہ بعض نام اوسکی وہ ہین جو خالق کی نام ہین

بَرٌّ رَحِيمٌ مُفْضِلٌ ذُو قُوَّةٍ — هَادٍ رَءُوفٌ مُحْسِنٌ مِعْطَاءُ

نیکوکار بڑا بخشنی والا بڑا مہربان صاحب قوت — راہ دکھانے والا مہربان احسان کرنیوالا بہت دینی والا

فقیر

فقیر تخلص سید شاہ عبد الرزاق ان سی دوستی ملی تر سید میر تقی کو ہی شاگرد شیخ کرامت علی شہیدی ہین موزونی طبع کا یہ حال ہی کہ کیسی ہی سنگلاخ زمین اونکی سمند فکر کی آگی پامال ہی فی البدیہہ کہہ ڈالی اور کبھی ایک ایک بیت نہین پہ عیب پڑ ہوا یی مطلع سی مقطع تک بیرہ دن ہر دو سرا کہی ہین یہ چند شعر اونکی درج تذکرہ ہوتی ہین

ریختہ

وہ جو پہلو سی اوٹھی درد کلیجا اوٹھا — تھام کر دلکو گئی بار مین بیٹھا اوٹھا

مار ڈالا مجھی تو نی تو اداسی اپنی — اور کسی نی او نام تمنا کا کہا

نا امیدی ہی پرستی گل تربت پہ مری — دیکھی وہ بھی نہی ہون کبھی یاس کی پھول

مشتاق نہین داغ دل کو ہم اپنی — یہ بخشی ہوئی ہی نشانی تمہاری

رضیہ مولوی رضیۃ الدین خلف الرشید مولانا مولوی شاہ جمال الدین صاحب قدس سرہ
صورت و سیرت دونون مین یکتا تہی عربی فارسی اردو تینون زبانون مین گویا تہے
قوت حافظہ کا یہ حال تہا کہ سات برس کی عمر مین قران شریف حفظ کیا اور بانگ
تمام سال دور کا اتفاق ہوا کہ رمضان شریف مین حفاظ کو سنایا حکیم علیہ
فارسی قصیدہ ایکبار سنکر مطلع سے مقطع تک اپنی کلام کی طرح پڑہ دیا شعر کا شوق بہت تہا
اپنی مکان پہی شاعری کرتی تہی پینتیس برس کی عمر پائی صفر کی دوسری تاریخ دوشنبہ کی
دن بارہ سو چالیس ہجری مین رحلت فرمائی کلام بہت کچہ تہا مگر سب تلف ہوگیا
ایک شعر فارسی اور ایک شعر اردو علاوہ تتمہ کا لکہا گیا

ریختہ

تمہاری مصحف رخ پر نظر تو کی سب ا	اگر نہ سورۂ اخلاص کا پتا نکلا

فارسی

تیغ با تحفہ جانان کردست	شوخی رنگ حنا را دیدی

فہیم تخلص میرزا محمد فہیم الدین خلف اکبر صاحب عالم میرزا رحیم الدین حیا دہلوی
انیس برس کی عمر اپنی والد ماجد سے تلمذ ہی اگرچہ وطن آبائی انکا شاہجہان آباد ہی
مگر انکی والد ماجد کو مدت سے اس دار الریاست مین علاقہ ہی یہین صورت معاش ہی
یہین بود و باش ہی دو غزلین اونکی ملین اونمین سے دو شعر لکہی گئی

ریختہ

کوئی مونس ای فہیم اب شب ہجر مین نہین ہی	دل زار آج ہوتا تو وہ غمگسار ہوتا
روز ہجر انکا تصور جو فہیم آکی بندہا	رونی ہی گذری مجہی چار پہر وصل کی شب

فیاض محمد فیاض خان ولد مولوی عبد اللہ خان ساکن بلاسپور یہ بزرگ حافظ
قران قاری خوشخوان تہی نہایت نیک نہاد بڑی ہی استعدا و ضبط اوقات سی

زمرہ اہل اللہ مین داخل طب مین دستگاہ کامل سید مولوی محمد علی متوطن ٹونک سی
تلمذ تھا پینتالیس برس کی عمر ہوئی چھبیسوین رجب کو چارشنبہ کی دن بارہ سو تہتر
ہجری مین رحلت کی کچھ کلام انکا ملا کہ وہ بیچ تذکرہ ہوا

در مدح بزبان فارسی

وجاہت رخ تابان او خزان بہار	شعاع جلوۂ رخشان او شرار چمن
بہ از دیار بہار ریاض عزت وجاہ	بلند شام و صبح غنچۂ جبار چمن

از مثنوی

شگفتہ ہر طرف گلہای رنگین	گر از رنگین شود داماں گلچین
بصدر معرفت والا تباری	بمیدان حقیقت شہسواری
دماند گل بجای خار مدفنش	دہد صد گنج بجای مار مدفنش
الہی تا جوان دارد جوانے	جوان دارش بعز و شادمانی

فصل قاف معجمہ

قادر

قادر صاحبزادہ عبد القادر خان ولد صاحبزادہ کفایت اللہ خان کفایت
جنکا ذکر ضمن کاف مین مع سلسلۂ نسب مذکور ہوگا کسب کمالات کا شوق بہتا
خط نسخ کی خوشنویسی بہتی اور بانک بنوٹ وغیرہ فنون شریفہ سپاہگری کا نہے
ذوق تہا اکثر اسی طرح کی شغل رہتی تہی کبہی کبہی شعر بہی کہتی تہی اخوندزادی احمد خان
غفلت کہ فن شعر مین بڑی ذی استعداد تہی وہ انکی استاد تہی چالیس برس کی
عمر پائی بارہ سو ترسٹھ ہجری مین بائیسوین شوال کو رحلت فرمائی دیوان کی
کچھ پرزی آب رسیدہ گداختہ و بوسیدہ انکی صاحبزادہ محمد منور علیخان کی
ہاتہ آئی جو شعر اونمین سی پائی علیحدہ لکھوائی اور انتخاب کرکی چند بیتین
بیچ تذکرہ کین

ریختہ

خاک تربت سی بھی اپنی گل سوسن پیدا — داغ ماتم ہی ہمارا پس مردن پیدا

منع کرتی تھی محبت سی ہمین یارو ریسقہ — الحکی آگی جائین کس منہ سی کرین فریاد

پیشانی پہ میں تم ندا لو — کہتا تو ہون پر سرخطا ہون

قادری سید شاہ غلام جیلانی خلف سید شاہ حقیقۃ اللہ عرف بھوری میان قدس سرہما صاحب بلاسپور کی متوطن بڑی مرد مرتاض انتہا کی صاف باطن مدت تک ٹونک مین [illegible] تشریف فرما رہی نواب وزیر الدولہ والی ٹونک اور بہت سی وہان کی لوگ حضرت کی فیض سی بہرہ اندوز رہی گاہ گاہ بطور خود شعر بھی موزون فرماتی تھی ابتدا مین بعلم تخلص تھا ساٹھ برس کی عمر پائی محرم کی اٹھارھوین تاریخ بارہ سو تیرہ ہجری مین وفات فرمائی ایک شعر حضرت کا پایا و تیمناً تحت تحریر مین آیا

از جناب امام حسین علیہ السلام

نور چشم حضرت السین مجتبیٰ مصطفیٰ — راکب دوش پیمبر سبط خیر المرسلین

قاسم تخلص حافظ حاجی [illegible] خان ولد الہ یار خان تیس برس کی عمر ہی حافظ حسن علیخان صاحب کی شاگرد [illegible] سی ہین نعت شریف کہنی کا بہت ذوق ہے سبحان اللہ کیا اچھا شعور [illegible] اونکا کلام ہی

در نعت

شہید عشق ہون مین تازہ [illegible] — بگولا آسمان پر جا کی سیری خاک مرقد کا

ازل مین کھینچ گیا جسدم شبیہ پاک [illegible] — مرقع نور آگین ہوگیا نقش قدرت کا

عاشقانہ

لو غضب آیا وہ اوپر ٹاٹ بانگا — فتنہ گر اب اور بھی یہ آسمان ہو جاوی گا

قاصر — حافظ علی احسن ابن حکیم سید محمد قوم مغل اڑتالیس برس کی عمر فن طب میں
مہارت ہے فنون ستہ اور صرف ونحو میں مزاولت ہے شعر بھی کہتے ہیں سرکار
فیض آثار کی مداح رہتے ہیں تحصیل کتب درسیہ میں خلیفہ مولوی محمد غیاث الدین
صاحب عزت منشور اور مولوی محمد نور اور مولوی حبیب اللہ کو رہین منت [illegible] اوٹھایا
اردو میں اخوندزادہ احمد خان غفلت کو کلام دکھایا فارسی میں پہلے مولوی [illegible]
صاحب سے تلمذ ہوا پھر مولوی امام بخش صہبائی دہلوی سے مشورہ رہا یہ انکا کلام [illegible]
کہ درج تذکرہ ہوا

ریختہ

زیست بھاری ہے تری ہجر میں قاصر کی صنم	اک کشش آجاتی اجل درد کا درمان ہوتا

در مدح بندگان حضور بزبان فارسی

خداوند جہان کلب علیخان صاحب کہ شو	جم و جمشید گیکاؤس کی [illegible] فرمانش
بچشم شعر گوہر بشنوی رائی ازو	بود مہ جواہر تاب پاک آویزہ از گوشش
ہزاران چشم از ین صاحب نگہبان بودہ	کجا حشمش کجا فیضش کجا قدرش کجا [illegible]
نسیم خرمی تا بشگفاند غنچہ خاطر	گلستان جہان خندان [illegible] بہار [illegible]

عاشق — تخلص سید عبد القادر ولد سید مہدی چھبیس برس کی عمر مولد انکا
جزیرہ بحرین مگر مسکن بوشہر ہے وہین میرزا عبد الکریم فانی شیرازی کے شاگرد ہوے
تلاش معاش میں ہندوستان کو آے اس دار الریاست میں سرکار دولتمدار کے ملازم ہوے یہ انکا کلام ہے

در مدح حضور پرنور

روز ہیجا چو بر سمند نصرت	نصرت آسا بہ پشت زین باشد
یک طرف نصرتش دوان زیبا	یک طرف فتحش از یمین باشد

دیگر در مدح

نجایش جنت را پایه لوایش فتح را مایه
زمانرا اعتماد او و آیه جهانرا اعتماد از بستر

ازل را اعتماد و مطلع ابد را دور او مقطع
کرم را فیض او منبع سخا را دست او مظهر

تویی بر پادشاهان شه تویی شاه فلک چاکر
تویی دارای جم درگه تویی همتای اسکندر

سعادت را تویی مبدا شرافت را تویی منشا
جلالت را تویی مبنا نجابت را تویی زیور

ترا زیبد شهنشاهی ترا شاید فلک جاهی
بحکمت ماه تا ماهی بامرت شاه تا چاکر

منم قاهر بر اعدایت دعاگوی احبایت
زکان طبع بر پایت نثار آورده ام گوهر

دیگر در مدح

چو شد گرشته چه جادوی دلبران نرگس
مگر ز چشم تو آموخت مکر و فن نرگس

ز عشوه تو بهانا کرشمه برده است
که می‌کند نگه مست مرد و زن نرگس

زند بسیر حسن لاف یوسفی تا چند
بجلوه آکه شود چاک پیرهن نرگس

چرا نگه چشم سیاه تو دیده می‌داند
کیا ز کرشمات آموخت این فتن نرگس

دیگر در مدح

فلک ز روی سیاهات باخرد می‌گفت
گزین بسطح حضیضش برابری دارم

خرد بخاک درش سر نهاد و گفت که من
بسجده درش امید سروری دارم

دیگر در مدح

سرو من از خوی که بر جبهان لولوی لالا ریخته
در ز طره یک سنبلستان بر ورد حمرا ریخته

یوسفی حسنی شیرین وشی شیرین لبی مجنون کشی
کز عشق جانسوز آتشی بر جان لیلا ریخته

تا که بحر آمد ز درج چنان که اندر هاله خور
گیسوی مشکین از دو بر شد و لیده یار ریخته

چون کبک مست اندر خرام یکدسته گل یکدسته جام
وز نرگس مستش مدام در کام جانها ریخته

والامای انجمن خدم کلب علیخان کز حشم
بر باد داده جاه جم هم قدر کسری ریخته

عرش برین خرگاه تو باغ ارم درگاه تو
ایزد بطور جاه تو نور تجلی ریخته

خورشید باد اجام توز خرش ریاست اُم تا	عیش جہان درکام تو ایزد تعالی ریختہ

از غزل

قاہر از وہم سبر ظن کہ شدم پردہ کشای	در پس پردہ بسی راز نہانست ہنوز

قائم شیخ قیام الدین متوطن چاندپور ضلع مراد آباد تہی شاگرد میرزا رفیع سودا سخن آفرینی مین یکتا پہلی بادشاہی توپخانی مین نوکر رہی پہر صاحبزادہ محمد یارخان بہادر امیر کی سرکار مین معززا ور موقر رہی بارہ سو دس ہجری مین رحلت کی صاحبزادہ محمد یارخان مرحوم کی مقبرہ مین جو فی الحال بڑا مدرسہ مشہور ہی اور وہین نواب محمد علیخان بہادر بہی مدفون ہین دفن ہوی جملہ اقسام شعر گوئی پر قادر تہی فارسی اور ریختہ دونون زبانون سی بخوبی ماہر تہی فارسی کلام انکا حسب قدر طبقات الشعرا تذکرہ فارسی مولوی قدرت اللہ شوق مین پایا وہ لکہنی مین آیا اور اردو دیوان جسکی آخر مین چہوٹی چہوٹی دو ایک مثنویان ہتین وہی انتخاب کرکی لکہا لیکن کلیات انکا دستیاب نہوا یہ دیوان جو ہر قسم کی نظم سی گذرا اس کی صورت سی معلوم ہوتا ہی کہ یہ منتخب ہی کلیات انکا اور ہی خدا جانی مصنف نی منتخب کیا یا کسی نی بعد انکی مرتب کیا

درمدح

سید ہمہ ہو دام تری لطف کا او دہر ما	بنای طائر تصور کی نشہ بی پر بال

درمدح

تا مائل بیداد تری تیغ جفا ہی	جو زخم کہلاتی ہی وہ دست دعا ہی
عجب سی کہ ترا عہد ہی مژگان بتان کی	دیکہا جو کوئی خنجر و نیمچہ لیا ہی

اشعار غزل

تا پختگی کا اپنی سبب اوس ثمر سی پوچہ	جلدی سی باغبان کی جو خام رہ گیا

قسمت تو دیکہ ٹوٹی ہی جا کر کہاں کمند ‏— کچہ دور اپنی لب بام رہگیا
لیگیا خاک مین ہمراہ دل اپنا قائم ‏— شاید اس جنس کا یہان کوئی خریدار نتہا
درد دل کچہ کہا نہین جاتا ‏— آہ چپ بہی رہا نہین جاتا
ہر دم آنی سی مین بہی ہون نادم ‏— کیا کرون پر رہا نہین جاتا
غیر سی ملامت اسکی گو ہم چپ ہی ‏— پرسنا ہوگا کہ تمکو اک جہان نی کہا
تا فلک نالہ تو پہنچا تہا رات ‏— مین ہی کچہ اللہ کا ڈر کر گیا
فہرست مین خوبان وفادار کی یارو ‏— دیکہا تو کہین اوسمین ترا نام نپایا
فلک جو دی تو خدائی بہی لی نہ اب قائم ‏— وہ دن گئی کہ ارادہ تہا بادشاہی کا
ہو کر ایسی ہی مری شکل سی بیزار بہت ‏— تم سلامت رہو بندی کی خریدار بہت
ہمدگر جب خفگی آئی تو جہگڑا کیا ہی ‏— تمکو خواہندہ بہت ہمکو خریدار بہت
قائم آتا ہی مجہی رحم جوانی پہ تری ‏— مر چکی ہین اسی آزار سی بیمار بہت
شوق بلبل نی ایک مدت کی ‏— پر نہ آئی مری فغان کی طرح
سی کی توبہ کو تو مدت ہوئی قائم لیکن ‏— بی طلب اب بہی جو ملجای تو انکار نہین
آج قائم کی شعر ہمنی سنی ‏— ہان اک انداز تو نکلتا ہی
شیخ جی آیا نہ مسجد مین وہ کافر ورنہ ہم ‏— پوچہتی اُسسی کہ اب وہ پارسائی کیا ہوئی
کسی بلا مین پہنسی قید ہوی جان سی جا ‏— پر آدمی کو خدا بتپیہ مبتلا نکری

در صفت موسلی

ہی لبریز مستی چمن یہان تلک ‏— کہ نرگس کی گردن گئی ہی ڈہلک
کہلا رہگیا ہی وہان صدف ‏— لب جو سی جاری ہی مستی مین کف
نہ اک زہرہ ہی محو خنیا گری ‏— بجاتا ہی مریخ بہی جہانجہ ری
یہان تک گہمر سی با مہر ہو مہر منیر ‏— کی صبح چہرہ ی کو اوسکی عبیر

نہ مشرق کا گوشہ شفق سی ہی لال — ہی جھولی مین افلاک کی یہ گلال

در صفت سرما

سردی اب کی برس ہی اتنی شدید — صبح نکلی ہی کانپتا خورشید
پانی پر جس جگہ کہ کائی ہے — سبزہ و شال کی چٹائی ہی
رعد سردی کی ماری گرم خروش — ابر و شش ہوا پہ بالا پوش
لپٹی رہتی ہین روئی مین محبوس — جس طرح ناشپاتی اور انگور

اشعار فارسے

بنو و جنس ہی از دست دادنی قائم — زمانہ قدر ندانست صفت باخت مرا
آنکس کہ بزلف تو سری داشتہ باشد — از روز سیاہ ہم خبری داشتہ باشد
شب کرا اندازہم آغوشی او یاد کنم — خویش را تنگ ببر گیرم و فتنہ یاد کنم
تا شد رہین فصل نو بہاران برگ و بار من — کہ نخل خشکم و در سوختن باشد بہار من
دلم از شیون بلبل بخاک و خون فتاد آخر — نشگفتم کہ نالم گل بیفشان بر مزار من
خس افتادہ در سیلم چہ می پرسی زانجام — بدست دیگری باشد عنان اختیار من

قدیر — غلام حسین خان ولد غلام قادر خان بیس برس کا سن نہایت نیک چلن انکی والد بھی خوشنویس تہی یہ بھی خوشنویس ہین جناب میر عوض علی صاحب کی تلمذ ہی کتب طبیہ حکیم علی نقی لکھنوی سی پڑہی ہین کبھی کبھی شعر بھی کہہ اوٹھتی ہین تو اس ہیچمدان کو سنا لیتی ہین یہ دو شعر اونکی لکھی گئی

ریختہ

چھپنا ئی جان آفت مین محبت کر کی خوبونسی — لکھیا نادان دلنی دوستی مین کام دشمن کا
جلایا جو پروانہ سان اوسنی مجکو — کما مین بھی شمع وار اوسکو جل کر

قربان — قربان علی سید رضوی خلف سید محب علی مفلس تخلص کی جگہ پورا نام موزون کر لیتی

ستر [illegible] برس کی عمر ہوئی ربیع الآخر کی نوین تاریخ بارہ سو ستر ہجری مین قضا کی کسی سی تلمذ نہ تہا بطور خود سلام اور مرثیہ کہتی تہی یہ اونکا کلام ہی

از سلام

جہاز اہل حرم جو ڈوبا عین خشکی مین — تلاطم مین ہی غم سی آجتک پانی سمندر کا
ہوا وہ پہلا مثل فوارہ لہو اکبر کی سینی کا — ادہل گرا اچہا خون دل شبیر آنکہون مین

قربت تخلص حافظ غلام نبی خان ولد محمد ان خان عم زادہ و شاگرد مستقیم خان مستخلص [illegible] چون برس کی عمر ہوئی شعبان کی نوین تاریخ بارہ سو چہپن ہجری مین قضا کی یہ اونکا کلام ہے

قربت

ریختہ

[illegible] گردش افلاک جہان مین — آتی ہی عدم سی ہوئی ہم خاک جہان مین
[illegible] نظر آتا ہے — کیا گریبان مین کوئی تار نظر آتا ہی

قلاش [illegible] عبد الرحمن عرف [illegible] علی شاہ درویش حسین شاہی ولد محمد جمال الدین خان [illegible] مزاج آزاد طبیعت حضرت [illegible] خاندان قادریہ مین بیعت ہی سرزمین [illegible] برس ہوئی کہ سیاحانہ اقالیم کی سیر و سیاحت مین [illegible] عالم مین بڑی مزی سی گذر ہوتی ہی بطور تفنن شعر بہی کہتی ہین [illegible] اسانی کی شاگرد ہین اس زمانی مین یہین تہی چند [illegible] آئی وہ لکہی گئی

در مدح بندگان حضور

[illegible] شفق در خون — نجا کی درگہت ازبسکہ سود پیشانی

اشعار غزل

تلاش رہ عشق بغفلت نتوان رفت ۔ ہشدار کہ این مرحلہ دارد خطری چند
آنکہ دل از عشق بتان گہ جگرم میسوزد ۔ عشق ہمہ لحظہ بداغ دگرم میسوزد
آنکہ در راہ وفا پا نہ نہاد ست توئی ۔ وانکہ از تیغ جفا سر نکشیدہ ست منم
آنکہ حرفی ز وفا گوش نکردہ ست توئی ۔ وانکہ در عشق نصیحت نشنیدہ ست منم
رسیدن آرمیدن الیستادن باز پس دیدن ۔ باین شوخی و گستاخی ندیدم ہیچ آہوی

قلق خواجہ ارشد علیخان عرف خواجہ اسد ابن خواجہ بہادر حسین متخلص
بقلق شعر گوئی مین مشہور آفاق حضرت واجد علی شاہ پادشاہ اودہ کے
مصاحب خاص ملازمین معتزمین بڑی صاحب اختصاص تہی شیخ ناسخ
مرحوم وخواجہ وزیر مغفور کی شاگرد رشید ہین انکی مثنوی اور دیوان قابل
دید ہین سرکار شاہی سی یار السلطان آفتاب الدولہ مہر الملک خواجہ ارشد علیخان بہادر
شمس جنگ خطاب پایا یہان حضور پر نور کی شرف ملازمت سی اکثر
آتا جاتا ہے برس کی قریب سن ہی یہ اونکا کلام ہی

ریختہ

ظلم سی تیری یہ تنگ اوستم ایجاد آیا ۔ نالۂ لب پر مری کرتا ہوا فریاد آیا
یاد کا نشتر مژگان جو مجہی یاد آیا ۔ ہر رگ پی سی اوٹہا شور کہ فصاد آیا
میں وہ بیکس ہون قلق بزم عزا مین میری ۔ اور کوئی نہ بجز نالہ و فریاد آیا
ہو نہ مگر کہون شباب کا پیری مین غم نہین ۔ محجوب کرتی کو مری آئینہ کم نہین
سیر کرتی اوسنین دیکہا ہی جو بازار مین ۔ مشہوری ہوتی ہین یوسف کی خریدارون مین
کیا کہون کیسا سراپا رنج مین ناشاد ہون ۔ آرزوی قیس ہون یا حسرت فرہاد ہون
محفل مین دوستونکی آنکہین تو ڈہونڈہتی ہین ۔ رونق تہی جنکی دم سی وہ لوگ ایک کہان مین
کس منہ مین پہچانون انکی ستم سی بچکر ۔ مین اک غریب تہنا اور سات آسمان ہین

ستم ہائی ہین کہ مرضی پہچانتا ہی تحمل
کوئی جو غمزدہ سی پوچھی اوس چاہت کی لذت کو
ہو نیا ہوا و گلشن کو حق جیب ہو
نہین تم رو زرا تو تمکو کہین چپ کی جاتی ہو
حق وحشت مین ہی نہ نظر تمکو لطافت ہی
سنا کچھ ایسا کانٹون کی زبانی
مدد پر سیری لاتا کون وہ پہول
ہو اونکی حسن کی کرتا ہون تعریف
نہ او نہی مرگی ہی کوئی صنم سی
گلی تمسے کرین کیا ہم جفا کی
ہوی جاتے ہین دل پامال انداز
کیا زخم گلو نی سیا آنکھ کمای
صبا نی کہدیا کیا کان مین کچھ
ہوئی بعد اپنی شہرت تو ہمین کیا
آج جانبازونکی مقتل مین وہ کثرت ہوگی
سر محفل مری جانب سی شکایت نکرو
پوچھتا پہرتا ہون ایک ایک سی ہین جیتا
شام وصلت سی تو دہڑکا ہی مجھی فرقت کا
ہمتو یارونمین نہیں تو ہمین چین آی
دل دکھای ہین جو تو نکی آہ کی تاثیر نی
پہر جای گی اک آن مین مجہ بیگناہ سی

تم ہی یہ جانتی جو ہم ہی مزاج دان ہین
کبھی سی تکلم نکار کہا سی اوسکی درد الفت کو
جنت کی گر ہوس ہو تو دوزخ نصیب ہو
چلو بس چپ ہو کیون جہوٹی جہوٹی قسمین کہاتی ہو
گل داغ جنون مین خستہ پائی بساتی ہو
بہر آیا آبلون کی منہ مین پانی
چراغ تربت کی گلفشانی
تو کہتی ہین تمہاری قدردانی
بڑی کام آتے اپنے ناتوانی
کہ یہ سب ہین مشہور اپنی وفا کی
یہ عالم ہین تمہاری نقش پا کی
گلی سے تیغ قاتل کو لگا کے
یہ غنچی سنگتے کیون مسکرا کے
تعلق قربان ہم ایسی وفا کی
تیغ قاتل کو نہ دم لینی کی مہلت ہوگی
شرم آی گی مجھی اونکو ندامت ہوگی
زندگی مین مری صبح شب فرقت ہوگی
صبح ہوگی تو کہو کیا مری نوبت ہوگی
حضرت خضر کو کیا زیست کی لذت جو
پی کا ان اکثر کیا ہی توڑا اپنی تیر نی
یہ چشمداشت نہی نہ تمہاری نگاہ سی

دل کی کشش تو لائی چلی تھی انہیں مگر — قسمت کی طرح پھر گئی وہ آ کی راہ سی

دامن تلک تری جو نہ پہنچا مرا غبار — رویا لپٹ لپٹ کی تری گرد راہ سی

حسرت ہی دیکھ لو پھرا وہی طرح اک نظر — کشتہ کیا تھا پہلی مجھی جس نگاہ سی

قمر محمد احمد ابن امیر احمد جامع تذکرہ ابہی دسوان سال ہی پیشانی رشد و سعادت پروال ہی ذکاوت اصل فطرت ہی تہذیب و شایستگی خمیر طینت ہی تحصیل علم کا حوصلہ کسب کمالات کا شغلہ موزونی طبع سی کبہی کبہی کچہ موزون بہی کرتی ہین یہ چند شعر انکی حوصلہ بڑہنی کی لیے درج تذکرہ ہوی

ریختہ

آپ تو مجہسی گلہ کرتی ہین رسوائی کا — مین کہون کس سی کہ کسنی مجہی بدنام کیا

دلکو پوچہا تو ہنسکی فرمایا — ساتہ مہندی کی پس گیا ہوگا

دلکی دل ہی مین رہی حسرت پرواز چمن — ابہی کلیان بہی نہ پہوٹی تہین کہ صیاد آیا

کفر کی راہ مین ایمان سی ملاقات ہوئی — جو بت ایسی یا دہنا ای کہ خدا یاد آیا

کسی تیشی مین اگر دستہ صندل دیکہا — یاد کیا کیا ہمین دردسر فرہاد آیا

بلبلین دیکہکی حسن رخ گل ہونگی حلال — موسم گل نہین آیا کوئی جلاد آیا

دل ہی نازک اوٹہا سکوگی نہ غم — مجہسی پوچہو نہ ماجرا دل کا

تمتو کہتی تہی کہ بیرحم ہون مین — غنچہ پر رحم کہان سے آیا

وہ جس گہر مین گئی بولی در و بام — یہ مہمان کاش صاحب خانہ ہوتا

ہون وہ بیمار کہ فرقت مین مری پاس اجل — آئی ہی اوڑہ کی برقع شب تنہائی کا

کیون نہ مدہوش رہون بادۂ عرفان سی قمر — ہون مین فرزند امیر احمد مینائی کا

اشک دامن سی یار نے پونچہے — کچہ تو آنسو بہی ہمارے آج

ڈہونڈہتی ڈہونڈہتی مکان اونکا — مر گیا لا مکان سی قاصد

کہتی ہی جان دل سی کہ او آرزو پسند — کرتا ہی کیا سمجھ کی اس آفت کو تو پسند

کب دوست دیکھتا ہی بھلا عیب دوست کا — اللہ کو کلیم کی تھی گفتگو پسند

ای دل مری تری نہ بنی گی کسی طرح — مجکو پسند یاس تجھی آرزو پسند

معشوقونکی پسند مین ہی کسقدر ہی فرق — مہندی دولہن کو تیغ کو ہی لہو پسند

آتی نہین اپنی مژگان پر ہوا عاشق دماغ — تیر اولٹ کر پڑگیا کیسا یہ تیر انداز ہی

کیا سیری دل سی ہین تری زلف سا کی ناز — مجنون سی کر رہی ہی یہ لیلی بلا کی ناز

کہا مین زلف آئی جو انگڑائی مین وہ عارض — تماشا ہی کہ دو چاند آگئی ہین ایک ہالی مین

جم و دارا سی عبرت پوچھ آتی ہی مزارون مین — کہو کیسی بسر ہوتی ہی ان تاریک غارون مین

بہار آئی کھڑی ہی ستونکی خیمی سبزہ زارون مین — ہوا ہی جشن جمشیدی کا سامان بادہ خوارون مین

بھری ہین حسرتین دل مین خیال وصل کیون آئی — خوشی کا کام کیا ماتم زدون مین سوگوارون مین

رحم کرنا تو جفا کارونکا دستور نہین — یان اگر دور ہو بیٹھا تو کچھ دور نہین

آزردہ ہون مین ہی جو تو مجھسی خفا ہو — پروا نہین کچھ تم نہ ہمیشہ خندہ ہو

کیا آئی جو بو اوس گل خندان کی نہ لائی — ای باد صبا چل میری آگی سی ہوا ہو

گھبرا کی وہ بولی جو سنا شور قیامت — دیکھو مری عاشق کا جنازہ نہ اوٹھا ہو

ہی صاف قہر و لطف سی تم مین خدا کی شان — یار و نہین یار غار ہو غیر نہین عین ہو

سایہ مین اوس بلند قامت کی — سو رہی فتنی سب قیامت کی

ای جنونون سب یہ حلقہ زنجیر — ہیہ ہین وحشیون کی قسمت کی

نہ وہ مردون ای پری پیکر — بگڑی نقشی ہین تیری صورت کی

آپ ملتی نہین ہین گہر مین کبھی — کہتی ہین خانمان خراب مجھی

غیر کا نام لیا اوسنی مگر ہنسکی کہا — تیری ہی سرکی قسم اوس سی مجھے نفرت ہے

رات بھر رنجش رہی گو وصل مین — پر مزہ دونا اوٹھا تکرار سی

مرده هی بیقرار تری بیقرار کا	مرنی پہ بھی تڑپ [illegible] ہی بیکلی
سیری تو بھی بھلا ہی کوئی تو یہ ساقی	دیکھون بدلی تو بدل جای طبیعت میری
بجلیونکی یہ چمک ابر مین دیکھی تو کہا	ہو نہ ہو سیکہ گئی ہی یہ شرارت میری

فارسی

آب سازم جگر خویش چکیدن ندهم	اشکم رنگ برخسار دویدن ندهم

قیاس

قیاس لالہ بلاس رای نام ابن لالہ ودی رام چوالیس برس کی عمر ہی پہلی شاہزادہ میرزا رحیم الدین صاحب عالم تخلص سی جیسا کہ مشہور ہوا [illegible] سید اسمعیل حسین منیر کی شاگردون مین داخل هین چنانچہ شعرا کی دیوان سی منتخب کرکی یہان شامل کیا

ریختہ

ای مسیحا چشم پوشی کی اگر تو نی تو کیا	موت کر دی کی مسلمان اپنی دل رنجور کا
بہار باغ جہان لوٹ لیگئی اسباب	مین بی نصیب رہا ان موسم خزان مین ہا

قیام

قیام محمد شاه خان ولد حافظ محمد خان ستائیس برس کی عمر ہی [illegible] شیخ احمد علی صاحب احمد کی شاگرد ہین کچہ کلام انکا علاوہ منتخب کرکی لکھا گیا

ریختہ

قاصد سی کیا گلہ ہی شکایت [illegible] سی کیا	لکھا نصیب کا جو [illegible] نی لکھا جواب
مین نام اپنا بھول گیا [illegible] مین	دشمن سمجہ کی اسنی لکھا [illegible] جواب مین

قیامت

قیامت لالہ [illegible] خلف [illegible] قوم کاتیہ ستاون برس کی عمر ہی
پہلی میر قمر علی صاحب مرحوم [illegible] مولوی محمد غیاث الدین صاحب [illegible] تخلص سی تعلیم
پائی پھر لالہ ہیرالال عجمی کی نشیمن صحبت [illegible] استعداد [illegible] نظم [illegible] دونون مین
خوب مہارت تاریخ گوئی مین [illegible] دولت نگر [illegible] صنائع پر
قادر طبیعت بہت حاضر جناب [illegible] خورشید خان [illegible] کی عہد مین

دس برس پنچایت کی نگری مین سررشته دار رهی پهر کولهاپور گئی وهان صدر عدالت دیوانی و فوجداری مین بهی یهی عهده پایا اب تک وه تعلق باقی هی مگر اس دور مین که یه ذات مرجع اهل هند هی جمعیت ارباب کمال مین نامور هی وه بهی یهین آگئی هین سرکار دولتمدار کی مداح رهتی هین یه چند شعر اونکی انتخاب هوکر درج کتاب هوی

در مدح بندگان حضور پرنور

شبی که باطن او از تراکم انوار — صفا سرشت چو آئینهٔ دل ابرار
سرور در دل عالم برنگ نشهٔ مل — نشاط در دل گیتی چو نغمه اندر تار
شبی که همه تمنای عالمش در بر — شبی که ماه مراد زمانه اش بکنار
اگر ز چشم غضب سوی او کنی نگهی — شرر ز سوی جو دریا جهد چو شاخ چنار
وگر ز گرز گرانت بکوه سایه فتد — عجب که نشکند از هم چو گیسوی دلدار
تمام تن از کثرت تنگی و پریشانی — بغیر از دهن یار و طرهٔ طرار

در صنعت ذو بحرین

خیر اندیش تو گل چین ز بستان مرام — حاسد جاه تو و خسته شد از خار زوال
باد پیوسته کمر بسته علمدار تو مهر — همره فوج تو همواره کمانداز هلال

ایضا در مدح

قلزم بخشش تو گر نزدی موج باوج — پر نکردی فلک از گوهر انجم دامان
گر ز عدل تو نسیمی نه وزد در سوزد — پنبهٔ نسترن از آتش گل در بستان
آنچنان رنگ بخود بسته نفاذ امرت — که نزوید بگلستان جهان نافرمان
آب شمشیر افشان تو تا دید نهنگ — گشته در بحر بزیر زره موج نهان

ایضا در مدح

ای جدا از تیغ تیزت سرکشانرا در زمین — مغفر از سر سر ز گردن گردن از بالای ت

سرو و بیرون زرشک نفحہ اخلاق تو — بو ز مشک و مشک ناب ہو آہو از دشت ختن
دشمن جاہ ترا از ہیبت صمصام تو — برطرف شد دل ز راحت راحت از جان بدن
در نہان کامبخشیہای تو دارد کنار — غم ز بلبل بلبل از فریاد و فریاد از چمن
بسکہ در عالم رواج زہد و تقوی داد — نشہ از می می ز جام و جام رفت از انجمن
برکران باشد بعہد عدل و اکرامت مدام — خاطر از غم غم ز دہر و دہر ز آشوب و فتن

از غزل

خورشید رو بروی دل داغدار ما — مثل گل چراغ بود در بہار صبح
تا پردہ برفگندہ از روی تابناک — خندیدنست بر رخ خورشید کار صبح

فیض مولوی محمد عثمان خان بہادر مغفور ابن حافظ غلام شاہ خان سپہدور ابن شرف الدین خان قوم باجوڑی سیاق وسباق نظم ونثر سب مین ضرب المثل خلیفہ محمد غیاث الدین صاحب عشرت کی شاگرد اجل فنون متداولہ مین بڑی صاحب دستگاہ بلکہ بعض علوم غیر متداولہ سی بہی آگاہ قصائد بدر چاچ کی شرح دو ضخیم جلدون مین جو لکہی ہی اوسکی مطالعی سی معلوم ہوتا ہی کہ فنون کثیرہ پر نظر ہی منجملہ تالیفات ایک اور رسالہ قواعد فارسی مین مسمی بہ گلبن اکبر ہی وہ شرح اور یہ رسالہ دونون مطبوع ہو کر مطبوع خلائق ہو چکی ہین نظم کی طرف التفات کم تہا اور کبہی کبہی جو اتفاق ہوتا تہا تو بی توجہی سی ادہے جمع نہین کرتی ہی عہد ولیعہدی بندگان حضور سی مورد پرورش وعنایت رہی آٹہ برس چار مہینی صدر ریاست مین عمدہ اہلکار ریاست رہی بارہ سو نوی [۱۲۹۰] ہجری مین ربیع الاول کی گیارہوین تاریخ مسجد جامع مین مجلس مولود شریف کا انتظام کر رہی تہی کہ ایک ناخدا ترس نی بضرب کارد مجروح کیا دوسری دن انتقال کیا میان حبیب الدین احمد سوزان دہلوی نی تاریخ کہی ہی مصرع

بیدا و گر بسینۂ عثمان چو کارد وراند		زانسان که در دل و جگرش ناپدید شد
ور خلق عالم از سر درد و بکا و گر		آوازه در فتاد که عثمان شهید شد

تینتالیس برس کی عمر پائی جناب قبلہ و کعبہ حضرت شاہ جمال اللہ قدس سرہ العزیز کے جوار مین جہان اکثر اولیا کی مزار ہین استراحت فرمائی کلام اونکا تو کچھ ہاتھ نہ آیا ایک قصیدہ دیباچۂ عثمان خانی شرح قصائد بدر چاچ مین پایا اوسکو انتخاب کرکی لکھا

در مدح بندگان حضور پر نور

خدیو عالی جنابی کامیابی شاہ ذیجاہی		گرادنی چاکر او باج گیر از حاکم تبت
زہی سلطان با رفعت قضا ہیبت قدر صولت		فلک رفعت زمین وسعت ملک خصلت بشر صورت
ملایک ذکر او گویان فلک از حکم او پویان		قضا مرضی او جویان قدر حاضر پی خدمت
الہی تا ز خورشید است شپرکور و مہ روشن		ہوا خواہت چو خور تابان حسودت باد در ظلمت
الہی تا بود دوران و در دوران بود انسان	ق	با انسان تا بود ایمان و در ایمان بود رحمت
حسودت باد در دوران یکی انسان بی ایمان		نہ انسان بلکہ چون شیطان بقید طوق لعنت

فصل کاف تازی

کاوش محمد شاہجہان ولد مبارک شاہجہان بیس برس کی عمر ہی میر ضامن علی صاحب جلال لکھنوی کی شاگردونمین داخل ہین فکر رسا ہی جوہر قابل ہین یہ شعر اونکی منتخب ہو کر لکھی گئی

ریختہ

فرقت مین آج ڈہنگ دل بیقرار کا		دیتا ہی مژدہ وصل مبارک ہو یار کا
نہ ہوئی گدگدی کس طرح دل مین		تصور چلبلی کا چلبلا تھا
نہایت جستجو کے ہمنے لیکن		نہین ملتا مزاج اوس مہربان کا

صحبت کرنی لگا کونی جو سیری ضد اگر یہ کی — تو کہا کیا مسکراتا لب پہ حرف آفرین آیا

جسکی لگی بجہی نہ شب وصل یار مین — وہ خانمان خراب جہنم مین جای دل

خود ہی لگاوٹین کرو خود ہی شکایتین — آنی نہ دو تو کاہیکو عاشق کا آی دل

بیتاب رہنی دی ابہی اسیر نہ رحم کر — اپنی کیی کی یار سزا کچہ تو پای دل

حسین دامن اوٹہا کر چلتی ہین پہنچ نہین سکتی — لپٹ پڑنی کی خو ہی مرنی والونکی ضیاء نہین

بیری صبح شب وصل یہ اللہ — یاد کچہ رات کی بہی راز و نیاز آتی ہین

دل عاشق سی ہی اوس پردہ نشین کو یہ گلہ — کر خبر کر کی تو ای بندہ نواز آتی ہین

دل پہ ضعف سی ہاتہون تلک آکر تہک گئی ہوگی — تم ای نالو ٹہر جاؤ ہمین کچہ دیر دم لینی

عاشق ہوی جبدن سی بہری رہتی ہی ہمسی — یہ آنکہ تمہاری ہی کہ تقدیر ہماری

آرزومند جفا کی ہین وفا کی بدلی — درد ہم مانگتی ہین مستی دوا کی بدلی

جگر کا زخم تو نامہربانی کی نشانی ہی — کوی داغ اور اگر دو کی تمہاری مہربانی ہی

وہ مٹتا ہی ہزارون کو مٹا کر — یہی پہچان ہی اوس نقش پا کی

ضعف لا کر تری کوچی مین بٹہاتا ہی مجہی — اب بہلا دیکہون تو کون آکی اوٹہاتا ہی مجہی

کرامت تخلص صاحبزادہ کرامت علیخان خلف صاحبزادہ قاسم علیخان ولد جناب غفران مآب نواب محمد فیض اللہ خان بہادر عرش منزل جنکا ذکر خیر طبقہ والیان ملک مین گذرا یہ بزرگ میرزا کہو عرف کرم خان متخلص بہ کرم کلام و کمالات تہی طبیعت اچہی تہی خوب فرماتی تہی اٹہتر برس کی عمر پائی رمضان کی تیسری تاریخ بارہ سو نواسی ہجری مین رحلت فرمائی وقت تالیف تذکرہ اونکی نتائج فکر کی جستجو کی تو چند اوراق اول آخر سی ناتمام کرم خوردہ آب رسیدہ گداختہ و پوسیدہ ہاتہ آی جو شعر قابل اوسمین پڑہی گئی چند بیتین اونمین سی منتخب کین اور اس تذکری مین لکہی

ریختہ

کی آہ شرربار جو بلبل نی چمن مین — گل بولی ہمری پہ جلانا نہین اچہا
آپ تو پاؤن مین مہندی وہ لگا بیٹھی ہین — اور آفت کا کرامت سی گلا کرتے ہین
اپنی گلیرو یہ اپنی تو پڑتے ہین — ای کرامت ہزار کی آنکہین

کرم تخلص میرزا منگو عرف کرم خان مرد معصوم صفت تیز طبیعت صاحب ذوق شاگرد مولوی قدرت اللہ شوق اپنی عہد مین بڑی ناموری دور دور تک مشتہر تہی اکسٹہ برس کی عمر پائی مرض ضیق سی تنگ آکر ساتوین ماہ ذیحجہ کو دوشنبہ کی دن وقت ظہر بارہ سو ترپن ہجری مین رحلت فرمائی اخوندزادی احمد شان علت نی اون کی تاریخ وفات موزون کی ہی تاریخ

شاعر کامل [illegible] ہمسایہ — جن کو استاد کرم خان کہی اعلی ادنی
متخلص بہ کرم نام کریم اللہ خان — مجمع خوبی و اہل ہنر و شرم و حیا
ایک استاد کی شاگرد تہی ہم دونون — تہا اس آفاق مین دونونکا برابر شہرا
مرض ضیق کی تکلیف اوٹہائی دو سال — شصت و یکسال تلک کہائی ہوای دنیا
آخر [illegible] بہشت مین پائی اقامت — تا ابد کوئی جہان مین نرہی گا نرہا
ہوئی [illegible] فنا سی جب — وہ سخن فہم جہان رخت سفر باندہ اوٹہا
[illegible] ذی الحجہ کی — کہتی تہا کن تہی اوسی ہند مین پیرو برنا
[illegible] وس مصرع ثانی نی کہی سال [illegible] — آئی ہاتف کی یہ آواز کہ خوش فکر موا

المختصر [illegible] شعراء کی دیوان سی منتخب کرکی اس تذکری مین لکہی گئی

بیت

[illegible] اوپر کو ای کرم — شب جسکو آپ نی کیا مین وہان تہا
[illegible] ایک نظر دیکہ لین اب — ای زندگی بہسی کوئی دم اور وفا کر

باتین بہری ہین دل مین ولی بند ہی زبان ‏ ناگفتہ ہی رہا مرا افسانہ اب تلک
ہمنی لیا شگون اور آیا وہ رشک ماہ ‏ ہوتی ہین کیا بہرا و نجومی کی سر پہ نیک
منکر ہین جان و دل کو چرا کر مری صنم ‏ کاکل تو تل کی روبرو کاکل کی منہ پہ تل
یارنی آکی دم نزع جو کی پرسش حال ‏ بات بہی منہ سی نہ نکلی کہ زبان بند ہوئی
چرخ کجباز کی حق مین یہ مثل سچ ہی ‏ اونٹ ری اونٹ تری کونسی کل سیدہی

اشعار در ہجو آب کوٹہ

ہین گر حضر اگر پیاسا کا پانی ‏ تو پہر آخر ہی عمر جاودانی
بہشتی بیان کی کرتی ہین بڑا قہر ‏ کہ پانی بیچتے ہین گھول کر زہر
بچا مین پیاسا کی پانی مین جو تلوار ‏ نہ آتی اوس سر کا مارا آپ زہنا

کریم — کریم تخلص محمد کریم اللہ خان ابن محمد امیر خان تینتالیس برس کی عمر ہی خط نستعلیق مین میر عوض علی صاحب عدیل سی اور کتب درسیہ مین جناب مولوی محمد سعد اللہ صاحب سی اور نظم و نثر مین سید عبد الرحیم صاحب سی تلمذ ہی نوشت و نویسون مین ملازم سرکار ہین انکی باپ بہی نوکر ہتی سو روپی تنخواہ رہین گا ہ گا ہ قطعہ لکہنی کی ضرورت سی کچہ موزون کرنیکا اتفاق ہوتا ہی اوسی کلام سی یہ شعر لکہی گئی

فارسی

تا و تا رسا ارض و سما زیر و زبر دارم ‏ شود محشر بپا از راز دل گر پردہ بر دارم
ز تاثیر ہوای عشق آن رشک بہارستان ‏ شگفتہ لالہ زار از داغ سوزان جگر دارم

قطعہ دعائیہ

تا مہ و مہر ہست شمع فلک ‏ تا زمین و زمان قرار کند
یا الٰہی بفرق اقبالت ‏ نقد انجم فلک نثار کند

خستہ — خستہ تخلص شیخ رحیم بخش ولد شیخ کریم بخش پینتالیس برس کی عمر نواب مرزا خان

واغ کی شاگرد ہین مذاق اچھا ہی ذہن رسا ہی یہ چند شعر اپنی کلام سی انتخاب کرکی اونہون نی دی کہ درج تذکرہ کی گئی

ریختہ

آرزو کرین گی نہ کبھی خاطر وحشت
کشور دل کی ویرانی کو رومین راندہ شدہ
خاک مین شک ملای گا مجھی روز جزا
ہم اور دعوی خون روز جزا اسکی کر
حشر کی دن وعدہ دیدار ہی
پھر بھی کشتہ کا خون نہ کس طرح ہو حلال

دل چاک کرین گی جو گریبان نہ رہی گا
کہ یہ وہ گھر ہی جس گھر مین ہی آنو برہان
فتنی اوٹھکر جو تری چال پہ قربان ہون گی
گوارا یہ نہین نیچی ہو گردن اپنی قاتل کی
یہ اگر سچ ہی تو کیا دشوار ہی
جب تیری مہر ہوسے محشر لگی ہوئی

کشور تخلص ہی بی کشور داس تواری ولد بی سنگھ تواری وطن قدیمی انکا اکبر آباد ہی قصبہ شاہ آباد مین کہ اس دار الریاست کا علاقہ ہی گیارہ سو چھتیس ہجری مین اقامت اختیار کی سرو من کیشر جو محمد شاہجہان بادشاہ مین پایۂ تخت کا ملازم و مشہور تہا وہ انکی اسلاف مین ہی بیس برس شاہ آباد مین زندہ رہکی بارہ سو چھین ہجری مین مرگئی یہ اونکا کبت ہی

کبت در صفت حسن

آنن او سبھ اجباسنی درگ کان لون جھلکین پرتا مین
اور کشور کہان لون کہئی نہ لی جھب کو کل ہو کلتا مین
جیسی گھو دت راد ہکا آنگ نہ جیسی انگ ہوکی منتا مین
سنند رتا مین نہ سند سندر مین نہ ہیم لتا مین نہ ہی تڑت تا مین

شرح آنن اوپ اوجاسی کسی چہری کی حسن کی چمک اچہی معلوم ہوتی ہی درگ کان لون جھلکین پرتا مین آنکھین کانون تک جھلک رہی ہین اوس چہری مین اور کشور کہان لون

کشور تخلص شاعر تھی جب کوئل ہو گلتا مین نہین پانی رہی آبرو کو گلا ہی بولنی مین جیسی
پکھودت رادھکا انک جیسی کہ خوبصورتی رادھکا کی بدن مین ہی نہ جیسی انک ہوگی
نبتا مین نہین ہی ویسی زن کام دیو کی بدن مین ہی سنندنا مین نہ سندوستا مین
خوبصورتی مین یہ دلفریبی ہی کہ سندر کی مٹی بینی لکھی مین یہ کیفیت ہی نہ ہیم
لتا مین نہ ہی تو تامین نہ سونکی بیل مین جیسی ہی نہ بجلی مین یہ ترپ ہی

کفایت صاحبزادہ کفایت اللہ خان ابن نواب محمد نصر اللہ خان بہادر سلطان تخلص جنکا حال حرف سین مہملہ مین گذرا سبزہ رنگ حسین ذکی ذہین ہر طرح کی صاحب استعداد بڑی فیاض وجوادار دو اور فارسی دونون زبانون کی شاعر تھی زندگی نی نوجوانی مین دغا دی چھبیس برس کی عمر مین قضا کی صفر کی پچیسوین تاریخ بارہ سو اٹھائیس ہجری زمانہ انتقال ہی عنبر شاہ خان عنبر کی کہی ہوئی یہ تاریخ ارتحال ہی **قطعہ تاریخ** چو زیب صدر ریاست کفایت اللہ خان

وداع کرد جہان دل بجوش حسرت رفت ✤ یک ہزار و دو صد سال ہجری بیست و ہشت
بیست و پنجم ماہ صفر بجنت رفت ✤ کہ شہ ہاتف آہی کہ درج تذکرہ ہوی

ریختہ

صاف طینت ہی کہین ہوتی ہین ملہ خانی	صبح کب حسرتی ہوتی ہی غبار ہتی
مرنیکو تو سب ہی مرین گی آخر سوت کی	اس تمہین کیا ہی مزہ جو جیتی جی مرجاتی
غم فراق مین ہم بیقرار بیٹھی ہین	سخت دل آتی کوچی مین یار بیٹھی ہین
ہی نہ کچھ درد نہ وحشت ہی دل آوارا ہی	اک پریزاد کی آنکھون نی ہمی مارا ہی
زردی ہی رنگ کی تو ظاہر ہوا تما شق	اس چشم اشکبار نی رسوا کیا ہمی

فارسی

ہمیشہ عذر بلبہای عذر خواہ کنیم	بلذت کرمش رغبت گناہ کنیم

صفای حسن گل منیت در جریدهٔ ما	گر رشتی کنه نامهٔ سیاه کنیم
ستام بر سر گوشش حکایت از سر شوق	تمام عمر با سید یک نگاه کنیم

کیفی تخلص ایوب خان ولد انور خان فارسی شیخ احمد علی احمد تخلص سی پڑھی اور فن شعر مین بھی اونھین سی اصلاح لی اشعار اساتذہ کی بکثرت یاد ہین مجید الدین عرف مجو میان مراد آبادی کی مختار ہتی بارہ سو چہتر ہجری مین جب مجو میان نی پہانسی پائی بہ جرم مختاری مقید ہوکر جزیرہ انڈمان کو بہیجی گئی اور محبوس وانئی ہوی ابتک وہین ہین ستر برس کی عمر ہی کلام اونکا زمانہ غدر مین سب تلف ہوگیا بطور یادگار دو شعر اور دو اور ایک قطعہ تاریخ لکہا جاتا ہے

ریختہ

مو باف سبز چوٹی مین رنگت بدل گیا	اندھیر ہی کہ سانپ زمرد نگل گیا
کیفی بت حنا ئی مین جلنی ہی یاس تی	گہر سی ہم اٹھ اکی گرا کی سنبھل گیا

قطعہ فارسی رحلت گھسیا مطربہ مخاطب بہ امتیاز محل زوجۂ نواب احمد علیخان بہادر مرحوم

چون رسیدش زخم مضراب قضا	ماند چنگ قد او بی تار ہا
خواستم تاریخ گویم ناگہان	گفت زہرہ ارغنون شد بی نوا

اس تاریخ مین تخرجہ ہی اعداد ارغنون سی کہ تیرہ سو سات ہوتی ہین اعداد لفظ نوا کی کہ ستاون ہین نکال ڈالیی تو بارہ سو پچاس رہتی ہین اور یہی سال رحلت ہی

فصل کاف فارسی

گرم تخلص محمد مظفر خان ولد محمد خان طبیعت بہت گرم ہی شیخ ابراہیم ذوق دہلوی کی شاگرد ہتی ساٹھ برس کی عمر ہوئی جمادی الآخرہ کی دسوین تاریخ بارہ سو چہ

ہجری مین قضا کی جیسا رہین ہتی وہین دفن ہوی چیند شعر اونکی نسخہ نواب محبت خان اخگر سے پاے نکتہ یر مین آے

ریختہ

واعظ کا روزہ اور مرا ہجر ایک ہی
ہم دونون پوچھتی ہین کہ دن کسقدر بڑا

ہی یہ شیوہ دہن تنگ کو زیبا
کہین نظرون سی مری تم تہ نہان ہو جانا

سمجہ بانے مین دلستانی ہی
منہ کرتی تو کیا ٹہکانا ہتا

اندھیر ہی تو یون ہی سہی اے شب فراق
ہو غیر پر عذاب مری اشتیاہ مین

آج اک ہدف سپا کوسی لگا ہی ہین خوب تیر
اے گرم لی جسنہ کہین تیر اخگر ہنو

رنچھی پانچھی جاروب کش ہین اتنی لیے
کہ نقش پا کو کوئی سجدہ گاہ ہی نگری

آنکھین دورونیکو اور دانت ہین ہنسنی کو بہت
پہر مین حیران ہون کہ شادی سی غم افزون کیون ہی

مرجاتین روز ہجر شب وصل جی اوٹہین
گر موت و زندگی یہ خدا ...

اے گرم ہم ... کہتی ہتی ہی عشق بد بلا
آئینہ لیے ... صورت ...

بجتیہ ہنتا ہی چاک جیب ...
... م اے ...

گلزار تخلص بہار الدولہ خطاب سید حسن جعفر نام خلف الصدق ... مرشی سینتالیس برس کا سن لکھنو کی ہتو ہن اب مدت سی اسی وار ... مین بود و باش ہی سرکار فیض آثار مین نوکر ہین یہین ساما ن ... سی شعر مین سید وزیر علی صبا ی لکھنوی کو اپنا استاد بناتی ہین یہ چند شعر اونکی لکھی جاتی ہین

ریختہ

گلزار گر رہین گی ہی بت پرستیان
پہر روز حشر وہ گی خدا کو جواب کیا

صدمہ ندی خدا کی لیے میری روح کو
بجلا دفنا ... کر کی ... کہین نہو

گوپال

گوپال رای کبیشر ولد رای سیوا رام قدیم شہر بندرابن کی رہنی والی تھی بعد ازان متھرا مین
اقامت اختیار کی آغاز سن شعور مین کسب علوم کی واسطی بنارس گئی خوشحال رای
کبیشر ساکن بریلی سی کہ وہان وارد تھی ملاقات ہوئی بعض کتابین اونسی پڑھین اور حسن
خدمات سی استاد کو اپنی طرف ایسا متوجہ کرلیا کہ اونکو بہت محبت ہوگئی ایکدن
ایک فقیر مست وہان آیا اور پیسا مانگا خوشحال رای نی بات نہ پوچھا فقیر نی خوش ہوکر کہا
بابا مانگ کیا مانگتا ہی پیسی نہ مانگ مجھی اس لڑکی کی کبیشر ہونی کی آرزو ہی
فقیر خاموش ہوکر چلا گیا بعد چند روز کی پھر آیا اور پھر وہی کلمہ زبان پر لایا
پھر خوشحال رای نی وہی سوال کیا پھر فقیر وہان سی چلا گیا تیسری بار پھر ادھر سی فقیر کا
گذر ہوا اور وہی پھر فقرہ زبان پر آیا خوشحال رای نی اوسی سوال کا اعادہ کیا فقیر نی
گوپال رای کو اپنی پاس بلایا اور ایک تنکا زمین سی اوٹھا کر گوپال رای کی زبان پر
کچھ لکھدیا پھر تین بار سر پر ہاتھ پھیر کر کہا جا بابا تو کبیشر ہوگیا اوسی وقت سی ذہن کی
تیزی حافظی کی قوت ایسی ہی ہزار ہوگئی بعد چند روز کی پنجاب جاکر مہاراجہ
رنجیت سنگہ کی سرکار مین نوکر ہوئی بیس روپی روز مقرر ہوئی جب رنجیت سنگہ نی
اس جہان سی کوچ کیا مہاراجہ شیر سنگہ کی پاس رہی جاگیر پائی اور یہ آبرو حاصل کی
کہ مہاراج کی سامنی اونکی خاص عزیزوں کی ساتھ برابر کرسی پر بیٹھتی تھی جب راجہ
شیر سنگہ ماری گئی گوپال رای اپنی وطن کو آئی اور مرفہ الحال بسر کرتی رہی صاحبزادہ
امداد اللہ خان تاب جنکا ذکر خیر حرف تای فوقانی مین گذرا انکی شاگرد تھی ایکبارگی
صاحبزادہ موصوف متھرا گئی ہوئی تھی کہ اونکی خلف اکبر صاحبزادہ سعید اللہ خان ملم
اپنی والد کی پاس گئی گوپال رای سی ملاقات ہوئی صاحبزادہ سعید اللہ خان نی
اوسی معرفت سابقہ کی اعتبار سی نواب فردوس مکان طاب ثراہ کی حضور مین
انکا ذکر کیا نواب ممدوح نی اونکی معرفت انکو بلایا بحکم مہمان نوازی مدارات سی

مورد عنایت فرمایا نوکری اونہون نی منظور نہ کی سات مہینی کی بعد رخصت
ہوی جب بندگان عالی دام اقبالہ نی مسند ریاست پر جلوس فرمایا دو رجمعیت
ارباب کمال آیا پہر گوال رای کو طلب فرمایا ہر چند ضعف بصارت سی حوصلہ نقل و حرکت کا
باقی نہتا مگر شہرہ قدر افزائی بندگان حضور کا جو سنا بلا تامل آئی اور قدر دانی کی
مزی اوٹہای سو روپی مشاہرہ قرار پایا ایک سال نو مہینی یہ تعلق رہا
پینسٹہ برس کی عمر تہی کہ جمادی الاول کی نوین تاریخ بارہ سو چوراسی ہجری مین راہی ملک
عدم ہوی چودہ پوتہیان بڑی بڑی اونکی تالیف ہین جنمین جملہ اقسام شعر مندرج
ہین کہتی ہین کہ بعد پدماکر کی گوالیار مین ایک بڑا کبیشر گذرا ہی گوال رای کی سوا
جامع کمالات ایسا دوسرا نہین ہوا چند کبت اونکی بطور نمونہ درج تذکرہ ہوی

کبت در تعریف [illegible]

باڑیان محل کی نہ ہلکی شندی ہین جہان زانس پر ہلکی انگنہیان انل کی
باتین سوم ہلکی سی نیچ محل کی جو پیالیان انکی جنگیرن ہین گل کی
گوال کبت ہلکی تیجی بی لنک ہلکی سنپہول سنم ہلکی [illegible]
سیرنت للکی کہی کو بات گل کی شمبالی جیب جہلکی دو مسالی ہین او [illegible] کی

شرح باریان کہڑکیان محل کی نہ ہلکی [illegible] ہین یعنی خوب بست اور [illegible]
جہان جس جگہ راسش [illegible] ان انکی انل [illegible] یہی
کہ کہڑکیان مشبہ [illegible] ہین اور [illegible] ہین [illegible]
رہی ہی باتین بتیان سوم ہلکی [illegible] محل کی جو پیالیان
انل کی اہل شراب جنگیرن ہین گل کی [illegible] ہین یعنی اچہی سوم سکے
بتیان روشن ہین اور نفیس محل کی بچہونی بچہی ہین اور پیالیون مین شراب
بہری ہی اور چنگیرون مین نقل ہین گوال کبت نام شاعر ہلکی صورت زمین کی

سیمی سی لنک بلی بچی اندر کی رانی کو کہتی ہین لنک یعنی کمر اور بل یعنی قوت کی ہی یعنی اندر کی رانی کی مانند کمر کی قوی سیہول سم ہلکی نازک پہول کی مانند ہلکی یہ دوسری صفت ہی عورت کی پربہا مین روشنی مین جہلا جہل کی خوب چمک دمک حاصل یہ ہی کہ گوال کب کہتا ہی کہ عورت تو زمین کی ہی مگر اندر کی رانی کی مانند کہ وہ عورت ہی آسمان کی کمر کی قوی ہی اور پہول کی مانند سبک ہی اور اوسکی چمک دمک سی روشنی ہو رہی ہی بپریت اصطلاح ہین ہنگام وصل جب عورت مرد کی اوپر ہو تو اوسکو بپریت کہتی ہین تلکی چاہت کی کہی کو بات کل کی یعنی کل کی بات کون کہی یہ حال تہا کہ سبالی جب جہلکی اچہی بالی جو کانون مین پڑی تہی وہ جہلک رہی تہی دو سالی مین اوجہلکی اور دوشالی کی اندر سی حرکت نمایان تہی حاصل معنی یہ ہین کہ کہ عورت جو مست ہوکر بالای مرد سرگرم اختلاط ہوی تو اس مزی کی بات کون بیان کری اور کیونکر کہی کہ اوسکی کان کی بالی اس حرکت مین کس خوبصورتی سی اوچہلتی تہی اور دوشالی کی اندر جو وہ حرکت کرتی ہی اوسکی کیفیت کون کہہ سکی

کبت در بیان شدت سرما

کنیان کی بہیوا اہبوت پوت مجبوت مہا کل ہی آہبوت دہوت پن مین آرنیور ہی
بادہ بازہ دیت ہی سماذہ اور ذہ زمین کی رنگن اگا ذہ آذہ بیادہن بہبہ توری
گوال کب کہی پرد دہرگا اپر دہر ہتر ہتر کانپی لوہا نیک تہ ذر نیو ز سہی
آتیسو سینت پیر بل بز کہ رب ذر گرمتہ بزدہا ہی دہن تکر پر تیوز ہی

شرح کنیان کی کنیان ہندی مین برج سنبلہ کو کہتی ہین بہیو ہوا ہی اہبوت نا شدنی پوت بیٹا مجبوت مضبوط مہا بڑا یعنی کنیان جو برج سنبلہ ہی اوسکی ایک لڑکا ہوا ہی بڑا مضبوط کہ عبارت ہی جاڑی سی کیونکہ جب اس برج مین آفتاب آتا ہی تب جاڑی کا ظہور ہوتا ہی تو شاعر نی جاڑی کو سنبلہ کا بیٹا کہا اور اوسکی کیفیت

اور حقیقت بیان کرنا شروع کی کہ وہ لڑکا بڑا زبردست پیدا ہوا ابہی سی قوت
ابہوت عجیب دہوت پن مین شہدپن مین اریوریں ازار ہتا ہی یعنی وہ لڑکا اپنی
شرارت سی باز نہین آتا ہی بادہ بادہ توڑ توڑ دیتا ہی سمادہیان اور تصویر
اور دو رنگین کی اور دہ رنگین بڑی دہ جوگی جو ریاضت مین آٹھ پہر مشغول رہا
کرتی ہین اور دھیان جمای رہتی ہین یہ لڑکا اونکی دھیان توڑ توڑ دیتا ہی تمکن
مفلس اگا دہ بہت آدہ دل کی بیماری بیاد ہن بیاد جسم کی بیماری بھرپور سے
بھردیتا ہی یعنی اور یہ لڑکا کیا کرتا ہی مفلس اور غریب کو بیماری ظاہری اور باطنی
سی بھردیتا ہی یعنی نہ دل اوسکا قابو مین رہتا ہی نہ ہاتھ پاون اختیار میں
رہتی ہین گوال کب نام شالو کا کہی کہتا ہی پر دکھہ پرند کا کیا اپر دکھہ چارپایہ
تھرتھر کانپی ستہ ستہ کانپتی ہین تو ہوت بہی نیک ذرا نہ دیور بہی نہین ڈرتا ہی
یعنی باوجودیکہ پرند اور چارپایہ سب کانپ رہی ہین مگر یہ لڑکا ذرا بہی خوف نہین
رکھتا ہی ایسوا ایسا سیت جاڑا پڑا زبردست تر کہ دیکہی رب آفتاب ڈر کر
پہر بڑی جلدی سی کمبہ اکر دیا ہی دوڑ کر دہن عورت کی مکر فریب مین پڑ پوری
پڑا ہی حاصل یہ ہی کہ ایسی زبردست جاڑی کو دیکھکر آفتاب بہی خائف وترسان
دوڑکر عورت کی فریب مین پڑگیا ہی اور یہ اشارہ ہی اس بات کی طرف
کہ دہن اور مکر دونون برج ہین جنکو قوس اور جدی کہتی ہین جب آفتاب
ان برجون مین ہوتا ہی تو جاڑا جوش پر ہوا کرتا ہی اور دن بہت چھوٹا ہو جاتا ہی
کہ آفتاب طلوع کر کی جلد غروب ہوا کرتا ہی تو یہ جلدی سی غروب ہونا
آفتاب کا گویا جاڑی کی خوف سی ہی اور چونکہ دہن یعنی عورت کی اور طبیعتے
فریب کی بہی ہی تو اوسکو شاعر نی یون تعبیر کیا کہ آفتاب عورت کی فریب مین
پڑگیا ہی یعنی دوی کو غنیمت جانتا ہی تا کہ سردی سی محفوظ رہی

کبت دربیان شدت گرما

پورن پرچنڈ مارتنڈ کی میو کھین تند جارین رہمنڈ انڈ ڈارین تگہ دھسرییہ
لوہین تن چھوین بن دھوین کی اگن تا تین جیوین سیدنبد دھون دہارین نسریہ
گوال کب جیٹھی جیٹھ ماس کی جلاکن تین پیاس کی سلاکن تین ایسی جیت ازلیہ
کنڈ بین کوپ پین سر مین ندین سندہ پتین دیم مین پیوڈ سے گرییہ

شرح پورن پرچنڈ مارتنڈ کی میو کھین تند جارین برہمنڈ پور یعنی معمور پرچنڈ
تیزی مارتنڈ یعنی آفتاب میوکھین شعاعین ساکثرت تند جارین جلاتی ہیں برہمنڈ یعنی
زمین و آسمان و مافیہا کو حاصل یہ کہ تیزی مین بہری ہوئی آفتاب کی شعاعین
بکثرت جلای دیتی ہین تمام عالم کو انڈ ڈارین تگہ دھسیی انڈ یعنی بیضہ ڈارین ڈالتی
ہین تگہ دھسی کنایہ چیلون ہی یعنی گرمی کی شدت سی چیلین انڈا چہوڑ تی ہین
لوہین تن چھوین گرم ہوا ئین بدن کو چہوتی ہین بن دھوین کی اگن گویا آتش بید و دہین
تا تین جیوین سیدنبد اوسمین ہی ٹپکتی ہین پسینی کی بوندین دھون دہارین انسری
بدن کی دونون طرف یعنی راست و چپ سی جاری ہوتی ہین گوال کب جیٹھ ہی
جیٹھ ماس کی جلاکن تین ای گوال کب بڑی جیٹھ کی مہینی کی گرمی سی پیاس کے
سلاکن تین پیاس کی شدت سی ایسی جیت ارہی ہے جی چاہتا ہی کنڈ پین حوض
پی لین کوپ پین کنوین پی لین سر پین تالاب پی لین ندہین دریا پی جائین سندہ پین
سمندر پی جائین ہیم پین برف پیو دہی کر پی متی ہی چلی جائین

کبت در شوق مہینی

جیٹھی جگت تارین پی تی اہل انگو ربوین نمہ کی بناون ونک ٹیک ہسیاری لی
نیر ابہکا لوک کی لگا نی کی بہستی بہرون بہانکی اگن دیس مار نار بوبار ہی سے
گوال کب انہیں بہنگا ہین کینچون سر اگرم ہون دیون برف بچہار ہی سے لے

سر بہرون کوب بہرون دیرک دریا و بہرون چندر ماکی پیالی سون پیون سنگ پیاری

شرح جیتی جیتی جگ عالم مین تاری ستاری تی تی او تنی اتل صاف انگور ہوین

انگور ہون نہہ کی نباون آسمان کی نباون دیک یعنی خاص یک ہسیاری کی

جلدی ہوشیاری کر کی سیر لوکالوک کی لگای کی بھٹی مراد اوس پہاڑ کو کہتی ہین کہ وہ

زمین سی آسمان تک محیط ہی اور لوکالوک اوس پہاڑ کو کہتی ہین جو گرد عالم کی ہی

یعنی ان دونون پہاڑونکی کی بھٹی لگا کی بہرون بہاتی اگن بہان آفتاب اگن ال

یعنی اوس بھٹی مین آفتاب کی آگ بھرون سس مار کہکشان کی نار بہاری کی نال

یعنی نال یہ کنایہ ہی اوس نال سی جو بھٹی مین لگاتی ہین کوال کب نام شاعر کا ہو

زمین بھٹکا مین بھٹکا اوس ظرف کو کہتی ہین جسمین شراب کھنچتی ہی کھنچون سرا

تند شراب گرم ہون دیون گرم ہوتی دن برف پچاری لی یعنی برف کی پچاری دی دیکر

زمین کی بھٹی مین تند شراب کھینچون سر بھرون تالاب بھرون کوب بھرون کریں

بھرون دیرک دریا و بھرون بڑی بڑی دریا بھرون چندر ماکی پیالی سون پیون جام

پیالی مین وہ شراب پیون سنگ پیاری کی معشوق کو ساتہ لیکر

در تعریف ...

دیون سی بالا دیپ بالا مین دیئن ہین آت کہی ہی دکہتا جنین پری ہین کہ پری

تا ہی سی تنی بزدہی کا گپت کینوا کی کہون منتہ ہوئی یہ جمال کہتے ہین

گوال کب گویئن کی گاون ہسن تا ہین چہونکی تنی بٹی مین آگ پہونک دہری ہین

چونکا پرین جیک پرین ... پرین ... پرین یک پرین تہاکہ پرین مورچہت پرین

شرح دیون سی چراغ کی مانند ... دیپ مالا مین چراغونکی روشنی مین

واضح ہو کہ ... منہ اسی جبہ کو سس کی فاصلی پیدا ہان

کہنیا کی وقت ... والی ... کو ملا ... اور ... لکڑون ... کہی ...

اور تمام رات بڑی روشنی ہوتی ہی اوس روشنی کو ہندی زبان مین دیپ مالا
کہتی ہین دہین ہین رات چمک رہی ہتین رات کو کہی ہی کہتی ہتی دکہیا دکہینی والی
جنہین جنکو تری ہین عورتین ہین کہ پری ہین کہ پریان ہین یعنی چراغون مین جو عورتین
شمع کی مانند رات کو چمک رہی ہتین جنکو دیکہنی والی دیکہ کی یہ دہوکا کہاتی ہی
کہ یارب یہ عورتین انسان ہین یا پریان ہین تاہی تہی اوسیوقت مین تمہی تونی
نر دہی ای بیرسم یہ کنایہ ہی کنہیا سی کا تجب کیو کیا غضب کیا آسکے کہان
سیلی کبہی نند ہوتی نند نام ہی کنہیا کی باپ کا یعنی کبہی نند نی بہی یہ کچال کری ہین
ایسی کہوٹی چالین کی ہین یعنی ایسی بدروشی تیری بزرگون سی ہی کبہی ہوئی ہی اب
اوس چال کا بیان کرتا ہی کوال کب تخلص شاعر گوپن کی گاون ہنستن تاہین عورتونکی
گانی اور ہنسنی کی وقت پھونکی تہی بنسی پھونک دی تونی بانسلی مین آگ پہونک
دہری ہین یا کام دیو کی آگ اوسمین پہونک دی ہی یعنی ایسی وقت مین تونی بانسلی
بجائی یا بانسلی مین آگ بہر کر پہونک دی جس سی یہ حال ہوگیا کہ چونک پرین چونک
پڑین یعنی کچہ عورتین چونک گئین کہ یہ کس غضب کی آواز آئی جاب پرین کچہ متحیر ہوگئین
تک پرین کچہ دیکہ کر گر پڑین جاب پرین بیہوش ہوگئین تاک پرین کچہ بدحواس
ہوکر تکنی لگین تہاک پرین کچہ تہاک گئین یعنی بحس و حرکت ہوگئین مور چہت پری ہین
کچہ غش کہا کر گر پڑی ہین حاصل یہ ہی کہ بانسلی کی آواز سنتی ہی سب کا حال متغیر ہوگیا

کبت در تعریف نی

اور بکہ جینی تنی پران کی ہرتا موت بنسی کی گرہ ہی کی کہاو جاتی نہ لہتہ ہی
سنتی ہی اتنک سنگ رُوم رُوم سنچ جاتی جوم جاتر داری بار ہی بیکل گہنہ ہی
گوال کب لال تو سہو رچو رکتر تو جہت ہون سانچ کہند تجیو جوپی مو یہ مہنہ ہی
بانس مین کہتی ہین کہ ہوشہ ہین کہ پہونک ہین کہ آگر ہی کی دات ہین کہ دہن مین جہری

شرح اور بکہ یعنی زھر جتنی تھنی ہین تتی اوتنی پران کی جان کی ہر یا ہوت لیتی الی ہوتی ہین جیسی کی بانسلی کی کرہی کی نکلی ہوی زھر کی کبہو کبہی جای نہ لہر ہی لہر ہنین جاتی ہی یعنی اور زھر علم ہین سب جان لینی والی ہین کہ جیسا اونکا اثر ہوا مار ڈالا مگر بانسلی سی جو زھر نکلا ہی یعنی اوسکی آواز ایسا زہر ہی کہ اوسکی لہر یعنی کیفیت اور تاثیر دلسی کبہی نہین جاتی سنتی ہی سنی ظاھر ہین ایک تنگ دفعۂ روم روم رومین رومین مین بیچ جای پہیل جای جو معنی زعم پندار جار ڈارہی جلا ڈالی باری ڈالی بکلی بیقرار کرہی سخت یعنی سی کی سانہی رومین رومین مین اثر اوس زہر کا پہیل جاتا ہی پندار اور خودداری جلا ڈالتا ہی اور سخت بیقرار کردیتا ہی گوال کب نام شاعر لال معشوق یعنی ای معشوق تو سولن کہسی جور کر ہاتہ جوڑکر پوچہت ہون پوچہتا ہون سانچ سچ کہہ دیجو جو پی سو پر پہیر ہی مور پہیر مجہہ لطف یعنی ای معشوق مین ہاتہ جوڑکر پوچہتا ہون سچ بتادی اگر چہیر نگاہ لطف ہی کہ بانس مین لمبی سنے ہین کہ جہنیدہ مین یا سوراخ نی مین کہ موہنہ مین یا لبون مین کہ پہونک مین یا دمہین کہ آنگری کی داب مین یا انگلی کی دباؤ مین کہ دہن مین یا راگ مین جہہ ہی زہر ی یعنی ان سب چیزون مین سی کس چیز مین یہ زھر ہی جسکا ایسا اثر ہی

کبت در تعریف نی

گودہن کی پوجہی کو گوپی جڑہی جات مگنین رہا کن مین رہا نہری کہین جات کی
پانی جیب جہا جہن کی ہوت جہنکارین جیسی منی کلکارین گیت بہرت بیچ سد کی
گوال کب تینون ہی کان بانسری بجا ہی سن آنسری اوٹہ ات چلی اب آگ نہر کی
پمر برین چہنبر برین پہنر برین کربرین اونچی برین بیچی برین نیچی برن کرن سکی

شرح گودہن کی پوجہی کو گودہن دوالی کی صبح کو کہتی ہین کہ اوس دن ہونین

مٹھائی اور کھانی کی تھال سر پر رکھکر گوبردھن جو ایک پہاڑ ہی متھرا کی پاس
وسے چڑھ جاتی ہین اور وہ کھانا اور مٹھائی اوس پہاڑ پر رکھکر پوجا کرتی
ہین تو شاعر کہتا ہی کہ گوردہن کی پوجی کو گوپی عورتین چڑھی جاتی ہتین چڑہی
جاتی ہتین چہاگن ہین تھار بہری کہانی کی چہینہ دن سی تھال بہری کہین جات
سر کی سر پر رکہی ہوی یعنی عورتین کہانی کی تہال سر پر رکہی ہوی گوبردہن
پہاڑ پر گوردہن کی پوجنی کو چڑھی جاتی ہتین پائی جیب جہانجن کی پازیب اور
جہانجن کی ہوت ہوتی ہہین جہنکارین آوازین جیسی جس طرحکی تیسی ویسی ہی کلکارین
آوازین کہسرائی ست عصمت تیج کثرت گہسر کی ایک جا ہوکی یعنی پانون کی زیورون کے
جیسی آوازین نکلتی ہہین ویسی ہی آوازین محبت کی راگ کی ہی پیدا ہوتی ہتین کہ
ایک [illegible] ملکر کثرت گاتی ہتین گوال کب نام شاعر تیون ہی اوسوقت
کان کہیا [illegible] کہ ہی بانسلی بجائی یعنی ظاہر ہین سن سنکر آنسری آنسو
او [illegible] چلی آمند چلی انگ انگ عضو عضو تہر کی تہرتہرا کی یعنی ای گوال کب
اوس [illegible] بانسلی بجائی تو اوسکی سنتی ہی سب کی آنسو امنڈ آئی
اور عضو عضو تہرتہری پڑگئی اور یہ حال ہوا کہ پہر پرین کچہ اولٹ پڑین چہپ پرین
کچہ [illegible] سی الگ ہوگئین پہر پرین کچہ آپس مین ملگئین اور سمٹ کر
[illegible] ہین کر پرین کچہ گرگئین [illegible] کچہ پہاڑ کی اوپر گر کر بیہوش ہوگئین
[illegible] از خود رفتہ [illegible] ہتین تہی پرین کچہ آکر گرین گرکے
پہاڑ کی [illegible] آواز نی سب کو ایسا از خود رفتہ کردیا کہ پہاڑ کی اوپر اور نیچی
[illegible] ہوکر رہگئین

کبت در بیان کثرت ابر

[illegible] ہمار نئی [illegible] کی گہٹا ہین کہالی نہہ مین نہ ہوئین

شیرڈہی سُوڈہی کَوَل اَدھچو کھُوٹی یہ کَون بَارِی کَمَالِی لَدی کَمَلی سُندی گُرنی دُوَرا دُکھ
کَوَال کب کاری دُہوری دُہُمراری دُہوراری دُہرباری بَرسَای جھکی طوراطوکین
یہ آیتین وُہ آیتین یہ گیتین وُہ گیتین اَور یہ آیتین اَو ہی آوت دی اَور ہین
شرح پیاری اُدھہات بی ای پیاری کوٹھی پر آو نہار دیکہ نی کوتاک ای نی ہی
تماشہ گھن کی گہٹا مین گھنگھور گھٹاؤن کی کہالی جہالی نہیہ مین آسمان مین یہ ٹھور
ہین جگہ نہین ہی جیسی ایسی اسنڈ اسنڈ کی گھٹا مین آتی ہن کہ آسمان پر جگہ خالی نہین
رہی ہی شیڑ ہی کج سود ہی سپید ہی کول مدور اوچ کھوٹی ازمیع یہ کون باری ہے بت
گوشون والی کہالی خالی یعنی بی اب لدی بہری ہوئی یعنی لبریز آب کمنی طاسہ
سندی جیسی کرین دورادور ہین جسکر لگا رہی ہین کوال کب تخلص شاعر کاری
سیاہ دہوری سفید دہمراری دہوان دہار دہوراری سفیدی مائل دہرباری
برسنی کی آثار دکہانی والی برساری برسنی والی جہکی طوراطور ہین طرح طرح کے
گہٹا مین چہائی ہوئی ہین یہ آئین وہ آئین یہ گئین وہ گئین یہ آئین وہ آئین ادہر
ادہر گئین اور یہ آئین اوہی آوت دی اور ہین یعنی طرح طرح کی بادل جوش مین
ہین اور اسنڈی چلی آتی ہین ای معشوق تو بہی چہت پر آکی تماشا دیکہ

کبت در تعریف فانوس کشیدن معشوق

جگا جوت جیسی شمعدان کی چاروا اور منیو ہی جو ادھر کو ہوئی رہو ادہ جاتا ہے
پیار وگہ بال جہونا پی برائی بال لال لگ رہی جو ہتارنی تاہ آس بی
کوال کب آب جہہانی وُہ ایاب بارت نوسنگ کا جیو ہوئی ہتاب سیا کہ
لالو نیب تج ہین ہی جہ جہکائی تج نیہ جب کیو یہ محبت ست سا ہی
شرح جگ جوت جیسی شمعدان کی چاروا اور روشنی جس طرح شمعدان کی
چارون طرف ہی منیو ہی جو ادھر کو ہوئی رہو ادہ جاساہی ادی طرح

جواهر کی روشنی هو رهی هی یعنی محبوبه جو جواهر پهنی هی اوسکی چمک ایسی هو رهی هی
جیسی شمع کی چارو طرف روشنی هی پیارهکر انکا کهانا کهانا کی جل بچهونا پی سیند بستر پر پڑی بال بیٹهی هی
محبوبه لال ای کنهیا لگ رهی هی جو تمهاری نین رهی جو تمهاری تا ه اوسکو آسا هی
امید هی یعنی تمهاری آنی کی جو امید اوسی بنده رهی هی اور انتظار مین بستر پر
رات کا کهانا کها کر بیٹهی هی گوال کب تخلص شاعر اب جهای وه ایک بار آ
اونی ایکبار چاهی لی سنه سکه یار سنو ای کنهیا جیسو سوی نهاب نهاسا هی جیسا مضمون مجهی
سوجها هی یعنی ای کنهیا مینی جو اوسکو چاهی لیتی دیکها تو مجهی یه مضمون سوجها هی
مانو حسن بیچ مین سی پهٹ گویا چاند بیچ سی شق هو کی چمکا ای بیچ چمکا کی بجلی پهیر جڑ گیو
پهر جڑ گیا یه عجب تماشا هی یه عجب تماشا هی یعنی اوسنی جو چاهی لی تو یه معلوم
هوا که چاند بیچ سی شق هو گیا اور اوسمین سی بجلی چمکی یه دانتون کی چمک سی کنایه هے
اور پهر دونون ٹکڑی چاند کی آپس مین ملگئی یه عجب سیر اور طرفه تماشا هے
یه بات دوتی یعنی دلاله کنهیا سی کهه رهی هی اور معشوقه کا حسن اور انتظار بیان
کر کی آماده وصل کرتی هی

کبت در حسن عروس

کهول مکهه دیهی کو نندکی نجهک انهی جو بهی کو جتنی کو جب تو جوت بهیا سا هے
سامنی تین داهنی تین بائین تین پیچهی تین سب جگ مکه دیکهی پی تهر واکو مکه دیتا هی
گوال کب آپس مین مان کی اچنبو کهین جاتی کو طلسمات کو نی مکهه بنیا هے
ایسی جلی جاتی پهر آئین اڈ چمنی سا شل تین سیا کی هو هی که هو کو بنیو سیا

شرح کهول مکهه کو اصل کی دلهی کو دولهن کو نند کی نجهک نهین نند یعنی اوسکی
شوهر کی بهن اپنی پاس لیکی بیٹهی جو بهی کو دیکهنی کو جتنی کو دولهن کی جب یو
یک جا هوی جوت گروه بهیا هی بهت هین یعنی جب دولهن کو اوسکی نند

اپنی پاس لیکر بیٹھی تو اوسکی دیکھنی کو بہت سا گروہ عورتون کی جمع ہوکر سامنی ہو
سامنے سے داہنے تین داہنے سے بائین تین بائین سے سبھوتین
سب دیکھتے ہین سب بیچ مگر اپنا منہ دیکھے دکھائی دیتا ہے
ستکی نہ وانکو مگر نہین منہ اوس کا دیتا ہے دکھائی
دیتا ہی یعنی سب عورتین چارطرف سی جمع ہوکر جو دولہن کا منہ دیکھنا چاہتی ہین تو
اوسکا منہ کسیکو دکھائی نہین دیتا بلکہ جو دیکھتا ہی اوسی اپنا ہی منہ نظر آتا ہی
سوال کب نام مشاعرہ آئسمین دان کی اپنی باہم تعجب کرکی کہتی ہین جانی
کون جانی طلسمات کونی یہ طلسمات کسی کسیکا ہی بخشا ہی یعنی سب باہم تعجب ہوکر
کہتی ہین کہ خدا جانی یہ طلسم اس عورت کو کسنی عطا کیا ہی کہ اوسکی صورت
نظر نہین آتی ہی اور سبکو اپنا منہ اوسکی منہ مین دکھائی دیتا ہی ایسی جای جای
کہہ آتی ہین اسی طرح جب جاکی بیٹھ آتی ہین تو سب سائل مین پوچھتی ہین سالس کی
سیا کی بیاہی ہی [illegible] کی تو [illegible] بیسوا ہی [illegible] ہوکا شیشا بابی
یعنی سب [illegible] اوسکی [illegible] پوچھتی ہین [illegible] شیشا
[illegible] ہی ہوکا بنا ہی

گیت در کیفیت رنگ بازی تقریب ہولی

چاہین گر آو زری تاس کی لباس چاہین سادی باس دہار و رنگ ڈار ہین پی وار دین
چاہین جای کنس پی نچار دیا نکہ [illegible] بیاکن کی گاری تو گاری ہین پی گار ہین
سوال کب چاہی ہیلی مانو یا تمانو منہ ہی نہ برسا تو انکی بیسار ہین پی بیار ہین
گہونگھٹ چھر دکین [illegible] جب کی [illegible] تو کہین جو کہین ڈہوکین ای گلال بہتی نار ہین پی نار
شرح چاہین گر آو چاہو ہین آو زری تاس کی لباس زرتار پوشاک چاہین سا
باس دہار و چاہو سادی کپڑی پہنو رنگ ڈار ہین پی دار ہین رنگ ڈہیر

پرڈالین گی یعنی تم چاہو زرتار پوشاک پہنو چاہو سادی لیکن ہم تمپر رنگ ضرور
ہی ڈالین گے چاہین جای کنس پی پکار و چاہو جا کر کنس کی پاس کہ نام راجہ کا ہے
پکار و یعنی فریاد کرو یا پکار و ست یعنی چاہو نہ فریاد کرو پہاگن کی گارن تو گارہین
پی گارہین پہاگن یعنی ہولی کی گالیان تو دین گی ہر دین گی یعنی ہرحال تم چاہو کہ گالیان
نہ پڑین اور پہاگ نہ کہیلا جای یہ نہوگا ہم ضرور گالیان دین گی گوال کب
جاہی ہلی مانو یا تم انو من ای گوال کب جاہی تمکو اچہا معلوم ہو یا نہ اچہا معلوم ہو
دلین ہی نہ برسانو یہ برسانا نہین برسانا نام ہی اوس مقام کا جہان گوپین
اور رادہکا رہتی ہین آنگی ہہار ہین پی پہار ہین انگیا پہاڑین گی پر پہاڑین گے
یعنی ای گوال کب تمہاری دلکو اچہا معلوم ہو یا نہ اچہا معلوم ہو یہ جگہ برسانا
نہین ہی جسکا لحاظ کرین یہان ہم ضرور انگیا پہاڑین گی گہونگہٹ جہر وکین گہونگہٹ
جہر و کو منین جہک جہانکی ہوا تو کین جو کہین جہک کے جہانکو گی اچہی طرحسی دہو کین دے
گلال مٹہی مار ہین پی مار ہین دہو کی دیکر گلال کی مٹہی مارین گی پر مارین گی یعنی تم جو انوکہی
یعنی نئی اداسی اپنی جہرو کی مین منہ ڈالکر جہانکو گی تو ہم ضرور گلال کی مٹہی دہوکی
دیکر مارین گی

گوہر محمد مجتبی خان ولد محمد عبد اللہ خان کہ دہ اس دار الریاست مین اہلکار ہین
مطیع الطاف عنایات سرکار ہین انکو ابتدا مین شعرگوئی کا شوق ہوا سخن آفرینی کا
ذوق ہوا جو دو چار شعر کبہی کبہی کہی وزیر علیخان وزیر کو دکہای اب چہبیس برس کا
سن ہی اسی عمر قلیل مین دو بار حج سی مشرف ہوی بالفعل شاعری کا مشغلہ نہین ہی
کچہ کلام انکا ملا ایک شعر منتخب سواد ہ لکہا گیا

ریختہ

نازنینون کے نازسے اوٹہے	ناتوانے سے ناتوانے سے

گوہر تخلص لالہ جوالا پرشاد ولد لالہ زورآور سنگھ قوم کایتہ شاگرد شیخ احمد حسین انتیس برس کی عمر ہی مدت سی ملازم سرکار دولتمدار ہین فارسی اردو دونون زبانونکا شوق ہی یہ اونکی اشعار ہین

ریختہ

غمزہ وعشوہ غضب سب تو بھری ہی ظالم	اگر مروت ہی تری چشم فسونگر مین نہین
کیا زندگی جو ایسی ہو درد و بلا کی ساتھ	او چارہ ساز زہر پلا دی دوا کی ساتھ

فارسی

بجز جفا و ستم نیست با کسش کاری	بحیرتم کہ با غیار چون وفا دارد

فصل لام

لائق لالہ کنہیا لال ابن منشی بانکی بہاری لال بہٹناگر خوردی نیک خصلت تیئیسوان سال ہی شوق کسب کمال ہی قدیم سی ہی دارالریاست وطن ہی شوق سیر علم و فن ہی دس برس کی عمر مین اپنی باپ کی ہمراہ لکھنو گئی لکھنی پڑھنی مین مصروف رہی اب صاحبزادہ محمد حیدر علیخان بہادر کی سرکار مین نوکر ہین قدردانی سی معزز موقت مین کبھی کبھی کچھ موزون ہی کرتی ہین راقم سی تلمذ ہی یہ اونکا کلام ہی

فارسی

بہار کجا دای دل راد دلجوی تو می آید	چراغ خانہ دوست بگوی تو مے آید
کوی تو بہشت را ز چشم انداخت	روی تو بہشت را ز چشم انداخت
خوی تو مرا بدوزخ انداختہ است	بوی تو بہشت را ز چشم انداخت
نی ساختہ است انجمن [illegible] ہوس	می ساختہ است انجمن را ہوس
[illegible] گر [illegible] پرسی	وی ساختہ است انجمن را ہوش

الفت لالہ منوہر [illegible] ابن لالہ ہر پرشاد بیس برس کی عمر ہی سوای

محمد غیاث الدین صاحب عزت اور مولوی شیخ احمد علی احمد کی فیض صحبت سی بہرہ یاب ہین یہ اشعار اونکی دیوان سی انتخاب ہین

فارسی

قدش را باسہی شمشاد وسرو بی چون ہم نسبت | خدا بی مثل پیدا کرده آن سرو خرامان را
بسکہ از تیغ جفایت خورده ہر دل زخمہا | از کہ سنان منبت گشتہ فگار ما
از غنچہ شگفتہ [illegible] | [illegible] ماست آرا

لطافت تخلص سید لطافت علی ابن سید مظہر علی چوبیس برس کی عمر ہی مرد (شاعر) ہین صاحبزادہ محمد حیدر علیخان بہادر کی سرکار مین گذران ہی جو شعر کہتی ہین رافتہ سی اصلاح لیتی ہین یہ اونکا کلام ہی

ریختہ

جو حوریان ہین گلستان [illegible] کی | [illegible] ہین [illegible] ان حمت

لکنت تخلص محمد [illegible] سخن [illegible] [illegible] عمر بائیس [illegible] بیت کی [illegible] یہ شعر اونکی یادگار ہین

ریختہ

فدا جب سی ہوی اوس [illegible] | [illegible] بدن پر
ہمارا دل تہا ہم نی چاہا دیدیا جسکو | ہمین جو منع کرتی ہین بہلا وہ کون ہوتی ہین

فصل میم

ماہر تخلص غلام محمد خان ولد محمد ناصر خان شاگرد مولوی قدرت اسد شوق پچیس برس کی عمر ہی بارہ سو چوبیس ہجری مین صحبت کی [illegible] اونکی درج تذکرہ ہوی

پانوکی آہٹ مری پہچان کر — سو رہی شب تم دو پٹا تان کر
شمع تک کا ہر سکو پتا کہ پروانہ — تھی وبال سر پروانہ پر پروانہ

مائل سید عبد الرزاق ولد سید عبد اللہ شاہ بائیس برس کی عمر ہی میر احمد علی
رسا کی شاگرد ہین یہ اونکا کلام ہے

ریختہ

دم چاک پیرہن کیون نہ ابا بہ دکاتا — ہی تھی بہار اسکی نہ تار تار ہوتا

مائل سید قدرت علی ولد سید محمد علی [illegible] برس کی عمر شیخ فضل امام فضل
تخلص سی [illegible]

ریختہ

[illegible] — [illegible]
[illegible] — [illegible]

مبارک تخلص [illegible]
[illegible]
[illegible]

ریختہ

[illegible]
مبارک مبارک شاہ خان ولد [illegible] برس کی عمر [illegible]
اصلاح لیتی ہین یہ اونکا کلام ہی

ریختہ

نہ خوش ہوسی کی گریبان کا چاک اے ناصح — [illegible]

مجروح مولوی حافظ حمید الغنی ولد مولوی [illegible]

رشید النبی سی کسب کمال کیا دسوین شوال کو بارہ سو اسی ہجری مین انتقال کیا آنکی دو شعر ہین

ریختہ

نور افزای چمن جب وہ رخ روشن ہوا
تا بتا با رشک نخل وادی ایمن ہوا

نالۂ آتش فشان لایا لب بام آہ کو
برق خرمن سی چراغ زندگی روشن ہوا

محب میر مجاور علی ابن میر رستم علی بالفعل چالیس برس کی عمر ہی ملازم سرکار دولتمدار ہین نستعلیق خط حاصل کرنی مین میان رحیم اللہ خوشنویس کی شاگرد ہین شعر گوئی مین میر احمد علی رسا سی تلمذ ہی اونکی یہ اشعار ہین

ریختہ

مجسی خط عنبرین کو وہ [illegible] لکھو اتین
یہ سبب جیسے لکھ [illegible] سی مقتدر کا

اور روستی [illegible] ہین [illegible]
ہین یہ عجب [illegible] وہ مست [illegible] کی

رات بہر خواب [illegible]
خوب وہ تو سی [illegible] اس خواب کی تعبیر بہی

تیری مینی مین [illegible] ہو [illegible]
شوق سی بوسی لیا کرتی لب [illegible] کی

محب تخلص حکیم [illegible] خان ولد مولوی غلام اکبر خان عرف مولوی کلو خان پچیس برس کی عمر ہی بڑی ذی استعداد نہایت نیک نہاد فن طب مین کامل [illegible] شامل ہین علوم عربیہ جناب افادت دستگاہ مولوی مفتی محمد سعد اللہ صاحب سی پڑہی شعر گوئی کی طرف بہی توجہ ہوئی مولوی شیخ احمد علی احمد کی شاگرد ہوی ایک شعر اونکا مادہ لکھا گیا

فارسی

صبا چون بوی زلف عنبرین یار می آرد
تجسم از خطا مشک ختن شاید کہ می آید

محمود تخلص محمود خان ولد حاجی نیک محمد خان بیس برس کی عمر ہی [illegible] حافظ [illegible]

عاجز سی اصلاح لیتی ہین اونکا یہ کلام ہی

ریختہ

ہوجاوگی معدوم نشان بہی نہ ملیگا — ای حضرت دل نام نہ لو اونکی کمر کا
یکسان ہوتا ہی مجکو ہی پری شیشی مین سبز — دل کی آئینی مین عکس روی روشن دلگیر

محنت نام ونشان انکا کچہ معلوم نہوا صرف دو شعر ہاتہ آئی کر درج
تذکرہ ہوی

ریختہ

قبر پر اوسکی چڑہا اپنی تو اب ہار کی پہول — آج ای رشک چمن ہین تری بیمار کی پہول
ہمتو بس مرہی گئی ہای تڑپ کر محنت — دیکہکر کانون مین اوس شوخ طرحدار کی پہول

محو محمد مجتبی خان خلف محمد ضیا خان یاس تخلص جنکا ذکر حرف یای تحتانی مین آئیگا جوان
خوش رو خوش خصال نیک خو ہین چوالیس برس کی عمر ہی عنفوان شباب مین شعرگوئی کا
شوق ہوا شیخ علی بخش بیمار سی مشورہ رہا یہ اونکا کلام ہی

ریختہ

حسرت رہی تڑپنی کی قاتل کی پاؤن تک — ایسا گرا کہ خاک سی بسمل نہ اوٹہ سکا
کیون شب وصل عدو نیند نہ آئی یارب — بخت دشمن تو نہین تہا کہ مین بیدار رہا

محوی آغا یوسف علیخان ابن فیض اللہ خان بکرمنی انکی جد امجد یوسف خان بکرمنی
نادرشاہ کی طرف سی کابل مین قلعہ بالا حصار کی حاکم ہی بعد اونکی انکی باپ بہی
اوسی منصب پر رہی یہ بزرگ کابل مین پیدا ہوی وہین پرورش پائی شعرگوئی کی
طرف جو طبیعت آئی حاجی شکور کابلی عاشق تخلص سی مستفید ہوی اسعد محنت کی
کی شاگرد رشید ہوی اب مدت سی ہندوستان مین ہین اور اس سرکار مین
نواب اعظم علیخان بہادر کی عہد سی عہدہ کتابخانی پر ملازم ہوی اجتک بدستور

وظیفه خوار هین اسوقت شصت برس کی عمر هی یه اونکی دیوان سی منتخب چند اشعار هین

فارسی

ترسم نه هسد داد دلم روز جزا نام
افتد چو نظر برخ خوب تو خدا را

از بهر عیادت سر بالین من زار
همراه رقیب آمدنش کار دگر کرد

حرف وفا و مهر و محبت زند بغیر
چون بیندم ز دور سخن مختصر کند

خوکن به هجر یار و مده در دو الم بساز
محوی همیشه وصل میسر نمی شود

حرفی به ازین در حق او نیست که گویم
عاشق شود آنکس که مرا از تو جدا کرد

بوند هی نزیبا سوی من من همه شب
همچو آئینه برخسار تو حیران بوده

مغتنم تخلص میر ظهیر الدین محمد خلف میر عوض علی صاحب عدیل کیا مرد ذکی تهی جامع صفات حمیده [illegible] دست [illegible] اور شاعری دونون اپنی والد ماجد کی شاگرد البته مرثیه سلام [illegible] میر [illegible] صاحب سی اصلاح لیتی تهی [illegible] طبیعت کو مناسبت تهی الصوره [illegible] افسوس هی که عمر [illegible] بیس برس کا سن تها که [illegible] باره سو بیاسی هجری مین اس سرای فانی سی چل بسی یه اونکا کلام هی

ریخته

همارا دل هی گلشن داغهای سوز هجران کا
همین دوزخ سی حاصل هی تماشا باغ رضوان کا

آکی قاتل نی قبر پر یه کہا
آج وعده وفا کیا همنی

دل نه پہلو مین هے نه سینه مین
نهین معلوم کیا کیا همنی

ترجیع بند بزبان فارسی

دیده دل واکن و بنگر بنیرنگ جهان
تا شود در دم زدن گاهی چنین گاهی چنان

هست این دنیای دون جای تحیر همگنان
نیست حالش را قراری از زمین از مکان

بہر کجا افتادہ می خشت در و دیوار ما
ہست فرد دفتر احوال صاحبخانہ ہا

مخلص — **مخلص** خلیفہ احمد یار خان ولد محمد یار خان مغفور پچپن برس کی عمر مولوی محمد عنایت اللہ حق صاحب عزت قدس سرہ العزیز کی شاگرد و ہنین مشہور ہین یہ شعر اونہی یادگار ہی

در مدح استاد خود بزبان فارسی

پی تحریر نثری گر قلم را در بنان گیرد — دبیر چرخ را انگشت حیرت در دہان ماند

مرتضی — **مرتضی** سید محمد مرتضی ابن سید قاری حافظ علی حسن صاحب خوشنویس زبردست سید عوض علی صاحب عدیل کی شاگرد ہین تر دست ہین فارسی اردو دونون زبانونکا شوق ہی فارسی خواجہ محمد بشیر صاحب کو اور اس ہیچمدان کو دکہاتی ہین چالیس برس کی عمر ہی یہ چند شعر اونکی لکہی جاتی ہین

ریختہ

اور تکلیف کوئی سخت اوٹہانی ہوتی — اوس ستمگر پہ طبیعت مری آئی ہوتی
ہوگیا تیغ تغافل ہی مرا کام تمام — ورنہ برچہی نگہ یار کی کہانی ہوتی

در مدح بندگان حضور پر نور

نسبتش نیست بحاتم کہ خلاف عقل است — آن بہ ملک بود سخی این بجہان ہست شہیر
آن حذف این در و آن قطرہ و این ہست محیط — آن بود کافر و این دین نبی را ست ظہیر

مرتضی — **مرتضی** تخلص مرتضی خان ولد مصطفی خان شیخ احمد علی احمد کی شاگرد ہین چوبیس برس کی عمر ہی نعت شریف کہنی کا شوق ہی یہی شغل ہی ہی ذوق ہی یہ اونکا کلام ہے

نعت بزبان ریختہ

نام پیغمبر نقش ہی یا سر وصف نبی ہی سبکی زبان پر — ورد یہی ہی سب کا برابر صلی اللہ علیہ وسلم

فارسی

سزیم سینہ ایم خاکسارم یارسول اللہ	فقیرم دردمندم و گنہگارم یارسول اللہ

مرشد حضرت محمد مرشد ابن حضرت محمد ارشد ابن حضرت محمد فرخ ابن خازن الرحمۃ حضرت محمد سعید ابن حضرت امام ربانی شیخ مجدد الف ثانی قدس سرہم عہد نواب محمد نصر اللہ خان بہادر سلطان مین سرہند سی تشریف لای اور آخر عمر تک یہین . . . افروز رہی طبقۂ اولیا مین آپ کا شمار ہی شاعری دون مرتبہ ذات برکت آثار ہی چوراسی برس کی عمر پائی بارہ سو ایک ہجری مین رحلت فرمائی ایک شعر نتیجۂ فکر عالی ملاوہ تبرکا لکہا گیا

فارسے

عشق آنست کز و نام و نشانم باقی است	گرچہ فانی شدہ ام ذکر بیا فرباقی است

مرشد سید غلام مرشد بلاسپوری ابن مولوی غلام جیلانی قدس سرہما مولوی سید محمد علی مغفور ستوطن ٹونک کی شاگرد رشید ہین کلام انکا قابل دید ہی اٹہائیس برس کی عمر پائی بارہ سو چوراسی ہجری مین رحلت فرمائی یہ اونکا کلام ہی

مخمس در مدح نواب وزیر الدولہ محمد وزیر خان بہادر والی ٹونک

ثریا شل سنبل خوشہ چین ہی اوسکی خرمن کا	قبا د برج اطلس ایک گوشہ اوسکی دامن کا
فروغ ماہ تابان عکس اوسکی روی روشن کا	بہار ہشت جنت ایک بوٹا اوسکی گلشن کا

ضیای نور سی اوسکی مزین چشم اکبر ہی

مرشد صاحبزادہ غلام مرشد خان خلف صاحبزادہ احمد یار خان افسر صاحب استعداد ہین فارسی دانی مین استاد ہین مولوی نتہو خان کی شاگرد ساٹہ برس کی عمر پائی ماہ ذیحجہ کی ستائیسوین تاریخ بارہ سو چہتر ہجری مین رحلت فرمائی یہ دو شعر صاحبزادہ اصغر علیخان انکار اونکی برادر حقیقی سی ہاتہ آی کرودہ درج تذکرہ ہوی

ریختہ

دکھایا عشق نے وہ کعبہ و کنشت مجھی ۔۔۔ کہ ایک سا نظر آتا ہے خوب و زشت مجھی
پھر گئی جب سے آنکھ اوس بت کی ۔۔۔ ہمسے برگشتہ سب خدائی ہے

مسکین تخلص مولوی غلام قادر ولد مولوی فخرالدین مولوی [illegible] اللہ [illegible] کے شاگرد تھے پچہتر برس کی عمر ہوئی تیرہوین رمضان [illegible] ہجری مین رحلت کی یہ ایک شعر اونکی ایک [illegible] سے ہاتھ آیا [illegible] ہوا

ریختہ

کیونکر بہو سینہ چاک میرا ۔۔۔ [illegible] سی ملا ہوا [illegible]

مشتاق غلام رسول خان ولد صاحب [illegible] خان [illegible] اخوندزادے تھے خان غفلت کو کلام دکھایا [illegible] سے [illegible] اس [illegible] مین [illegible] کبھی کچھ کہتے ہین [illegible] سنا لیتے ہین اب اسی برس کی عمر ہے [illegible] مین ضعف آگیا ہے دو شعر اونکے [illegible]

ریختہ

خانۂ دل مین کوئی اور نہ مہمان ہوگا ۔۔۔ ہان جو ہوگا تو تری حسرت کا پیکان ہوگا
کیا اگر پڑتا [illegible] فلک سینائی ۔۔۔ گرمی نالہ کو فرشتہ خم [illegible]

مضطر تخلص مولوی [illegible] النبی ولد مولوی غلام رسول شیخ صدیقی [illegible] مولوی نصیر الدین خان صابر کی تلمذ سے مورد [illegible] ہین ایک قصیدہ [illegible] مین اونکا ملا اوسکی یہ اشعار ہین

قصیدہ در مدح بزبان فارسی

مسرت بخش دلہای حزین فصل بہار آمد ۔۔۔ زمان انبساط و وقت سیر لالہ زار آمد
غم و رنج از جہان عنقا صفت یکبار پنہان شد ۔۔۔ برای خلق وقت عیش و عشرت آشکار آمد
شہ دین و امیر المومنین کلب علیخان است ۔۔۔ کہ ذات او سراسر رحمت پروردگار آمد

بیک بذلی گدای بینوا را بادشه کردن — زکمتر بخشش آن خسرو عالی وقار آمد

نسخه

مضطر تخلص مولوی غلام حضرت خان ابن غلام جیلانی خان ساٹھ برس کی عمر ہی آغا یوسف علیخان محوی کی شاگرد صاحب دیوان ہین مسوده اونکی دیوان کا ملا اوس سے انتخاب کرکی یہ کلام لکھا گیا

فارسی

بوصل خویشتن از وعدہ شادم کنی لیکن — نمی آید یقین ہرگز دل امیدوارم را

ای بیوفا نگفتہ تو اعتبار نیست — صد عہد کردہ و یکی استوار نیست

ہر کہ مجروح شود بخیہ علاجش باشد — خندہ بگو زخمی انداز و ادا باچہ کند

درغم ہجر تو ای شوخ کسی نیست کہ اشک — در ہجر حالی بی نمید بہ دفتر یا ونکرد

باز میخواہم کہ در وصل بہ اراہی نشینم — تا زہمی دو ہجر بر نمی زمین دامید اکنم

نسخه

مضطر احمد یار خان ولد محمد سعید خان شاگرد میر ضامن علی جلال پچیس برس کی عمر جوان رعنا ہین صاحب طبع رسا ہین فنون سپاہگری کا بہی شوق ہی شاعری کا بہی ذوق ہی یہ چند شعر اونکی کلام سی انتخاب ہوی

ریختہ

بیخودی عشق اسی کہتی ہین محویت اسی — ہمکو آگاہی نہین اور ہم بگلہ رنگیا

چشم ساقی سی ملی تہی آنکہ مضطر رات کو — مست ہوکر گر چلا بیتہا پہ بیتہا کر رنگیا

ہوی آثار سحر یہ عیان ای مضطر — چٹکیان لینی لگا درد جگر وصل کی شب

کیا عشق ہی نفس کہ نفس مرگ لحد مین — مردیکو ہی چہپاتی ہی لگاتی شب فرقت

نسخه میر

مظلوم سید سجاد شاہ ولد سید قطب شاہ مغفور شاگرد سید رفیع الدرجات نہت اسی برسکا سن ہی نہایت مرد مقدس ہین یاد آلہی کا مشغلہ اکثر ان ہی گاہ گاہ شعر ہی فرماتی ہین یہ چند شعر اونکی لکہی جاتی ہین

ریختہ

کیا ملن ہو دوست اس در کا | سانس لینا ہی کبھی دشوار ہی
جس کے رہتے ہیں جستجو ہمکو | وہی جانان ہی اور وہی جان ہی

مظہر امداد حسین ولد محمد حسین پچیس برس کا سن ہی میر احمد علی رسا سی اصلاح لیتی ہین
یہ اونکا شعر ہی

ریختہ

دیکھیے کیا مآل ہو اس کا | اونسی ہم جا کی اب ملین گی آپ

مظہر شیخ مظہر حق خلف حکیم محمد حسن اجداد انکی فن طب مین کامل ہین یہ خود بہی جوان صالح اہلیت سی عزیز ہردل ہین مدرسہ عالیہ سرکاری مین شرح سلم تک تحصیل کتب درسیہ کرکی گوالیار گئی وہان اپنی والد کی ذریعہ سی سات برس میر منشی رہی اب یہین ہین سینتیس برس کی عمر ہی پہلی میر احمد علی رسا کی شاگرد تہی اب نواب مرزا خان داغ دہلوی کو کلام دکہاتی ہین یہ چند شعر اپنی جوانوں نی دیی وہ لکہی جاتی ہین

ریختہ

جلوہ حسن کی سوجی ہی سی کچہ ہی تخصیص | یا کوئی اور ترا طالب دیدار نہ تہا
بہی ہی شوق عدم مدعا کا | خدا جانے مآل کار کیا ہی
ہو وے بی طلب ساقی بی مجکو | کسی کا دین ہو دنیا مین بہلا ہی
قتل دل کو دون مین یا جگر کو | تری ناوک نی دونون سی خطا کی

معصوم عارف معارف ربانی واقف اسرار پنہانی حضرت شاہ محمد معصوم صاحب سلمہ اللہ الواہب خلف الرشید یگانہ درگاہ صمدیت مقرب بارگاہ احدیت حضرت مولانا محمد عبد الرشید صاحب قدس سرہ العزیز مذان عالیشان حضرت امام ربانی شیخ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد امجاد مین انتخاب ہین

گوئی آفتاب ہی کوئی ماہتاب ہی چنانچہ طلعت نکا ذکر خیر یہان منظور ہی ذات بابرکات اونکی مجمع کمالات سو فوری سبحان اللہ حسن صورت حسن معنی پہ دال ہی جمال پاک آئینہ شان جلال ہی انیس برس کا سن ہی شغل و ذکر کا مشغلہ رات دن ہی ابتدائی عمر سی کسب کمالات صوری و معنوی کا حوصلہ ہوا قرآن شریف حفظ کرنی کی بعد کتب درسیہ معقول و منقول پڑہنی کا ولولہ ہوا اپنی والد ماجد اور مولوی محمد عبد الغنی صاحب اور مولوی لطف اللہ صاحب سی فارغ التحصیل ہوی پہر راہ سلوک مین قدم رکہا شوق رہبر سعادت مستقیم اور ہمت جبلی صاحب تکمیل ہوی اپنی جد امجد سی بیعت فرمائی اوسی نعمت سلوک ہاتہ آئی بعد اونکی انتقال کی اپنی والد ماجد سی کسب دقائق فن طریقت فرمایا خاندان نقشبندیہ مجددیہ بلکہ قادریہ چشتیہ و سہروردیہ سب مین مرتبہ خلافت پایا حرمین شریفین زادہما اللہ شرفا مین اکثر اقامت کا اتفاق ہوتا ہی کبہی کبہی تشریف فرمای فیض کی دہلی یہان تشریف لاتی ہین اس زمانی مین یہین رونق افروز ہین مسترشدین فیض ارشاد سی بہرہ اندوز ہین خاکسار کو بہی زیارت سی شرف ہاتہ آیا اوصاف حمیدہ آپ کی جیسی سنی تہی اوس سی زیادہ متصف بصفات جمیلہ پایا بڑی مہذب و متین نہایت ذکی و ذہین متواضع و خلیق خوش بیان و طلیق حق تعالی عمر مین برکت دی شاعری اگرچہ دون مرتبہ ہی مگر کبہی بطور تفنن فارسی اردو دونون بانین موزون فرماتی ہین یہ چند شعر تیمنا تبرکا لکہی جاتی ہین

ریختہ

مجکو پرتہ تونی اے قاتل شہادت کا دیا
ناصحا کس کو ہے خوف محشر
تصور نی پہرو یونکی دیوانہ بنایا ہی
نہیا ظلم و ستم کیا یاد آیا

سچ تہا شوخ اسقدر نہ نکہتا گیسو بکہیرا
اتنے ہنگامے ہوا کرتے ہین
نہ جی لگتا ہی صحرا مین نہ دل لگتا ہی گلشن مین
جو تمنے اندنون مجہے دکہائی

جمال سید اد یکھکر رو دیگے ۔۔۔ تماشون کو نے نصیحت ہو گئے

فارسی

شکایت چون کنم از غیر ہمدم ۔۔۔ کہ با من ہرچہ کرد آن آشنا کرد

معین

معین مرزا معین الدین حسن خان ابن اشرف الدولہ قدرت اللہ بیگ خان انکی جد اعلی احمد شاہ عالم مین بخارا سی دہلی آی جبسی وہین بود و باش ہی ابن عہد راحت مہد مین یہین رہتی ہین کہ سرکار فیض آثار مین بحکم قدردانی متعلق معاش ہی ابتدای عمر مین فنون سپاہگری کا شوق ہوا پہر علم طلب کا ذوق ہوا مرزا زین العابدین عارف دہلوی کی فیض صحبت سی شعر کی طرف توجہ رہی جبسی وہ صحبت برہم ہوئی یہ شغل چہوٹ گیا کبہی کبہی تاریخ گوئی کا اتفاق ہوتا ہی ساٹہ برس کی عمر ہی آدمی نہایت سنجیدہ و متین ہین بہت ذکی و ذہین ہین یہ اونکا کلام ہی

ریختہ

خزان نے باغ ہستی کو مٹایا ۔۔۔ سے چلے روتے ہوئے بلبل چمن سے
شور محشر کا یون سے غوغا ہی ۔۔۔ ایک دن کے وہ روبکاری ہے
بیخودی اسکی ستاتی ہی معین فرقت مین ۔۔۔ جذبۂ دل سی ہی امید اثر ٹوٹ گئی

مغلوب

مغلوب سید افتخار الدین ولد سید کفایت اللہ میرزا اسد اللہ خان غالب دہلوی اور میر احمد علی رسا دونون سی تلمذ تہا اٹہائیس برس کی عمر ہوئی بارہ سو اکانوی ہجری مین قضا کی یہ اونکا کلام ہی

ریختہ

کونسی ناز کا مغلوب ہی بسمل قاتل ۔۔۔ جسکی ہچکی مین بہی آواز ہی قاتل قاتل
ایک مغلوب کا جہگڑا تہا سو وہ بہی گیا ۔۔۔ جس سی جی چاہی ترا اوس سی ہی تو ابتک مل
کسکی عارض کا تصور دل نادان ہی ۔۔۔ آئینہ کسنی دکہایا ہی کہ حیران ہی

تم اگر ایک ہو صورت مین تو وہ الفت مین ۔ تم جو یکتا ہو تو مغلوب بھی ثانی ہی

مغموم

مغموم تخلص میر محمد خان عرف کلن خان ولد غالب علیخان مرحوم بخشی سردار خان کی اولاد مین ہین پچاس برس کی عمر ہی سور وپی تنخواہ سرکار دولتمدار ہین دو ایک غزلین راقم کو بھی دکھائی ہین یہ اونکا کلام ہی

ریختہ

پی نقاب آج جو رخسار تمہارا چمکا ۔ مین یہ سمجھا کہ مقدر کا ستارا چمکا
سوزش فرقت سی ایسی جلتی ہین آنکھین مری ۔ جو گرا اشک آنکہ سی دامن پہ اخگر ہو گیا
ہوا مین شعر ونکی ایسی دل جلکی خاک ۔ وہ اب میری غبار آہ کی دامن جھٹکتی ہی

قطعہ فارسے

گفتم آن شوخ را کہ ای بد عہد ۔ با من با وفا جفا کارے
گفت خاموش میش ازین مخروش ۔ دعوی عشق و شکوہ یارے

مفتون

مفتون تخلص صاحبزادہ فصیح اللہ خان خلف نواب نصر اللہ خان بہادر مخلص بہ سلطان ستر برس کی عمر ہوئی ربیع الاول کی ستائیسوین تاریخ بارہ سو اناسے ہجری مین قضا کی تذکرہ مصحفی مرحوم مین لکہا ہی کہ یہ صاحبزادہ اخوندزادہ احمد علی متخلص بہ رسا (?) کی شاگرد تہی لکھنو مین کبھی میر صدر الدین کو اور کبھی مجکو بھی کلام دکھایا ہی اونکا وہ کلام لکہا جاتا ہی جو ہاتہ آیا ہی

ریختہ

جب کہا دل نے دیوانہ ہوا مین کیا کرون ۔ یون لگی کہنی مری جانی بلا مین کیا کرون
عشاق کی شیشو نکا ارادہ ہی کہ مفتون ۔ پتھر سی یہ کہوٹا ہی جمایا ہے کسی نی

مفتون

مفتون سید احمد شاہ ولد میان نیر شاہ نواب مرزا خان داغ دہلوی کی شاگرد ہین چھبیس برس کی عمر ہوئی ساتوین شعبان کو بارہ سو اٹھانوی ہجری مین

رحلت کی یہ اونکی اشعار ہین

ریختہ

تری خرام سی برپا ہی شور و شر کیسا ؎ اوٹھا یہ فتنہ قیامت سی بیشتر کیسا
ترا تو پرسش تیغ نگہ کا کیا کہنا ؎ ہمین تو دیکہ کر رکھتی ہین ہم جگر کیسا
ا ہی وہ سنکی مرا حال بد جو اس ہوا ؎ کہی گا یار سے کیا نامہ بر نہین معلوم

مفلس تخلص میر محب علی ابن میر روشن علی مولوی قدرت اللہ شوق کی شاگرد تھے بہتر برس کی عمر ہوئی بارہ سو تیئیس ہجری مین رحلت کی جو کلام اونکا ہاتہ آیا لکھا گیا

ریختہ

دربدر ادر کو ملکو جسے چاہی اپنی سیاہ کا ؎ بات تو تھوڑی سی تھی پر ہائی افسانہ بنا
تمنی ہمسی کیا کنارہ ہائی ؎ لگ گئی گور سکے کناری ہم
اک ذرا ہوتی ہی کم وحشت دل روتی ہی ؎ ہی سزا اوسکو جو ہو دین گریبان نازان
جاؤن مین لاکہ بار جو دربان یار کی ؎ مفلس سمجہ کی مجکو نہ بی آبرو کرین
آپہنسون مین تیرا نکی دام مین یون ؎ یہ بی مفلس خدا کی قدرت ہی
یہ کیا بجہپہ مفلس مصیبت پڑی ؎ کہ دن رات نالہ ہے اور آہ ہی

قطعہ

مین جو مرجاؤن تو دنیا می تو ناب سی مل ؎ تا تہ خاک مری روح بی مخمور رہی
اتنا کہنا تو مرا اور بہی کرنا ساقی ؎ میری تربت پہ سدا سایۂ انگور رہی

مکدر احمد نور خان ولد محمد حمید خان میان نظام شاد مرحوم کی شاگرد ہین بیس برس کی عمر ہی یہ اونکا کلام ہی

ریختہ

کیا جانئی کیا ہو تری بیمار کی حالت ؎ گذری جو اسی طور سی دو چار پہر آج

جهبکی الهی آکر کهین اضطراب مین	جا کهین مری نصیب آتین وه خواب مین

ممتاز

ممتاز محمد علیخان ولد بلند خان لازم سرکار وه لگتدار چوبیس برس کی عمر
نهایت سعادتمند بڑی اہلیت شعار کبہی کبہی شعر بہی کہتی ہین راقم ہی کی صحبت مین
رہتی ہین اس تذکره لکہنی مین راقم کی ساته انہون نی بڑی محنت کی دنراست
یه چند شعر اونکی لکہی گئی

ریخته

درد سے کا جسی مزا نہوا	سے برابر وه دل ہوا نہوا
خواب ہی کیا خیال بہتا اونکا	کہ شب غم مین آشنا نہوا
آہی جاتا کبہی اوس قاتل سید نعکو گم	بسملون کو ته شمشیر پڑا رہنا تہا
یه دفعتا ادہر آیا ادہر گیا تہا	بہار کا کوئی جہونکا تہا یه شباب تہا
شام وصال آتی ہی آتی سحر ہوئی	نوبت بہی آسکی نه سوال وجواب کی
جہانہی بس ایسا دردسی ممتاز ازرو دل	که ٹہہ جای تڑپ اپنی جو درد دل ذرا ٹہہری

منت

منت تخلص اسم علی نام مولوی حبیب النبی صاحب رفقی سی مشوره تہا اور کچہ حال
انکا معلوم نہوا ایک غزل لی وه منتخب کرکی لکہی گئی

ریخته

سنا ہی ہمنی که دار الشفا ہی تیری گلی	سو لاے ہین دل بیمار کو شفا کی لیی
نہ مانا ہمنی کسی ڈہب سی ہمنی ای منت	ہزار وقت نی تین کہین اپنی مدعا کی لیی

منعم

منعم قاضی سید نور الحق مغفور عرف قاضی منعم ولد قاضی سید معصوم مبرور
اس دیار ریاست سی متعلق ایک قصبه ہی کہاتا وہان کی رہنی والی تہی تریسٹہ
برس کی عمر ہوئی باره سو تیئس ہجری مین رحلت کی وہین دفن ہوئی یه بزرگ بڑی
ذی کمال تہی علم وہنر مین بیمثال تہی تذکره نشتر عشق مین لکہا ہی که ایک تفسیر

کلام ابد جناب نواب محمد فیض اللہ خان صاحب بہادر مرشد منزل آثار اللہ برہانہ
فرمائش سے لکھی تھی اور تذکرہ طبقات الشعرا سے معلوم ہوا کہ چار دیوان اور کئی
مثنویاں اونکی نتیجہ فکر رسا تھین مگر وقت تحریر تذکرہ صرف ایک مثنوی کی
یہ سرود جان نواز ناتمام ملی اور کچھ کلام متفرق ہاتھ آیا اوسمین سے یہ کلام انتخاب ہوا
اور درج کتاب ہوا

در نعت

بنام تو حرف دگرم در زبان نیست — جز نقش خیال تو بلوح دل و جان نیست
تا دست تہی آمدہ ام بیکسیم بین — نومید شدن از در پاک تو گمان نیست

در نعت

کشتی مدعای من رخت بورطہ می کشد — باد مراد چون توئی زود رسان سوی کنار
از تو نوازش و کرم منتظم نازش و نعم — خواجہ و من پروری من و جبہ و احسان

در مدح منور الدولہ

بسوی عدل تو از بسکہ شد معطف خلق — بغیر عطر نماندہ ز فتنہ نام و نشان
پی غزال چو پیچ است سست پنجہ شیر — بود ملبوی برہ شانہ گرگ را دندان
بسان عنبر و کافور روز و شب دو غلام — مطیع امر تو در خدمت تو بستہ میان

در مدح نواب محمد نصر اللہ خان بہادر

تکلم می دل خود دادہ ام کز جوشش نازش — ز ہر چین جبین موج تبسم را عیان بینی
ترا گر شرم می آید بہ ستا مان نظر کردن — فدای آن حیا گردم کہ سوی من نہان بینی
طرب با صد ادا باہم چہ بادام دو مغز آمد — بہ با حشمت او چون دو طفل تو امان بینی
سکندر باشد ار آئینہ دارد گر کشی خضر — چو فغفور و چو قیصر بر درش صد پاسبان بینی
علم گردیدہ از رفعت عصای پیری گردون — ستون درگہ او تکیہ گاہ بیکسان بینی

صفت فیل

هلال عید مشتاقان بچشم از دور بنماید — کجک بر فرق او چون ماه نو بر آسمان بینی

صفت اسب

چه گلگون نگر از ره غبارش بر نخیزد — سبک پروازیش با نکهت گل همعنان بینی

از غزلها

خراب ناز و پامال اداها می کند ما را — خدا رسوا کند دل را که رسوا می کند ما را

به پیری رغبت دیدار خوبانم فزون شد — شب مهتاب ذوق می دوبالا می کند ما را

از دست تو ای ظالم بدکیش نفیرا — فریاد به پیش که برم دادگری نیست

بردارد
فلک از کین ما بیچارگان کی دست — شفق یک طشت خون هر شب بفرق شام میریزد

رخنه در گور رقیب افتاد — چشم دشمن نگرانست هنوز

آری به نیم جرعه چو منعم شوی خراب — ای محتسب تو مستی چشمش ندیده

شکسته بود دل و سینه منعم — افروخته مهر تو درین خانه چراغی

قطعه در باز پس کردن خلعت به تهرنل صاحب بهادر جج بریلی

بخشید مرا جج خسرو هند — دو شاله در و هزار پیوند

رفتیم و بروی او فگندیم — کالای بدی بریش خداوند

از قطعه که در هجو گفته

آب شور و زمین سراسر شور — شهر قند ماز و اسے کلکته

پاره از زمین دو نخ بود — که بر آن گشته بنای کلکته

خارش و دود و آتشک همه را — این همه تحفه های کلکته

مثنوی ظفرنامه

دو دمه آتش غلغله سو فگند — شعله دل تاب بهر سو فگند

طفل جهان فارغ از آلودگی — خفته بگهوارهٔ آسودگی
شیخ و برهمن همه زان رسم زاد — شاد بهر بتکده و خانقاه
خاک چو زر گشت و گیا گشت خار — گل بدمید از چمن آن دیار
بلبل جر نغمه صفیر آمدم — طائر قدسم که اسیر آمدم
ابر شیم سیل سخن ریز دم — بحر شوم موج گهر خیز دم
فوج معانی بدلم خیل خیل — موج گهر تا بلبم سیل سیل
هر سخنم جوهر شهوار منست — وای یتیمی که خریدار منست
جوشش گل باده پرستان نگر — قلقل می شورش مستان نگر
پار سلی و لرزے تیغ زن — غلغله افگند بملک دکن

از مثنوی سرود جان نواز

سپهاریکه در مغرب زمین ست — جهان از خرمن او خوشه چین ست
ز بس جودش زکوة آنجا روا نیست — همه صاحب نصاب و یک گدا نیست
بعقد دختر زر گشته راضی — بدست باده نوشان ریش قاضی
لطافت بسکه آنجا گرم جوش است — هوا با موج گل گوهر فروش است
کدورت آنقدر نایاب گشته — که تیغ موج عنبر بی آب گشته

در حسن سراپا

قد او مصرع برجسته ناز — ز نقشه نقش قدم بالا بناز از
نمکها تشنهٔ آب جمالش — جگرها گشتهٔ تیغ خیالش
ز گلزارش لطافت آب خورده — ز مشکین زلف سنبلها تاب خورده
بزیر زلف او تابنده رخسار — ید بیضا نموده در شب تار
حیا پیچ در دو چشم می پرستش — عنان طاقت دلها بدستش

چمن از نرگس مستش خروشان
جهانش صبح عیدی می فروشان

مراد آن سرمه دنباله یادست
ز بیت ابروی او مستزادست

کمند عنبرینش پیچ در پیچ
دهانش با میانش هیچ در هیچ

برفتار از بهاران گلفشان تر
بگفتار از ترنم دلستان تر

تمنا در تمنای وصالش
تماشا در تماشای خیالش

نه جز چشمش بیاد می خواب مستی
نه در زلفش زده جز شانه دستی

ذکر طوفان و طغیان دریا

بحکم مهر ملاحان دلخواه
همی راندند کشتی تا بشش ماه

قضارا باد تند از آسمان خاست
ز رعد و ابر صد شور و فغان خاست

کشیده تیغ عریان برق بر دوش
هوا گشته بموج خود زره پوش

ز دریا چون دل دیوانه جوشان
در دهر موج زنجیر خروشان

بطوفان چینی ای اشک جگر زاد
دل کشتی نشینان گرم فریاد

ز بیم تیغ موج آب دل ریش
بگرداب بلا خون گشتن خویش

بفرط موج با کشتی در آن حال
ز لنگر داد طوفان را پر و بال

تعریف شهر

دیاری دید چون فردوس طرب خیز
سوادش از خط خوبان دلاویز

ز فیض میمنت آئین آن بوم
هما گردد گر آنجا بگذرد بوم

بهار گلشنش غارتگر هوش
غبار کوچه صد محشر در آغوش

بطوفش آفتاب از صبح تا شام
نماند از زیارت بسته احرام

بطرز دیده سر دم ندیده
گل حسن از ته خاکش دمیده

جوانان کوبکو عاشق فریبان
بهار انتظار ناشکیبان

بهر سو جلوهٔ زیبی خوشخرامی — ز هر چین جبین گسترده دامی
ز هر منظر رسیده آفتابی — بهر دستی گل جام شرابی
نهان در خنده زیر لب خطابی — عیان از گوشهٔ ابرو جوابی
طرب گرم تلاش دلنوازی — تماشا سرخوش نظاره بازی
ادا با نزاکت دوش بر دوش — نظرها با حیا غارتگر هوش
ببازارش تبان از گرمجوشی — دکانها چیده مجموعه فروشی
ز کوه کاروان در کاروان بار — هزاران یوسف مصری خریدار

اشعار نامه

بنام جان نواز عشق بازان — علاج کاوش حسرت گدازان
نهان از دیده راه خلوت اوست — که دل فانوس شمع الفت اوست
سرشک غم شراب خوشگوارش — بود رنگ شکسته نوبهارش
تحیه ساقی میخانهٔ او — ترنم نالهٔ دیوانهٔ او
خیالش اشک طوفان جوش در جوش — وصالش بستهٔ حسرت در آغوش
چو فضل او کند عاجز نوازی — کند کنجشک عزم شاهبازی

صفت رزم

دو لشکر از دو جانب صف کشیدند — به تیغ کینه مهر از دل بریدند
ز هر جانب سواران زره پوش — خروشان همچو موج ابر در جوش
فرنگی زادگان پر خون بر و دوش — چو صبح دلکش هر یک شفق پوش
چو مژگان بسته صف هر یک بهر سو — کشیده تیغها چون چشم ز ابرو
دو با دو شد ز هر سو شورش انگیز — نفس با جان نهان گفتیت بگریز
فرنگی زادگان مشکین کلاله — بدشت از خونشان روئید لاله

یکی در نیزه بازی دست گستاخ
یکی عاشق شده و سوراخ سوراخ
یکی در سیل خون خویش غواص
یکی چون شعلهٔ جواله رقاص
یکی غلطان ز زین افتاده بر جا
کشیده از رکاب زندگی پا
ز تیغ مصری و زانو فرنگی
سنان رستم و تیغ پشنگی
چو شام مرگ را ظلمت فزون شد
چراغ تیغ را روغن ز خون شد

ملاقات عاشق با معشوق

خرد بی خود نگر از لغزشش پا
نه دل در تن نه صبر و هوشش بر جا
نگاه دلربایش دلربا شد
بعشقش از سر نو مبتلا شد
سمند هوشش گرم راهواری
عنانش در کف بی اختیاری
فغان زد کین تجلی الهی است
نه خورشید سپهر بادشاهی است
قدش نخل گدا مین بوستان است
ثمر بارش نصیب بوستان است
که یا بد لذت دل زین بر دوش
که گیرد این تن نازک در آغوش
که مالد ساعد نازک بدستی
که آرد ماهی سیمین بشستی
خم زلفش کمند گردن کیست
تن او راحت افزای تن کیست
کنار کیست بالین سر او
که گل چیند ز باغ بستر او
تو هم ای دل زمانی باش با من
بہ بینیم نیشتر رو دوست با من

منور تخلص سید منور شاہ ابن سید احمد شاہ اٹھائیس برس کی عمر سید نظام شاہ اپنے بڑے بھائی ان کی شاگردی سی نامور ہین سرکار دولتمدار مین بزمرهٔ سواران نوکر ہین جسقدر کلام اپنا انہون نی دیا اوس مین کا منتخب کرکی درج تذکرہ کیا

ریختہ

یہ راز دوستون سی بھی کہنا نہتا مجھی	دشمن سی اونکا شکوہ کیا مین کیا کیا
خود بینی اونکو اور مشہور ہوئی فزون	آئینہ آپ لا کی دیا مین گنہ کیا

منیر منشی سید محمد اسمعیل حسین ولد سید احمد حسین شاد متوطن شہر شکوہ آباد اب کئی برس سی ملازم سرکار دولتمدار ہین عواطف خسروانہ سی مورد افتخار ہین پہلی شیخ امام بخش ناسخ مرحوم سی فیض اوٹھایا پھر میر علی اوسط رشک مغفور کو کلام دکھایا دور دور کی لوگ انسی فائدہ پاتی ہین اکثر شہرون سی اصلاح کو کلام آتی ہین جملہ اقسام شعر کا رنگ دکھا چکی ہین تین دیوان ترتیب پا چکی ہین دیوان اول کا نام تاریخی منتخب العالم اور دیوان دوم کا نام تاریخی تنویر الاشعار تیسری دیوان کا سال ترتیب نظم منیر سی آشکار ہی ان دواوین کی علاوہ ایک مثنوی لکھی ہی معراج المضامین اوسکا اسم تاریخی ہی کہتی ہین کہ مجموع نتائج افکار از روی شمار بیس ہزار ابیات ہین اور علاوہ انکی بعض رسائل اور نثر لطیف اور رقعات ہین چھپن برس کا سن خوش خلق و نیک باطن مہذب اور رنگین طباع اور ذہین ہین حق تعالی انکی عمر مین برکت دی اور دولت حسن خاتمہ بخشی اپنا کلام منتخب کر کی اونہون نی دیا وہ درج تذکرہ کیا گیا

در تعریف افیون و رجوع بمدح حضور پر نور

گر وہ طبع اہل نرد اوسکی کم سنی	پیری مین اوسکی قدر جوانی سی ہی سوا
ہی بیگناہ پر یہ عجب کی بات ہی	اوسکا بھی پوست کھینچتی ہین اوسکی آشنا
سر دشمنونکی فرش ہوتی جو راہ مین	تلوا رعشہ کی مین نہ چلتی برہنہ پا
تحریر مین جو آپ کو اخفا پسند ہو	ہوی کمر کی گانٹھ مین ہو نعت مدعا
منظور ہو جو شرح عواصف حضور کی	ہون نقطۂ دہان بتان شمس فی السما
افضل ہی مدح حضور کا ہر اک کی مدح سی یون	سب سجدہ مین جیسی ہی کعبی کا مرتبا

در منقبت

تیری سطر کج سی جاری ہو گئی اعجاز کی نہر　　مصرع برجستہ تیرا مقطع نظم رقاب

در صفت اسپ

کہکشان تنگ آسمان رنگ ابر سایہ برق　　تیغ دم آتش قدم گیسو لجام ابر در رکاب
بوی یوسف ہی اگر کنعان کو جای مصر سی　　مصر کو او لٹا پہری تو ہی زلیخا کا شباب
اسکی نعلو نکا اگر پڑ جای پرتو سینہ پر　　اوڑ کی لی رستی مین اپنی روح کو مرغ کباب

در مدح حضور پرنور

شاہنین نکالی اسمین اگر نقش پای پاک　　نجای مثل کوکب دنبالہ دار چاند
پرتو ہلال نعل کا پہنچا کی تا فلک　　سورج کی منہ پہ ہنسنی لگا ہی ہین چار چاند
شام ابد کو دوڑ کی چہو آی چاندنی　　اسکی رکاب کا ہو اگر آشکار چاند

در مدح

حضرت کلب علیخان خسرو خورشید جاہ　　فرش پا انداز جسکا ہی ردای صبح عید
حضرت والا کو لیجا ہی جو حج کی واسطی　　پہلی کعبی مین سفیدی پہیر آی صبح عید

در آمد ماہ مبارک رمضان و تہنیت عید بحضور پرنور

رمضان اب کا شیر ہی مجسم　　پہاڑ کہی کہاتی ہین روزی آٹہ پہر
میری گہر پہلی مفلسی بہیجی　　پہر ہوی آپ میہمان آکر
کون کہتا ہی روزہ ہی تا شام　　رات دن ہی مقام میری گہر
کہانی پینی کی چیز کیونکر آی　　خود بدولت کہڑی ہین پہری پر
سحری کی لیی دکہاتے ہین　　نقل بادام دیدہ اختر
شام کی وقت پہر افطاری　　تنگ بخت مشور پیش نظر
صاف حقہ ہی پیٹ اگہور یکا　　نیچہ مدقوق کا تن لاغر

نمی پر ہے آستین کہین کو پٹا
کمتی ہین سب دھوان ہی ہرگشت کا
ضعف ضیق النفس اوٹی ہو جانا
نہ سہی پان اگر نہین ممکن
اصل افیون ہی جب نہ ہاتہ آئی
اونگلیان دانتون مین دباتا ہون
نان جو خشک اسقدر پانی
لب نان ہی سنائی ہین سوکھی
نمکین اشک شور با سی سوا
جو کوئی سیٹھی زہر کا لی نام
عید بھی ہو گئی عذر رمضان
دیکھیے تار نگاہ عفت انسے
نمک شور اشک سی میری
عید کی دن ستے ہے ارادہ ہے
دیکھون دیو انخانہ سرکار
سب وہین اپنے داد پاتی ہین
انکو کھل جائی کی حقیقت حال
ہی عقیدہ ہی عرضی نالش
شاہ ہین اس مقدمہ کی گواہ
میری ساری مروت مدعی
کم نہین ہی طلائی زردی رخ

جیسی جالا لگا ہو جا نکو ہر
دو و قلیان کو ہین طرف ہی گذر
ایک کش ... سینی جو دم بھر
اوس سی خون جگر تو ہی بہتر
چاٹ افیون کے ملے کیونکر
نہین آتین گنڈیریان جو نظر
کہ ہو آب تعفن جسم سی تر
نام سکھی کا زبان سے سنکر
ہونٹان تحفہ تحفہ تخت جگر
دل کہی تیری منہ مین کہی شکر
حضرت عفت مہربان ہین اگر
پر سویان نہ آئین پیش نظر
بہت گیا روزہ شیر سحر
گھر سے اپنے نکل چلون باہر
جسکا ہر گوشہ ہی بہشت نظر
قصر ظالم کی تو ہے نالش کر
جاتے سے پیش حاکم داور
نہین ہونے کا داخل دفتر
لب خشک اپنی اور دیدۂ تر
میری حامی ہین عنایتون کی نظر
مانگی رشوت سررشتہ دار اگر

داد دیگا وہ ہے تسخیر کی بے — جو ہے نوشیروان سی بہی بہتر
قبلۂ عالم و خدیو جہان — تابع حق مطیع پیغمبر
ناصر شرع حاکم اسلام — فیض بخش زمانہ دین پرور
اوسکی خلقی سی بہی یہ اوج کہ ہے — سلّمہ عرش پایۂ منبر
جلوہ گر ہو جو اوسکا شاہد فیض — چہرہ دار اشرفی ہون شمس و قمر
در دولت پہ اوسکی شب تابی — چاند کی چاندنی آفتاب کا زر

قطعہ
زعفران بشریف مین اوسنی — بندی آزاد کر دیے اکثر
رنگ بہی کہلنا ہوا ہو تو فنٹ — گنجفہ بہی غلام ہے ابتر
شکم چرخ اگر یہان بہر جای — چاند خالی کا پہر نہ آی نظر
صبح پاتے ہے زیور الماس — تاج یاقوت خسرو خاور

قطعہ
نام دزدے کا ہو گیا معدوم — اسقدر انتظام کا ہے اثر
زر سرخ و سفید کانے چور — گنجے سے نکل گیا باہر

قطعہ
وہ صفائی ہے ملک مین جو کہین — دامن گل مین داغ کا ہو گزر
خون فاسد کی طرح کہنچ جای — جسم سی رنگ لالہ آہ احمر

قطعہ
باغ عالم صنوبر سے اک دم — طفل غنچہ ہو مستفید اگر
عمل کری معنی گلستان کو — کہہ دی شرح حدیقہ سر تا سر
کیا کرون وصف توسن والا — برق دم خوش قدم پری پیکر
ہوتی اسکے لب سبزہ سے خوبی — کہکشان چہولے سچ آب گہر
دل مین کٹ جایے گردن طاوس — گری گنبد جو یہ پری پیکر
گرد رہ کو سمجھے پا نہین سکتی — خاک اوڑاتے ہے آجتک صرصر
باگ ڈور اسکی رشک زلف پری — نعل ابرو سے حور سے بڑہ کر

قطعہ

نکلا آفتاب میں سے کرن | شند رسن زین پوشش کی بہار
آہن نعل سے اگر ملیار | کسی چہرے گھوڑی کا جو چکر
بلی کری دم مین سوزن ساعت | سنگ ہون و ور گنبد اخضر
فیل ڈالا ہی سر بلند ایسا | جسکی ٹکر کا ہے سپہر کو ڈر
اسکی خرطوم دیکھکر ہمرا | کہہ رہی ہین عشام جادو گر
جبل طور سے اوترتا ہے | کیا عصای کلیم کا اژدر

دعائیہ

میری نواب کو عطا فرما | عمر خضر ای خدای جن و بشر
صحت و عافیت ہو روز افزون | اپنے سر پہ ہما ہلای چتر
ہو سوا اُس شاہد اقبال | آئینہ لیکر آی اسکندر
سے و اہمان مصطفیٰ ہر دم | سایہ گستر حضور کی سر پر
ہی یہ تاریخ اس قصیدہ کی | وصف پاک خدیو دین پرور

١٢٩١ھ

دیگر در مدح

[illegible] کبھی بھولی ہی جو آجاتی ہی رحمت | روتی ہی یہان بیشہ کی حسرت کی بلا
دنیا مین کہین ابر کرم اب نہین ملتا | کیا چھا گئی چھائی در دولت کی [illegible]
کیا ہجوم رہا ہی یہ قریب در دولت | ہی ابر بہاری در جنت کی برابر

در نعت

صبا جو پھول تری گرد رہ مدینہ کو | تو اوسکی پیچھے پڑی ہاتھ دھو کر ابر بہار
حسین ہند مست ہوران راہ یثرب ہی | تماشائی کھانیکو دیتی ہین [illegible] لشکر [illegible]

در منقبت

[illegible] ہی ہی خورشید گر کری [illegible] | [illegible] ہی کی نظر آتی ہین باہر آئینہ

آہو کی [illegible] چرین سبزہ شبنم آلود   تا فرشتک بہرین آب [illegible]
دو نون جانب سی جو سنبل کی کیاری [illegible]   حور [illegible] کی مانگ سی ہی بہر کوس باغ [illegible]
[illegible] مشرق [illegible]   پہری مشرب سی تو یا قوت ہو بہر جیسل
بجلی بادل [illegible] بالای ہو   [illegible] کی نہی لنکتا ہی پری کا انچل
[illegible] نضرت جو شبہ شبنمی خوبان سی ہو   پہر پرا غون کی طرح آنکہونسی بہا کی کاجل
سو ہم گل کی رطوبت اثر [illegible] جو دکہای   شبنم سو جو رہی [illegible] کی [illegible]

در مدح [illegible]

ملاوت اوسکی سخن کی [illegible] پوچہ [illegible]   بیان [illegible] کری سو [illegible] قند کا سول
گروہ مشہد سی [illegible]   اراس نبات کا ریزہ تو بحر شور مین گہول
سبک قدم فرس اوسکا [illegible] باغ مین دوڑی   ہے برگ گل تر مین بہی نہ آی جہول
[illegible] تبان پر اگر اوسکا ذکر [illegible] ہو   شفق سی جا بلی دم بہر مین [illegible]

صفت شمع و اہل شمع

نسیم تازہ ہی گا [illegible] مین بوز کی آواز   پڑا جو دانہ گل مین بنا دہ موتی گول
حسین ایسی ہین [illegible] کہ وقت آب کشی   فروغ عکس سی یوسف نشین بنا ہر ڈول
فلک کو چشم تماشا گری جو [illegible] شمع   سنا ری رآنکو [illegible] پین باندہ کی [illegible]
تلاش نکہت گل کی لیی نہ رخصت پای   جو صبح خسرو خاور کو دی نہ جای اول
خدا [illegible] کو دی جو [illegible] شوکت جم   جلین جو مین سلاطین عصر [illegible] کی [illegible]

دیگر در مدح بہ تبدیل قوافی

پہر [illegible] رسی جای ہوای [illegible]   [illegible] ہی سوا [illegible] کی [illegible]
[illegible] جہان مزرع تمنا ہی   وہان سحاب بہی ہی مبتلای [illegible]

در منقبت

ریاض دہر مین فیضان رنگ و بو ہی مدام | سبیل کی نہین محتاج [illegible] تحقیق وادیم
رہی جو شاخ گل تر ہی یون سوی گلچین | عصا تحفہ کرن جیسی کہ لاتی ہو دست کریم
سخن جو سیت کہسار کا گلاب نے بتو | ہو واز کام کی ڈہونڈہین جو گلاب حجیم
ہوای روضہ و صحن شریف و شمع مزار | دم مسیح و ریاض خلیل و دست کلیم
اوڑی تو بال ملائک بہری تو دور سیم | چلی تو خامہ قدرت بڑہی تو دست کریم

در صفت حسن و رقص و سرود رقاصان محفل بندگان حضور دام اقبالہم

ادہر اودہر جو سو باف سی ہی یہ ظاہر | کہ دو ہلالون مین روشن ہی شمع سان ابرو
طلب مین شام ہو صبح ہی رہی تا حشر | پڑی جو آینی مین عکس عارض روشن
ادا مین طرفہ قیامت کی چال موزون قد | شریک شوخیون کی ساتھ چلبلی چتون
حباب شعلہ و طاؤس و برق پاون پڑین | کہ اپنی رقص کا صدقہ ہمین سکھا دو یہ فن
گنین ستم کی قیامت کی توڑہی سحر کا ناچ | غضب کی ہاتھ لیان شوخ قہر کی چتون
اندہیری مین ہو اوجالا دہ نور کی آواز | اثر دہ لی مین کہ تصویر کی ہلی گردن
فرشتی کاندہی کی چاہین کہ ہم ہی ہو جوگی | جبین جو ہاد مین جوگن کی ڈہنگ سی [illegible]
تمام تخت سلیمان کی بہی تلاشی لی | جو گاتین سیج پہ بہولی بہون دو مرا گن
ثریا دہ خضر سی ہو عمر حضرت نواب | خدا کری کہ اند تک ہو ربط روح و بدن

در مدح حضور پرنور

بس کر چکی نہ مسیح پیمبر کو جب سی آپ | آ آ کی چومتی ہین ملک بار بار ہاتھ
جا پہنچی تیر ترکش والا سی سو چرخ پہ | ایک آستین سی نکل آئی ہزار ہاتھ
دو ہاتہ سی پانچون کی کرم آپ کا کشہ | جنبش سی مانگتی ہین بشر مستعار ہاتھ
فضل خدا سی رہگذر فیض مین مدام | نقش قدم کی دست نگر ہین ہزار ہاتھ
دیکہی جو ہر طرف گہر افشانی خضا | ہولی خوشی ہین مست یمین و یسار ہاتھ

دشمن بھی کہو جو خوشی آئی ہو لگا
پہلو تہی بغل ہی کری دو کنارہ تا

در مدح حضور پرنور و ذکر برسات

رت ہی برسات کی بہت پیاری
موجزن جھیلیں ندیاں جاری

بدلیاں چھا رہی ہین گردون پر
زرد اودی سنہری زنگاری

سوندھی سوندھی زمین کی مٹی
بھینی بھینی چمن کی بو پیاری

سیر سے ہو ن کی چہل کر دیکھ
کیا نمایان ہی قدرت باری

ہنستی پھرتی ہین باغ مین پریان
نہر یا جو ہی شیر ہی جاری

مہندیون سے ہتھیلیان گلنار
ہاتھون مین دھانی چوڑیان پیاری

پہنی ہین رنگ رنگ کی جوڑی
دست نازک مین پانچی پیاری

بھا دہی جھومن کی وہ پری تا مین
قطع تمی کی ٹپون کی پیاری

چست چالاک شوخ آفت جان
گفتگو مین بلا کے طراری

خود نمائی آمام باندی سے
سادگی مین بھی اک طرحداری

گانے مین تو لیے جو گو کے کو
سیر ہو شتر خوشی ہو ہی جاری

کبھی چاندی کی نور کے جھولی
ساز عشرت کی گرم بازاری

بلبلی سارنگیان ہین ہم آواز
گونجتا ہے سپہر زنگاری سے

گاتے ہین منیر کی غزلین
اب ہی ساون ملار کی باری

دستہ پتون مین اسیر خان یکتا
مین کاری مین ہی فسونگاری سے

ہی بہادر حسین خان کی سبب
بار بد پر ہے جیو دے طاری

ہے جو بہتر سے علی کی گانے کا
رشک الحان بلبل و ساری

باز سا رنگون مین حیدر بخش
واہ واہ کرتی ہی سبھا ساری

ساز دون کی تقلون پہ چمن کی پھول
ہنستی ہر نقش کھب کھماری

دیکھتا کیا ہون شاہد معنی — محو ناز و ادا و عشوہ ہے
شفقی ہو نہ منہہ سے جیسے رنگت — سرمئی آنکھین ڈوری گلناری
سکھ رکھاتی ہی کچھ لگاوٹ ہی — چتونون سی عیان ستمگاری
پھر گئی گالیون کی نشہ اولٹی — جب خموشی نی کی سپرداری
خلق نے آنکہ دے تبسم کو — خوش مزاجی کی آگئی باری
ہنس کی اوس بت نی یون جانا — لب شیرین سی کی شکرباری
دیکہ تورا ہیور کی برسات — کیا نمایان ہی قدرت باری

در نعت

سنے
رخ احباب سی ظاہر ہوا ہی فیض پنہانی — صفائی کی گواہو نہین ہی کذب صبح پیشانی
بنا مین بیڑیان تلوار ونکو تڑواکی گردون نی — کیا ارباب جوہر کو ہر اک حیلی سی زندانی
سوا پایا مزا اصلی وطن سی آپ کی دل مین — اوتر کر لا سکا نسی آئی جب آیات قرآنی
شاہی نام شاہی ہند سی اسد ربط از دو — نہین ممکن کہ اب بانات ہی کہلائی سلطانی
ہوا حیتر ہما عنقا سی ہی معدوم دنیا مین — پڑی ہین دہوپ مین محتاج سایہ ظل سبحانی
تعالت آب دریا مین ہی ہی سنگ ساحل مین — کلیجا پانی کا پتھر ہی پتھر کا جگر پانی
کف پای منور کی تجلی سی غش آیا ہی — دہان مہر مین شبنم خوانی جاتی ہی پانی
عدالت ان دنون ایسی بڑہائی ہی زمانی مین — کہ شمشیر و گلو پیتی ہین ایک ہی گہاٹ پانی
پسند آئی ہوا اوسکو اہل عصیان کی پشیمانی — حضور اشک حسرت چشمہ کوثر بہری پانی

اشعار غزل از دیوان اول

کعبہ و دیر مین ہی جلوہ پرستی اونکا — دو گھر و نکا ہی چراغ اک رخ روشن اونکا
غیر جاتا ہی لباس دوستی مین اونکی پاس — کیا خبر ہی چور میرا ہی یہ ہن لیجائیگا
چیڑ ہاتی ہی آستینونکی چمکین کلائیان — دو دیکھی شام سی باہم نگل پڑی

اقبال مند ذبح ہوی اونکی ہاتہ سی
ہم بی نصیب تیری گلی ای اجل رہی

مسجد بنی کی یا مری ماتہی سی میکدہ
پوچھو تو کیا بناتین کی مجھکو بگاڑ کی

بلوای تاکہا بنی عتبہ کی طاقات سی ملکر
تمہاری ہجر کی ایجان پہلی رات بنتی ہی

از دیوان دوم

کیون نرہتا وصل پر پوچکا میسر ہم
سال ہجری ایفلاک مہر سلیمان مین تہا

نیند آتی ہی ہر ایک کو آغوش لحد مین
شاید کہ اجل کہتی ہے افسانہ کسی کا

مجنون محبت کو نسمجھی کوئی ناداں
ہشیار زمانے کے نہ دیوانہ کسی کا

لیتی ہوی وہ پوچھتی ہین دلکی تمنا
اسوقت کہان چھپ وہی حسرت نہیں ملتی

رباعی

جس روز سی دخل بی بسی نی پایا
ہو نہو ٹھکانہ قرب ہی ہنسی نی پایا

اپنا ساتہی تمام دنیا مین منیر
ڈھونڈہا تو کہی کو بیکسی نی پایا

از دیوان سوم

غصی مین نزاکت نی کیا ہی عجب احسان
وہ پھیرتی ہین پھر نہین سکتی ہی نظر آج

… ہوای کہ بو خون تمنا کی نہ ہوتی
ہر سانس مین آتا ہی مری منہ کو جگر آج

… ہی … تو نالہ عشاق کو بگر
ای زلف اسقدر نہ حسینونکی کان بہر

جلوہ دکہنی والی ہر طرف ہزار دن ہین
سنہ کہ مرکو … گی ایک سی خفا ہو کر

میراث وہ دامن جنون ہی بر ہنگی
باہر ہین اپنی … سی اس خانہ کی لوگ

… ب تری ہجر مین آرام سی دم لیتی ہین
سانس لیتی ہین تو دل تہام کی ہم لیتی ہین

ہم … اتک ہی وہی جلوہ فنا باقی
مشکی وعدی رقیبون سی وفا ہوتی ہین

… سی کی سفارش دیدار کو کہون
گلگشت ہی متستون سی زبان وکیل مین

… دکو لطف شکست دل
شیشی بچا رہتی ہین کہ پتہر کی خیر ہم

بیٹھیان اپنی زلفت کی ہو	سیری جمسر کر ریز پا کی سے
دو مکرا تکو ہمین سی کہین ہو جاتین	دل سنبھالی رہین جتایب نہوتی
ہمین ہم بسمل بلکہ قاتل ہی ہی	خدا بس سی کبھی مرا دل ہی ہی
ادا اونکی کہتی ہی مین ہون سپا	قضا سیری کہتی ہی قاتل ہی ہی

از مثنوی معراج المضامین

سیہ کاری مین خال روی ظلمات	تجی مین حلقہ گیسوی ظلمات
سیہ بختی کا مین تو نقشہ ہون	دل صد پارہ کا لخت جگر ہون
صبوحی صبح دم اپنا وظیفہ	بیاض گردن مینا صحیفہ
مری مسجد ہی ہر محراب ابرو	تلاوت مین ہمیشہ مصحف رو
نماز صبح رخ کس دن قضا کی	تتا وبیچ شب گیسو اداکی
گلابی ہی مری تقوی کا جامہ	ردای دختر رز ہی عمامہ
متاع خانہ سیلاب بر فنا	چراغ قبہ حسر تہا ہی ہر فنا

وصف معراج

حضیض و اوج جلوی سی ہم آغوش	بلند و پست دونون بادہ نوش
جہای حبیب امت جو دہ جا	لطافت جسمین مین نعمت دو جا
مساحت جسکا استر ہتی خباوم	لطافت جسکا ابرہ ہتی عبادم

وصف براق

اسد ہیبت نہنگ پیکر تر	جنا نید دو دونون جوز استبرو
ار رفتار ہو تی اوسکی چپل	سکندر تا جلو حق مین سب سی ہلل

دنیا مین شعر ست سر کرنا

بنی ہتی سنہکی گلشن بہشت کی ریت	ہرا ہتا انکی مین عطر بار کا کیست

نہوتی تہی جاک سی اوسکو سیری   نقاب روی یوسف تہی اندہیری

ذکر ہجوم پریرویان بر لب دریای بنارس وقت صبح

کہ سد ہی زلفین بند ہی جوڑی کلی ...   کہین سمٹ کہین پہیلا ہوا جال
نشیلی انکہڑیان تہی کہا ہن   پہنا لینی کی ہیکانی کی راہن
تماشا آوسبہ کہو نگہت کا ہی تحیر   یہی ہی تہیر رخ جا نذار تصویر
نہان ہی ایک آنکہ ادراک نمایان   عیان ہی ایک فتنہ ایک پنہان
کہی صنعت ادہر سی بجلی جانا   لگاوٹ اشارہ شب کو آنا
بلا مین ہن اشاروتین ادہر سی   ادہر ہی کوستا رہی نظرسی
اشارہ کوئی کرتی ہی سرنام   نذر اسوقت مین ہوتی ہون نام

در قحط و خشک سالی

فلک تک کی ہی عقل کی تاک تو   بتایا خوشتر پروین مین اک جو
بتون کی خال وخط کو دیکہین وانا   ہزارون چیونٹیون مین ایک دانا
پر طوطی کا سبزہ ہو کی بیتاب   طلب آتشین سی کرتی لگا آب
حبش ہم منتظر ہین ابر تر کی   لگا کیا چاندنی کو کہیت کرکے
پرندا وس سمت ادہر جا مین ناکام   جوسن لین تیر باران کا کہین نام
مین کیا دودہ اطفال نباتات   نپی ہی دایہ صد سالہ برسات
یہی ڈرتی ہی تیغ اصفہانی   مرا کشتہ کہین مانگی نہ پانی

ذکر دریای شور

شعاع مہر جب موجون لگی اوچہی   بہ وقت صبح سی تا شام سلجہی
یہ پانی چشم جارم تک جو جاوی   شتاب مہر کو سرکہ نہانی

بیان طعام

ہوا جسدن سی اس کمانی کی ڈہلا | کمک سہم اقسام کمانی کی ڈال

بیان کیفیت پیرانہ سالی

سر شاخ غم سی تر سر تا سر آنکھین	ہو دو چشمی ہی کی صورت سر پہ آنکھین
جدا اب پوست سی یون استخوان ہین	کہ دستانو مین گویا انگلیان ہین
رگین اب جلد سی ظاہر ہین بی میل	درخت کہنہ پر جیسی امر بیل
شکن سی یون گئی ماتھی کی تز مین	کھلی پڑیا کا کاغذ جیسی پرچین

اشعار فارسی

لذت درد عاشقی گر تو آشنا شوی	در ز خندہ بر زدی گریہ ہای ہای را
بر پای یار ناصیہ سائی است دین ما	پیوستہ سجدہ بوسہ زند بر جبین ما
یا ہو شد پیرہن جوہر تیغ از ہر جا	زخم دل تنگ ترا زبسکہ باغوش کشید
مرگ را ہستی جاوید شمرد آخر	از جفای تو بجان آمدہ بجانی چند
ببیند تا بحسرت رہ شوق باز گیرد	ہوای بوسہ جانی کہ بلب رسیدہ ما را
از نالہ بیہودہ بجان آمدہ توم	ای بی اثری زدہ ولغزیاد رسیدی

از نامہ فارسی در باب مناکحت

بیاد نوش در چمن با صد تجمل	عروس بوی زیب حجلہ گل
فلک پروین فشان ہست ابر دربار	در شبنم برنگ نجم سیار
شب سنبل سواد شام امید	گل نسرین بیاض صبح جاوید
کف رندان پی در عہد بستن	بنای زہد در توبہ شکستن
بیار آن می کہ چون فردوس خوشبوست	بیار آن می کہ کوثر تشنہ اوست

ہو حشمت علیخان ولد محمد سعادت علیخان ولد محمد سعد اللہ خان ولد محمد حسن بلند خان ولد محمد عمر خان سب آبا و اجداد انکی ہمیشہ عہدہ ہای

سلسلہ پر سرفراز رہی حسن خلق میں ہمچشمون مین ممتاز رہی یہ خود بھی [illegible] سرکار [illegible] بیس کی عمر ہی مرد خوش [illegible] ہین خوشخو ہین مذاق عاشقانہ بھی ہر مضمون یگانہ ہی مومن خان مرحوم سی مشورہ ہی جو شعر ہی اپنی رنگ مین پورا ہی یہ اونکا کلام ہے

در صفت بہار

ہی اسکی سال یہ فصل بہار عالمگیر — اگر جو دیکھو تو ہی نواسنج بلبل تصویر
ہر اک روش [illegible] کہکشان ہی [illegible] — ہر اک چمن چمن باغ خلد کی ہی نظیر

مدح حضور پر نور

خدا نی بخشی ہی در کو اوسکی یہ تاثیر — کہ خاک [illegible] اوٹھا لیجیی تو ہو اکسیر
کہان یہ علم کہان یہ فصاحت تقریر — کہ نظم سحر ہی اوسکی تو نثر ہی تسخیر
خدیو عادل و منصف شہ غریب نواز — سخن شناس سخنور خلیق و خوش تقریر

اشعار غزل

نکل تو حیلہ حنا کا ہاتھ آیا — عذر آنی مین آج کیا ہوگا
ہائی بیتری مریض کا کہنا — اب وہ آئینگی ہی تو کیا ہوگا
کبھی کہتی ہین عبث جان کھوتی ہو حد سی — کبھی کہتی ہین مرا ناز اوٹھایا تمھا
اونکی چلمن مین کہان ہاتی حسن کی تجلیان — کیون نہ شیوا تھین مری نالۂ نفس کی تیلیان
[illegible] لون کی یہ ترقی یہ ہجوم خواہش — ایک [illegible] یہ ہو کس طرح قناعت مجھکو
دونون ہاتھونسی جگر تھام کی رہ جاتا ہون — یاد آتا ہے تبسم جو کسیکا مجھکو
اپنی الفت پہ ناز ہی ہمکو — کہ اونہین ہی وفا کبھی ہی ہمنی
[illegible] موحد ہی خدا کی شان — کہتی ہین آج وہان عرض [illegible]
کہان مین اور کہان ترک محبت — نصیحت کی ہی ناصح نی [illegible]

چشم ترکا بھی ہو رہیگا علاج ‌‌|‌‌ پہلی کر فکر چارہ جو دل کی
ہی پروہ وہ بیٹھی ہین اوٹھا ہی چلمن ‌‌|‌‌ ہی حسرت دیدار کچہ اسکی بہی خبر ہی
اتنی ہی دعامین مری تاثیر ہو یارب ‌‌|‌‌ جتنا کہ ہر اک بات مین دشمن کی اثر ہی

مہدی ۔ صاحبزادہ محمد نعیم علیخان خلف صاحبزادہ محمد قاسم علیخان خلف جناب غفران مآب نواب محمد فیض اللہ خانصاحب بہادر عرش منزل طاب ثراہ جنکا ذکر خیر طبقۂ والیان ملک مین گذرا چھبیس برس کی عمر شیخ علی بخش بیمار سی تلمذ ہی یہ انکا کلام ہے

ریختہ

جان دینا راہ الفت مین تو سہل ایسا ہی ‌‌|‌‌ پر رضامندی دلدار بہت مشکل ہے

مہدی تخلص محمد مہدی نام عرف آغائی صاحب ولد میرزا امیر بیگ ساٹھ برس کی عمر ہی شاگرد میر ضامن علی جلال ہین لکھنو انکا وطن ہی مگر اب لہای دراز سی یہی دار الریاست مسکن ہی ملازم سرکار ہین عدالت فوجداری مین مختار ہین یہ اونکی اشعار ہین

ریختہ

کیون چارہ گر جگر سی ہماری جدا کیا ‌‌|‌‌ پیکان علاج درد دل ناصبور تہا
داماں ہمارا ہاتھ سی چھوٹا نہ یار کا ‌‌|‌‌ دیوانگی مین کام کیا ہوشیار کا
مہدی شب وصال مین کیون چھپ کی لگ گئی ‌‌|‌‌ کیا نیند و کیا خیال شب انتظار کا
مرقد مین لیکی چلی داغ عشق سوز فراق ‌‌|‌‌ یہان سی ساتھ ہوا جو وہان عذاب نہ تہا
تیر نگہ سنان مژہ خنجر ادا ‌‌|‌‌ کس کس کو دون جگہ مین دل پر ملال مین

محسن میر سعادت علی ولد میر احمد علی چھبیس برس کی عمر ہی علاوہ شاعری کی اور فنون کا بہی شوق ہی علم نجوم و رمل کا بہی ذوق ہی خط نستعلیق

میان سلام اللہ خوشنویس اور میر عوض علی صاحب دل سی حاصل کیا ہی شعر مین اسس ہیچمدان سی مشورا ہی یہ دو شعر اونکی لکھی جاتی ہین

ریختہ

کہا جب حال دل اوس سی تو فرمایا کہ تجکو ۔۔۔ یہ کسکا ذکر ہی اور کس سی آپ ارشاد کرتی
پھر اس دور مین دوا کیسے ۔۔۔ درد ملتا نہین دوا اسکے لیے

مہر تخلص سید مہر بالغلی ابن سید امانت علی بریلی انکا مولد آبائی ہی مگر انہونے اسی دار الکمال مین تربیت پائی ہی ملازم سرکار فیض آثار ہین توپخانہ مین حوالدار ہین بادہ عشق خواجہ ہر دوسرا جناب رسالت مآب محبوب خدا علیہم الصلوۃ والسلام والتحیۃ والثنا سی مست رہتی ہین کسیکی شاگرد نہین محض اپنی ذوق سی نعت مین شعر کہتی ہین یہ اونکی کلام کا انتخاب ہی

ریختہ

خاک کوچی کی تری ہاتھ اگر آئی ہوتی ۔۔۔ سرمی کی طرح سی آنکھونمین لگائی ہوتی
گل جسکو لوگ کہتی تھی ہی آپکا عرق ۔۔۔ کہتی ہین جسکو عطر وہ بو مصطفی کی ہی

فارسی

من زلیخای جمال دیگرم ۔۔۔ یوسف من یوسف بازار نیست

فصل نون

ناچار انکا نام ونشان کچھ معلوم نہین جو کلام ملا وہ لکھا گیا ۔۔۔ ناچار

ریختہ

بنی ہی جی پہ اولٹی دم ترا بیمار پھرتا ہے ۔۔۔ پھر اس سختی مین بھی تیرا ہی دم ای یار بھرتا ہے

نادان امرا و مرزا ابن آغا مرزا ابی چودھوان سال ہی زمانہ ۔۔۔ نادان

ابتدای کسب کمال سے نواب مرزا خان داغ اپنی عم بزرگ سی مشورہ ہی
یہ دو شعر انکی استاد کی انتخاب کیی ہوی ہین

ریختہ

نگاہ شوخ کی پوری کبھی نہ آئی چوٹ — لگاتی بھی تو او چھتی ہوتی لگاتی چوٹ
کھینچ کر نالہ مصور رہ گیا — جب کھا تو یار کی تصویر کھینچ

نادر

نادر صاحبزادہ محمد محمود علیخان بہادر ابن جناب مستطاب نواب محمد یوسف علیخان صاحب بہادر
فردوس مکان انار اللہ برہانہ ناظم تخلص جنکا ذکر خیر طبقۂ والیان ملک مین گذرا
یہ صاحبزادہ والاشان ذہن وذکا مین نامور ہین نواب مرزا خان داغ کی تلامذہ
مشتہر ہین ابھی انیسوان سال ہی او سپر مذوبٹ کلام کا یہ حال سے چند شعر
غزلون کی ملے وہ لکھے گیے

ریختہ

قد یار سے سرو کو ہو جو دعویٰ — کری ہمسری دو قدم ساتھ چل کر
ہون وہ عاشق مین کہ بعد مرگ بھی میری — گل چڑھای عندلیب آ کر مری تربت
باقی رہی جو اس بھی کچھ اضطراب میت — قاصد سی پوچھتا ہون لکھون کیا جواب مین
ایک ہی جلوی سی بیخود ہوی غش مین گر کر — تمنی ای حضرت موسی ابھی دیکھا کیا ہ
اچھا ہوا کہ آج تصور مین یار کی — ارمان نکل گئے دل امیدوار کی
فرقت مین بھی وصال کی حاصل ہوی — جب لطف یاد آ گئی بوسہ لگا کے
او تیری تغافل نی یہ کیا کی — کہ بھر دین حسرتین دل مین جفا کی
بتون کی نذر کر دی جان حسینی — خیانت کی امانت مین خدا کی

ناصر

ناصر تخلص محمد نصر خان ولد نجابت خان مولوی قدرت اللہ شوق کی شاگرد تھی عمر زمانہ کی تیس برس کا سن ہوا بارہ سو دو ہجری مین قضا کی یاد ان کا کلام سے

اشعار فارسی

داشتم عشق بصد پرده نهان از اغیار — اشک شد پرده در راز نهانم چه کنم

...م از خاطر نازک که بسا دارنجی — غم دل پیش تو گفتن نتوانم چه کنم

خاک کوی تو شوم ای بت کش نگین — گر نه بینی تو بمن عجز و نیازم چه کنم

عقبی و دنیا باختم در راه عشقت تمام — من قبله خود ساختم محراب ابروی ترا

دلم برد عیاری دلازاری جفاجوی — ستمکیشی بداندیشی گل اندامی پریروی

بمژگان ناوک اندازی بقد از سرو ممتازی — به مهرویان سرافرازی بدوش افگنده گیسوی

صفت باغ از مثنوی که در مدح شیخ احمد و ملا محمد قدس سرهما گفته

دوش که زد جوش بمغزم جنون — پای دل خویش نهادم برون

رهگذرم بر چمنی اوفتاد + — باغ جنان وسعت و مینو سواد

سبزه بگل یافته ربط از بهار — مثل خط سبز بر خسار یار +

باد بهاری بچمن گلفشان + — غالیه در دامن سنبل فشان

بلبل مستانه در ان بوستان — ساخته از گنبد گل آشیان

ساحت او سینه صاف بتان — سبزه او سبز خط نوخطان +

بوده آن روضه مینو سرشت — بل بزمین آمده قصر بهشت +

مامن دلهای جگر خستگان — منظر جانهای زغم و رستگان

در مدح

مطلع خورشید سحرگاه عشق — مشعله تیرگی راه عشق +

چاره گر محنت بیچارگان — بخیه دلهای جگر پارگان

نخل حقیقت دُر کان کرم + — شمع طریقت گل باغ ارم

ماه شب چاردهم روی تو — نافه صحرای ختن موی تو

ای تو زیبندهٔ سر بهشت | افسر والای سر بهشت
بر تو سزد خلعت زیبای فخر | لایق گشت افسر والای فخر
چشمهٔ حیوان هست تبارکیش | روضهٔ رضوان هست نیز دکیش
آنکه در آن سایه شد آرام یافت | پر ز می عمر ابد جام یافت
کار خضر چیست بگویم ترا | گمشدگان را به سفر رهنما
حسرت دارنده گلوگیر من | زلف بلا حلقهٔ زنجیر من
مونس تنهائی و همدوش من | همسفر عجز و هم آغوش من
نشتر ستمهای فلک بسترم | تیر جگر دوز جفا در برم
یک نفس آوارگی من نگر | صورت بیچارگی من نگر
پیش درت گریه کنان آمدم | تشنه لب و خشک دهان آمدم
زآتش غم پاش درین راه سخت | آب کرم پاش برین تیره بخت
تا به ابد ای شه ملک الست | دامن پاکت نگذارم ز دست

ناصر مولوی محمد ناصر خان خلف مولوی محمد اکرم آشنا شاگرد مولوی عبدالقادر خان غمگین پہلی سرکار انگریزی مین جبل پور وغیرہ اضلاع دکن کی صدر امین تھی پھر آکر اس دارالریاستہ مین نوکر ہوی قدردانی سرکار سی معزز و معتقد رہی علم بہت اچھا تھا طبیعت عالی تھی مزاج مستقل ذہن رسا تھا ساٹھ برس کی عمر ہوی شعبان کی نوین تاریخ بارہ سو اکسٹھ ہجری مین قضا کی کلام اونکا بہت تھا مگر تلف ہوگیا جو کچھ ہاتھ آیا لکھدیا۔

ریختہ

حیدر کہ بوتراب علی کو خطاب ہے | حیران تھی سب کہ معنی مین کیا اس خطاب کی

ابن علی نی اپنی تئین خاک مین ملا — سنی سمجھ کی کہو لدی بوتراب کی

فارسی

شمع تو بدشت شہسواری بود — چون من بزمانہ خاکساری نبود
[illegible] رکاب تو بوسد خاکم — برخاطر تو اگر غباری نبود

ناطق

ناطق مبارک شاہجہان ابن سلیم شاہجہان حافظ قران تلنگون کی پلٹن مین اس سرکار مین نوکر ہین چبیس برس کی عمر ہی محمد صادق حنفی بریلوی صادق تخلص کی شاگرد ذہین نامور ہین یہ اونکا کلام ہے

ریختہ

اس دبج سی گل پہی ہوی ناطق ہین علی — پہلو مین یار ہاتہ مین لبریز جام بہت

ناظر

ناظر تخلص میر ناظر علی بیتبای میر عوض علی صاحب عدیل خوشنویسی اور شعر گوئی مین جناب موصوف سی تلمذ ہی یہ بہی ملازم سرکار دولتمدار ہین ستائیس برس کی عمر ہی آدمی بہت اہلیت شعار ہین یہ اونکی اشعار ہین

ریختہ

مرنی سی میری عشق کی اسرار کہل گئی — لوح طلسم ہوگئی لوح مزار حیف
جون شعلہ تہی شباب مین پیری مین آہ ہی — کیا طرفہ آگ ہم تہی کہ آخر دہوان ہوئی
اوسکی اعضا کی کیا لکہون تعریف — ہم سراپا خدا کی قدرت ہی

ناظر

ناظر تخلص ناظر حسن نام ولد حافظ محمد علی احسن ناصر تخلص جو بیس برس کی عمر ابتدای زمانہ شوق ہی اپنی باپ سی تلمذ او ہنین کی فیض تعلیم صحبت سی کسب کمال کا ذوق ہی یہ اونکا کلام ہی

ریختہ

گستاخی پہ ہاتہ آیا ہی بیتابی دل — تقصیر ہوگی کبہی بارہ گرا ببی

یہ فتنی سکھا ہی ہین انہین آنکھون نی تیرے — پہلی یہی کہان گردش شام و سحر ایسی

نامی تخلص حسین شاہخان ولد کالو خان ترین ہین ترہ برس کی عمر ہی نظم و نثر دونونکا ذوق ہی بڑی صاحب استعداد ہین پڑہانی کا بہت شوق ہی مدرسۂ عالیہ سرکار مین کتب فارسی کا درس دیتی ہین خود مولوی شیخ احمد علی صاحب سی اصلاح لیتی ہین کتب درسیہ پارسی ہی شیخصاحب موصوف سی پڑہی ہین یہ اونکا کلام ہی

فارسی

بر خلق ز بس آختہ تیغ جفا را — در عہد تو بدنام نسازند قضا را

بی تکلف بدل تا سخیال رخ دوست — یوسفی بود کہ در گوشۂ زندان میرفت

شہر و جمعیت اطفال تماشای خوش است — بود دیوانہ کہ مجنون بہ بیابان میرفت

یاد کوی تو ہمی کرد و تسلی میشد — آدم آن روز کہ از روضۂ رضوان میرفت

نامی میرزا شجاع خلف مرزا داود شاہ مرزا قادر بخش صابر مولف تذکرہ گلستان سخن کی نواسی خاندان تیموریہ سی ہین چہبیس برس کی عمر ہی پہلی اپنی نانا کی شاگرد تہی اب نواب مرزا خان داغ سی مشورہ ہی اگرچہ دہلی انکا وطن ہی مگر اب یہین مقیم ہین یہی مسکن ہی یہ انکا کلام ہی

ریختہ

دل تہام کی بیٹھی وہ جگر تہام اوٹھی — آتا تو کیا ہی مری نالون نی اثر آج

کچھ نشہ ہی کچھ نیند ہی کچھ شرم حیا ہی — آنکھون سی کہلارات کی صحبت کا اثر آج

نثار صاحبزادہ نثار علیخان ولد صاحبزادہ نیاز علیخان ولد صاحبزادہ حسن علیخان ولد جناب مستطاب نواب محمد فیض اللہ خانصاحب بہادر عرش منزل طاب ثراہ باسٹہ برس کی عمر ہی میان احمد حسین راحت کی

شاگرد ہیں کبھی کبھی شعر بھی کہتی ہیں یہ اونکا کلام ہی

ریختہ

عاشق تری گو ہم نہ ہوں گی / پر دل سی ہمین نثار ہوں گی

جبھی دیکھنا اوسپہ قربان ہونا / سنا دل کو آزار پیدا ہوا ہی

ہمیں سے کہتے ہیں وہ کہ تو کیا ہی / کسکو تو پوچھے یہ گفتگو کیا ہی

نثار آقا محمد شیرازی ابن مرزا علی بابا شیرازی شہرت تخلص چھبیس برس کی عمر ہی بہت مرد سنجیدہ و زیرک و فہمیدہ اپنی والد ماجد سی تلمذ ہی جو شعر قابل ہونا نتایج افکار سی پیدا ہی مشق سخن کلام سی ہویدا ہی جو کچھ کہتی ہیں خوب کہتی ہیں حضور پر نور دام ملکہم و اقبالہم کی مداح رہتی ہیں ملازم سرکار فیض آثار ہیں یہ اونکی اشعار ہیں

قصاید در مدح

ہمی مداد و بگفت این کہ ہست یا کہ خدا / ہمی مداد و بگفت این کہ ہست یا غارا

زہی ز تیغ سخای تو خون لعل جگر / زہی ز ابر عطای تو مال بحر ہبا

بہ پیش ہمت تو معدن بیچارہ ضعیف / بہ پیش طبع تو دریا ہمیشہ جنت بجا

دو قوت اندر خلق تو نافذ و ... / دو تا نبند زجود تو معدن و دریا

سیارگاہ تو در جابند شمس و قمر / بر آستان تو در سر عند برق و صبا

ترا ہست رای فلاطون و فر فریدون / تراست ذہن ارسطو و حشمت دارا

سخا و نام تو با ہم ز یک شکم زاد ند / چنانکہ معنی با لفظ و نشہ با صہبا

مثال جود تو با جود معن و حاتم طی / مثال کاہ و بکوہ ہست و آسمان لبہا

عجب نباشد اگر داد زما عنایت تو / بجاک نانشین گردد عدیل نشو و نما

بہ مذمت تو خیزد ز آب شرار / بجا ہ لطف تو رو دید ز خار ... خرما

حسود جاه تو از رنج و غم لبان کشف ... درون جامه بود که نهان دگه پیدا
بعرصه که ز سم ستور خارایی ... برون جهد شرر از جوف صخره صما
دو لشکر طائر و واقع میان بحجۀ ن ... نور ند عو طه چو مرغابیان نگاه شنا
هلال تیغ یلان جا کند بناف زمین ... سنان رمح گوان بگذرد ز پشت سما
بدان رسد که ز آسیب گرز خاره شکن ... شکست افتد بر طاق گنبد خضرا
شهاب تیر توان پیک آسمان ظفر ... که هم طلیعه فر گشت هم عنان قضا
در آید از تتق گرد کارزار و فتد ... ز همه گرانه همی دیو ملک راز قضا
عقاب نبود لیکن پی شکار عدو ... همی بپرد و بی سعی بال و پر بهوا
ستوده قدر این سخن را عنایت تو ... فرو نشاند ز خاطر غبار رنج و عنا
همیشه تا بفلک زر دهد رهای نجوم ... ز آفتاب نمایند اکتساب ضیا
حسود تیره درون ترا بجز غم و رنج ... مباد بهره از چار بام و نه آبا

ایضا در مدح

هلا بر خیز کز تو ابر آزاری در افشان شد ... در فرش موکب اردی بهشت انگه در بستان مرغان شد
چمن از سرو بن پیغاره بر گلزار فیروزه ... دمن از سرخ گل قائم مقام چهر جانان شد
بجای ناله زاغ و زغن زاغ چمن اید ... پر از غوغای ساز و نغمه مرغ خوش الحان شد
ز عکس طلعت بستان فروز دیر تو چون ... فضای مهر از سر تا قدم یکسکت مرجان شد
صبا چون پیکر طاوس گشت از لشکر دهقان ... گهی بار ارغوان پیچید گه بر سبزه غلطان خرم
شهی کز بذل و جود و همت بی انتهای تو ... نسیم اندر ناله کان اندر فرح معدن در افغان شد
در ایوان جلال و کاخ قدر و خرگه جاهش ... قمر هندو و کیوان حاجب و مریخ دربان شد
دل و طبع کفش در نشر علم و بخشش و احسان ... یکی ابر و دیگر مخزن یکی دریای عمان شد
بجان خشم و قهر و سطوتش بر بیکر دشمن ... عصب زنجیر و شریان پالهنگ و پوست زندان شد

حسود دین از بغض و کینه چون استاد آهنگر — نفس گیرد دل اندر وی تپانک مضطر سندان شد
چو روح اندر بدن بر تیغ احکام فرا پیش — روان در هند و سند و روم و چین و بلخ و توران شد
ندیم و مطرب و ساقی و جام و باده و بزمش — هلال و کوثر و ناهید و حور و خلد و رضوان شد
صفات ذات و خلق و طینت و افعال نیکوش — برون از مدح و وصف و هم حد حصر امکان شد
ز معماری عدل و احتساب حزم و انصافش — بنای فتنه و بیداد و جور و ظلم ویران شد
مر او را کهکشان و طاق چرخ و وسعت گیتی — یکی چوگان و دوم گوی و دیگر صحن میدان شد
یکی ابرست بر باد بزین در برق هیجا — که کوسش رعد و برقش صارم و بارانش پیکان شد
زهی شاه پلنگ آویز کز آسیب کوپالش — روان رستم اندر دخمه تاری هراسان شد
شها کشورستانا آن توئی کز بیم زوبینت — بپشت ماهی اندر قعر دریا گاو پنهان شد
اگر خصم تو فرعون است غم نبود که در دستش — سنان همت بازت تیر جان او را ثعبان شد
چنان اضداد با هم متفق گشتند در عهدت — که در فعل و طبیعت آب و آتش هر دو یکسان شد

ایضا در مدح

همی بخاطرم آید که بار عید صیام — بتختگاه عجم داشتم ز هند مقام
بگاه آنکه زمین بوس شاه راستند — ز هر کران زده اندر رده صدور عظام
چنانکه دیده و دانی بمدح شه خواندم — یکی قصیده غرا که کرد نشر تمام
ملک شنید و نوازش نمود و رتبه فزود — بلی کنند نوازش چنین ملوک کرام
هم این زمان که بشکل جستی می خوشی — قضا کشید بهند از رهم زمام مرام
ببارگاه ملک از پی تحیت عید — شده ندا انجمن از هر طرف خواص و عوام
ملک نشسته چو بر عرش نور و خازن او — برادیان خطیبان همی کنند اکرام
تو گفتی که زمین شد نگارخانه چین — ز عکس خال و خط ساقیان سیم اندام
ز هر کرانه غزالی بکف گرفته قدح — ز هر کنار نگاری ز رخ کشوده لثام

ستاره گشتی از هر طرف نمود طلوع / فرشته گشتی از هر کران نمود خرام
نهاده هر یک بر برگ لاله نافه چین / نهفته هر یک در زیر جامه نقره خام
یکی بمطرب گوید که هان بنوش قدح / یکی بساقی گوید که هین بیار مدام
خروش شذف و غوغای سنج و نعره کوس / فکنده ولوله در طاس چرخ آینه فام
درین چنین سر جشنی که بی شراب و نبید / همی برقص نشاط آید از طرب و بام
کسی ایستاده بر کف گرفته جز و ندیم / دو گوش جانب تحسین دیده زهی انعام
نه در سرم ز نشاط شراب هیچ سرور / نه در دلم ز وصال نگار هیچ آرام
تنی ز رنج حوادث چو افعی پیچان / دلی ز جور نوائب چو شیشه حجام
دلی بعیش کجا تن دهد کسی که بود / گلوی راحت وی در کمند بخت لئام
اگر چه وام من از شاه بود و شاه مرا / بصبر داد نوید و بوعده کرد پیام
ولی بجان و سرشه کزین سپس نخورم / غم زمانه ناساز کار جز بجام
به پشتوانی اقبال و کامگاری بخت / بیا بمردی ساقی و دستگیر بجام
گواژه را نم ز هر چه در زمین اندو / نگار دیگرم از هر چه در جهان آرام
نگارکی بکف آرم ظریف و نادره گوی / که ریزد از لب لعلش شکر بجای کلام
سپید چهره و لاغر میان و سیم سرین / تذرو جلوه و آهو نگاه و کبک خرام
رخش فراز قدش چون بسرو مهر منیر / خطش بگرد رخش چون هلاله مشک ختام
بزیر طره شبرنگ روی رنگینش / چنان نماید کز پشت ابر ماه تمام
دو چشم باده گسارش و ترک عربده جوی / دو زلف نخله نسایش دمار غالیه فام
ز عکس رویش ماه فلک گرفته فروغ / ز بوی جعدش مغز خرد نموده زکام
تنش ببزی قائم مقام خسرو چین / دلش بسختی نائب مناب روی رخام
شکفته در قصب سرخ سوری و نسرین / نهاده بر طبق سیم پسته بادام

بدین وتیره بوصل تنی چنین همه عمر — بفرخی و سعادت بسر بریم ایام
اگرچه دیده و دانسته‌ام که بی زر و سیم — نگار سرو قد ما نگردد رام
ولی نگار من از من چو سیم و زر طلبد — دهم حواله مر او را بگنج و سیم امام
یگانه بارخدای که پیش دست و دلش — محیط و معدن کانند در شمار لئام
جمال دولت و دین آنکه رای اوست فروغ — نظام کون و مکان را و ذات اوست قوام
شکسته قفل قدر را بگرز خاراکوب — دریده سفت اجل را به تیغ خون آشام
کشیده حزمش بر گرد ملک حصن حصین — سترده جودش از چهر فقر گرد ظلام
سنان نیزه عزمش ستون کاخ ظفر — زبان خامه فضلش کلید قفل مهام
نهد او نزند باز پنجه با تو زنگ — ز بیم او نکند شیر حمله بر انعام
فلک لبه درگاه او ملو دیجور — قضا بقبضه تدبیر او سپرده زمام
وظیفه خواری از دست او بود خورشید — طلایه داری از جیش او بود بهرام
میان به امر کش بر بسته روح در ابدان — زبان بحمد کش بگشوده طفل در ارحام
زهی انامل جود ترا سحاب مطیع — زهی نتایج طبع ترا سپهر غلام
کفایت تو و ماند ز صلب خاره گهر — عنایت تو جهاند ز جوف شعله غمام
کنند حرو له در ظل چتر تو شب و روز — خورند راتبه از دست راد تو دد و دام
دو مانه بار شکوه ترا کشد بر دوش — ستاره نوبت جاه ترا زند بر بام
عطای دست تو پیشی گرفته بر خواهش — ظلال عفو تو سبقت ربوده از آثام
عدوی جاه ترا کند چو خون مهیج جنس — شرار آتش باس تو در عروق و عظام
تو چه حکمت هست ندانم که در حلم و تو — پلنگ همسر عزمت در حجر بخفت مدام
تو حالت هست ندانم که نشنود شب رو — ز شیر رایت تو شیر شرزه در آرام
بزرگوارا اندیشه را بمدحت تو — بدان رسیده که از شرم خون چکد ز مسام

سحاب گنبد فلک سطح کاخ حشمت تو — که ده پایه قدرش منیر شد بام
سخن بمدح تو تا گشته با اگرچه سخن — ببوی تربیت تو گرفته رتبه تمام
همیشه تا پی تسخیر ملک دانش و فضل — کشند تیغ فصاحت سخنوران ز نیام
مبادا آنکه شود کار ملک در کف تو — چو کار من ز عطای تو بی ثبات نظام
بجز خوش خوش شان بده بپاش بریز — که ماند از تو همین و السلام والاکرام

ایضا مدح

همی ببست بند ناف زمین بسم ستور — همی بکوبد مغز فلک بگرز گران
حدید و خاره ندانسته از برنده چو تیر — سنان و تیغش گاه ضراب و گاه طعان
دریده زهره او شرزه شیر را زهره — شکسته گرز او زنده پیل را دندان
ز پشت باره کمندش چنانکه پنداری — ز تو بجست آن تیر از دهای کمان
بپاسبانی تو شهباز مرگ را مخلب — و پاسبان تو دعوی جود دریا بر هان
بجود شخص تو قائم قوام دولت و دین — بود بذات تو باقی ثبات کون و مکان
محامد تو فزون است از حساب و شمار — مکارم تو برون است از قیاس و گمان
نه احمدی بخلق چو احمد مرسل — نه موسی و بکلامی چو موسی عمران
دهد ز تیغ دست تو ابر را مایه — برد طفیلی خوان تو دهر را احسان
نهاده سده قدر تو پای بر فرقد — فکنده دامن چتر تو سایه بر کیوان
تفی ز خنجر سوزان تست نار سعیر — نمی ز چشمه احسان تست بحر عمان
زبان کلک تو بر سر روزگار خبیر — عطای دست تو بر رزق کائنات ضمان
فلک نپیچد هرگز ز طاعتت گردن — جهان نورزد هرگز ز خدمتت عصیان
هر آنچه رای تو رای قضا بر آن نشود — هر آنچه امر تو امر قدر بر آن عنوان
ترا به ابر کف اندر بلاسکی است چو برق — بلی با بهشت اندر بهار و برق بلا

تبارک لعدا ازان رعد بانگ صاعقه تک　　گر از نهیبش نهفتست وازمهر عنان
شهاب سرعت ضرغام زهره ضیغم تن　　سپهر جنبش هامون نورد وکه کوهان
سطبر پیکر و آهخته گوش و خاره چکن　　هژبر زهره و پولاد سم پیل توان
چو عزم تیز شتاب و چو حزم دیر درنگ　　چو سیل دشت سپار و چو باد در جولان
تو گفته که بود کاوه پیه چار سمش　　چهار رویین استون زمازل آونگان
رونده تر ز شمال است در شعاب جبال　　جهنده تر ز شرار است در بسیط جهان
بزیر ران اسیر ملک کش که کمین　　بخصم حمله برد همچو شرزه شیر ژیان
شهانوی که ز آسیب گرز کاو سرت　　به پشت ماهی چون توتیا شود دستخوان
ز سهم پیکان جوشن شکاف تو بشکفت　　اگر چو موی دمد نیشتر ز جسم روان
بزورقی که نگارند نام حزم ترا　　ز جا نجنبد چو الوند کوه از طوفان
بقلزمی که ز خشم تو کس سخن راند　　شود چو دوزخ تفسیده پر شرار و دخان
چو سوی میدان تازی بعزم گوبازی　　زه آسمانت گوی است و کهکشان چوگان
ملک نژادا خاموشی از ثنای تو به　　که از ثنای پیمبر خموشی است حسان
همیشه تا که قوام جهان بود مربوط　　به ابتدا و سپهر و سه روح و چار ارکان
مباد مملکت خالی ز شاعران گزین　　مباد تربت خالی ز دلبران جوان
بگیر طره ساقی بخواه جام شراب　　ببوس چهره چنگی ببوی عنبر و بان
هزار قلعه بگیر و هزار ملک ببخش　　هزار سال بپای و هزار قرن بمان

ایضا در مدح

چو ان نیاکان تیغ خواه باج گیر و تاج بخش　　تا جهان را امین از آسیب شور و شر کنی
اگرچه در نیز جهانداری سزد گر خویش را　　گر لقب سلطان ملکشاه و دکنی سنجری
هم ز شاهان مر ترا زیبد گر از گنج و سپاه　　طعنه بر فغفور و راقی فخر بر قیصر کنی

باش کز تا تید ایزد دو جهان از سر تیغ ‌ ‌ ‌ دفع این یاجوج شکلان را چو اسکندر کنی
باش تا روزی دو زین پس با سپاه بیکران ‌ ‌ ‌ عزم تسخیر دیار بلخ و کابل غیره کنی
باش تا زین بعون بخت تسپت ملک را ‌ ‌ ‌ فربه از گرز گران و صارم لاغر کنی
باش تا روزی رسد کز نعره رو ئینه خم ‌ ‌ ‌ زیبق اندر گوش این طارم اخضر کنی
ای جهان داور خداوندی کا تمهیر ‌ ‌ ‌ سنبل آتش ز باقی دوزخ از کوثر کنی
تا نماند در جهان جز نام نیکو یادگار ‌ ‌ ‌ با نکو این باده گلرنگ در ساغر کنی

نحیف

نحیف تخلص نحیف علیخان ولد غلام نبی خان ولد بهادر خان صاحب کا ہی حافظ شیرازی صاحب طالب سی تلمذ تھا او نهتر برس کی عمر ہوئی رجب کی تاریخ بارہ سو اٹھتر ہجری میں انتقال کیا تصمین کا بہت شوق تھا یہ اونکا ہی

مخمس بر شعر علی بخش بیمار

تها نحیف کو بهی عشق کا آزار ‌ ‌ ‌ وہ بهی ہے اس مرض سی آفت کا
زندگی ہی اگر سمجهے درکار ‌ ‌ ‌ سانس آہستہ لیجیو بیمار

ٹوٹ جاوی نہ آبلہ دل کا

نحیف

نحیف تخلص محمد نحیف ولد محمد علی احسن قوم مغل قاسم تخلص چوبیس برس کی پہلی اپنی باپ کو کلام دکہاتی تھے اب میرزا حسین علیخان شاد ان دہلوی سی مشورہ ہی یہ اونکا کلام ہے

ریختہ

بیدردی کی گل بیٹھ کی آغوش عدو میں ‌ ‌ ‌ پہلو میں لگا یا مری اک تیر غضب کا
کیا جانی کیا لکہا تها کہ رستی ہی میں کہیں ‌ ‌ ‌ پیغامبر کی پہینک دیا دیکھ کر جواب

فارسی

باخودستم چو پیکر در رنگ ناز نقش بودم — ز من ضعف من آن نازک بدن را بگمان بود

نحیف صاحبزاده محمد مهدی علیخان بہادر ولد صاحبزادہ حفیظ اللہ خان بہادر ولد جناب مستطاب نواب غلام محمد خان صاحب بہادر طاب ثراہ جنکا ذکر خیر طبقہ والیان ملک مین گذرا ابتدا مین انکو حضرت فردوس مکان جناب نواب محمد یوسف علیخان صاحب بہادر ناظم نور اللہ مرقدہ سے تلمذ تھا آخر مین میر احمد علی رسا کے شاگرد ہوئے سینتالیس برس کی عمر پائی ستائیسوین ماہ رمضان کو بارہ سو نواسی ہجری مین رحلت فرمائی یہ اونکا کلام ہے

در منقبت

کھلا ہوا ہے سر کوہ لالۂ حمرا — تجلیون کی کیا ہے مقام طور پسند
یہ ارتباط کہ ہر نخل نخل سے واصل — یہ اتحاد کہ ہر شاخ شاخ سے پیوند
نگاہ پر ہے خیابان گل ہوتا محفوظ — ہے حنائل مردمک دیدۂ ہزار سپند
لیے ہے طفل شگوفہ کو گود مین یون شاخ — بغل مین مادر شفق کی جیسے ہو فرزند

در منقبت

اتا ہے زبان پر جو کبھی لفظ شفاعت — انکھون سے لگاتی ہے اجابت لب ناقد

در مدح

چمن پہ ایسا تر و تازگی سے جوبن ہے — ہزار رنگ سے تعریف کرتی ہے بہار
خلل پذیر اگر ہو دماغ بلبل کا — سنگھائے شاہد گل کرکے لخلخہ تیار
نگاہ مہر سے دیکھین جو آپ پتھر کو — تو شمع طور کا دعوی کرے ہر ایک شرار
تراوہ بھرکے اگر شرق سے چمک جائے — نہ جھپکے آنکھ کہ مغرب مین پہنچے صاعقہ وار
زمین و چرخ سے گذرے جو گرم جولان ہو — پھرے جو کاوہ سے کھنچے گردن اسکا حصار

در منقبت

ای جگنی تیری لشکر مین جو ہو شور انگیز | سننیکی صور چہپی زیر زمین اسرافیل
پ اظہار اگر اعجاز مسیحا دکہلای | موت روپوش جہان سی ہو مع عزرائیل
تیرا ایک ایک سخن حاوی اسرار خدا | مشکل کن ہین یہی دو حرف دو عالم کی کفیل

درمنقبت

حلقہ در جو ضیا بار ہو تا ستہ | آسمان پر نہ چمکتی کبہی سورج کی کرن
شام کو نقرئی چڑہتی ہی ردای مہتاب | صبح کو چادر زرتار ہی سورج کی کرن
دیون نزد محب بعد فنا آتی ہی | جیسی آراستہ پیراستہ ہو کوئی دلہن
روح کو ہوتی ہی پہولونکی مہک سی فرحت | گلزمین قبر کی بنجاتی ہی فردوس چمن

اشعار غزل

روز محشر ہوا مشتاق تماشا عالم | اونکی تصویر مرا نامۂ اعمال ہوا
ہمکو فنا کی بعد ملی منزل بقا | جب سو وطن ہوی تو میسر وطن ہوا
انکو مجہی سی ہی اوس بت عیار کی | کچہ نہین مشکل سوال روز محشر کا جواب
اوس بزم مین ہوگا جو سر چاہا | ہنسا بالتغیر نی صورت بدل کر
ی لیتا ہون تصور مین تو سب کہتی ہین | وہم کیا تجکو ہوا پیش نظر کچہ بہی نہین
گرمی نظر سی سینی مین تر ہوسے | مین غرق ہو گیا عرق انفعال مین
نین کہین کو لوگ مگر وہم ہی مجہی | اک اک سی پوچہتا ہون ارادی کہانکی ہین
ہی شب وصال سحر ہونی کی خوشی | ہر بار پوچہتی ہین کہ اب کتنی رات ہی

نزہت سید رفیع الدرجات خلف میر ضیاء الدین عبرت غفر الله لہما
ری بزرگ حقیقت آگاه معرفت دستگاه صاحبزاده محمد کفایت الله خان
ی نواب نصر الله خان بہادر کی ندیم تہی سنا گیا کہ مولوی سید احمد
ن مدرسہ عالیہ کلکتہ نی مستر بکلان صاحب سکرتری نواب گورنر جنرل

بہادر سے انکی زباندانی کا تذکرہ کیا صاحب موصوف بحکم قدردانی بہت مشتاق ہوے جب نواب گورنر لارڈ بنٹنک صاحب بہادر اس دار الریاست مین آے سکرتری صاحب ہمراہ رکاب تھے سید صاحب کی مکان پر گئے اور ملاقات سے خوش ہوکر درخواست کی کہ آپ سرکار انگلسیہ کی نوکری قبول کرین سید صاحب نے منظور نکیا فارسی کلام ذوقی رام حسرت کو دکھاتے تھے اردو بطور خود فرماتے تھے ستر برس کی عمر پائی ماہ ربیع الاول کی پانچوین تاریخ پنجشنبہ کی دن بارہ سو پچپن ہجری مین رحلت فرمائی کلام حضرت کا سب برباد ہو گیا جو ملا وہ تبرکاً تیمناً مرقوم ہوا

ریختہ

بہار باغ ہون رنگ گل ہون شور بلبل ہون	چمن ہون محفل میناکشان مین شامل ہون
نشاط بزم ہون ساقی ہون اسباب عیشت ہون	سبو ہون جام ہون مینا ہون مے ہون شور قلقل ہون
صفاے آئینہ ہون عکس ہون جوہر ہون [illegible] ہون	نگہ ہون چشم ہون مژگان ہون مردم ہون تغافل ہون

فارسی

شعر حال دل خویشتن پیش او خواہیم	بکار آمدہ تر ہست غزلہاے ما

نظامؔ تخلص سید نظام شاہ ابن سید احمد شاہ بڑے خوش فکر و خوش مذاق شعر عاشقانہ کہنے مین طاق طبیعت ادا سکے کی طرف بہت جاتی ہے فکر رنگین کیا کیا گل کھلاتی ہے جناب مستطاب نواب محمد یوسف علیخان صاحب بہادر ناظم فردوس مکان انار اللہ برہانہ کی شاگرد رشید ہین شیخ علی بخش بیمار اور اپنے پیر و مرشد میان احمد علی مرحوم احمد تخلص سے بھی مستفید ہین سرکار مین نوکر تھے قدردانی سرکار سے موقر تھے پچاس برس کی عمر ہوئی شعبان کی چھبیسوین تاریخ بارہ سو نواسی ہجری مین قضا کی

نظامؔ

بندگان حضور دام ملکہم و اقبالہم نے سب مسودات اونکی جمع فرما کے دیوان ترتیب فرمایا اوس دیوانکا انتخاب ضبط تحریر مین آیا

در مدح

مجکو ہو ہی جو ایذا تو ہو مآل خوشی | زبان شمع پہ کیا ہو شکایت گلگیر

صفت تیغ

یہ رواں ہی کہین نہین رکتے | گویا سیدی زبان ہی وہ تلوار

اشعار غزل

وصل ہی اب تو ہی یہ رشک مجھے | غیر سی سنے یو ہین ملا ہوگا
الہی اور تو سب کچھ دی تو جسکی چاہی | وہ بت ملی مجھی صدقہ تری خدائی کا
دم مرگ آئے وہ عیادت کو | کیا اجل سی مین شرمسار ہوا
عادت ہی تکلف سی ہوئی شرم وحیا کی | سوتی مین بھی منہ پرسی دوپٹا نہین اوٹھتا
وہ مجکو تمام کیون ستاتی | کیا جانیے یہ بھی کیا محل ہتا
نہ وہ مانتے ہین نہ مین مانتا ہون | سفارش کسیکی دلاسا کسیکا
مزہ کیا لطف زیست سی مجکو سوا ہوا | گہبرا کی اوسکا کہنا کہ ہی ہی یہ کیا ہوا
یون دیکہ کے مجکو مسکراتا | پہر لیکو مین سب خبر کہونگا
کام آئی وصل مین طپش دل بہی خوب ہی | سینی پہ تہا وہ دست حنائی تمام رات
فراق مین تپش دل کا حال کیا کہیے | کبہی زمین کی کبہی آسمان کی کہاتی چوٹ
سو دن ہین شکایت کی وہ سو بار ملین گی | بیتابی دل مجکو پشیمان نکر آج
کی پرزی مری نامی کی کہا قاصد سی | ایک کاغذ کی عوض سیکڑون لیجا کاغذ
چہوسی ہی آنی کا سبب تم | مین خود جسے اٹہون اس محفل مین اگر
اور آتین اپنی وعدی پہ | اور قسم بہی تو میری سر کی قسم

یون ہمکو نہ دلسی تم بھلاؤ
دیکھو کبھی یاد آئینگی ہم

محبت اور مری دلمین بڑہتی جاتی ہی
لڑائی بھی تو وہ کچھ اس ادا سی لڑتی ہین

آجای کچھ ترحم مری حال زار پر
اس واسطی وہ دیکھتی ہی اب ادہر نہین

کبھی امید وفا سی ہین وہ دشمن سے
یہ اگر ضبط ہی تو بھی زیادہ ہی ملتین

پھر آنا اوسکو مشکل ہی وکھلا کی نامہ بر
کچھ ایسی ادا ہوا ایسا مرا مدعا نہین

انکار پر نہ صبر نہ اقرار پر یقین
یارب بڑی ہی جان مری کس عذاب مین

انداز اپنی دیکھتی ہین آئینی مین وہ
اور یہ بھی دیکھتی ہین کوئی دیکھتا نہو

اک لطف روز کی یہی سوال و جواب ہین
ہم جو یہ چاہتی ہین کرو عرض وفا نہو

اک کس طرح ستاتی ہین یہ بت ہمین نظام
ہم ایسی ہین کہ جیسی کسیکا خدا نہو

انگڑائی بھی وہ لینی نپائی اوٹھا کی ہاتہ
دیکھا جو مجھکو چھوڑ دیئی مسکرا کی ہاتہ

یہ بھی نیا ستم ہی حنا تو لگائی غیر
اور اوسکی داد چاہین وہ مجھکو دکھا کی ہاتہ

وہ زانو مین سینہ چھپانا سمٹ کی ہائی
اور پھر سنبھالنا وہ دوپٹا چھڑا کی ہاتہ

دنیا وہ اوسکا ساغر می یاد ہی نظام
منہ پھیر کر اودہر کو ادہر کو بڑھا کی ہاتہ

پھر باتین تمہاری مین سنون حضرت ناصح
یہ کہہ کہ تمنی اوسی دیکھا تو نہین ہے

آتا نہین سمجھ مین کسیکی مرا مرض
تم ہی تو آکی دیکھو یہ کیا ہوگیا مجھی

ہمسی نہین نبہی ہی تو غیرون سی نبہ چکی
صد شکر اوسکا عہد ہی ناپائیدار بھی

اب تو سب کا تری کوچی ہی مین مسکن ٹھہرا
یہی آباد ہی دنیا مین زمین تہوڑی سی

دشمن سی اور رشک بڑہا لطف یہ ملا
اوسنی شب وصال مین جو بات کی نئی

وہ بت نہ بسین ہو مری کنبی مین دل تو ہو
امداسعد ر تو مجھی اختیار دی

یہی کیسی مرسے بلا آسے
وہ سبھی تو میری گھر نہین آتی

ارباب ہوس کو تو نہ کچھ حوصلہ ہوگا
اچھا ہی جو وہ مذر ستم کا نہین کرتی

ایسی حسرت سی جان دی کہ کبھی | اک تماشا دکھا دیا مینے
ایسا رونا نصیب ہو سب کو | اشک پونچھین وہ اپنی دامان سی
او نہین کیا کیا گمان ہون گی جنون | ہاتھ اوٹھا لی مری گریبان سی

نعیم تخلص سید محمد نعیم نام تذکرۂ تکملۃ الشعرا تالیف مولوی قدرت اللہ شوق سی معلوم ہوا کہ یہ بزرگ سادات دہلی مین سی ہین مدت تک اس دار الریاست مین نواب محمد سعد اللہ خانصاحب بہادر خلف والا جناب عالی خطاب نواب علی محمد خان صاحب بہادر جنت مکان انار اللہ برہانہما کی سرکار مین ملازم رہی گیارہ سو پچاسی ہجری مین انتقال کیا ہندی اور پارسی دونون زبانون کی شاعر ہین علم عروض و قافیہ سی بھی بخوبی ماہر ہین اردو کلام اونکا بیچہدان کی نپایا مگر فارسی کچھ ہاتھ آیا وہ شعر لکھی گئی

فارسی

چو شمع جملہ بدن صرف سوختن کردم | ہنوز در دل من ذوق سوختن باقی
نعیم از دیدۂ بیدل دیدہ واش و اشکنون | کہ آن عیار با من کہ نہتی در دل نہان دارد

نیاز مولوی نیاز اللہ ولد شیخ عظمت اللہ جو عہد نواب احمد علیخان بہادر مرحوم مین اخبار نویس ہی کتب درسیہ فارسیہ اور سخنگوئی مین مولوی غلام محی الدین معرفت کی شاگرد رشید خاندان قادریہ مین مولوی حکیم صاحب کی مرید اب چند برس سی سرکاری مدرسی مین مدرس ہین پڑھانی کا شغل رکھتی ہی یہ کلام مشتی از خروار ہی کہ اونکا یادگار ہی

فارسی

ز پیچ زلف چو دل رست کاکلش بکشید | نشستم چہ چارہ بلا در پس بلا باقیست
نیازی عشق رخ آن ہمہ درخشان | آتشکدہ داریم نہان در جگر امروز

نیّر

نیّر صاحبزادہ محمد ممتاز علیخان ولد صاحبزادہ محمد اعجاز علیخان ولد صاحبزادہ نیاز علیخان ولد صاحبزادہ حسن علیخان ولد جناب مستطاب نواب محمد فیض اللہ خان بہادر عرش منزل طاب ثراہم ستائیس برس کا سن ہی میر احمد علی رسا کی شاگرد ہین یہ صاحبزادی نہایت اہلیت شعار ہین خوش خلق و خوش اطوار ہین یہ اونکا کلام ہی

ریختہ

شوق ہر چند یہ کہتا تہا کہ ہوتی ملجا	پر ترا نقش قدم مجہسی مٹایا نگیا
لکہدیا ہوتا جو قسمت مین ہماری وصل یار	کوئی پوچہی کیا بگڑتا کاتب تقدیر کا

نیّر

نیّر حکیم محمد حسن خان ابن حکیم علی حسین خان تئیس برس کی عمر ہی سلیم الطبع شاعر ہین شاگرد حکیم احمد خان مرحوم متخلص بہ فاخر ہین فن طب کا شغل اکثر ہوتا ہی شعر کہنی کا اتفاق کمتر ہوتا ہی

ریختہ

ڈالدیا لاکہون پیچون مین صدہا بلاؤن مین	دل ہمارا اسیر زلف شکن در شکن ہوا

در مدح حضور پرنور بزبان فارسی

برق صمصامش ار بقاف رسد	صد چو سیمرغ شہپر اندازد
نور جہان از عدالتش شہباز	دانہ پیشش کبوتر اندازد
شاہباز جلال ہمت او	طائر سدرہ را پر اندازد

نیّر

نیّر سید منور علی ولد سید منصور علی اکتیس برس کی عمر ہی خوش جمال نیک خصال نواب مرزا خان داغ کی شاگرد ہین یہ اونکا کلام ہے

ریختہ

بیقراری کہینچکر مجہکو اگر لی ہی گئی	رشک دشمن در پر اوسکی پاسبان ہو جائیگا

بسیا ہی مرگئی ہی کے حشر مین	قیامت کی دکھو بنائی گئی رات
وہ جو کچھ وعدہ کیا تھا ہی وصل کا شبانہ	شب کشی کی بعد ہنگام سحر رخصت کی وقت
اچہی ہی لامکان کی فضا لیکن ای جنون	سر پہوڑ نیکو وہان کوئی دیوار و در نہین
نقش ترپی نہ کس طرح اپنی	ہاہی اب اذن عام ہوتا ہی
لبِ رہی سے نگاہ مین وہ آنکہ	لوگ کہتی ہین بادہ خوار جسے

فصل واو

واثق

واثق سید جعفر شاہ ولد سید علی شاہ پچاس برس کی عمر شیخ علی بخش بیمار اور اونکی شاگرد میر احمد علی رسا دونون سی تلمذ ہی داستان کہنی مین بہی بصیرت ہی خمسہ کہنی پر بہی قدرت ہی ملازم سرکار دولتمدار ہین یہ اونکی اشعار ہین

ریختہ

خاک اوڑائی گی اوسکی کوچی سی	اور کیا تجہسی ای صبا ہوگا
گیسوی صنم بنائین گی ہم	خود سیہ بلائین لائین گی ہم
کچہ تو میری دل بیتاب کی تسکین ہوجائی	اپنی سینی سی لگا لو جو ذرا تم مجہکو

واحد

واحد شیخ واحد علی ابن شیخ کاظم علی مرحوم نواح لکہنؤ مین ایک قصبہ ہی نگور وہ انکا وطن ہی اب کئی برس سی یہ دار الریاست مسکن ہی بائیس برس کی عمر کسب علم کا شوق ہی کسیقدر شعر کا بہی ذوق ہی تحصیل کتب درسیہ کا شغل اکثر رہتا ہی اسی مین اوقات صرف کرتی ہین ہی چرچا بیشتر رہتا ہی جو کچہ کبہی موزون کرتی ہین اس ہیچمدان کو دکہاتی ہین یہ دو چار شعر اونکی تذکری مین لکہی جاتی ہین

ریختہ

بنا دی عشق نے ایسا ناتوان مجھکو ۔ کہ کوئی یار مین دیکھی نہ پاسبان مجھکو
جو منہ مین آتا ہی وہ بیدھڑک سناتا ہی ۔ زبان دراز سمجھتا ہی بی‌زبان مجھکو
ایک جان ناتوان ہی اور طالب ہین کئی ۔ سوچتا ہون تیر کو دون یا مژہ شمشیر کو
کم نہین وحشت سی اوسکی سیری وحشت کا تماشا ۔ توڑ لی زنجیر سی مجنون مری زنجیر کو
دیکہ او ناوک فگن سینی امانت کی طرح ۔ دلمین اپنی اتنا رکہتا ہی تیری تیر کو
سنگ در سی تیری رگڑین گی جبین کو رات دن ۔ اس طرح سی ہم مٹا دین گی خط تقدیر کو

واقف عبدالغفور خان رسالدار ولد بہادر شاہخان نبیرہ بخشی مرتضی خان ساٹھ برس کی عمر ہی شاگرد شیخ علی بخش بیمار ہین یہ اونکی اشعار ہین ۔

ریختہ

فریاد کو جب آتا ہی تو بی خوف و خطر آ ۔ واقف نہین دربان کبھی اوسکے گہر کا
یہ کچھ ضد و رہتا ہین حسن عارضی پر ہی ۔ سنا ہین صاف جو خاطر پہ کچھ غبار نہو
تہا یا اور بہی ہمشکل ہی ہماری پاس ۔ دکہا ہین آئینہ گر تمکو اشتباہ نہو
ہوا جو دل جدا اونکا وا تو یہ عشق کہلا پہر ۔ اکہ کاٹ حسن مین اندھیر ہی بی نہد وستی ہی

وحید صاحبزادہ محمد وحید اللہ خان ابن صاحبزادہ نجف علی خان ابن صاحبزادہ بخش اللہ خان ابن صاحبزادہ کفایت اللہ خان جنکا ذکر خیر حرف کاف تازی مین گذرا انکی عمر ستائیس برس کی ہی سید احمد علی رسا کو کلام دکہاتی ہین یہ دو شعر انکی لکہی جاتی ہین

ریختہ

فرقت مین غم سی نیند نہ آئی تمام رات ۔ راحت نہ دی مجہی آنکہ جدائی تمام رات
کہا یوں ہمیشہ ہو سحر یا الٰہی اس طرح رہی ۔ روروکی کٹی شام تو مر مر کی سحر کی

وزیر تخلص وزیر علی خان ابن کپتان حسن علی خان ابتدای عمر مین دہلی کی رہان مومن صاحب

مرحوم سی مستفید ہوی پہر وطن کو آی برسون راقم سی صحبت رہی اس ثانی مین جو کچہہ کہتی تہی اس ہیچمدان کو سنالیتی تہی شاعری مین بڑی مشاق تہی ذکاوت طبع سی فن شعبدہ بازی مین بہی طاق تہی جناب نواب محمد یوسف علیخان صاحب فردوس مکان انار اللہ برہانہ کی عہد مین ملازم ہوی اس عہد راحت مہد مین بہی نوکر رہی بیالیس برس کی عمر ہوئی عین شباب مین مسلول ہوکر جب کی بیسوین تاریخ بارہ سو چہیاسی ہجری تہی کہ وفات پائی کلام اونکا بہت ہی مگر وارستگی طبع سی دیوان ترتیب نہ پایا وقت تالیف تذکرہ ایک بیاض ہاتہ آئی یہ اشعار اوسمین سی انتخاب کیی گیی

در نعت

خاک در حضرت سی شفا ہوتی ہی اوسکو / جس درد کی عیسی سی دوا بن نہین پڑتی

از غزلہای عاشقانہ

ارمان نکالون دل فرقت نصیب کی / وہ دونکو دی خدا جو مقدر رقیب کا
لیگئی رخ دیکہا کی تاب وتوان / لٹ گیا دیکہو قافلا دل کا
وہ آئین نعش پہ ہم جب پڑی ہون منہ ڈہانکی / اجل نی ہمکو بہت اونسی شرمسار کیا
بیٹہہ کر پاس مری جب وہ اوٹہا شوخی سی / بیقراری سی کئی بار مین بیٹہا اوٹہا
نہین ہی پاؤن خواب لحد تو موت ہی کاش ہو میسر / جو تو نہ آی تو بہیج خنجر کہ سو رہین ہم گلی لگا کر
انکار وصل سنتی ہی اپنا ہوا وصال / بہیجا پیام یار نی پیک قضا کی ہاتہ
اک صلاح غیر پر لاکہون ستم / پوچہتا ہتا اور ہی دو چار سی
ہماری آنکہ نہین روز وصل بہی کہلتی / یہ دل ہی ہیبت شبہای تار باقی ہی

رباعی

شیشی مین نہین شراب مدت گذری / میخانہ ہوا خراب مدت گذری

توبہ کی عوض وہ دیر توڑا دل کو — ساقی کو دیا جواب مدت گذری

فارسی

رائیگان رفت تلاشش بن دیوانۂ عشق — دلبر ما بہرم بود ندیدا نستم

وزیر

وزیر تخلص سید محمد وزیر علی نام ولد سید محمد علی اکبرپوری میان علیہ الرحمۃ خلیفہ حضرت شاہ ورگاہی قدس سرہ سی بیعت ہی آپ سید شاہ جمال اللہ انار اللہ برہانہ کی سجادہ نشین ہین اوسی سلسلی مین خلافت ہی بچپن ہر سکاسی یاد الہی کا شغل جاتدن ہی کبھی کبھی شعر کہنی کا اتفاق ہوا ہی آنام الدنیا نورسی مشہور ہی یہ ایک شعر اونکا ملا ہی

ریختہ

طور سکہلای وضعداری کی — اور کچھ مین گناہگار نہین

وسعت

وسعت تخلص مستقیم خان ولد محمد نور خان شاگرد میر ضیاء الدین عبرت وسولوی قدرت اللہ شوق ہین مرد قابل وطباع وذہین تہی ارسٹہ برس کی عمر ہوئی جمادی الاولی کی نوین تاریخ بارہ سو چھیالیس ہجری مین قضا کی کرم خان کرم نی تاریخ کہی ہی وہ اس جگہہ لکہی جاتی ہے تاریخ

سال رحلت وسعت کرم گفت — نہم ز اول جمادی سعد بخش خلد

۱۲۴۶

یہ چند شعر اونکی ہاتہ آی وہ لکہی گئے

ریختہ

جھمک نہ اوٹ بہت شوق سی کر نوش — یہ عکس لعل ہی تیرا نہین شراب مین ساقی

ہماری چشم مین دیکھی وہ عکس لعل نگاہ — کہ جیسی دیکھا ہنوکاسہ حباب مین ساقی

اک ذرا انکو ملالو جو چلی جاتی ہین — منہ چھپای ہوی اور راہ سی کتراہی کی

وہی مہت ایک گالی کی ہوش دو تین جا — وقت گفتن سب [illegible] برا و سکی کہنا گئی

وصال

وصال میرزا محمد مرتضی حسین ولد علی مرزای اصفہانی قدیم متوطن شہر لکھنؤ ہین اب ایک مدت سی یہین رہتی ہین چھبیس برس کی عمر ہی میر ضامن علی جلال کی شاگردون مین ممتاز ہین انکی مکان پر چند روز مشاعری اچھی ہوی ہمکو ان سے بھی کبھی صحبتون مین شریک ہوا واقعی مہذب جلیس ہوی یہ اشعار انکی نتیجہ افکار ہین

ریختہ

دیا کبھی وہ کبھی کوسنی کبھی گالی — یہ التفات رہا وصل مین یہ پیار رہا
مٹی جو ہم درجانان پر افلاک تو کیا — نشان بھی مٹانا تھا جبہہ سائی کا
ایک بوسہ دیا نہ اوسنی وصال — منتین کرتے گذری ساری رات
یہ نازکی نہ سنی تھی کبھی نہ دیکھی تھی — کہ وہ ہماری تصور مین آ نہین سکتی

وفا

وفا حاجی گل محمد خان نام تذکرہ مولوی قدرت اللہ شوق مین لکھا ہی کہ یہ بزرگ بہت مرد سنجیدہ و فہمیدہ و پاک باطن تھی اسی دار الریاست کی متوطن تھی سنا گیا کہ آخر عمر مین توفیق ایزدی سے حجاز کی طرف رہبر ہوی مکہ معظمہ زاد اللہ شرفا مین قضا کی یہ اونکا کلام ہے

فارسی

تخم شرار عشق فشاندم بخاک دل — چون لالہ غیر داغ نزدید زکشت ما
امشب کہ خط سبز بروی تو جوش کرد — گلزار زرادکان زمرد فروش کرد
یہ خط سبز بپشت لبش ہویدا شد — زمردی است کہ از کان لعل پیدا شد
خال مشکین ترا ابرو کہ نگاہی دارد — طفل زنگی است کہ در دست کمانی دارد
حیرانم از نزاکت طفلی کہ گردنش — چون غنچہ خم شدہ است زبار کلاہ خویش

وفا

وفا مرزا علیم الدین خلف صاحب عالم میرزا رحیم الدین حیا دہلوے

پندرہ برس کی عمر تازہ تازہ شوق ہی نیا نیا ذوق ہی طبیعت اچھی ہی اپنی
والد صاحب سی اصلاح لیتی ہین یہ دو انکا کلام ہی

ریختہ

نہ جنون سی دل لگاتا نہ یہ حال زار ہوتا — نہ جگر ہی پاتہ ہوتا نہ یہ بیقرار ہوتا
بلبلی پی دردی کر رحم آیا نہ میری حالِ زار — پاتہ دلبر دیکھکر آنکھونپہ دامن رکھکر
نہ ملین اب وہ عدو سی تو نہین کچھ مطلب — اب وہ حسرت ہی ہماری دلِ مضطر میں نہین

ولا

ولا تخلص میرزا جعفر علی بیگ ولد مرزا بچو بیگ پچاس برس کی عمر ہی سید اسمعیل
منیر کی شاگرد ہین شہر لکھنو انکا وطن ہی عمر جوانی ہی دار الریاست
ٹونک میں مسکن ہی ملازم سرکار فیض آثار ہین یہ دو انکی اشعار ہین

ریختہ

وصل کی حسرت مین ترپا ہو تو ان — خاتمہ ہے اب ترے مہجور کا
وسعت جو دیکہ پائی ہی دامان عشق نی — حامی سی باغ سر آنکی امید وار ہین
بہار گلشن داغ جگر جو دکہاؤن — تو گل کو پہر کبھی ہنستی نہ باغبان دیکھین
چمن مین ہر مژہ پر دراز بیان کری بلبل — ہماری سامنی کہولی تو وہ زبان دیکھین

وہاب

وہاب سید عبد الوہاب ابن سید تراب علی غفر اللہ لہما قصبہ بلاسپور مین رہتی تہی
طبیعت موزون تہی بطور خود شعر کہتی تہی باسٹھ برس کی عمر پائی جمادی الاولی کی
تیسری تاریخ جمعہ کی دن بارہ سو بہتر ہجری مین رحلت فرمائی سید عثمان علی
انکی فرزند ارجمند سی جو کلام انکا ملا اوسمین سی انتخاب کرکی درج تذکرہ کیا گیا

ریختہ

دم سابق نہ معلوم ہوا تیری حزین کا — از بسکہ وہ عاشق تہا کسی پردہ نشین کا
دل ہو نہ ان کو مری شمع سی نسبت کیا ہی — یہ جلی رات کو وہ آٹہ پہر جلتا ہی

فارسی

برای ترک چشم او شراب از خون دل باشد	کباب دل غذای اوست مهمانی که من دارم

فصل ها

ہادی تخلص محمد عبد الہادی ولد خلیفہ رحیم بخش برادرزادہ خلیفہ احمد بخش ۲۲ برس کا سن وطن انکا دہلی ہی مگر باپ اور چچا انکی دونوں سرکار مین ملازم ہین اونکی معیت مین یہ بھی یہین رہتی ہین انگریزی بھی لکھتی پڑھتی ہین شعر بھی کہتی ہین نواب مرزا خان داغ سی مشورہ ہی یہ اونکا کلام ہی

ریختہ

شبنم نی اوسکو غسل تو مٹی صبا نی دی	مجنون کا تیری دامن صحرا کفن ہوا
آہ سی خشک یہ ہوا اشک ہی ہو وہ بہا	بحر ہی دشت مجھی دشت ہی قلزم مجکو

ہادی مولوی عبد الہادی خان ڈپٹی کلکٹر مولوی عبد القادر خان کی خلف الرشید علوم درسیہ مین کچہ اپنی والد سی اور کچہ مولانا نور الاسلام مرحوم خلف مولوی سلام اللہ محدث اور مفتی شرف الدین صدر رسی مستفید ذات اونکی حسن طبیعت کی بدولت ہر ایک کی حق مین مفید مرد دانشور صاحب علم و ہنر تھی سرکار انگلشیہ مین سوقت نہی چونسٹھ برس کی عمر ہوئی شوال کی چوتھی تاریخ بارہ سو ستتر ہجری مین جام حیات بھر گیا جا بوستی اور تر گیا کبھی کبھی زبان اردو مین جو موزون کیا تھا یادگار رہا اوسی مین سی یہ دو شعر انتخاب ہین جو زیب صفحہ کتاب ہین

ریختہ

صد قی تری ہو کی مر گئی ہم	کرنا تھا جو کچہ سو کر گئی ہم
خنداں چمن جہان سی جب چلی تو	بر یان گریان او دہر گئی ہم

ہاشم

ہاشم مولوی محمد ہاشم خان ولد مولوی اشرف الدین ولاتیجہ نظم ونثر دونون سی بہرہ ور ہین مولوی محمد غیاث الدین صاحب مرحوم کی شاگرد وہین ناموربہین علم خوب فکر رسا ہی خط نسخ مین میان علیم اللہ خوشنویس کی شاگرد ہین ہاتہ بہت اچہا ہی ساٹہ برس کی عمر ہوئی نوین محرم کو بارہ سو بہتر ہجری مین اس دار فنا سی بسوی دار البقا راہی ہوی یہ دو شعر اونکی یادگار ہین

فارسی

درچمن زار چو آن سرو روان می آید … بلبل از گل گزرد گل بفغان می آید

ہاشم از درد دل ریش خود اندیشہ مکن … مرہم درد دل خستہ دلان می آید

ہدایت

ہدایت تخلص ہدایت اللہ ولد سعد اللہ چالیس برس کی عمر ہی باعتبار پیشی کی حداد ہین طبیعت موزون ہی مولوی محمد نوز خان افغان تخلص انکے استاد ہین یہ انکا کلام ہی

ریختہ

یہ قوس قزح ہی کہ محراب کعبہ … ہلال اسکو سمجہون کہ ابرو مین خم ہی

ہدایت

ہدایت ہدایت علی خان ولد نجابت علیخان اسی برس کی عمر ہی ولی محمد خان لسان کی شاگرد ہین یہ دو شعر اونکی مرقوم ہوی

فارسی

عیش ما تلخ مکن ناصح ازین افسانہ … انچہ در قسمت ما ہست ہمان خواہد بود

سوی میخانہ برد گر طلبی ست ازل … سالک را تہ پیرمغان خواہد بود

ہزل

ہزل عبد الرحیم خان ولد سعادتخان علیہ پچاس برس کی عمر ہی ہزل گوئی مین یکتا ہین شاگرد میر احمد علی رسا ہین یہ تین شعر اونکی لکہی جاتی ہین

ریختہ

جس سے ای سنبل چلی آتی ہی ساری خلقت — رفتہ رفتہ ہم اوسی راہگذر تک پہنچی

خون میں حسرت رز کیا تھی ہاتہ آگیا — کیون تری دست دعا زا ہہ حنائی ہوگئی

حلقۂ پائین ترا اسی ماہ سیما چاہیی — اب مری الکیون اونگلی کو چھلا چاہیی

ہمدم

ہمدم صاحبزادہ عبید الله خان ابن صاحبزادہ فتح علیخان خلف پنجمین جناب نواب محمد فیض الله خان صاحب بہادر عرش منزل جنکا ذکر خیر طبقہ والیان ملک مین مرقوم ہوا یہ بزرگ آزادی مشرب غلبۂ ذوق مین شعر فرماتی ہی وار دات قلبی اوس پردی مین زبان پر لاتی ہی ستائیسوین محرم کو بارہ سو اکاون ہجری مین رحلت فرمائی دیوان مرتب تو ہاتہ نہ آیا چار جزو جنمین کہین پارسی کہین اردو شعر ہتی ملی اونمین سی چند شعر انتخاب کرکی لکھی

ریختہ

عمر تہوڑی ہی نہ ڈرجای کہین اس خوف سی — داغ ہی اپنی کلیجی کی دکہا سکتا نہین

ہو گرفتار ہون کچہ رسم مجہی یاد نہین — اسلیی لب پہ مری نالہ و فریاد نہین

تجہکو حال دل غمگین مین سناون اپنا — قیس صحرا مین نہین کوہ مین فرہاد نہین

فارسے

ہست آنست کہ در حشر بپرسد کہ کجا ست — جام ما بادۂ ما شیشۂ ما ساغر ما

بیوفا ایقدر وفا کردم — کہ ترا صاحب جفا کردم

ہندی

ہندی مرزا محسن علی عرف مرزا حجو ابن نواب محمد علیخان خلف الصدق نواب شجاع الدولہ بہادر مرد متین ہین مہذب ذہین ہین علم منقول خاندان اجتہاد مین سید ن صاحب سی حاصل کیا علم معقول مولوی یاد علی تلمیذ مولوی ظہور الله مغفور اور مولوی معین الدین شاگرد ابو البرکات مولوی تراب علی سی بدرسی پڑہا

علم تجوید آقا محمد قاری تبریزی سی سیکہا سخنگوئی کا جو ذوق ہوا میان مصحفی
مرحوم کو کلام دکہایا اونکی ارشاد سی ایسا فیض پایا کہ اس فن مین بہی
یگانہ ہوی حسن مذاق سی مشہور زمانہ ہوی اب کئی برس سی اس [illegible]
مین فیض ملازمت بندگان حضور سی بہرہ ور ہین ساٹہ برس کی عمر ہی مگر اب تک
مصروف کسب علم و ہنر ہین بوستان خیال اور شرح وقایہ کا ترجمہ اور رسالہ
نحو و صرف اردو اور رسالہ بذل المجہود در علم تجوید مین منجملہ تصانیف
یادگار ہین یہ چند شعر اونکی نتیجہ افکار ہین

ریختہ

تلاش کی جوہری نی کتنی نہ لعل لب سا ملا نہین
سخنورون نی جوہر کی ڈہونڈہا عدم مین پایا نشان دہن کا

پی ارسال خط بہرتی ہین عشاق دم اونکا
غرض کیا بولتا ہی اندنون طوطی کبوتر کا

خط سی ستارۂ حسن ہوئے گم
قافلہ آپہی خضر نی لوٹا

اوسنی وعدہ گہر مین آنیکا کیا
آپ سی باہر ہوی جاتی ہین ہم

ضعیبو لنسی کہین ہو وصل کا دن
یہ راتین ہجر کی کسطرح کاٹین

جب اپنی زندگی ہے تلخ گزری
لب شیرین کو اونکی لیکی جا مرین

پہنچ جای نہ کیونکر سلسلہ روز قیامت تک
لگی ہی زلف جانان کی گرہ شبہای ہجران مین

ہوڑا کی ایک نہ ہندی کو لیگیا اوس تک
سر ہی دہر مین جہونکی بہت ہوا کی چلی

سیری رونے پر اونکو رقت ہی
کچہ تو آنسو بہنچے غنیمت ہے

زور اپنا ناتوانی نی دکہایا اے ستمگر
دل اوٹہا سکتی نہین ہم الفت معشوق کی

تہین قدر او گہڑی ہوگی ہماری فرقت کی
دکہا کر آئنی کو سامنی سی جب ہٹا لین گی

ہنر — ہنر مرزا اسیر بیگ ولد مرزا سعادت بیگ پینتیس برس کی عمر ہی شاگرد منشی
سید اسمعیل حسین منیر ہین قصبہ شمس آباد انکا اصل وطن ہے مگر اب یہی دار الریاست

سکتی ہی محکمہ مالیہ فوجداری مین مختار ہین یہ اونکی اشعار ہین

ریختہ

[illegible] خط سبز کسی رشک قمر کا — رہتا ہی جنہان مین لہی ھے ازخم جگر کا
قدرت ہی خدا کی کہ جلین رشک سی ہم تو — اغیار دوپٹی مین ملین عطر اگر کا
کبھی تو خواب ہی مین دولت دیدار ملی تی — مری تقدیر سوتی تکاش جاگر کوی جانان

فصل یای تحتانی

یاس

یاس محمد ضیا خان ولد اکبر خان ابن حافظ الملک حافظ رحمت خان مغفور اخوندزادہ احمد خان غفلت کی شاگرد ومنین مشہور ہین کلام انکا بہت تہا مگر تلف ہوگیا متفرق غزلین اونکی فرزند ارجمند صاحبزادی محمد مجتبی خان سی ملین اونمین سی چند بیتین منتخب اس تذکری مین لکھی گئین پچاس برس کی عمر پائی شوال کی چہٹی تاریخ بارہ سو ستتّہ ہجری مین رحلت فرمائی یہ اونکا کلام ہے

ریختہ

گہر مین آنی سی مری آپ کو ڈر کسکا ہے — شوق سی لائیے تشریف یہ گہر کسکا ہے
حال دل اوسکو سنانی کو تو بیٹہا ہوں لی — منہ سی کیا نکلی دم گفتار دیکہا چاہیی
یاس ابتو سوای ذات خدا — ہم کسیکی نہ کوستے اپنا ہے
آستین سی سیدم ہو تی ہی ریزش اشک کی — بی طرفہ ماجرا ناسور پیراہن مین ہی

یعقوب

یعقوب تخلص حافظ شیخ محمد یعقوب ولد شیخ لطف اللہ بائیس برس کی عمر ہی میان نظام شاہ نظام مرحوم سی چندروز اصلاح لی ہی یہ اونکا کلام ہی

ریختہ

ستم ہی وہ ہنس ہنس کی یون پوچہتی ہین — یہ کسکی تہی تیغ ابر و سے مارا
اوس بت کو میری حال پہ آیا کبہی نہ رحم — افسوس میری آہ مین کچہ بہی اثر نہین

یوسف تخلص محمد یوسف خان ولد محمد فیاض خان ساکن قصبہ بلاسپور ہین مدۃ
مدید سے ملازم شفاخانی مین مامور ہین ستائیس برس کا سن ہی فن طب کے
مستفید زا تدل ہی شیخ احمد علی احمد تخلص کی شاگردی سی فن شعر مین بھی استفادہ
ہین اونکی یہ اشعار ہین

در مدح مولوی محمد عثمان خان بہادر مرحوم

نکہت زلف شاہد خوبی	خال رخسارہ عروس جمال
راہ حق مین مثال ابراہیم	عشق احمد مین جون اویس و بلال
دردمندان یاس کو درمان	تشنگان امل کو آب زلال

اشعار غزل

تری لب کا جسی بوسہ ملا ہو	اوسی حاجت نہین آب بقا کی
پس مردن بہی تیری جستجو مین	بگولا بن کی خاک اپنی اوڑا کی

در مدح حضور پرنور بزبان فارسی

لبالب است ببزم نوازی عشرت	یکی سبوی دوم شیشۂ و سوم ساغر
اسیر زلف و رخ و چشم تو شدند بجان	یکی بنفشہ دوم لالۂ و سوم عبہر

تمت

تقریظ دلپذیر نتیجۂ فکر جناب منشی مظفر علی صاحب اسیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد ہی خالق کل کی مشکل
نعت سلطان رسل کی مشکل

مژده ای قدرشناسان سخن
کہ ہوا سبز گلستان سخن

بسکہ ہر گل پہ فدا ہی بلبل
ہر جگہ نغمہ سرا ہی بلبل

جمع ہی ساری خدائی کی گر
گلفروشونکی بن آئی کیسی

دیکھکر اہل تماشا یہ فضا
مالک باغ کو دیتی ہین دعا

پھول جس باغ کی ہین بوقلمون
ہین ختن مین ثمر گوناگون

کون بلبل قلم نادره زا
وه تو بلبل ہی صریر اسکی صدا

جنکی نغمی کا ہی مشتاق آفاق
ہمہ تن گوش ہین ارباب مذاق

جنکو خالق نی کیا اہل کمال
جنکو اللہ نی دی طبع رسا

دونون یکتا ہین مین یکتا ایک
ہی غنی دل کا تخلص اسیر ہی

چند اشعار ہین لکھتا ہون یہان
جن مین توشیح سی ہی نام عیان

آفتاب فلک جاه و حشم
بدر تابندۂ الطاف و کرم

معدن جود و سخا و ہمت
داور عادل کسری رفعت

بارگاه اونکی عجب عالی ہی
عرش پر جاه حشم اقبالی ہی

خلق مین کون ہی ثانی اونکا
اسم خلاق معانی اونکا

ہین ہر اک علم و ہنر مین یکتا
ایک عالم مین نہین ہی کی ایسا

دین و دولت کی ہین یہی محور
ابر رحمت ہین ہی ہر یک پر

قالب خاک ہی جسم پہ جان
بزم دل نور خدا سی روشن

راه دشوار ہی پر زینت عنوان
ہی جو مقصود و مطلب ہو بیان

سیر گلشن تماشا خریدی کا
گل ہوئی تازه چلی باد بہار

خلق پھولونکی خریدار ہوئی
واه کیا رونق بازار ہوئی

دلکش اہل نظر ہی ہر باغ
عرش پر ہی چمن آرا کا دماغ

کون وه باغ کلام رنگین
رشک فردوس ہی جسکی تزئین

طرب انگیز کلام شعرا
باده شیشۂ جام شعرا

کلک مین جو نظر آتا ہی سیاه
شکل مضمون ہی عیان اس سی جو

جانتی ہو کہ خریدار ہین کون
تازه پھولونکی طلبگار ہین کون

نقد دل دیکی یہ گل لیتی ہین
ذکر کیا جزو کا کل لیتی ہین

خیر یہ حال تو مفہوم ہوا
نام مالک کا نہ معلوم ہوا

ناظم مملکت جاه و جلال
وارث تاج و سریر اقبال

مالک کشور رشک شاہان
عامل مزرع سرسبز جہان

کرم و جود ہی پیشہ اونکا
لطف دستور ہمیشہ اونکا

لب لعلین سخن مین کہولی
یار و اغیار نی سوتی رولی

نہ فصاحت بلاغت
بحر پہ اہل زبان قطره آب

دل آفاق فدا ہی اونکا
رحمت خاص خدا ہی اونکا

ماده لطف و عطا کا ہین گر
آسرا خلق خدا کا ہین وہی

آب خضر اونکی ہی تکلم تسنیم
لب اعجاز نما رشک مسیح

ہاتھ مین اس مقصود مدام	پس ان اشعار سی کی تیغ	نام پڑہ کر یہ ماہی الم	مسند سی خیال مین جو قائم
واہ معنی مین پیدا نئی کر	ڈہنگ آتی مین مسیحائی کی	یورق اعظم سعی کا مسند	ایسی تپ کا جیسی ہو
جتنی اس شہر کی مین اہل کمال	نام اور شعرا صاحب فن	شعرا ساکن بکانہ دیا	تھی کہ سرکار مین ...
منتخب جمع اون سبکا کلام	تذکری سی ہون بلند کی	زندہ آفاق مین ...	جتنی مرد مین ...
... ہی مرتبہ افزائی کی	کیا مسیحائی مسیحائی کی	واہ کیا تذکرہ تیار ہوا	کرم یوسف سی ...
صنعتو صنعو ہی گلستان سخن	نقطہ نقطہ گل خندان ...	یا خداوند جہان رب حمید	بحر منیر و قرآن مجید
... احباب سخن کا ...	مست معنی کی لیی بادہ جام	پایہ شوکت ممید ...	دولت حضرت ...

جام و دولت ... لبریز ... مقصود سی لبریز رہی

تقریظ دلپذیر نتیجۂ فکر آغا علی نقی صاحب متخلص بہ غنچہ

پارۂ دل عوض اشک برون می آید
گریہ ام بر اثر بخت زبون ہیسے ام

کل رات نہ غفلت تھی نہ خواب تھا بیخودی تھی اور اضطراب تھا اسنی گرایا اوسنی تڑپایا زمانی کا انقلاب دکھایا پٹیان چور ہوئین آنکھین ناسور ہوئین غفلت آئی تو درد نی چونکایا درد اوٹھا تو ضعف نی بٹھایا شب دیجور نی اندھیر مچایا نالون نی گلی سی نکلنی کا رستہ نہ پایا نبضین اندھیری مین چلنی سی ہارین قضا نی ٹپ ٹوئیان ماریں روح بھی کئی دفعہ گھبرا کر نکل آئی مگر تیرگی مین عدم کی راہ نہ پائی سیہ خانی مین کہین ماتم تھا کہین غم کہین اندھیر ستم کہین خون دل کا سیلاب کہین طوفان اشک مین کہین حباب کہین بلا کہین رنج کہین آفت کہین شور کہین فتنہ کہین قیامت کہین مرنیکی آرزو کہین جینی کا غم کہین اوکھڑی ہوئی سانس کہین ٹوٹا ہوا دم غرض دل غنچی کی طرح افسردہ ہوگیا مین حسرت کی طرح افسردہ ہوگیا تقدیر سرہانی سر پکڑ کر رونی لگی تدبیر پائنتی جان کھونی لگی اسنی کہا دوہائی

اوسنی پہاڑ کہائی اوسنی کہا تونی کہراو جارا یہ بولی کمبخت تو نی بگاڑا تدبیر نی سیری کی
کہی یہ تقدیر سے ٹہنگو کی کہا غنی سا نیک خصال تیری ہاتہون یون پائمال تونی
اسی اوبہرنی ندیا ہمیشہ حسرتون کا خون کیا ہر مدعا نا تمام رہا اپنی غرض سی ناکام رہا
یہ بالکل تیرا بگاڑ یہ سب تیری اوکہیڑ پہاڑ بعد اسکی جوانی پر ترس کہا اتنو شاہد
مقصود کی صورت دکہا آخر تقدیر قائل ہوئی راہ پر آئی توجہ پر مائل ہوئی ترتیب
سپاہی کہ حضور پرنور سلطان ملک رامپور سی سائل ہو مع سخنون مین شامل ہو سنگر
مینی آنکہ کہولی تو پیچ تہا نہ آفت نہ تیرگی نہ بلا نہ مصیبت شکر خدا بجالایا ثنا و
ستایش کو قلم اوٹہایا سبحان اللہ کیا ہنرپروری ہی کیا سخاگستری ہی لاکہ لاکہ روپی
ایک ایک وقت مین عطا فرماتی سیکڑون فقیر تونگر بنائی زہی لطف و کرامت
خوشا انصاف و عدالت کنجشک باز کی گہر مین مہمان ہی گرگ گوسفند کا نگہبان حیا بدکو
زخمی کو ضرر نہ خس کو شعلی کا خطر گلی کوچی صاف شہر شفاف عمارتین رفیع بازار وسیع
صلحا بیمثال فقرا باکمال صاحبان حرفہ و فن یکتای زمانہ مصور نقاش خوش قلم
مطرب وحید و یگانہ شعرا نادر العصر اہل سخن اہل زبان دہلی لکہنو ایران کی جان یہ
حضور کی قدردانی کا ظہور ہے ہر ایک کی حق مین جود و سخا کا وفور ہے گہر بیٹہی
تنخواہین پاتی ہین دعائین کرتی ہین خوشیان مناتی ہین حضور نی شعرا پر طرفہ کرم فرمایا ہے
گویا احیای اموات کا معجزہ دکہایا ہے حکم ہوا کہ یہان جسقدر سریرآرایان ماسبق ہوگی
اور جتنی شعرا اونسی متعلق ہوی سب کا کلام فراہم ہو شعرای حال کا سخن بہی توام ہو
سب کا منصفانہ انتخاب ہو ہر ایک کی حالات لکہی گئی ایک مجلد نایاب ہوا شاعر کی ظہر
ناثر جادو تقریر جناب منشی امیر احمد صاحب امیر نی حسب الحکم تذکرہ تالیف فرمایا
انتخاب یادگار نام رکہا عبارت آرائی کی داد دی زباندانی کا جوہر دکہایا —
ہنگام تالیف چارسو دس شعرا کی نام تہی سب کی کم زیادہ کلام تہی مگر چہپنی

تاخیر ہوئی آفتاب الدولہ قلق لالہ گوبند لال صبا شیخ امیر اللہ تسلیم وغیرہ ملازمت
شامل ہوئے لہذا چھپنے کی وقت تک چار سو پندرہ شعرای نازک خیال کی نام
تذکرہ میں داخل ہوئے علاوہ دیوان فارسی کی حضور پر نور کی زبان اردو میں چار دیوان اور ایک مثنوی
دستنبوی خاقانی درۃ الانتخاب تو مستنبع سخن سب فصاحت کی جان ہیں
ان چار دیوانوں کا انتخاب بترتیب حروف تہجی یکجا مندرج ہوا ہے حاشیہ پر
ہندسہ لکھکر ہر دیوان کا پتا دیا ہے الہی جب تک زمین سخن میں اسکے
اوتاد کی بنیاد ہو حضور کی مصراع قامت سے دولت و اقبال مستحکم
الحمد کہ یہ صحیفہ انتخاب چوتھی ذیحجہ ۱۲۹۷ھ ہجری کو تاج المطابع میں چھپکر مشتہر ہوا
دیدۂ اہل نظر ہوا صاحبان معنی اگر کہیں غلط پائیں عیب پوشی کو کام فرمائیں

قطعہ تاریخ طبع نتیجۂ فکر منشی گوبند پرشاد صبا

از طبع امیر ریخت باران سخن	گل کرد این نسخہ از بہاران سخن
سال طبعش صبا چنین جستست	آئینۂ حال روی داران سخن ۱۲۹۷ھ

قطعہ تاریخ نتیجۂ فکر محمد شاہ خان کاوش شاگرد میر ضامن علی صاحب جلال لکھنوی

ایک مدت سے سیان رامپور	دھوم تھی جس تذکرے کی چھپ گیا
یوں سنین طبع کاوش نے لکھی	تحفۂ اہل سخن بھی چھپ گیا ۹۷ھ

تمت